سا تکو بخشتا اور رازہو وہ کار کر

ماکی رہنمائی ایسی نعمات بی نہایت

ہو آسطی ادراک معرفت اور دریافت

ما فادر علی الاطلاق کی ہمت مضبوط باندھی

ش بجان و دل بجا لاوی لیکن پہنچنا اوس منزل

ورطی کرنا اس وادی نامحدود کا بغیر ہدایت خضر عقل

ور دلالت چراغ خرد سالم کی کہ محض عطیہ الٰہی او فیض

ماہی ہی ممکن نہیں پس درصورتیکہ رای سلیم و ذہن مستقیم

مید گنج مراد آور نور ظلمت بدعا قرار پائی تو چاہی کہ اسکی تا سمکار

راحت وتکلیف کے انسانکو پختہ اور آزمودہ کار کرتی ہین شعر

می پرورہ بجال آدم خاکی ز سفر بیشتر کاسہ گل ساختہ از گردش

اور سوای اسکے مفادِ سفر اور منافع سیاحت محتاجِ شرح و بیان کے

نہین ہین چنانچہ حق تعالی خود فرماتا ہی قُلْ سِيْرُوْا فِي

کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت کو سیر کرو

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ اور فی الحقیقت زاویہ گزینی مین

بیچ زمین کی اور دیکھو تم کیسا پیدا کیا درمخلوق کو

نہ اسکو اپنی نفس کی قدر ہوتی ہی اور نہ معرفت الہی حاصل

ہوتی ہی اور نہ حقائق اشیا پر مطلع ہوتا ہی اور نہ عجائب

وغرائب صفات باری پر آگاہی پاتا ہی اور ظاہر ہی کہ زمین

بلحاظ شی سی ہمیشہ لگد کوب عالم سفلی رہتی ہی اور آسمان بسبب گردش کے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

که این کجاست ز آرام و آن کجا ز سفر * سفر مربی مردست و آستانهٔ

جاه * سفر خزانهٔ مال است و استاد هنر * درخت اگر متحرک شدی

ز جای بجای * نه جور اره کشیدی نه جفای تبر * اور صریح

دیکھو کہ اس زمانے میں صاحبان عالیشان انگریز بہادر نے

صرف علم و دانش اور سیر و سیاحت سے اکثر مملکت بحر و بر معلوم

تسلط پایا اور ہزاروں اشیا و اجناس نوادر پر تصرف

حاصل کیا الحمد للہ کہ یہ نیازمند درگاہ بے نیاز الراجی

الی رحمة اللہ الغفار غوث محمد خان المخاطب بہ محتشم الدولہ

شوکت جنگ ابن افتخار الدولہ نواب عبد الغفور خان بہادر دلیر جنگ

رکھیں چاروہ ابتدا ہی سن تمیز سی بعد فراغ علوم ضروری
فقہ وحدیث اور رسالہ ہای ریاضی وحکمت اور کتب ادابیہ
اخلاق اور ناچہاے حقایق اسلاف کی کمال ہوس سیاحی
اور شوق سفر کا دامن گیر حال رکھتا تھا اور شب وروز یہی
اسی فکر کی مصروف رہتا تھا مگر بسبب صغارت سن
اور متعلق ہونی جملہ امور ریاست کی اپنی ذات خاص پر
یہہ دولت میسر نہین ہوتی تہی الحمد للہ جبکہ کشور عمر سی
مراحل سنین بست و نہہ طی ہوئین اوسوقت مین بتایید
فضل ایزد بیہمال کی اور لطف ومہربانی صاحب شفیق

اجرام علوی منور رہتا ہی کل جب تک نشیمن شاخ سی نقل مکان

نہین کرتا زیب و دستار سمن بران نہین ہوتا اور جبتک صبا گرہ بادی

جنبش و حرکت نہین کرتی کوئی اوسکا ہواخواہ نہین ہوتا شعر

مرد کامل در وطن ہرگز نمیگیرد قرار میوہ چون پختہ شود از شاخ میگردد جدا

آب تالاب ایک جگہہ کی استادگی سی گندہ ہوجاتا ہی اور پانی

ندیکا بسبب روانگی کی آخر کو بحر ذخار مین واصل ہوتا ہی غرض جس نیا

کیسنے عدم سی وجود مین اگر تماشای موجودات نہین کیا وہ کالمعدوم

ہی اور جس مرد نی اپنی زندگی ایک گوشہ مین بیٹہہ کر بسر کی وہ

گویا زن مستور ہی نظم بکرم خاک بر وون نگاہ باید کرد ؞

که این کجاست ز آرام و آن کجا ز سفر * سفر مربی مردست و آستانهٔ
جاه * سفر خزانهٔ مالست و استاد هنر * درخت اگر متحرک شدی
ز جای بجای * نه جور اره کشیدی و نی جفای تبر * اور صریح
دیکهو که اس زمانے مین صاحبان عالیشان انگریز بهادر نے
صرف علم و دانش اور سیر و سیاحت سے اکثر ممالک بحر و بر پر
تسلط پایا اور هزارون اشیاء و اجناس نوادر پر تصرف
حاصل کیا الحمد لله که بندهٔ نیازمند درگاه بی نیاز الراجی
الی رحمة الله الغفار غوث محمد خان المخاطب به محتشم الدوله
شوکت جنگ ابن افتخار الدوله نواب محمد الغوث خان بهادر دلیر جنگ

رئیس جادوره ابتدای سن تمیز سی بعد فراغ علوم ضروری
فقہ و حدیث اور رسالہ ہای ریاضی و حکمت اور کتب ادابیہ
اخلاق اور ناتہا حقایق اسلاف کی کمال ہوس سیاحی
اور شوق سفر کا دامن گیر حال رکہتا تہا اور شب و روز بیچ
اسی فکر کی مصروف رہتا تہا مگر بسبب صغارت سن
اور متعلق ہونی جملہ امور ریاست کی اپنی ذات خاص پر
یہہ دولت میسر نہین ہوتی تہی الحمد للہ جبکہ کشور عمر سی
مراحل سنین بست و نہہ طی ہوئین اوسوقت مین ہماتہہ
فضل ایزد بیہمال کی اور لطف و مہربانی صاحب شفق

مہربان والاشان رفیع المکان صاحب الکتاب العلم والسیف
والقلم فلاطون دہر ارسطوی عصر ہملٹن صاحب بہادر دام رافتہ
زر یدنت اندور کی کہ راقم پر کمال شفقت بزرگانہ او محبت بی نہایت
رکھتی ہین اونکی صلاح اجازت سی یہہ نعمت عظمی او سعادت
کبری میسر ہوئی ہرچند کہ ہم پاشکستگان زاویہ مجبوری سی
اور آبلہ پایان وادی معذوری کو کہان طاقت کہ باوجود ملک
وہزار سودا کی تماشا اس وسعت آباد عالم کا تمام وکمال کرین یا
بلاد واقالیم سبع کا کماحقہ عمل مین لاوین مگر بموجب اپنی حوصلہ
و قلت فرصت کی عالم جریدگی مین ہمراہی رفقای چند کہ انکا ذکر آگی

اکثر شہرون نامور آور امصار مشہورہ ممالک ہندوستان کا ہو

آور صورت حال ہر شہر و دیار کی آو حقیقت ہر منزل و مقام کی بطور

روز نامچہ کی بدست خود قلم بند کرتا گیا پہر بعد الفراغ اس سفر بہجت اثر

او معاینہ صنایع و بدایع قادر برتر کی اپنی دار الریاست مین مع الخیر

مراجعت کر کی آون سودات کو ان چند اوراق پر بطریق یادگار کے

بجہت افادہ شناخت بوقلمونی خامہ نقاش بی انباز آور ادراک

حکمت کاملہ حلیم علی الاطلاق کے آور واسطی ترغیب و تحریص مربع نشینان

چار بالش راحت آور بیداری خوابیدگان بستر عافیت کے

مع نقشون بعضی عمارات و مکانات وغیرہ کی مرقوم و مرتسم کیا آور جواز کار

الوا

ومعقولات که احاطهٔ حقائق سفر سی علاوه اوسکی ضمن مین بعض امور ضروری

هین اونکا بهی بیان کرنا واجب جانا اور نام اسکا سیر المحتشم رکها

گذارش پیش خدمت ناظرین اس مختصر کی یهه هی که

الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اگر کوئی محل اعتراض و حرف گیری

دریافت فرماوین تو دریغ شیوهٔ اخلاق و عنایت روا نرکهکر

پردهٔ اصلاح سی عیب پوشی کرین * شعر * بهوش کر خطای

رسی و طعنه مزن * که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود * محمل

سفر بستن مسافر قلم بر ناقهٔ همت تحریر و رقم

برای طی مسافت نگارش احوال منازل و مقام

مراحل تمہید حقائق قدرت ایزد سبحانہم اول نظر

رعایت خیر خلائق اور بخیال حفاظت و حراست رعیت اور

انتظام و اہتمام تعلقات اور بندوبست محالات کی کار

گذاران حقیقت آگاہ اور منتظمان ہوا خواہ اور عاملان

کفایت شعار اور مستحفظان تہور آثار کو مقرر اور موکد کیا اور اہل

سیف و صاحب قلم کو اپنی اپنی عہدی او منصب پر خبردار و مستعد کیا

اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ پڑھ کی جملہ امورات اپنی حضرت

سونپتا ہوں میں امر اپنا طرف اللہ کے ۱۲

کریم کارساز کو سونپی اور وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ

جس کسی نے توکل کی اوپر اللہ کے پس وہ کفایت کرتی ہی

فَهُوَ حَسْبُهٗ اوسکو ۱۲ کہ بتاریخ ستروین ماہ صفر ۱۲۶۹

بارہ سی اٹھہ سنہ ہجری مطابق یازدہم ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۵۱
عیسوی یعنی پوس بدی تیج سمت ۱۹۰۸ موافق سنہ ۱۲۵۹ فصلی
ساعت مسعود اور آنِ محمود مین جاورہ سی کوچ کرکی پہنچ
موضع بہادرپور متعلقہ جاورہ کی کہ سمت مشرق کو واقع ہی
مقام اول قبول کیا * * نقشہ سواری سفر *



صبح کو ہانسی روانہ ہوکر قریہ تلاح کہیڑی متعلقہ جاورہ مین کہ

کنارہ رود چنبر پروا قع ہی وایرہ کیا چنبر کی وجہ تسمیہ یہہ ہے

کہ اسکی شکل اکثر جا مدور ہی اور چنبر کی معنی وایرہ محیط اور

چرخ زدن کی ہین بعضی جا یہہ ندی بہت عمیق ہی اور

اکثر جا پایاب ہی اور مخرج اسکا چشمہ کوہ حاصل پور واقع

مالوہ چند کروہ چہاونی مؤ ہی اور اس نواح کو طی کرکی

کوٹی تک پہنچی ہی اور ہانسی گوالیار کو جاکر بسمت پورب

متصل اٹاوہ مینپوری کی دریای جمن مین شامل ہوئی

ہی + غرض اوسکے جنگل مین وہ تمام دن

بطانؑ

شکارِ آہو اور گورن مین بسر کیا صبح کو جو عزیز و اقارب اور احباب ملازم
برسم مشایعت ہمراہ آئی تہی اونکو اس منزل سی رخصت کیا اور وہانسی
کوچ کرکی موضع کساری مین کہ یہہ علاقہ دیواس کا ہی فروکش ہوی
بیسوین تاریخ صفر کو مہدپور مین کہ متعلقہ اندور ہی داخل ہوی
اور وہان زبدہ مصاحبان جلیل المرتبت عمدہ حکام رفیع المنزلت
سلیم الطبع حلیم المزاج کریم الخلق عمیم الاشفاق کرنیل سندرس صاحب
اجنٹ بہادر سی کہ راقم پر ہمیشہ عنایت و الطاف مشفقانہ
مصروف رکہتی ہین مسرت اندوز ملاقات ہوا صاحب موصوف
بہی اوسی روز عازم بندر بمبئی تہی اور چونکہ رفیق و آشنا اور

افسران فوج منتخبت متعلقہ راقم تھی سب بدستور قدیم اگر
ملاقی ہوی صبح کو ہمارا کوچ جگلوئی علاقہ مہدپور کو ہوا صاحب
سابق الوصف بنی کو روانہ ہوی زمین جگلوتی کی بہت سرسبز
وشاداب دیکھی اور زراعت نیشکر کی بکثرت ہوتی ہی
وہانسی کوچ کرکی نوگاون متعلقہ اندور مین فرودگاہ ہوئی
زمین وہانکی بہت پست وبلند پائی سوای فرسنگ ریزی کی
کہین زمین مصفا وسطح نظر نہ آئی وہانسی کوچ کرکی چہاونی
کناردی متعلقہ اندور مین فایز ہوی یہہ چہاونی بہ نسبت
سابق کی بہت خراب او رویران معلوم ہوئی بجز پچاس سوار

اور اسیقدر پیادہ اور دو توپے وہان کچھہ نہ دیکھا بیشتر
عہد ملکین صاحب بہادر مین نہایت آباد و بارونق تہے
اور فوج سوار و پیادہ قریب بارہ سے کے یہان مقیم تہی مختصر
بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * وہانسی کوچ کرکی ارادہ
کہ قصبہ سنہرہ مین مقام کیا جاوی قصبہ مذکور قدیم سے اہل اسلام
کی بستی ہی اور اکثر شرفا او افغان اوسمین سکونت رکہتی تہے
اب بالکل خراب ویران پڑا ہی اوسکے دیکہنی سی اہل دلکو
ہدایت ہوتی ہی دل بر داشتگی دنیائی دنی پر اور آگاہی
ہوتی ہی بی بنیادی اور بی ثباتی عالم اسکاپر اور مطلع ہوتا ہے

کون وفساد کی حقیقت پر اور رجوع کرتا ہی اکتساب علم
معرفت پر اور سبب اوسکے ویرانی اور تباہی کا ظلم وتعدی
حکام وعامل اور کم توجہی روسای غافل سی ثابت ہوا
بیت خرابی زبید وبیند جہان * چو بستان خرم
زباد خزان * مده رخصت ظلم در هیچ حال * که خورشید
ملکت نیابد زوال * وہان کی رہنی والوں سوای شخص رستم علیخان
نبیره بخشی محمد اعظم خانکی که امراء ریاست بہوپال اور سرداران
امیر خانی مین سی تہی کوئی نظر نه آیا اگر اونکا بہی حال دیکہنی سی
نہایت عبرت ہوتی ہی که کہال مفلوک الحال اور نان شبینه کو محتاج

شعر کسی مباد اسیر شکنجۂ افلاس * کہ آدمی بسر دار بہ از نادار

قول فی الحقیقت مال و منال دنیا محض عارضی ہے اور اسپر

اعتماد کرنا صرف نادانی ہے مگر انسان کو چاہیے کہ مال وجاہ

ابا و اجداد پر کچھہ فخر و مباہات نکرے اور اپنی ذات سے علم

ہنر حاصل کرے کہ اس دولت کو کبھی زوال نہیں ہوتا اور

اہل دانش و فرہنگ ہر جگہ معزز و محترم رہیگا اور اگر بالفرض

شومی طالع سے مال دنیا میسر نہو تو بھی یہہ چشم خلایق میں

ذلیل و خوار نہ ہوگا اور بسبب تائید علم و عقل کے اپنی نفس کو

مضطر اور مبتذل نہ ہونے دیگا مصرع کسب کمال کن کہ عزیز

جہان شوي اور اکثر امیرزادہ ناقابل بروقت نامساعدت

اور انقلاب ایام کی غریب قدیمي سي بہي زیادہ تکلیف اوٹہاتی ہیں

اَلشَّرَفُ بِالْفَضْلِ وَالْاَدَبْ لَا بِالْاَصْلِ وَالنَّسَبْ

بزرگی ساتہہ فضل و ادب کی ہی نہیں ساتہہ اصل و نسب کی ۱۲

بیت میاموز جز علم گر عاقلي * کہ بی علم بودن بود مبتلی

غرض جب معلوم ہوا کہ قصبہ مذکور مین پانی بہي میسر نہین آتا

اور سوای ایک چاہ کی دوسرا نہین دکہائی دیتا سو

وہ بہي مقام گاہ سی بہت دور ہي اسواسطي وہان قیام کیا

اور موضع ہنوائي مین آکر مقام کیا اور اوس روز جو کنارہ

کی چہاونی سی کوچ ہوا تہا تو سڑک بہت صاف اور ہموار تہي

اور راستہ بی مشقت وپاسانی قطع ہوا شاہجہان پور مقام

ریاست تارہ بائیصاحبہ زوجہ مہاراجہ جہنکوراوبہادر

اثناء راہ مین ملا دیکہا اوسکا لازم جانکر بی تکلف بساوہ قصبہ کہ

کسیکو امتیاز نہو شہر کی اندر گئی عمارات مثل مکانات

مواضعات کی غیر دلچسپ ناپسندیدہ دیکہی اور تمام کوچہ

وبازار اگرچہ قذورات ونجاسات سی مکدر ہی لیکن بسبب

نکوئی نیت اور پاکیٔ طینت بائیصاحبہ موصوفہ کی رعایا برایا

بہت آسودہ اور خوش حال نظر آئی اور جو قلعہ کہ محل سکونت

بائیصاحبہ ہی چاردیواری اوسکی سنگین پختہ اور نہایت بلند

و مرتفع معلوم ہوئی اور دروازہ بھی اوسکا بہت اونچا اور
خوش تعمیر و مستحکم دیکھا بقدر دو گھنٹہ کے وہاں کا سیر و تماشا
کرکے باہر آئے غرض جبکہ سواری میں پہنچے تو بائی صاحبہ
کو بعد ہماری آنے کے شاہجہان پور میں خبر ہوگئی تھی
سمی حکیم جی کہ قاضی قدیم شہر بھی وہی تھے مع سوار و پیادہ
اور چوبدار و ہرکارہ کے آئے اور بائی صاحبہ اور بابو صاحب
اونکی بھائی کیطرف سے بہت شکایت محبانہ اور کلمات
دوستانہ کہ قدیم سے حال خفیف پر شفقت و الطاف
فرماتی ہیں درمیان لائے اور وہاں نہ اوترنے سے

اہل تحقیق سے متحقق ہوا کہ یہہ شہر اڑہائی ہزار برس سے آباد

کیا ہوا راجہ سارنگ کا ہے اور یہہ شہر بہت آباد و معمور تھا

مدت سے بسبب تظلم عمال ناحق شناس اور بدعت محصلان

ستم اساس کے اکثر ویران ہو گیا ہے مگر اب بہی بہت

اہل اسلام موجود رہتے ہیں چنانچہ دونکی اکثر اکابر

و اشراف سے ملاقات حاصل کی اور صحبت قاضی سید

محمد باقر سے کہ نہایت مرد شریف و صالح ہیں طبیعت

بہت محظوظ ہوئی اور شہر میں مقابر و مزارات بزرگوں کے

بکثرت ہیں لیکن چند مزار مشہور ہیں اور اونکی عمارت

بہت سنگین بنائی ہوئی سلاطین قدیم کی ہی چنانچہ
مقبرہ زین خان بہتی کا لب ندی واقع ہی البتہ زیادہ
لاکہہ روپی سی اوسکی تیاری میں صرف ہوا ہوگا اور
مزار سید علاؤ الدین اور سید عبد اللہ کی اور سید موہن
اور سید معصوم اور سید جگر چوپان اور مقبرہ شاہزادہ
باز بہادر کا ہی وہین ہی یہہ باز بہادر سلاطین مالوہ
مین سی تہا اور سارنگ پور اسکا دار السلطنت تہا
جلال الدین اکبر اول نی اسکا ملک مسخر کرکی اسکو
اپنا مطیع و منقاد کرلیا تہا اور ایک مسجد جامع بہی ہان

بہت وسیع و فسیح بناکردہ شاہان ماضی موجود ہی اور
وہانکی باشندونبی ایک اور عجیب ماجرا سنا بلکہ قاضی صاحب
سابق الذکر نی بہی کہ بہت ثقہ اور ذی علم ہین بخلاف
قصبات مالوہ کی کہ سوای کشتکار کی اونکی مزرعہ مادہ
اور زمین خلقت مین قصبہ رائن قصبای تخم علم و دانش کا اصلا
نہین ڈالا گواہی دی کہ مین نی بچشم خود دیکہا تہا کہ قبر
سید چکر چوپان کی جس جگہ پیشتر تہی وہانسی اتبک سرکتی
جاتی ہی چنانچہ پہلی وسط چبوترہ مین تہی اب ایک کونی مین
ہوگئی ہی اسواسطی وہانکی باشندی اونکو پیر سرکی کہتی ہین

یہہ امر خوارق اہل نسبت سی کچھہ بعید نہین۔ تی کرامۃ

الاولیاء حق ان اولیاء اللہ لا یموتون

کرامت اولیا کی حق ہی تحقیق دوستان خدا نہین مرتی ۔۔

شعر ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ

عالم دوام ما اور ایک خوشبو سار ہرن کو وہان عجیب الہیئت

اور غریب المنظر دیکھا کہ اوسکی مشاہدہ سی خوف و عبرت

بھی ہوتی ہی اور صنعت خامۂ مصور قدرت بھی ثابت ہوتی ہی

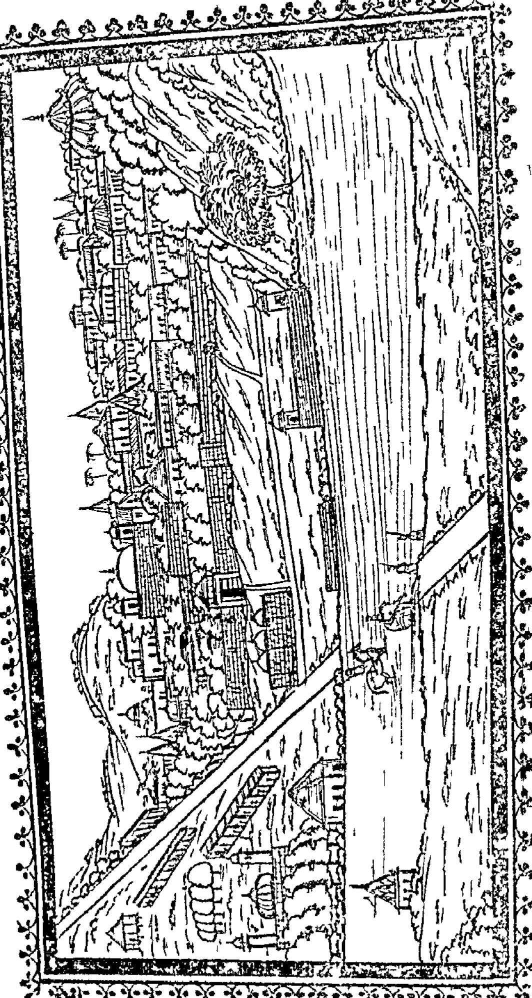
اور یہہ صورت عجیبہ اور شکل غریبہ اوسکی خلقت اور پیدایش

سی تھی قول حکما ایسا کہتی ہین کہ نطفۂ انسان مین جوہر عضو

خاص کا شامل ہوتا ہی اگر کسی عضو مین کوئی مادہ یا عارضہ یا کمی ابتدا

یا کلم و پیشی داخل ہی تو آثار اوسکا ضرور ہی کہ ہیولای
صورت مولود مین بہی ظاہر ہو واللہ عالم بالصواب
ہہنی تصویر اوس شخص کے بہی واسطہ شائقین عجایب
المخلوقات کی اور ناظرین اس کتاب افادت ایاب
مع نقشہ شہر کی سمت تدبی کہیچواکر داخل کتاب کرکے دی
تاریخ ہفت و ششم کو وہانسی بجوہر علاقہ
زمیندکدہ متعلقہ گوالیار مین ہہنچی جنگل مین پادری
انکا ث صاحب فروکش تہی اسواسطہ ہمنی خیمہ
ایستادہ کروای مگر پادری صاحب نے تاطیار





خیمہ میں ہمسے بہت صحبت گرم رکھی اور کمال تواضع اور اخلاق سے پیش آئے اور اذکار دل آویز اور حکایات شوق انگیز اپنی ولایت امریکہ سے نہایت طبیعت کو اوسطرف کے جانیکی مائل اور مشتاق کیا اور وہاں کی اخلاقِ مردم اور اوصاف آب ہوا اور تعریف اشیا و اجناس اور وصفِ حسن ذکور و اناث سے نہایت دلکو مسرور و محظوظ کیا شعر صحبت

یک لحظہ با اہل خرد ٭ بہتر از عمرِ خضر تنہا شمار ٭

معلوم ہوا کہ ارادہ سیر ملک ایشیہ کا رکہتے تہے بعد طے ہونے بساط مجلس کے ہم اپنے ڈیرونمین آئے اور نہایت بچہ رکے دریافت کیے

توکانو برا ہی اور سامانِ اکل وشرب کا سب میسر آتا ہی

لیکن شب کو چورونکا ایسا غلبہ ہوتا ہی کہ مسافرونکی

خوابِ راحت کو قدم تا درِ خانۂ چشم رکہنا مثلِ بُعد المشرقین

ہو جاتا ہی اور منزل گزینونکو آئینۂ بیداری مین بہرِ چشم روزن

اپنی موت کا چہرہ نظر آجاتا ہی فنِ دزدی مین وہ لوگ کمال

رکہتی ہین کہ اگر کوئی شی صندوقِ خاطر مین مقفل ہو تو اوسکو

بہی کلید عیاری سی کہولکی لیجاتی ہین اور اگر کوئی چیز طاقِ فلک

بلند پر رکہی ہو تو اوسکو بہی کمندِ اندیشہ سی بی اندیشہ اوتار

لیتی ہین الامان اونہین کی خوفِ شب دزدی سی کاسۂ

طلائی آفتاب کو شام سے غار مغرب میں چھپا دیتا ہے اور عقد ثریا
اونہین کے اندیشۂ گرہ کشائی سے ستارونکو کا نہنہ کر بام فلک
جا بیٹھتا ہے غرض متاع مسافران مظلوم اون ظالمون کے ذریعے
اور بضاعت غریبان بیوطن اون ناخدا ترسونکی جاگیر ہے شعر
نیست ارباب ستم را بہرہ از رزق حلال تیغ دایم آب در جو
دارد و خون میخورد مگر یہہ مظلمہ اونکی گردن پر ہے کہ جو مالک
اوس ملک کے ہین اور محاصل مزروعہ زمین کا حاصل کرتے ہین
قول اللہ تعالی نے عنان اختیار خلق اور زمام تسلط
مخلوق کی حکام ذوی الاقتدار اور روسای عالیمقدار کے

بات میں اسواسطی دی ہی کہ عرصہ روزگار کو خس خاشاکِ
ظلم وتعدی سی پاک کریں اور چوبِ سیاست سی گلۂ
رعایا کو پنجہ ستمگرانِ گرگ پیشہ سی محفوظ رکھیں اور برقِ
تیغِ عدالت سی خرمنِ وجودِ سرکشانِ ناخداترس کو جلا دیویں
اور بیداری شحنۂ نصفت سی فتنۂ ظلم کو بستر ناکامی پر غنودہ
کریں اور شب گردی طلیعۂ خبرداری سی آشوبِ غدر کی
بالشِ خوابِ عدم زیر سر رکھیں بیت زتاثیر عدل است
آرامِ ملک ۞ کہ از عدل حاصل شود کامِ ملک ۞ نہ کہ مست
بادۂ عیش وغفلت اور سرخوشِ جامِ ہوا وہوس ہوکر ہم آغوشِ

زنان رہ زنانِ دین و دول اور بہشتی بدعمانِ سراپا دجل
مین اپنی حماقت کو فراست جانا کرین مگر یہہ باتین مشغول ہین
غیرت اصلی اور شجاعت جبلی پر اور مشتمل ہین ساتہہ عقلِ معاش
اور علم معاد کی یعنی خدا تعالے کی دین و دولت کو شامل رکہتا ہے
جسکا دین درست ہی اوسکو رفاہیت دنیا بہی حاصل ہی
پس اگر رئیسانِ ہندوستان بہی مثل اپنی متقدمین کے ضبط
قوانینِ شریعت اور شاستر کرین اور عدل و حق رسانی خلق اللہ
اور راحت و آرام مسافرین و مشایخ کو ملحوظ رکہین تو پہر آمدِ
ملک مین آبادی اور دولت مین زیادتی اور خلایق مین یکجہتی

بجمال خوبی و اسلوبی حاصل ہوئی ہیت تر اممالکت پایداری
کند* اگر معدلت و ستیاری کند* جشنم کش گرانی برآرد
زدل رند سوز او شعلہ وار آب کی اوپر نیچا ہین ما تک پور
و بحور کی جھاڑی دہاکی اور نالہ و ویرانہ بہت نظر آیا اور
کسی نالی پر سڑک مین پل ہی اور کسی پر نہین ہی اور اس
راستہ مین گاؤن بہت بہت فاصلہ سی واقع ہین
غرض و ہانسی کوچ کرکی بیاورہ علاقہ راج گڈہ متعلقہ گوالیار
مین مقام کیا بیاورہ ایک قصبہ خورد کنارہ ندی کی واقع ہی
مگر بالفعل منشی جان علیخان اسسٹنٹ راج گڈہ نی جو اپنی کونسٹ اختیاری کی

غایب ہوگئی ہرچند کہ انسداد اِن چورونکا اوپر توجہ رئیس
مین ہوسکتا ہی مگر بہتر حیلہ کا ہی خمارِ تریاکِ دافع اور نقصانِ فعلی
نشہ دارو بی دانشی پر وہ بی بصیرتی آنکہون سی اوٹہاوی
اور پنبۂ غفلت گوشِ ہوش سی نکالی قول ہر انسان کو
لازم ہی اور خاصکر سرداران صاحب ملک کو تو فرض وواجب ہی
کہ آبادی خلق اور افزونی ملک مین ساعی رہوین اور ہمیشہ کو
اس کوشش مین مجہول و قاصر نکرین اور انجام ہر کار نیک و بد کو
اپنی ذات خاص سی تمیز کیا کرین اور شجرِ عمل ہر خیر و شر کو
ہر وقت بارور اور پر ثمر سمجہا کرین ابیات اگر بدکنی چشم نیکی مدار

که حنظل نمی آرد انگور بار * سپنداراي درخزان کشته جو

* که گندم ستاني بوقت درو * مثل اینچنین گفت آموزگار

* مکن بد که بدبیني از روزگار * کسي نیک بیند بهر دو سرای *

از نیکي رساند بخلق خدای * پهر وهانسی کوچ کرکی ام گڈھ

علاقه راج گڈھ متعلقه گوالیار مین پهنچی هرچند که وه ایک قریه

کوچک زیر دامن کوه هی اور قابل فرودگاه لشکر و فوج نهین

اتفاق منزل کا هوا صبح کو وهانسی کوچ کرکی برست کی

مقام کا اراده تها وهان پهنچکر دیکها تو صاحب مهتمم لشکر

بنگله مین فروکش هین وهانسی تین کوس کی فاصله پر رام گڈھ علاقه

کو ایسی زمین مقام ہوا اس منزل کی راہ مین سوای جہاڑیکی
کہین زراعت و آبادی نہ دیکھی قصبہ رام نگر مین بجز تین مکان
شکستہ و کہنہ کی کچھہ آبادی معلوم نہوئی مگر اوسکے
نواح مین بسبب کثرتِ باغات کی مسافر کو آرام مل سکتا ہی
لیکن یہانکی زمین نی بہی چورونکی ہاتھہ سی امنیت نہین پائی
اور مسافرین کی عافیت نی اونکی دغدغہ سی یہان بہی وفات
پائی مصرع بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست * آخر وہانسی صبح کو
کوچ کیا تو سڑک کی چپ و راست اسقدر ہجوم و انبوہ جہاڑیکا
دیکھا کہ گذرنا اوسمین سی طاقت بشری سی خارج ہی تین کوس تک

ر جنگل اور بیہڑا اور جہاڑ اور پہاڑ کی سوا کچھہ نشانِ عمارت
بادي کا نظر نہین آیا مگر جہاڑي کی کناری ایک پہاڑ
حصار واقع ہی کہ اوسکو قلعہ راگوگدہ کہتی ہین اوسکو
لی دیکہا تو اوسمین عمارت و مندر بہت ہین اور فصیل اوسکی
یم ہی اور جانبِ یسار اوس قلعہ کی ایک تالا بِ خورد
قع ہی کہ موسمِ تابستان مین ایک قطرہ آب اوسمین
پایا تا ہوگا اور نیچی اوسکی شہر راگوگدہ بستا ہی کچھہ قابل
دیکہنی کی نہین ہی پوشش مکانات کی صرف سفالین اور
شہر پناہ کی فقط بنیاد باقی ہی کہتی ہین کہ جان بتیس صاحب

نی مہاراج دولت راوکی زمانی مین اِس شہر کو خراب و
ویران کیا بالفعل اوسمین راجہ اجیت سنگہ قوم کہچی اپنی ریاست
و حکومت رکہتا ہی یہہ نقشہ قلعہ او شہر راگوگڈہ کا منقوش ہی



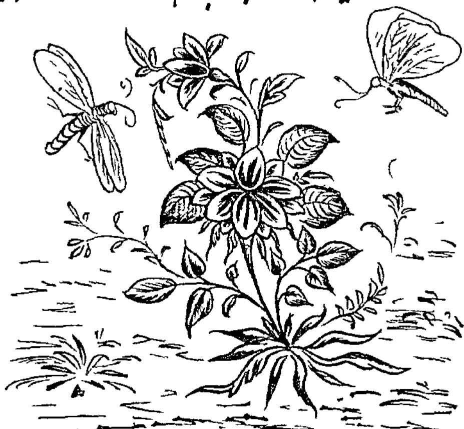


نی مہاراج دولت راو کی زمانی مین اِس شہر کو خراب و
ویران کیا بالفعل اوسمین راجہ اجیت سنگہ قوم کہیچی اپنی ریاست
و حکومت رکہتا ہی یہہ نقشہ قلعہ و شہر راگوگدہ کا منقوش ہی



وہانسی کوچ کرکی بجر نک گدہ مین پانچ کوس پر مقام کیا
راگو گدہ سی ایک کوس کی بعد تین کوس تک جہاڑ ہیا
لو ماہ قد اور صحرای خارستان بہت تہا اور زر زراعت کا
مین نشان نہ پایا جب بجر نک گدہ ایک کوس باقی رہا
جہاڑی موقوف ہوئی مگر نشیب و فراز کوہستان کا اس کی سر
واقع ہوا بجر نگ گدہ تعلقداری عالیجاہ سیندیہ بہادر مین
یک شہر قدیم ہی اور مکانات سنگین اور بازار کشادہ اور
حویلی وسیع و پختہ بلند اور خوش قطع کہ محل سکونت
اری دیکہنی مین آئی اور اس شہر مین اگرچہ سب اشیا

خوردني ميسر آتي هين مگر شيريني بهت تحفه بنتي هی اور
قريب دروازه شهر کی ايک بڑا حوض وسيع مثل ڈگی کے
مربع واقع هی اور سمت مشرق کو شهر سی متصل ايک قلعه
قلّه کوه پر سنگ خارا کا واقع هی اور اندر قلعه کی تعمير
سنگ سرخ کي بهت هی چنانچه يهه نقشه قلعه اور شهر کا موجود هے



جب بجرنگ گڈہ سی کوچ کیا تو دو کوس پرگنا کی چہاونی
مي گنا ایک چہوٹا سا قصبہ ہی اور اوسکی جانب
شرق ایک بنگلہ واسطی فرودگاہ کی بنا ہوا ہی اور سمت
شرق کو چہاوني واقع ہی اوسمین پانسو سوار مہاراج
سیندیہ بہادر اور کچہہ سوار کنتنجنٹ گوالیار کی ہمراہ صاحب
کمان افسر کی رہتی ہین وہانسی گذر کی موضع دہمنار متعلقہ گوالیار
مین مقام کیا وہ موضع ٹیکری پر بستا ہی اوسکی گرد
باغات کی کثرت ہی اور پانیکی قلت فقط ایک کواں ہی
اور تالاب کا بسبب کمی آب کی گرمي مین عدم وجود برابر ہی

اس موضع مین بہی سوار راجہ کی رہتی ہین اور وہان سی

طرف مغرب کی ایک کوس کی فاصلہ پر قصبہ بہدروان

واقع ہی اور موہن سنگہ نامی علاقہ دار اور پوروہا

رئیس ہی اور دس ہزار روپی کی جاگیر سرکار مہاراج سی بخشش

پاتا ہی چنانچہ اوسمین ایک قلعہ بہت قطعہ دار بعمارت

سنگین لائق دیکہنی کی واقع ہی ہرچند کہ یہہ قصبہ

سڑک سی دور ہی مگر ہم واسطی دیکہنی اوسکی گئی اور نقشہ

بہی اوسکا کرکی درج کتاب کیا   نقشہ



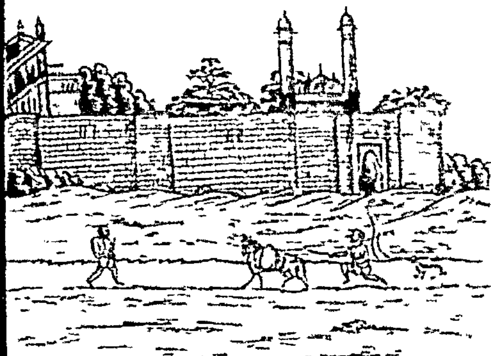
وہانسی کوچ کرکی بہدرواس مین مقام کیا اور بکلیہ
مین دو تری بہدرواس ایک قصبہ قلیل ہی اور
کثرت کہوسیونکی اور ارزانی دوده دہی کی وہان بہت
سوا ہی کہانیکی سب چیزین بہم پہنچتی ہین وہانسی
کوچ کرکی کولارس مین پہنچی کولارس قصبہ بزرگ
اور آباد ہی قدیم اور عمارت سنگین ہی اکثر سبب ہنگامہ لاوارثی کی مانند
کلہ دندان شکستہ پیرکہن سالکی بیکار پڑا ہی اور اوسکی گردنواح
کثرت گرد وغبار اسقدر رہتی ہی کہ گویا ثانی
کرہ خاک اوس شہر کی مرکز دایرہ کی مقابل ہی شاید

معمارِ قضا نے اوس شہر پر سدِّ راہِ حوادثِ آسمانی بنائی ہے
یا گردشِ فلکی ہمیشہ اوسکی خاک بدامانِ ہواخواہان کرتی ہے
اِس مقام سے دو سڑکیں منشعب ہوتی ہیں ایک اکبرآباد کو
جاتی ہے اور دوسری کوالیار کو لیجاتی ہے اگرچہ کولار س
قابل نقشہ کی نتہا مگر بسبب ہجوم اشجار و ہمواری مرغزار سے
دور سے خوشنما معلوم ہوا تہا اسواسطے تحریر کیا ۔



جب کولارس سی کوچ بطرف جہاوینی سیپری ہوا تو ایک سرای
رفیع الشان کہ بجای خود ایک قلعہ مستحکم اور حصن حصین ہے
مع مسجد کی اثناء راہ مین ملے اثار رہمت بلند اوسکی بنا کرنیوالی کا
اوسکی رفعت سی ثابت اور استقامت طبع مستقل اوس
شخص کی اوسکی استحکام سی ظاہر سنا کہ کسی امیر سلاطین
قدما کی بنائی ہی اور اوس سرا سی ایک قریہ بہی ملحق ہے
اور اوسکے سب مکانات سنگ و گل سی مرتب ہین عمارات
سفالین یعنی کہپریل اس ضلع سی تا بہ کوالیار موقوف ہے
اور پوشش سقف جملہ مکانات خورد و بزرگ کی تختہ سنگ

بنائی گئی ہین اور اس نقشہ سی صورت اوس سرا کی
ثابت ہوتی ہی



وہانسی گذرکی چہاونی سیپری مین داخل ہوی وہانکی

ساکنین سی دریافت ہوا کہ بہ نسبت سابق کی آبادکم ہی

صرف ایک پلٹن گشتجنٹ اور ایک ترپ سوار رہنکا اور

ایک توپخانہ پیادہ رہنکا رہتا ہی اور صدر بازار بہی بیرونق

مگر سکلہ صاحب لوگونکی اکثر عمدہ اور مرتب ہین اشیاء

ولایتی صفت عنقا رکہتی ہی اور کوئی شی میسر بہی ہو تو اوسکی

گرانی سی سرگرانی ہوتی ہی سہ پہر کو اتفاق شہر سیپری

دیکہنی کا ہوا کسی زمانی مین شہر اچہا ہوگا مگر بالفعل حقیقت مین

سیپری ہی مکانات راجہ نل والی نرور دیکہی سبحان اللہ

جہان سرہای پرغرور جہک کی چلا کرتی تہی و هٔ اب پا افتاده
پڑی ہین اور جن ایوانوں مین پری پیکران حور وش کی
خوابگاه تہی وہان اب دیو وبلا کی گذرگاه ہی جس جای
آدمیونکو آرزو جانیکی رہتی تہی اب اوسکو مار ومور بہی
نہین پسند کرتی قول غرض اوسکی خرابی ویرانی کا تماشا
آیینہ چہرہ نمای غفلت و نادانی ہی اور اپنی تعلقات نفسانی پر
سراسر حسرت وپشیمانی یعنی مصرع بآنہا چہ کردی
کہ با ما کنی * مردان حقیقت آگاه نی اول ہی سی اسکی انجام
کو دریافت کرکی اسکی دام ولفریب مین پاؤن نہین رکہا

آورا وسلے عشوہ جان گسل پر فریفتہ نہین ہوی اور جو بعضی

دانشمندون نے اِس عروس زیبا کو مقبول بہی کیا ہی تو اسکی

دولت جہیز سی بسبب بخشش و کرم کی سعادت دوجہان حاصل

کی ہی اور اپنی جای پر خیر جاریہ اور نیکنامی کو باقی چھوڑا ہی

شعر زندہ جاوید گشت ہر کہ نکو نام زیست کز عقبش ذکر خیر

زندہ کند نام را اور جو شخص باوجود قدرت کی اس سعادت سی

محروم رہا وہ خسر الدنیا والآخرہ ہوا اوس سی جمادات

ونباتات بہتر ہی مصرع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

بعد اِس مشاہدہ کی پہنچی مخلوقی ایک عشرت کدہ مین دیکھا تو روشنائی

مزار سید کوہر علی شاہ کا مشہور ہی اوسکی لطف گو گور
کہنہ تہی کہ ادسمین سوای غار کی سنگ و خشت ہی باقی
نہی تہی او وان اتفاق مرور انسان ہی کبہی
نہین ہوتا او سمین دور دور تک استقدر گلاب کی خوشبو
آتی تہی کہ گویا وہ قبر خیابان گلزار تہی یا طبلہ عطار
یا تو اوس غار کی خاک کو زمین فردوس سی بنایا تہا
یا وہ خود غرفہ قصر جنت کا اور جسقدر نزدیک جاتی تہی
زیادہ تر اوسکی شمیم سی مشام جان معطر ہوتا تہا یہ
بات رتبہ مقبولان الہی سی کچہ دور نہین ہی شاید

اس شخص کی جانِ پاک کو عشق صاحب لولاک صلی اللہ
علیہ وسلم کا تھا نعت نام لینا بہمہ آداب کا ہی ادب سے
تا ہو وردِ مکرر سی طہارت طلبی بخدا کوئی خدا لی
تلیا نجبانی مرحبا سید مکی مدنی العربی دل و جان
باد فدای تو عجب خوش لقبی کتب بعضی مشائخ
معلوم ہوا کہ قبرِ مؤلف دلائل الخیرات سی سات سو
قدم تک ایسی خوشبو آتی ہی کہ سدان اوس
جنگل کا تمام معطر رہتا ہی واللہ عالم بالصواب
وہانسی کوچ ہوا تو راستہ مین جہاڑی اور پہاڑ بہت

تو رستہ کے اوسکی سبب سی کمال ناہموار کہ گذر نا کبھی اوس گاڑیکا
اوس سی نہایت دشوار اور جہاں پتھر نہ تھی وہان گرد
ایسی تھی کہ زمین سی آسمان تک سوای عالم خاک کی
کچھہ نہین نظر آتا تھا جب اوسی طی کرکی موضع چورپورہ مین
پہنچی تو ہر شخص کا سراپا آلودگیٔ خاک سی ایک بگولا گردباد
کا معلوم ہوتا تھا چورپورہ ایک دیہہ خوردی آبادی کا
بالکل پتا نہین اور عجب یہی ہی کہ چورپورہ آباد ہو مگر ایک سرا
بابا ابتیہ نی وہان بنوائی ہی اوسکی باعث مسافرون کو
فی الجملہ آسایش ہوتی ہی وہانسی جب مہونہ کی طرف کوچ کیا

تو راستہ اوسکا بھی علی ہذا القیاس خرابہ ویران اور عجب زر
وآباد ویسی بی نام و نشان پانی کی قلت سی نمونہ دشت کربلا
خصوص گرمی مین بلا اندر بلا اور اوس منزل مین قزاق
بھی بالاتفاق علی الاطلاق دست اندازی کرتی ہین
اور اوس جنگل کی بہنی ایسی گنگہنی ہی کہ وہانکی زن بیوہ
زہرہ ریزی کا رکھتی ہی مہتو فی مین پہنچ کر صورت آبادی سے
نگہہ خانہ چشم دل کو آباد کیا اور زراعت کی سرسبزی سے
آنکہونکو طراوت و تازگی بخشی وہان آبکشی کو وسی بجای
جرس کی چرخ چاہ سی ہوتی ہی اور کشتکار زیرہ کی اور

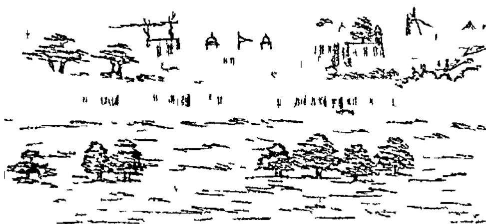
زراعت ہلدی کی اکثر کرتی ہیں اور وہاں ایک نہر بھی

بہتی جاری ہی اور مہونہ قصبہ بھی بڑا ہی اور بیشتر اوسمیں

عمارت پختہ ہی قصبہ سی جانب جنوب ایک کوس کے فاصلہ

لب آب بنگلہ واقع ہی اوسمیں ہر قسم وکش ہوی چنانچہ

یہہ نقشہ بھی مہونہ کا منقوش کیتا ہی



عمل حسین بخش

مہونہ سی سمت مغرب کو ایک پہاڑ گیرو کا واقع ہی
اوسمین سی ہزار ہامن گیرو نکلتا ہی اور اوسکی سڑکونکی
خاک بہی سرخ ہی جو اوس طرف سی گذرتا ہی اوسکی
گرد سی سرخ پوش ہو جاتا ہی اور وہین معدن الحدید
بہی ہی چنانچہ اوس پہاڑ کی متصل جو قصبہ ہوان آباد ہی
اوسمین اسی واسطی دو سو دکانین آہنگرونکی بستی ہین
کہ اوس کان مین سی کنکر نکالتی ہین اور اوسکو
بہٹی مین گلا کر لوہا بناتی ہین اور اوس کوہ پر ایک قلعہ
بہی بہت خوش قطع اور معمور ن تعمیر ہی اور دہوین کا

علاقہ بھی زیادہ ہی اور جو مسافر کہ جورلپورہ سی گوالیار
کو عازم ہوتی ہین تو وہوئین مین اکثر منزل کرتی ہین یہہ



نقشہ وہوئین کا ہی



عمل حسین بخش

ذکر داخل شدن در نواح و سواد گوالیار

غرض ہمنی مہونہ سی چلکر موضع کہائی مین قیام کیا وہ ایک چہوٹا سا
گاؤن ہی بسبب نہ بہم پہنچنی اجناس کی قابل فرود دیاہ لشکر
و فوج نہین اوس سی آگی موضع پنہیار ہی کہ جس جگہ فوج سرکار
کمپنی سی جنگ گوالیار واقع ہوئی تہی اگرچہ پنہیار ایک بہت
قلیل ہی مگر اوسکی آگی میدان بڑا وسیع ہی کہ اگر دس بارہ ہزار
فوج مقام کری تو گنجایش ہی جب پنہیار سی آگی بڑہی دو طرفہ
سڑک کی تا بہ لشکر فقط کوہستان تہا بلکہ لشکر بہی وسط کوہستان میں

واقع ہی جس روز ہم داخل لشکر ہوی ہین اوس روز بسبب تندی ہوا

اور کثرت گرد و غبار کی کوئی باغ و مندر و مکان و مسجد قرب و جوار

لشکر کا نظر نہ آیا کئی روز تک منافذ حواس خمسہ اپنی ہمراہیونکی

مسدود رہی معاذ اللہ اوس روز اسقدر لوگون نی خاک پہانکی تہی

کہ تف بران زمین جو شخص کہنکارتا تہا ماوطین تہوکتا تہا اور اسی

طرح دماغ سی بہی ایک مدت مانند نسوار رہوینکی ریزش آب گل رہی

غرض لشکر سی ایک کوس کی فاصلہ پر سمت جنوب مین چہاونی

سکندر صاحب کی ویران پڑی ہی اور اوسکی قریب چند مکان آباد ہین

اور اوس نواح مین نیم کی درخت بیشمار دیکہی اور نخل خرما اوس حد مین

لطف

نظر نہیں آیا مگر علف واسطے دواب کی بافراط میسر آیا اور مردم پارسی سوداگر کہ اضلاع مالوہ و گجرات میں اہل تجارت ہیں وسطرف بالکل اونکا نام و نشان نہ دیکھا اور قوم کی لوگ سوداگر بہت ہیں ❀

ذکر سیر لشکر و شہر گوالیار

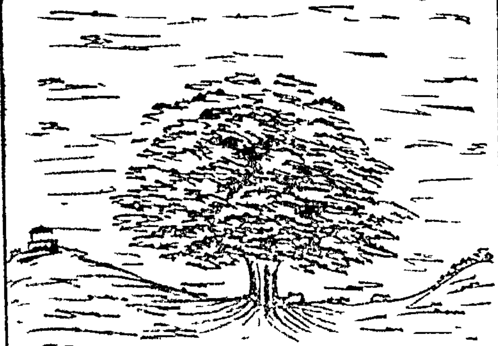
القصہ تاریخ ہشتم ربیع الاول ہجری کہ گوالیار میں پہنچی لشکر بہادلی سکندر صاحب میں استراحت و آرام کری صبح کو با وضاع نی تکلفانہ و لباس سپاہیانہ واسطے سیر شہر کی سوار ہوی دیکھا تو بازار صرافی کا بہت آبادہی اور وسعت کشادگی و موزونی اور دکانیں دو طرفہ سنگین دو دو منزلہ اور فرش پتھر کا مگر

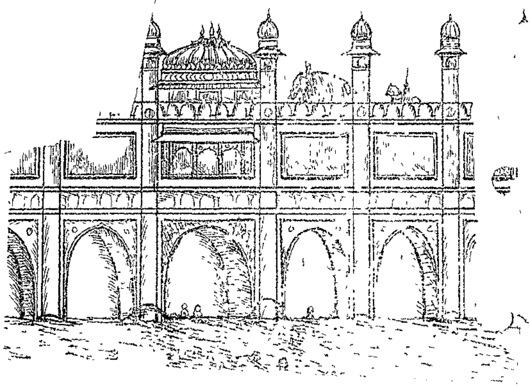
کا مداری کی بہت عمدہ ہی اور دروازہ کی آگی ایک ندی
ریگ خشک کی واقع ہی کہ بجز برسات کی اوسمین پانیکی بوند
نہین رہتی اور سرجیاجی راو کی عہد مین ایک پل
نہایت خوشنما تعمیر کیا ہی کہ وہ یادگار زمانہ ہی گوالیار مین
بہی دو بازار بہتر ہین تیسرا بازار داناولی مشہور ہی
اگرچہ اوسکی بہی عمارات اور مکانات پختہ ہین مگر تنگ و
تاریک بہت ہی اور حویلیان طوائف کی بہی اکثر وہین واقع ہین
اور اسی سبب سے نجاست و غلاظت بہت رہتی ہی یہہ مقتضا
اونکی دون مزاجی اور کمینہ طبعی کا ہی جیسی پلیدی اونکی سرشت

باطنی مین مخمر و مخلوط ہی ویسی ہی اونکی روح فعل شنیع سی
مانوس اور جای کثیف سی مربوط ہی شعر جای نیکان نیک
و بد را جای بد باشد مدام ٭ فضله در امعا بود خون در جگر باشد مقام

اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ

چونکه سراپل اور دروازه گنج کا قابل دیکھنی کی ہی ٭
اسواسطی اوسکا نقشہ مندرج کتاب کیا گیا





باطنی مین مخمر و مخلوط ہی ویسی ہی اونکی روح فعل شنیعہ

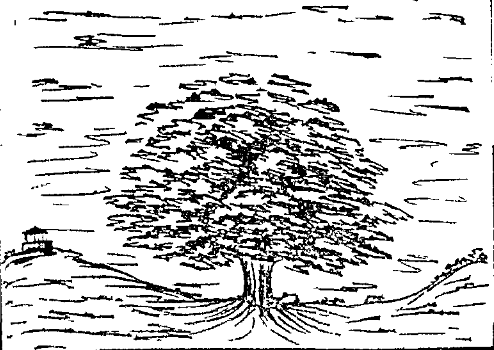
مانوس اور جای کثیف سی مربوط ہی شعر جای نیکان

و بد را جای بد باشد مدام فضلہ در امعا بود خون جگر باشد

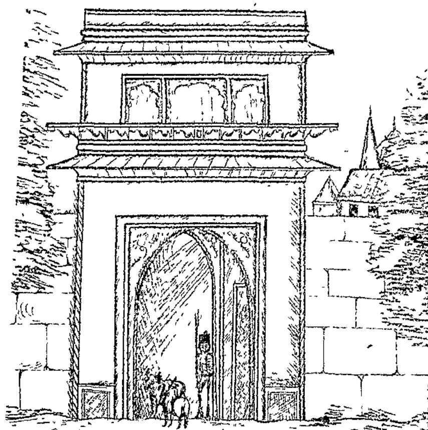
الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات

چونکہ سرداپل اور دروازہ گنج کا قابل دیکھنی کی ہی

اسواسطی اوسکا نقشہ مندرج کتاب کیا گیا

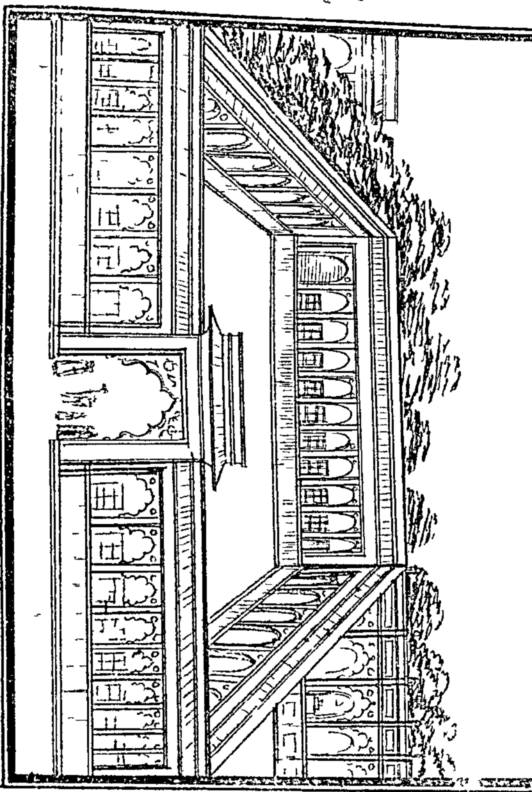


دروازه گنج



بیگل





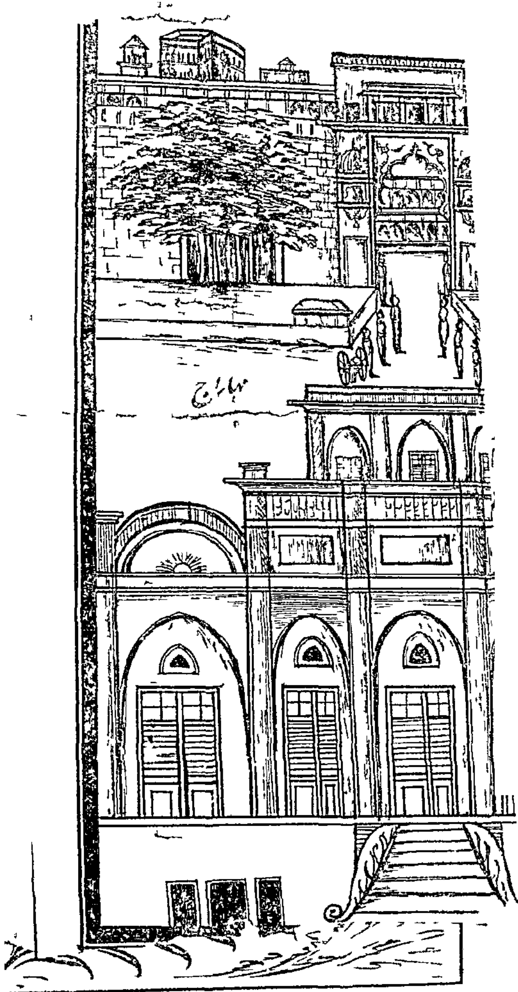
بعد اوسکے مہاراج کی باڑی کی سیر بخوبی کی عمارت
اوسکی بہت عمدہ اور سنگین اور پایداری استحکام مین مانند
کوہ کی متین لیکن فصیل اوسکی پستی مین مثال ہمت
خسیونکی نہایت کوتاہ اور دروازہ اوسکا تنگی مین
چشم تُرکونکی طرح بہت تنگ اور چھوٹا اس سبب سے
رونق اور شوکت باڑی کی معلوم نہین ہوتی اور باڑیکی
جانب یسار کو ایک کوٹھی بہت بلند و خوش ترکیب
مبنی مہاراج دولت راو سندیہ بہادر کی واقع ہی
بالفعل کچہری عدالت کی اوسی کوٹھی مین ہوتی ہی ازبسکہ

اوس ملک کی که جہان کا والی عدل گستر ہو اور
خوشا نصیب اوس رعایا کی که جسکا حاکم انصاف پرور
پیت رعایت وریغ از رعیت مدار ٭ مراد دل از

الآن برار العدل الساعت
خیر من عبادت اربعین سنة

نقشہ باڑی اور کوٹھی کا یہی ہی ٭





ذکر کیفیت ملاقات اکابر گوالیار

روز دویم ارادہ ہوا کہ چہاونی مرار مین ایکدم مقام کرکی
پہر سیر شکار اور شہر کی کرینگے اس اثنا مین نواب ہمت بہادر
خلف بابو سنیدیہ بہادر بسبب رشتہ و قرابت قدیم
کہ بواسطہ قبلہ و کعبہ نواب جوہر الدولہ امیر الملک بہادر
پدر بزرگوار نسبتی راقم کی ہوئی ہین ایک مدت مدید سے
اشتیاق ملاقات جسمانی کا رکھتی تہی اور راقم بہی ہمیشہ اونکی
اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آرزومند مواصلت

ظاہری کا رہتا تہا اتفاقاً اونکو ہماری آنیکی خبر ہو گئی بمجرد سنے

کی بی تکلف مع اپنی دونو صاحبزادون اور عزیز و اقارب

اور رفیق و ملازم کی فقیر و گاہ راقم پر تشریف لای اور ملاقات

مسرت افزای خاطر کو ابتہاج تازہ اور انبساط بی اندازہ بخشا *

اور کمال تفقد و مہربانی سی مشکور و ممنون کیا بعد اوسکے

واسطی نقل مکان کی نہایت مبالغہ اور اصرار کیا ناچار شعر

رشتہ در گردنم افکندہ دوست * می برد ہر جا کہ خاطر خواہ

اوست * بہر حال اپنی چہاونی مین لاکر مقام کروایا اور اپنی

خاص مقام فرحت نظام مین اوتارا اور مہمانداری و مدارج خاطر داری

اور

اور مراسم یگانگی اور لوازم یکجہتی جو کہ ہونی مین باین شایستہ
و قوانین پسندیدہ ظہور مین لای اور نفس الامر مین ذات
ستودہ آیات نواب صاحب موصوف کی متصف بجمیع صفات برگزیدہ
اور مستجمع جملہ تہذیب شریفہ ہی اور واقع مین نتیجہ انسانیت
اور خلاصہ آدمیت کا صرف اخلاق حسن او ر بعاد ات مستحسن ہی
اور اسکا لب لباب کیا ہی کہ ہر نفس اسکی نفس نفیس سی بشاشت
و راحت حاصل کری اور کوئی شیشہ خاطر اسکی سنگ سفاہت سی
شکستگی نپاوی مگر یہہ دولت خدا داد ہی تا دیب و تعلیم
حاصل نہین ہوتی شعر آدمیت اور شی ہی علم ہی کچہہ اور شی

کتنا طوطی کو پڑہا یا پر وہ حیوان ہی رہا ۔ البتہ جسمین کچہہ مادہ اصلی
اور جوہر دانائی ہوتا ہی اوسمین صحبتِ صلحا اور تلقینِ صفیا
ضرور موثر ہوتی ہی اور جس بشر کی طبیعت کو مناسبت
بفضائلِ مصادقت اور موانست باثارِ ملاطفت نہین وہ اہلِ حقیقت کے
نزدیک بالکل آدمی نہین بیت تو کہ می بینی کہ اینہا آدم اند
نیستند آدم غلافِ آدم اند ۔ اور لوابصاحب کے دونو صاحبزادے جو
ہین مصحفِ صورت اور لوحِ پیشانی سی آیات سعادت و ہوشمندی
اور آثارِ رشد و دانش پر وہی ظاہر ہی اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ
اولاد بھید باپ اپنی کا ہی
وہانکی قیام کرنی سی اکثر واقفین اور احباب کو اطلاع ہوئی چنانچہ

مولوی بہادر علی صاحب کہ بہت فضائل و شرائف میں منتخب ہیں اور معمور خان رسالدار اور استاد حامد خان کہ مردان ذی لیاقت و شرافت ہیں اور نانا پھڑکہ شخص لایق و ہوشیار اور مقرب دربار و مورد الطاف مہاراج ہیں روز شب منزل راقم قدم رنجہ کرتے تھے رفتہ رفتہ نانا صاحب مدار المہام ریاست اور مہاراجہ صاحب المناقب جیاجی راو بہادر کو بھی خبر پہنچی مہاراج ممدوح نے بمقتضای مکارم عنایات رئیسانہ اور معاظم عواطف سردارانہ کمال مہمان نوازی سے استفسار حالو نکی احوال فرما کر اشارہ ملاقات تخلیہ کا کیا راقم نے اس امر جدید پنپنے سے استفسار

واستطلاع صاحب ازبدیشہ بہادر کی مبادرت مناسب سمجھا کر

جواب مین گذارش کروابہیجا کہ آپس اخلاص مند بیریا کی بہی ہی

آرزو تہی کہ محفلِ خلد منزل سی اقتباسِ نورِ لقای سعادت پیرا کی

اوراس دولت کی حصول کو جمعیت سرمایۂ بہجت و کامرانی سمجہی لیکن

مصلحتِ وقت ایسا اقتضا کرتی ہی کہ ہات مین لانا اس نعمت

عظمی کا بروقت تسلط و اختیارِ ملازمانِ مہاراجہ صاحب بہادر کے

قلمروِ ریاست پر موقوف و منحصر رہوی بالفعل خلوص کیش کو

دور و حضور مخلصان باصفا سی تصور فرما کی گوشہ خاطرِ مکرمت

مظاہری فراموش نفرماوین فقط بعد اوسکی نواب صاحب نی تکلیف دعوت

داشت

بہت تکلف سے کی اوس میں ارباب طرب اور بنگالی والے جو زن و مرد
مشاہیر گوالیار کے تھے سب کو بلوایا تھا ہر ایک کو بگوش توجہ سنا
اور ہر چند خیال سے سہ پہری تک استماع کیا آپنے اپنے علم
کمال میں ہر واحد یکتا و بہتر تھا مگر جیسا مبالغہ تانسین مغنیان گوالیار کا
سنتے تھے کہ اونکی نغمہ و ترانہ سے انسان کو عالم محویت بیخودی کا
ہو جاتا ہے ویسا تجربہ میں نہ آیا الا مطربان ممالک ہندوستان سے
سب پر فوق ترجیح رکھتے ہیں بالفعل مدو کلاونت اوس جا پر اپنا نظیر نہیں رکھتا
اور واقع میں اس فن کا بہت ماہر اور مشاق ہے بلکہ اپنے زمانے کا نایک ہے

ذکر پہول باغ

روز دویم واسطی سیر پہول باغ کی اتفاق ہوا حقیقت میں بہت
وسیع و پر فضا ہی اور نہایت سرسبز و دلکشا خیابان و چمن بندی
اپنی قراین پر سب مرتب و زیبا نہال و اشجار ہر مقام پر شاداب و مطرا
روشین تمام سبزہ بیگانہ سی مصفا چار دیواری بالکل سنگین و پختہ
فرش زمین سب شستہ و رفتہ اور ایک عمارت سہ منزلہ
بہت عالیشان با عرض و طول معقول اور مکانات مقبول اوسمیں
مشمول ہی اور ایک بارہ دری بکمال خوبی و اسلوبی اور مطبوعی
ومحبوبی دل انیس و خاطر مانوس وہان موجود ہی سنا کہ یہہ باغ
مہاراج دولت راو بہادر نی واسطی اپنی نشست کی تعمیر کیا تہا

اور

اور اونکو اکثر رغبت بود و باش اور اتفاق دربار اسی باغ مین
رہتا تھا اور مجلس و محفل زیبا نہ بھی یہین رہتی تھی اور بڑا بڑا
صاحبان عالیشان کی بھی اسی جای مین تھیا اور اوسکی
آگی ایک میدان بڑا وسیع فراخ افتادہ ہی کہ اوسمین قیام ہزار لشکر
صفوف افواج و عساکر کا زیبا ہی مہاراج دولت راو بہادر اور
جھنکو راو بہادر اسمین حاضری اور موجودات لشکر و سپاہ کی
لیا کرتی تھی اور جنگ فیلان مست بھی وہین دیکھا کرتی تھی مگر
بالفعل بعضی مکانات بسبب کم توجہی اہالیان زمانہ کی شکستہ ہو کر
پڑی ہین اور وہان ایک دالان کہنہ دیکھا کہ ویسی آلات و مرمت

کسی رہٹ کی اینی دیکھنی مین نہین آئی بی غوری وبی مرتبی سی

کام نہین دیتا جرس سی باغ مین آب رسانی کرتی ہین ورستی

ہر شی کی دلبستگی پر موقوف ہی اور طبیعت بعضی رئیسونکی ایسی

باتون پر کم مصروف ہی بعد سیر باغ کی مقام پر مراجعت کیا

ذکر زیارت مقابر و احوال بزرگان

دوسری روز زیارت قبور و مزارات کا اتفاق ہوا ایک قبر

متصل مکان نواب ہمت بہادر کی پیر لوگزی کی مشہور ہی مگر

کچھہ حال و تاریخ اون بزرگ کی تحقیق نہوئی مگر اوس مقام پر حضرت

نہین شاہ صاحب مجذوب بڑی ولی کامل اور درویش صاحب
مقامات رہتی ہین کہ تمام شہر کی اکابر و اصاغر اونکی خدمت
مین ارادت و اعتقاد رکہتی ہین اور بالاتفاق جمیع شرفا و نجبا
اونکی کرامت و خوارق پر مقر و متفق رہتی ہین راقم بہی اونکی زیارت
باسعادت سی مشرف ہوا فی الحقیقت اونکی چشم حق بین سی شان
ہیبت و جلالت جبروتی آشکار اہی اور اونکی استغراق حال
انوار شوارق و لوامع لاہوتی پر دلالت و عااونکا نشانہ اجابت
دوسرے سیف زبان اونکی تیغ قضاسی تیزتر اشارہ ابرو گرہ کشا
بستگی کار جہان نگاہ گرم خرمن سوز سرد مہری خود پرستان۔۔۔

داو دھاف ان کی مولوی بہادر علی صاحب سے سنی قابل تحریر
دفتر میں آور اوس شہر میں منصب قطبیت پر بہی یہ تصریحیں قبول
اکثر کتب سوالک مسالک سلوک اور بعضی محققین طریقت مملو
سے ایسا تحقیق ہوا کہ جسطرح عالم ظاہر میں سلسلہ انتظام کارخانہ دنیوی
دست اختیار شاہان والامقام میں رہتا ہی اسیطرح جہان
باطن میں سررشتہ اہتمام امضای احکام الہی بدقدرت اولیا
کرام میں رہتا ہی شعر مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا
جدا نباشند عبد ابدا وسکی حضرت شاہ قانون صاحب اور اونکی حیات خوارق کا
مزار دیکھا یہہ بزرگ و ناتی خاص و عام سے سنا کہ بڑی صاحب کشف و کرامات تہی

اور اب بھی اونکی روح مقدس سی اہل عقیدت کو فیضان ہوتا ہی
چار دیواری اور مقبرہ بہت عمدہ بنا ہوا ہی اور اوسمین اور بھی قبرین
اور فرش جو اس مقبری پر بزرگونکی بہت ہین اور دروازہ پتھری
شستہ وفات ایک ہزار آٹھہ کندہ ہین اور وہان ایک چاہ بہت
خوش عمارت و نادر بنا یا ہی اور اوسکا زینہ تا لب آب پہنچا یا ہی
اور اوسمین صنعت و ندرت یہہ رکھی ہی کہ اوترنیوالیکو اوسکے
بیچ اور دورہ بالکل ثابت نہین ہوتا جانتا ہی کہ ہمراہ راست پھرتے
جاتی ہین ہوتا ہون یہہ نقشہ اوس مقبرہ کا کہینچا گیا نقشہ



ذکر خواجہ محمد غوث گوالیاری

بعد اوسکے اتفاق زیارت مزار پرانوار مقتدای زمرۂ عالم
پیشوای گروہ کاملین مقبول حضرت باری خواجہ محمد غوث گوالیاری
کا ہوا اونکی حالات مین وہاں کی ثقات ومعتمدین یون بیان کرتی ہیں
کہ ابتدا مین آپکی توجہ خاطر اعمال تسخیرات جنات وموکلات اور
دعوات کو البتہ علم تکسیرات مین بہت مصروف تھی چنانچہ ریاضات
شاق اور مجاہدات مالایطاق سی اسمین بہت کمالات حاصل کیا
نقل کرتی ہین کہ ایک بادشاہزادہ جنات کا کسی عورت حسین پر عاشق ہوا

عاشق ہوا

افروختہ ہوئی اور نایرۂ غضب مشتعل ہوا عالم بیخودی مین
ایک جن دیو قوارہ کو بھیجکر صاحبزادہ بری شمائل کو بیخبری
و غفلت مین ہلاک کروا ڈالا جب یہہ واقعہ جگرسوز آپکو
منکشف ہوا تو حضرت کو صدمہ عظیم پہنچا اور نہایت الم روحانی
گذرا الحال طیش و غضبناکی سے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالے اس قصاص
مین ایک تخم جنات کا بردہ زمین پر نہ چھوڑونگا اور اسیوقت
اپنی اسمای جلالی اور اعمال قہری پڑھنی شروع کی ترتیب
رجال حریقی موکلات اور بحدید عزائم حراقی روحانیات سے ہزارہا
جنات فوج فوج اپنی اپنی سرون پر تستاری ہیزم کی لیکر خود اپنی جلانے

واسطی صحرا مین حاضر ہوی اور اپنی ہاتھ سی لکڑیونکی چتا چونکر
اوسمین بیٹھہ کی جلنی لگی اوسوقت طبقات جنات مین ایک زلزلہ
پڑگیا اور شور محشر زمین سی آسمان تک برپا ہوا پھر تفتا علیم
ملوک وسلاطین جنات اور ربع مسکون کی سردار و رئیس آتشین
مخلوقات سر عریان پا برہنہ دست بستہ دل شکستہ اوسکی
خدمت مین حاضر ہوی اور بکمال الحاح زاری عفو تقصیرات چاہی
اوسنی غصہ کی شمشیر مصقول کو غلاف صبر و ترحم مین میان کیا
اور سر خون تند خرام غضب کو میدان انتقام سی مقام تسلیم مین
عطف عنان کیا اور اونسی کچھہ عہد و پیمان کر کی بحکم الٓہہ عمہ

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

کہانی والی غصہ کی اور بخشنی والی آدمیوں کی سی اللہ تعالی دوست رکہتا ہی نیکی کرنیوالونکو

سب کو چہوڑ دیا اور یہہ نقل اونکی احوال مین مشہور ہی کہ
کوئی طائفہ اشرار سرداران افاغنہ مین سی آپسی بر سر
عداوت تہا اور اکثر تکلیف دہی و ایزا رسانی مین مستعد رہتا تہا
اور آپ اوسکی حق مین کبہی کچہہ نہین فرماتی تہی اور ہمیشہ
صبر و تحمل کیا کرتی تہی آخر ایک روز نوبت قریب پردہ دری
ناموس خانہ و ویرانی کی پہنچی تو آپکی محل مطہرات نی کہلا بہیجا کہ
اب ظلم نہایت کو پہنچا ہی اور ستم حد سی گذرا آخر یہہ تمہاری ریاضات

دکھلاوت کس روز کام آویگی آپ اوسوقت مسجد جامع مین بیٹھی
تھی اور بارہ ہزار آدمی نماز جمعہ مین حاضر تھی بس آپ اسباتکے
سنتی ہی آپکو ایک جذبہ آیا اور روم روم زبانکو سنانگ
تہرا الہی سی تیز کر کی نیزہ انگشت شہادت کا بلند کیا اور فرمایا کہ
اقتل یا مریخ اور ہر اس کلمہ کی ساتہہ حرکت سبابہ کی تہی اور
اور ہر بارہ ہزار کی سر قلم ہوی پڑی تہی اوسوقت شہر مین
تلاطم ہوگیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی پہر تمام شہر کی شرفا
اور روسا آپکی قدمبوسی مین حاضر ہوی اور بہت معذرت کی
اور امان واسطی اپنی بندہ مانگی شہر چہوڑ کر دی باکلوخ انداز بیکار رہ

سر محمود را بنا دادی شکستے * شاہ نجم الدین صاحب بالفعل اونکی
اولاد میں سجادہ نشین ہین آثار بزرگی اور علو خاندانی اونکی جبین
مبین سی روشن تھی اور شان عظمت درویشی اونکی سیمای
نورانی سی مبرہن راقم پر عند الملاقات بہت عنایت فرمائی
اور کچھہ رسالے حضرت خواجہ کی تصنیفات سی علم سلوک و تصوف مین
مرحمت کیے اور بعض حالات خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے اونکی زبانی دریافت
ہوے کہ جس شخص کو اسرار جنات کا ہوتا تھا آپ سلام کہلا
بھیجتے تھے اوسیوقت وہ جن اوسکے قالب سی دفع ہو جاتا تھا
اتفاقاً اسیطرح ایک جنکو آپ نے سلام کہلا بھیجا اوسنی یہ جواب

وعلیکم السلام کہلا بھیجا اور مفارقت و بانسی نکی آنکہو تعجب ہوا
دوبارہ پھر فرما بھیجا کہ تم چلے جاو نہیں تو مین آتا ہون اونسی
جواب دیا کہ جانی نجانی مین بندہ کو اختیار ہی اور جواب نصیب
لالی مین تو بسم اللہ مصرع کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ
تست شعر گر بر سر و چشم من نشینی نازت بکشم کہ نازنینی
آپ سنکی بہت متعجب ہوی اور اوسیوقت خود ہی تجہہ فرما کر وہان
وارد ہوی بعد سلام علیک کی اوس سی پوچہا کہ تم ابتک
یہانسی کیون نہین گئی اوسنے کہا میری خوشی آپکو اگر میری
نکالنی مین کچہہ طاقت دعوی ہی تو آپ دیر لگہی آپکو بہت غصہ آیا

اور کچھہ نہ بن آیا آخر کو عزیمت پڑہنی شروع کی قدرت آلہی سی
ذرہ اثر پذیر نہوئی مگر رنگ پر اوسکی یکدفعہ تیرگی سی آگئی
اور پھر بحالت اصلی ہوگیا دوبارہ سہ بارہ اور عمل بزورت
کہ اونکا ایکبار پڑہنا ہزار جن کی جلانیکو کافی ہووی
صد بار پڑہی سوا تغیر رنگ کی ہرگز موثر نہوا بعد اوسکی آپ عاجز
ہوی اور اوس جن سی پوچھا کہ سچ بیان کر کہ کیا سبب ہے
کہ میرا عمل تجہپر تاثیر نہیں کرتا حالانکہ مینی وہ اسما پڑہی کہ اگر
تو ہفت قلزم مین جا کی چھپتا یا کرہ زمہریر مین جا بیٹھتا تو اوسکی
انوار برکات سی وہان ہی جلکی خاکستر ہوجاتا تو اوسنی کہا کہ قصہ

جیسا

جیسا آپ ارشاد کرتی ہو اوسمین سرِمو فرق نہین جسوقت کہ آپ
عمل پڑہتی ہتی تو مجکو معلوم ہوتا تہا کہ ہرطرف آگ لگی ہوئی ہی
اور تمام زمانہ عالم نار ہوگیا ہی اور کسی جای اپنی بچاو اپنی کے
صورت نظر نہین آتی الا فلانی مقام پر ایک درویش کامل ہین
کہ نور صبح معرفت اونکی انفاس قدسیہ سی آشکار ہی
اور اشعہ آفتاب توحید اونکی مشرق تجرید سی ہویدا بوریا کے
بیریای اونکا بستر ہی اور تکیہ توکل اونکی زیرسر آرام
اونکا طپش خون بسملانہ اور خواب اونکی بیداری چشم بیدلانہ
بوتی دردکباب دلسوختہ اونکی سی پیدا اور رنگ عشق زردی

چہرۂ صفا بخش اونکی انکی سویدا عمل وا ورد اونکا آہ و نالۂ عاشقانہ
اور ورد و وظائف اونکا فریاد و نوحۂ مستانہ تسبیح اونکی
سلک اشک دیدۂ تر اور مصلا اونکا فرش سوزندہ خاکستر
کلاہ فقر ہی تاجداری و جہان کرتی ہیں اور گوشہ افتادگی
ہیں سیر نہ آسمان ہیں۔ بیت۔ پیش چشم عاشقان دو جہان
ہست قدری ذرہ بی جسم و جان۔ مجکو اونکی خدام ذوی
الاحترام کی بیعت بہی اور ایک مدت سی اونکی جنابمیں
عقیدت و ارادت ہی جبکہ آپکی نامۂ اعمال اور شہاب
ثاقب جلال میری طرف آتی ہی تو ہیں اونکی زیر دامن الطاف پناہ گیر

ہو جاتا تھا اور سایہ اونچی ردای عرش پناہی کا اپنی سر پر
لی بیٹھہ تا تھا اور سکی برودت سی اسکی حرارت کچھہ نہیں معلوم
ہوتی تھی اور وہ نار مانند ابراہیم کی مجھہ پر گلزار ہو جاتی تھی
اور مین فقط اسی امتحان کو اس مکان مین ایا تھا سو معلوم ہوا
کہ مرتبہ عارفین کا مقام عاملین سی بہتر ہی اور ریاضت
چلہ کشی عاملانہ سی محنت نالہ کشی عاشقانہ بہتر ہی اور
اب مین جاتا ہون سلام علیکم وقلبی لدیکم اور وہ تو
وہ رخصت ہوا اور ہر ایکی دلمین تاثیر پیدا ہوئی اور سب نی
عمل واعمال سی توبہ کی اور اس علم کو بالکل ترک کر دیا اور عامل ہو گیا

معرّاسی دون مرتبه جانا اور مرشدان اہل طریقت سی فیض معرفت

اوتہایا اور سالکان راہ حقیقت سی منزل مقصود کو دریافت فرمایا

اور اسمین بہی اونہونی بہت کمال حاصل کیا بعضی کہتی ہین

کہ اوسی جن کی وساطت سی اون بزرگ کی خدمت مین مشرف

ہوی اور اونہین سی بیعت کرکی فیض اوتہایا اونکا نام

شاہ بہیک صاحب تہا شعر روضۂ خلد برین خلوت درویشانست

مایۂ محتشمی خدمت درویشانست گنج عزلت که طلسمات

عجایب دارد فتح آن در نظر رحمت درویشانست انکی تصنیف

و تالیف سی کتاب جواہر خمسہ اور اوراد غوثیہ بہت مشہور ہی

اور اسمین بہت قواعد و نکات علم تکسیر و نجوم و جفر و ظائف
وغیرہ مندرج ہین اور دریافت ہوا کہ آپکی خدمت مین جلال الدین
اکبر کو بہت عقیدت تہی اور واقعہ آپکا اکبر آباد مین ہوا
وقت وفات کی اپنی صاحبزادہ عبد اللہ شاہ کو تین وصیتین کین
اول یہہ کہ بعد انتقال کی لاش ہماری گوالیار مین دفن کرنا
دوم مقبرہ پر زر خزانہ بادشاہی نہ صرف کرنا کہ اوسمین
احتمال حرام و حلال کا ہی سوم شاہ عبد الغفور کو جو ہی
باہتمام تمام شہر گوالیار مین مدفون کرنا شاہ عبد الغفور کو بابا
کہکر معروف کرتی تہی اور سلسلہ انکا حضرت شاہ مدار تک پہنچتا ہی

اوریہہ تاریخ انکی رحلت کی ہی* شاہ عالم کپور مجذوب است

* ماہ عالم کپور مجذوب است * آنکہ او بود عاقبت محمود*

شاہ عبد الغفور نامش بود * سال نقلش کہ احسن و خوب است*

گفت ہاتف کپور مجذوب است * چنانچہ بعد اونکی سب صفتین
۹۷۹

بجالای الکبرلی واسطی طیاری مقبرہ کی آمدنی محالات وبیجہ پور

بارہی کی علیحدہ مقرر کردی یقین ہی کہ کئی لاکہہ روپی

تعمیر مقبرہ مین صرف ہوی ہونگی واقع مین مقبرہ بہت

عمدہ اور سنگین بنا ہی اور قبر شاہ عبد الغفور صاحب کی

شہر مین ہی اور نزدیک مقبرہ شاہ محمد غوث کی بارہ دری

اور قبر میان تان سین کی ہی ٭ ذکر میان تان سین ٭
اونکا احوال ایسا متحقق ہوا کہ اول یہہ قوم کی برہمن تھے اور
گانی سی کچھہ شوق رکھتی تھی اور صورت بھی انکی ابتدای عمر میں
ملیح و نمکین تھی ایک روز حضرت خواجہ محمد غوث کی خدمت میں
حاضر ہوی اور اپنی سرودِ دلکش اور طلعتِ جان بخش
سی حظِ نفس اور قوت روح بخشا خواجہ نی نہایت خوش
ہوکر فرمایا کہ تم گاہ گاہ ہماری پاس آیا کرو اور اپنی
لبہای شیرین سی نمکِ نغمہای رنگین ہمارے زخمِ دل
حزین پر چھڑکا کرو یہہ چشم منظور رکہکی ہمیشہ حضرت کی خدمت میں انی لگے

یہان تک کہ نہال اعتقاد نے انکے چمن دلمین سربلندی
اور گلبن محبت نے حضرت کی روضہ خاطر مین ترقی پکڑی
چنانچہ میان تان سین دین اسلام پر ایمان لائے اور
آپکی سعادت بیعت سے مشرف ہوئے بعد چند مدت کے ایک روز
ساعت خوش اور وقت خاص مین انہون نے آپسے عرض کیا
کہ آپ پر روشن ہے کہ غلام کو شوق گانیکا بدرجہ
کمال ہے مگر اوسکے کمال کے نہونیسے نہایت ملال ہے
اگر حضور میرے حقمین توجہ دلسے دعا کرین تو مجکو اپنی ارادت
صادق اور اعتقاد راسخ سے یقین واثق ہے کہ اوسکی برکت سے

میری تاثیر میں ترقی اور تاثیر پیدا ہوئی اور میرا نام نکلا

اِس گنبدِ نیلگون کی بلند آوازہ ہوئی آپ کی اُنگشت

قانونِ ولکو دستِ توجہ سی کوک کیا اور مضرابِ زبان سے

نام سازکا — سرکرون سازکا

تارِ حمدِ الٰہی کو چھیڑدیا اور راست آہنگی عجم رہاوی حجاز کو

نام گوشہ موسیقی کا — نام مقام — مقامات موسیقی کا — دوازدہ

درگاہِ روحِ افزای بی نیاز میں بلند کیا اور زمزمۂ لحنِ صفا

کمنگری کا — نام گوشہ کا — نام شعبہ کا

ثنا کو اوجِ عشرت اکبر حضرت باری میں مرغولہ سنج فرمایا

آوازہ پنجیدہ کا — نام شعبہ کا — نام گوشہ

چونکہ ہر بزرگ و کوچک جانتی ہیں کہ ہمیشہ شعبۂ دعا ہی

نام مقام کا — نام شعبہ کا

عشاق مقامِ اجابت پر پہنچتی ہی اور اِنکی لولے

نام مقام کا

زنگولہ مناجات پردۂ قبولیت کو کھولتی ہی جبکہ صدای اقبال

حنجرہ یعنی غیب سی حضرت کی کو من گذار ہوئی تب آپ نی
لسانِ شکر بین مقال کو اس قول کی ساتہہ اسطرح
عذب البیان کیا کہ انشاء اللہ تعالے تم اصول علم موسیقی ہیز
سب پر فوق لیجاؤ گی اور عرب سی عجم تک اور ہند سی
خراسان تک مشہور ہو جاؤ گی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا
اور آتی ہین کہ روز بروز ان پر تمام دقائق و غوامض اس علم کے
منکشف ہوگئی اور وقت کا نکلے انکی دو زنشانی سروں کی
اس روا کرتا تہی جب حضرت نی جہان فانی سی رحلت فرمائی
تو میان تان سین گوالیاری طرف پٹنہ کی گئی راجہ رامچندر

ائلی

والی پٹنہ نی انکو سنا تو بہت اعزاز و اکرام سی رکہا
اور ہاتہی اور پالکی انکی واسطی مقرر کیا اور ہر وقت انکو
اپنی صحبت مین رکہتا تہا اور ایکدم انکی مفارقت کو گوارا
نکرتا تہا انہون نی بہت سی دہرپد اور کبت راجہ کی مدح مین
تصنیف کیی بعد ایک مدت کی اکبر نی جو انکی شہرت سنی
تو راجہ رامچندر کو شقہ انکی طلب مین لکہا راجہ کو ہرچند
انکی جدائی منظور نتہی مگر حکم بادشاہی سی سرتابی نکر سکا
انکو بہت احترام و احتشام سی حضور بادشاہ مین رخصت کیا
اوسوقت سی میان تان سین تا دام الحیات بندگان

شاہی مین منسلک رہی اور ہمیشہ خلوت و جلوت مین بسبب
اسی کمالِ ہیستال کی مورد عنایات سلطانی رہتی تھی مشہور ہی
کہ بادشاہ نے انپر دیپک راگ کی فرمایش کی ہرچند
انہوننے اپنی مضرت کی اندیشہ سی انکار کیا مگر بادشاہ نے
انکا عذر ہرگز مقبول نکیا آخر انہون نی مجلس بادشاہ
دیپک راگ گایا چونکہ مزاج دیپک حار ربایس ہی
اوسکے تاثیر حرارت سی بتیان چراغ کی جو امتحانا رکھی تہین
روشن ہوگئین اور انکی تمام بدن پر آبلی پڑگئی بادشاہ
انکی کمال پر معترف ہوا اور خلعت فاخرہ اور انعام شاہانے

سرافراز کیا لیکن وہ آبلی کسطرح اچھی نہیں ہوتی ہے
انہون نی سُنا کہ مالوہ مین ایک معشوقہ ماہ لقا پری چہرہ
روپ متی نام محبوبہ شاہزادہ باز بہادر کہ جمال صورت
اور کمال معنی مین شہرہ آفاق ہی اور علم موسقی مین ید بیضا
اور نہایت ملکہ رکھتی ہی وہ ان آبلونکا علاج البتہ کر سکیگی
ہی یہہ بہت محنت و آرزو سی سفر اختیار کرکی اوسکی بزم فردوس
قرین مین پہنچی اور اوس حور مسیحا صفت کی خدمت روح بخش سے
جان تازہ حاصل کی اوس طبیب شفا مطب نی بنا رصی نگاہ
سحر آمیز سی بادی النظر مین دیکھتی ہی فرمایا کہ یہہ شخص دیپک کا

جلا ہوای اور تمہاری اچھا ہوگا آہن لب عیسوی اعجاز
سی اس مژدہ کی سنتی ہی انکی جان قالب مین آگئی
اور زبان پر یہہ مقطع حزین کا گذرا شعر حزین از پای
رہ پیمای بسی سرگشتگی دیدم سر شوریدہ بر بالین آسایش
رسید اینجا بعد اسکے انہون نی بہت الحاح وزاری
سی چار روز کی مہلت کی التماس کیا اور ان اشعار مین اپنا
اظہار مدعا کیا شعر ای بستہ تو خندہ زدہ بر حدیث
قند مشتاق بہار رحم از برای خدا یک شکر بخشید ز آشفتگی
حال من آگاہ کی شود آنرا کہ دل نگشتہ گرفتار این کمند

غرض اوس نگار ملکی شعار کو انکی حال پر رحم آیا اور اوس
زہرہ جبین نی طنبورہ ہات مین لیکر انکی روبرو ملہار شروع کیا
بیان کرتی ہین کہ وہ طنبورا اوس نازنین کی کاندہی پر تہا
بلکہ سرو جویبار خوبی سی صنوبر باغ محبوبی روشن ہوس
تہا یا مینای بادہ حسن گلو سوز ساقی ماہوش سی ہم آغوش
ناہید فلک اوسکی ہر تان پر وجد مین آکر اپنی خجالت بچہدا گئی
سی مثل دولاب کی گریہ مستانہ کرتا تہا اور برج آبی حمل
اوسکی ہر گٹکری کی ساتہہ دریای اخضر آسمان پر مانند
حباب کی بیخودانہ ناچتا تہا غرض ملہار کا مزاج سرود وصد سی

بمجرد لاپنی کی اسکی آبلی عجایب ہو گئی اور سوزش بدنکی
بالکل جاتی رہی اور اسقدر غلبہ برودت کا ہوا کہ یہہ سردی
سی کانپنی لگی سبحان اللہ ہیبت خدائیکہ بالا ویت آفرید
زبردست ہم زبردست آفرید کہتی ہیں کہ روپ متی سوای
اس حسن وکمال کی شہسوار بیعدیل اور تیرانداز بی نظیر تہی
اور ہمیشہ شکار آہو گہوڑا دوڑاکی نیزہ سی کیا کرتی تہی جب باز بہادر
لشکر اکبری سی شکست کہائی تو ملازمت بادشاہی میں حاضر ہوا
اسکی غائبانہ کسی نی روپ متی سی کہدیا کہ بادشاہ تیرا شہرہ
حسن وخوبی اور وصف علم وہنر سنکی نہایت مشتاق ہوا ہی

اور بازبہادر کو گرفتار اور بی اختیار کرلیا ہی آخر جبکو حضور
بادشاہ مین جانا ہوگا اس بات کی سختی ہی اسکی غیرت
وحیا اور محبت و وفا نی زندگی کو گوارا نکیا اوسوقت اوس
گوہر بحر دلبری جوہر کان مہرپروری نی سر کی کنی کہاکر
یا موت جگر کو معدن سینہ مین پارہ پارہ کرلیا یعنی
قلم الماس سی اپنی نام ہستی کو نگین حیات سی منحک کردیا
اور بعضی کہتی ہین کہ افواہ قتل بازبہادر سنتی ہی اوس
جگر تشنہ وادی حرمان نی آب خنجر سی سیری حاصل کرلی
شعر درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش ست زمانہ جام

بدست وجنازه بردوش است **قولہ** ہم لوگون کی دیدہ

بصیرت پر عجب پردہ غفلت ہی کہ سرخوشی صہبای نشاط

دنیا مین ایسی مست و مدہوش ہین کہ اصلا رنج خمار موت سے

خبر نہین رکہتی باوجودکہ خوب جانتی ہین کہ جب موت

وہ آجاتی ہی تو نہ بادشاہ کو دیکہتی ہی نہ امیر کو

نہ غریب کو سمجہتی ہی نہ فقیر کو نہ دولت رکہتی ہی نہ

ولایت سی نہ شجاعت سے مانتی ہی نہ سخاوت سی نہ بریکی

پر اوسکو رحم ہی نہ جوانی پر نہ حسن پر اوسکو لطف ہی

نہ زبونی پر جن لوگون کو اللہ تعالی نی توفیق وہدایت عطا کی ہی

وہ ہر وقت اسکو موجود جانکر دل بیار دست بکار رہتی ہیں اور
مال و جاہِ عارضی پر ایسی وابستگی نہین کرتی کہ ہر وقت
مفارقت کی اسکی حسرت لیجاوین اور یہ بڑی غلطی ہی کہ اس
طلسم گاہ چند روزہ کی تماشی مین مقام اصلی کو بھول جاوین

قطعہ

دوش با عقل در سخن بودم * کشف شد ہر دو لم مشکلی چند *
گفتم ای مایۂ ہمہ دانش * دارم الحق بتو سوالی چند *
چیست این زندگانی دنیا * گفت خوابیست یا خیالی چند *
گفتم از وی چہ حاصل است بگو * گفت درد سر و وبالی چند *
گفتم این نفس کی شود رام * گفت چون یافت گوشمالی چند *

گفتم اہل ستم چہ طایفہ اند* گفت گرگ و سگ و شغالی چند*

گفتم این بحث اہل دنیا چیست* گفت بیہودہ قیل قالی چند*

گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند* گفت در بند جمع مالی چند*

گفتم او را مثال دنیا چیست* گفت زالی کشیدہ خالی چند

گفتمش چیست گفتہ خیام* گفت پندست حسب حالی

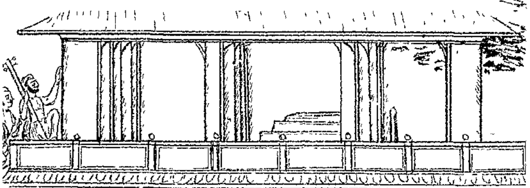
چند* یہہ تاریخ وفات خواجہ محمد غوث کی مخبر الواصلین

لکھی جاتی ہی* سید الاولیا غوث* سید الاتقیا محمد غوث*

مرشد چاردہ سلاسل اوست* ہمہ را شیخ کامل اوست*

جد عالی او بہ نیشاپور* نعمت و فیض داد و رونق و نور*

بارہ دری میاں تان سین



از سہ صوم یو و چار دہم * کہ گذشت از زمانہ غوث اعظم
سال نقش بنقشہ رضوان * غوث بی لوث رو رقم برخوان

اور یہہ نقشہ مزار حضرت خواجہ محمد غوث گوالیار کے اور بارہ برز

میان تان سین کا لکھا گیا نقشہ



ذکر قلعہ گوالیار

بعد زیارات کی قلعہ گوالیار کو دیکھا یہہ قلعہ باہین شہر

کی پہاڑ پر واقع ہی حقیقت مین یہہ قلعہ بہت رفیع

وسیع اور مضبوط و مرتفع ہی بلندیا اوسکی فصیل کی یا مسیری

چرخ برین رکہتی ہی اور بنیاد اوسکی دیوار کی سواری گاؤ زمین

رکہتی ہی وسعت مین فراخی دل اہل کرم سی بہنا ور اور استحکام

مین عزم درست اہل ہمت سی مستحکم تر طایر تیز بال خیال اوسکی

بلندی گردون مماس پر نا رسا اور اوسکی زینہ کی چڑہائی

سی طاقت اوہام انسان آبلہ پا شعر زبسکہ اوج گرایست آن حصار بلند

اوسکے جرم سنگ سی ایسی مکانات خوشنما اور تصویرات

دلربا کندہ کئی ہین کہ اکثر عوام اوسپر انواع احتمال کرتی ہین

اور اوسکو قوت بشری سی خارج جانکر آثار صنایع دیوونکی

جانتی ہین بالفعل اوس قلعہ مین کچھہ تہوڑی سی فوج سرکار کمپنی بہادر کی

یقدر ایک پلٹن کی رہتی ہی اور باقی سب ویران و خراب پڑا ہی

سبب تعمیر قلعہ گوالیار

وہانکی باشندگان قدیم اور پیران کہن سال سی حقیقت

اِس قلعہ کی اسطرح دریافت ہوئی کہ عہد سابق مین راجگان

سرور کی ایک راجہ تہا موسوم بگوال پال اور وہ اکثر اِس نواح مین

واسطی شکار کی آیا کرتا تھا ایک روز بسبب تردد شکار کی
اپنی خدم و حشم سی جدا ہو گیا اور گرمی آفتاب سی اس پر
غلبہ تشنگی کا ایسا ہوا کہ کام و دہان میں اسکی کچھہ آثار رطوبت کی نہ رہی
اور اس صحرای لق و دق میں کہیں نشان کوئی کا نپایا اور
ایک قطرہ پانیکا سوای اپنی چشم پرنم کی ندیکہا آسی تلاش
آب میں بصد اضطراب پہرتا تہا کہ ایک تکیہ فقیر کا اوس
پہاڑ میں اسکو نظر آیا اوس تکیہ کی دیکہنی سی اسکو کچھہ اپنی
زندگی پر تکیہ ہوا اور اسکا دل بیتاب ذرا سینہ میں ٹھہرا
راجہ نی قریب جاکر اوس فقیر سی التماس پانیکا کیا اوس فقیر خضر صورت نی

چشمہ مثل حیوان اوسکو بتایا راجہ نی اوسمین سی پانی پیکی زندگی
تازہ حاصل کی اور زبان سی حمد الٰہی ادا کری پھر اوس فقیر
بشری کیطرف دیکھا تو اوسکی دلق گدائی سی بوی حشمت بادشاہی
آتی تھی اور اوسکی جھونپڑی سی شوکت قصر شاہی جلوہ دیکھاتی تھی
اوسکی چشم سیری سی دولت بی زوال مترشح اور اوسکی
استغنای خاطر سی کمال معانی واضح راجہ نی اپنی فراست
اوسکی قیافی سی جانا کہ یہہ شخص ضرور صاحب اکسیر ہی اور اسکی
زبانمین بھی یقینی کچھہ تاثیر ہی راجہ نی اوسوقت اپنی رنگیلی
طاق بلند پر رکھہ کر دست بستہ بکمال آداب و لحاظ اوس فقیر کی

خدمت مین عرض کیا کہ شعر ای کلاہ پادشاہی راست بربالای
تو * تاج شاہی را فروغ از گوہر والای تو * عرض حاجت
در حریم حضرت محتاج نیست * راز کس مخفی نماند بر دل دانای تو
مجھکو مرض فساد خون کا آغاز ہی اور جسم میرا احتراق
سی بگڑا چاہتا ہی اگر اپنی توجہات سی کوئی چانول بہر خاک
عنایت کرو تو کیا تعجب ہی کہ مس وجود اس خاکسار کا چند روز
اس بوتہ خاکدان دنیا مین مانند زر خالص کی قبول بازار
صحت کامل عیار ان صحت اعتدال کا ہو جاوی اور تا دم الحیات
شکر اس احسان جان بخشی کا بجان و دل ادا کرتا رہی * شعر

انچہ زر میشو واز پرتو آن قلب سیاہ کیمیائیست کہ از صحبت
درویشان نست فقیر کو اوسکی عجز بیانی اور طلاقت لسانی
اور آداب تقریر و عذوبت تمہید سی دلپر اثر ہوا اور بخل کا
قفل سا تہہ کلید ترحم کی کہولکر ایک لوٹیہ اکسیر اعظم کی
راجہ کو عنایت کی اور کہا کہ برابر ایک برنج کی ہیرنج
اسمین سی لو کہا لیجو اور جو باقی بچیگی اوس سی کئی بزار من
طلای احمر بنیگا اوجس سی تو اِس کوہ پر ایک قلعہ بہت
بڑا سنگین اور مضبوط بنوا دیجو کہ میرا اور تیرا نام یادگار رہی
شعر۔ دارا رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا۔ مردونکا آسمان تلی نام رہگیا۔

اور یہہ بہی تجہی نصیحت کرتا ہوں کہ جس کام کو اختیار کری اور
اوسکی انجام سمجہہ لیجو اور جس کار کو شروع کری اوسکو اختتام کو
پہنچا دیجو اگر ان دونو باتوں پر عمل کریگا تو تیرا نام کارنامہ
عالم مین ساتھہ بیوقوفی و کوتاہ اندیشی کی نہ لکہا جاویگا اور
ذکر تیرا حکایات کم ہمت و تلون مزاجوں مین نہ کیا جاویگا
بیت ز عہد وفا گر نہ پیچی عنان شوی دوست اندر دل
دشمنان غرض راجہ فقیر سی رخصت ہوکر اپنی گھر آیا
اور جیسا اوسنی کہا تہا ویسا عمل مین لایا اور گوالیار نامہ
مین اسطرح مسطور ہی کہ تین سو تیس سال عہد سلطنت بکرماجیت کی

گذری تو راجہ صورت سین کہ اوسکو سورج پال بھی کہتی تھی
رت پہ چھتیس (۳۶) برس مین بموجب اشارہ گوالیا نامی جوگی کی
یہہ قلعہ بنایا اور صدہا سال اوسکی اولاد و احفاد کی
پاس رہا پھر سنہ ۶۲۹ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش والی
دہلی نی لشکرکشی کرکی ایک سال مین مفتوح کیا جبسی قبضہ
و تصرف اہل اسلام مین رہا فقط



ذکر ملاقات حکیم وارث علیخانصاحب و راجا صاحب

بعد اِس سیر و تماشی کی شام کو مقام پر مراجعت کی اور

ارادہ ہوا کہ صبح سے الخیر بہانسی کو کوچ کر کی پیشتر روانہ ہوجے

اِس اثنا مین خبر پہنچی کہ حکیم وارث علیخانصاحب کہ بڑی

طبیب کامل اور حکیم حاذق ہین اور تمام راجپوتانی مین

سب طبا پر اعزاز و اکرام مین فائق ہین ابہی جہانسی سی تشریف

لائی ہین چونکہ راقم بہی اونکی فضائل و کمالات سنکر دید کا

مشتاق تہا اِس اتفاق حسنہ سی طبیعت خوش ہوئی

صبح کو حکیمصاحب کی منزل رنجہ اشتیاق کو اپنی قدوم سی شفا خانہ

سیحائی فرما کر شربت دیدار و معجون ملاقات سی متعطشان تپ محبت
کو تفریح قلب قوت روح بخشی آور جوارش صحبت و مفرح حاجات
کلام سی ماندگان سفر کو تقویت دماغ و تسکین طبیعت عطا کی
آور بعضی نسخہ بہی اپنی طبع زاد موافق مزاج نحیف کی عنایت کی
ہر جزو اوسکا نافع ہی کل امراض جسمانی کو آور ہر اوسکا دافع
جملہ عوارض روحانی کو واقع مین حکیم صاحب کی قانون حکمت
کی سمجہ اون کو شرح کرنا محض مالیخولیا ہی کہ آو نکی وصف فہم
و ذکا مین ذہن جالینوس و بطلیموس بہی نہین پہنچتا آور انکی
دستور العلاج کا ہم علیل عقلونکو بیان کرنا صرف جنون سودائی

کہ اونکی ستایش تشخیص رساین فکر اقلیدس و بلیناس ہی
دخل نہین دیسکتا شعر فقط نہ شہرۂ حکمت بجلوۂ عالم
داشت * خبر ز حرکت نبض فلک بہر دم داشت *
بعد مجلس چند ساعت کی تشریف لیگئی اور دوسری روز
پہر قدم رنجہ کرکی سخنانِ فرحت افزای صندل صداع
احباب فرمایا چونکہ حکیم صاحب کا اعزاز و احترام جملہ ریاست
راجستان مین مشہور و معروف ہی اور سب جی مہاراج
بہی انکی استقبال کو تا بیرون شہر آیا کرتی تہی راقم بہی
تیسرے پہر کی وقت بطریق بازدید کی حکیم صاحب کی مکان پر گیا

بہت اخلاق و مہربانی سی پیش آی اور ایک ڈبیا
پانوں کی برسم تحفہ لطف فرمائی اونسی رخصت ہو کر
فرودگاہ مین آیا کہ اس عرصہ مین شب کو نانا بالوکہ جنکا
ذکر سابق مین گذر چکا ہی وہ وارد ہوی اور نانا صاحب
مختار الدولہ مدار المہام دیو راجا وہوبہا در فیروز جنگ
کیطرف سی کمال اشتیاق ملاقات بیان کیا راقم نی بہت سیا
عذر کیا اور کہا کہ صبح کو کوچ مقرر ہا گیا ہی اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر کی بہی ملاقات ہونیکی واسطی اجازت
نہین ہی اور قطع نظر ان باتونکی مین سنتا ہون کہ نانا صاحب

بہت وسیع الاخلاق اور عمیم الاشفاق ہیں اور تاکید مواخات
اور توفیر موالات میں بہت استعداد و اختصاص رکھتے ہیں
پس حیف ہے کہ ایسے شخص لطیف سے ملاقات کرنا اور چند روز
اوسکی صحبت وافر المسرت سے بہرہ وافی اور نصیبہ کافی
نہ جمع کرنا ناحق داغ حسرت اور رنج مہاجرت دلپر
لیجانا ہے شعر بوسہ وا دل بروی یار رحمہ سعود کہ دران
لحظہ کر دلش بدرود اگر زندگی ہے تو انشاء اللہ تعالی بفراغ خاطر
ملاقات ہوگی کہ جس سے دل کو اور آنکھ کو بھی سیری حاصل ہوگی
عجب کرنا نا یا پوچھی تقریر مستند رات تصویر یا ما صاحب کی روبرو

اسطرف سی بیان کی تو اونہونی پہر جواب مین کہلا بہیجا کہ
سخن آپکا بجواب ہی اور مصلحت عین صواب لیکن آپنی
نہین سنا کہ علم بی به از جہل شی ہی اور مغایرت سی
یگانگت بہتر ہی غیبت سی حضوری افضل ہی اگرچہ یک مصرعہ
کار امروز را بفردا افگندن و نقد را بنسیہ گذاشتن
ہماری فرط شوق سی بعید ہی طلب الکل فوت الکل کیا
معلوم ہی کہ کل کیا ہوگا شعر ساقیا عشرت امروز بفردا
مفگن یا ز دیوان قضا خط امانی بمن آر اور نواب
ہمت بہادر کو بہی اصحاب مین وکیل و متوسط کیا اونہونی بہی از سنکر

جہاں وے زر بلندی میں کہ گویا ایسا رہی دو کوس کی فاصلہ پر واقع
ہی بہجوا دیا اور خود ساتھہ چند رفقا کی مقام پر متوقف رہا
پہر بر وقت مقابل ہونی ہنگام موعود کی نماز ظہر سے فراغ حاصل کر کے
سوار ہوا اور اوسی باغ دوستی آغاز میں داخل ہوا کہ یا ما حصہ جب
ہی فوراً مع اپنی صاحبزادہ سعادت اطوار اور مصاحبین
عزت آثار کی تشریف لای بنگلہ میں اتفاق ملاقات کا ہوا
جانبین سی اوس بزم اتحاد سراپا نشاط اور محفل وداد سراسر
انبساط میں بہت دیر تک دورہ جام تازہ گفتگوی دوستانہ
اور گردش ساغر رحیق سخنہای محبانہ تازگی بخش نکہت مو بہ مو

اور نقلِ لطائفِ شیرینِ موکّد یکا یکی ہوتا رہا اور جب رخصت کا

مذکور آجاتا تھا تو یہہ شعر حسبِ حال اونکی زبان سی نکل آتا تھا شعر

غنیمت شمر صحبتِ دوستان * کہ گل بیخبر زرست در بوستان *

غرض یا صاحب بہت مرد ہوشیار و عقیل اور بڑی لیقی

و خلیق معلوم ہوئی اور اونکی انتظام و استحکام سی کسیکو شکایت نہید

و ناشکر نہ سنا الا ما یا اتفاقیہ پر اونکی ہاتھہ سی بہت ظلم ہوا

اور صاف زبان برداری نفسانیت کو اونہوں کار فرمایا

اسباب کی سوا اونکی جور و ستم سی کسیکو درد مند و نالان نہ پایا

اور اہلکار خوبی رسا بہی ہی کہ خیر رعایا مین بہتری آوتا اور رضامندی خدا

رہو نڈ تا رہی اور اپنی سعادت سی اپنی نیکنامی اور دعائی نیک
عمر و دولت خدا وند نعمت حاصلکرتا رہی پت شو و عمر شاہان
عاجز نواز * بکو نا ہی دست ظالم دراز نقل کتب تواریخ مین
مرقوم ہی کہ خواجہ نظام الملک وزیر سلطان الپ ارسلان
سلجوقی علوم ظاہری اور فضائل باطنی مین پیشوای اتقیا اور
عقل و دانش و فہم و فراست مین آصف برخیا تہا کہتی ہین کہ اپنی عہد
دیوانی اور منصب وزارت مین ہمیشہ خائف و ترسان رہا کرتا تہا
کہ مبادا کوئی حکم مجہسی معاملات ملکی اور امورات دنیوی مین
صادر ہو جاوی کہ خلاف احکام الٰہی اور برعکس شریعت نبوی ہو یا

اتفاقاً ایکبار کچھہ مال تحصیل مملکت سی کسی عامل کی طرف
باقی رہگیا تہا کہ وہ فوت ہوگیا اوسکی املاک و جایداد کو
دریافت کیا تو ایک باغ اپنی تصرف مین رکہتا تہا حکم
اوسکے ضبطی کا وجہ ادای زر بقایا مین صادر فرمایا بعد چند
روز کی اوسکے اطفال خوردسال نی فریاد و تظلم برپا کیا
کہ یہہ باغ ہمکو میراث مادری پہنچا ہی اوسکے کاغذ اسناد
ہماری پاس موجود ہین یہہ خاص حق و ملک ہم یتیمو نکا ہی
اور قابل ضبطی کی نہین ہی وزیر نی اوسیوقت وہ باغ
واگذاشت کیا اور اون اطفالکی قبض و تصرف مین دی دیا لیکن

زمانِ ضبطی مین چند خوشۂ انگور کی صرفِ کماشتگانِ شاہی
آگئی ہی آور اوٹکی واپسی کا خیال ذہن سی جاتا رہا تہا ٭
نہ اون بیچارون کی کچھہ اوسکا دعوا کیا تہا خواجہ نظام الملک خود
لکھتا ہی کہ بعد چند روز کی مین خواب مین دیکھتا ہون کہ عرصہ
قیامت کا برپا ہی اور مجکو موکلان عقوبت وعذاب
بکمال عتاب وخطاب کشان کشان طرف صحرای جہنم کی لیی
جاتی ہین اور کہتی ہین کہ تو کیون مال یتیمونکا باطل کیا
اور حق عاجزونکا زایل یہان تک کہ ایک مغاک مہیب
ہولناک کی کنارہ پر مجکو لیگئی اور چاہتی تہی کہ مجکو اوٹہاکر

اوسمین ڈالین کہ اوس قعر عمیق کی تاریکی ہیبت سی مین چیخ
اوٹھا اور فریاد بلند کی کہ برای خدا یہہ کیا جاہی ہی آواز
آئی کہ یہہ ویل ہی اوس نعرہ مخوف سی مین بیدار ہو گیا اور تمام
دوزخ نام چاہ
بدن میرا رعشہ سی تہراتا تہا اور کئی روز اوس بخار ہیبت حضرت
مبارکی ہیبت سی بیمار و صاحب فراش رہا مگر صبح کی وقت
اون نی مجکو بلا کر بہت عذر کیا اور عوض مین اون خوشہ ہای
انگور کی بہت مال و زر دیا اور اوسکو راضی اور خوش کیا

شعر

شکست شیشہ دل را اگر صدای نیست کہ این صدا
بقیامت بلند خواہد شد جب کہ وقت عصر کا ہوا تو بہار صحبت

بزرگی کو حیران ہونی لگی طرفین سی رسم عطر و پان عمل مین لای
وقت سوار ہونی کی ایک گھوڑا اور ایک شمشیر گجراتی
نانا باپو کی معرفت ہمراہ کردی ہرچند انکار کیا کہ اس وقت
اسکا موقع اور محل نہین اور ایسی رسمیات رضیہ بین طرفین سی
وقوع مین آیا کرتی ہین اور یہہ صورت بسبب جریدگی کی اسوقت
ظہور مین نہین آسکتی کسیطرح عذر پذیر نہوئی رفقای و نقیب
نی کہا کہ یہہ امر اونکی موجب آزردگی کا ہوگا اور معاوضہ کی
سو وقت مکمل مین ہر صورت قبول کرنا چاہیی ناگزیر اونکی دیے
والیدیر او تحفہ بیش نظیر کو مقبول کیا اور بعد رخصت باصحاب کی

کچھہ خدمتگار و چوبدار اونکی واسطی سلام کی حاضر ہوئی تھی راقم
نی دس اشرفیان اونکو دلوا کر رخصت کیا اگرچہ بابا صاحب کے
ملاقات اور اونکی اخلاق سی دل بہت خوش ہوا مگر اونکی حاضر
لاحقہ استسقا کو دیکھہ کی نہایت رنج و قلق ہوا آخر چار دن
مین انکر اونکی واقعہ وحشت اثر کی خبر سنی بہت غم و الم اور حسرت
و افسوس ہوا شعر مرا بلو عمر چراغیست که در بزم وجود * بیک نسیم
مژہ برہم زدنی خاموش است * یہ شبیہ بابا صاحب کی ہی



وہاں سے سوار ہوکی چھاونی رزیڈنٹی میں آکر مقام کیا چند روز

برابر گوالیار میں اتفاق رہنے کا ہوا غرض شہر گوالیار

بہت اچھا اور آبادی اگرچہ اشیا سب قسم کی وہاں بہم

پہنچتی ہیں مگر صنعت صباغی وہاں کی رنگریز بہت خوب جانتے ہیں

رنگریزی

کپڑے کو ہر قسم کا شوخ و نیم رنگ خوب رنگتے ہیں اور اکثر

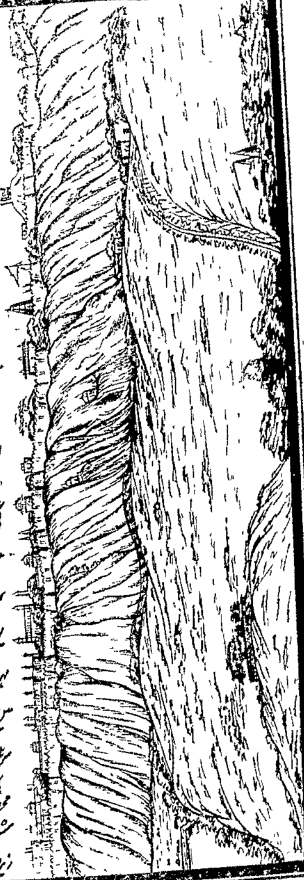
خاص و عام زمستان میں سوای دگلہ رنگین کی چھینٹ وغیرہ کو

نہیں پہنتے اور آلات آہنی بھی بہت میسر آتے ہیں اور جب سے

کہ سرکار انگریزی کو وہاں مداخلت ہوئی ہے تب سے انداز قتل

وخون اور فتنہ خانہ جنگی بھی بہت ہی نقشہ گوالیار کا اور تصویر جیسا اور دیکھنے کا

نقشہ قلعہ گوالیار کہ از شہر سمت جنوب واقع است



کہتی ہین کہ یہہ قلعہ سنہ ۹۵ ہجری مین سلطان
محمود غزنوی نی بڑی کوشش سی راجگان تور
انتزاع کی بنا سنہ ۵۹۲ مین بعد رحلت
سلطان شاہ کہ باغی ہنبولی راجہ رام کو والی
حاکم گردانا بعدہ سلطان شمس الدین التمش نی
اسکو مفتوح کیا اور ایک صوبہ مستقل قرار دیا
بعد سو برس کی پہر ہنود قابض ہوگئی سنہ
مین سلطان ابراہیم لودی نی محاصرہ کرکی
کمال مشقت سی فتح کیا پہر بابر جب ہندکو
سخر کیا تو ہمایون کی پاس رہا بعد ہزیمت
ہمایون کی شیرشاہ قابض ہوا بار دوم
جب ہمایون ہندوستان پر دستیاب
ہوا تو ایک مدت سلاطین چغتائیہ اسکو
اپنی باغیونکی واسطی قیدخانہ مقرر رکہا بعد
ضعف سلطنت تیموریہ کی یہہ قلعہ کبہی مرہٹہ
کی قبضہ مین اگیا پہر تہوڑی دنون مین
ہنود نی چہین لیا اور سنہ ۱۱۹۴ ہجری
مددگاری سی میجر پاپم صاحب بہادر کی
یہہ قلعہ پہر سخر کیا آخر کو سنہ ۱۲۰۰ مین
مہاجی سیندیہ نی محاصرہ کرکی اپنی قبضہ
مین لیا پہر سنہ ۱۸۰۳ عیسوی مین کرنیل
مرہٹ صاحب بہادر نی اس قلعہ کو
محاصرہ کرکی بحسب شروط مہاراجہ دولت راو سیندہیا بہادر کو
سنہ ۱۸۰۵ع واگذاشت کیا انہونے
زیر قلعہ شہر بنا کیا اور اپنی بود و باش اسی جا



ذکر کوچ از گوالیار و رسیدن در دہولپور

غرض شب کو چہاونی رزیدنٹی مین منزل کرکی صبح کو بتاریخ
چہاردہم شہر ربیع الاول چہاونی سی موضع جہونده مین کہ
اٹہہ کوس کی فاصلہ پر ہی مقام کیا صبح کو وہان سی کوچ
کرکی چلے تو جہوندی سی دہولپور تلک راستہ مین
اکثر آبادی اور زراعت دیکہی مین آئی ندی دہولپور چنبل ندی
بہت عمیق جاری ہی بسبب نہ ملنے کشتی کی اودہر سی
عبور ناممکن تہا اسواسطی تین کوس کا پہیر کہا کر راہ پایاب
ودہر کی نزدیک دہولپور مین پہنچی وہ ایک قصبہ مختصر ہی بعمارت

شکستہ وکہنہ اور بازار غلیظ وگندہ لیکن راجہ صاحب نے
دہول پور سی جانب مشرق کو ایک چہاونی نئی آباد کی ہی
اور اوسمین بہت مکان سنگین اور محال دلگزین بنا لی ہین اور
ایکباغ ارم آیین با روشہای پختہ وچمن زار شگفتہ مع کوٹہے
خلد قرین بالکرہای ہوادار وو درجہای فرحت آثار تیار کیا ہی وہ کوٹہے
بیضا نمط اوس باغ کی وسط مین گویا آسمان مینو فام پر ماہ دو ہفتہ
معلوم ہوتی ہی یا تاریکی سایہ درختونسی اوسکی سفیدی نور لیلۃ القدر
مفہوم ہوتی ہی وہ کوٹہی مگر بیتلی ہی حدقہ حدیقہ گل یاسمن کے
یا چشم چراغ ہی اوس باغ رشک عدن کی کوئی اسکو تاک کہتا

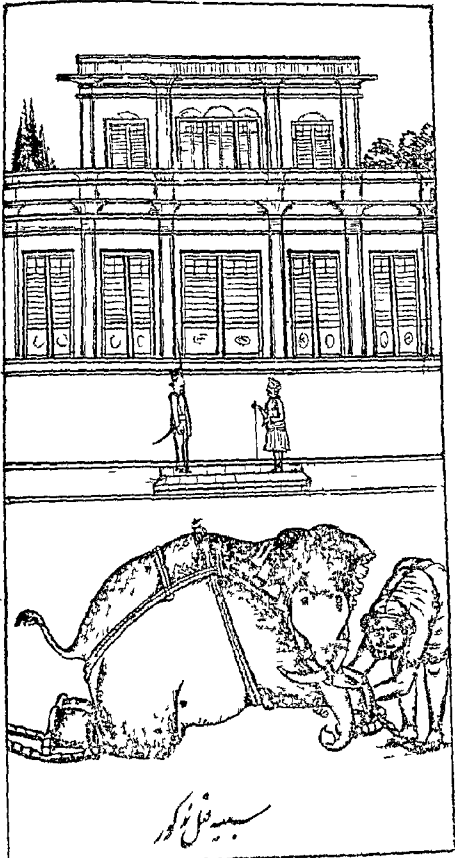
چہرہ ناظورہ بوستان کی اور کوی اوسکو ناف سمجھتا ہی شکم محبوبہ
گلستان کی سوای اسکی اور عمارت ہی بنتی جاتی ہی مگر آج
صاحب کے رہنے کی یہی کوٹھی کہلاتی ہی اگرچہ اوس کوٹھی فلک
منزلت مین اسباب و شیشہ آلات مانند کواکب انجم کی بیشمار ہے
مگر بی ترتیبی بی نظمی سی مثال گوہر شکستہ کی ہر طرف ابتر و منتشر
پڑی اور اوس باغ کی پس دیوار ایک باوڑی بہت عجیب
و نادر کار با عمارت نیک آثار و آب خوشگوار قابل دیکھنی کی
دریولا راجہ صاحب مقبرہ ایک کنچنی کا تیار کرواتی ہین کہ بلندی
اوسکی لوی فلک سی باتین کرتی ہی اور اوسکی بنیاد پتال تک

پہنچا دی ہی حقیقت مین راجہ صاحب کا نام طوایف نامہ مین
اِس کام نیک انجام سی ہمیشہ بجتا رہیگا اور جو خاص و عام دیکہیگا
وہ صلوات بہیجیگا کہتی ہین کہ راجہ صاحب کو اِس عورت سی
کمال محبت و موالفت تہی اور نہایت موالفت و مناسبت ۔
جن امورات مین اوسنی انکو وصی کیا تہا اپنی مقتضای وفاداری
سی سبکو ادا کیا قریب چار لاکہہ روپی کی اوس مقبرہ کی
تعمیر مین صرف ہو چکا ہی اور ابہی مدد جاری ہی اور ابہی نفس
نفیس و جود خاص سی اوسکی اہتمام تعمیر مین مصروف رہتی ہین ۔
اور تمام روز نشست وہین رکہتی ہین اور دربار بہی اوسی قبر پر مجلس کرتی ہین

قول الله تعالی نے اس مشتِ خاک انسان کو دولت حشمت
اور ملک ملت پر محض واسطے امتحانِ عقل و دانش و راز داری
دیانت و امانت کے متصرف کیا ہے اگر اسنے بہ ارشاد عقل
سالم کے مقتضی و اسراف سے خیانت نکرکے حق و باطل میں
امتیاز کیا تو اوسکو مالک حقیقی نے خلعتِ ارتقای مدارج
اور انعام ازدیادِ حشمت سے معزز و سرافراز کیا اور جو اوسنے
امانت الہی کو خواہش نفسانی سے برباد کیا اور حقوق عباد الله
کو بوجہ تلف کیا تو عزلِ منصب عتاب عقوبت میں گرفتار ہوا
شعر از خیانت بود خجالت مرد وان خجالت دریغ باشد درد

غرض اس تمہید سے یہہ کہ نہ مال و زر کو تست سے و فیشہ مین
مقفل رکہے اور نہ ہنڈیوں کی مقبر دینین لاکہون روپے صرف کرکے
اور راجہ صاحب کے فیلخانہ مین ایک ہاتی بہت نادر
فلک پیکر دیکہا کہ اوسکے خط شجرف پیشانی سے شفق آسمانی
خون حسرت مین غوطہ زن رہتی ہی اور اوسکی قشقہ سیندور
جبین سے شمع شب یلدا خجلت سے تہوری تہوری ہوتی ہی
وہ سرخ ٹیکا اوسکے ماتہے پر کویا شقایق نعمان کی جاری ہی
سر نکالا ہی یا کہرل سنگ موسی مین یاقوت احمر کو سیا ہی
اور ندرت تازہ اوسمین یہہ ہی کہ دانت اوسکے اسطرح بشکل چلیپا

ایک دوسری پر واقع ہوئی ہین کہ گویا کسی نازنین
پریشان گیسوئی انگڑائی لینی مین ہاتھہ بلند کئی ہین یا فلک
ناانصاف نی کسی پری کی ساعد سیمین کو حلقۂ کمر دلو کیا
یا باغبان قضا نی دو شاخ نسترن کو شجر سنبل مین
پیچ و تاب دیا ہی نہین نہین صبح صادق نی شب
گریزان کو اپنی کولی مین بہر لیا ہی یا برج دلو مین دو کوکب
ذو ذنب کو اتصال جسمانی ہوا ہی واقع مین سطح کی
دانت کسی ہاتی کی دیکھنی مین نہین آئی جن کی
یہ تصویر اوسکی ہی

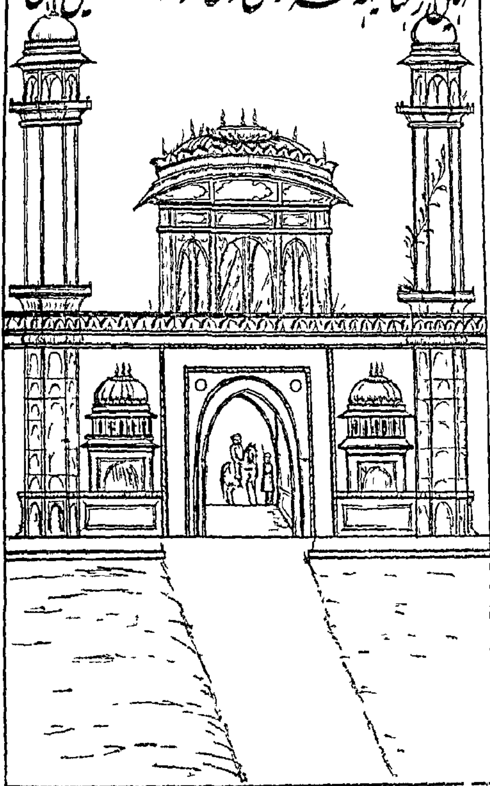


عمل حسین بخش مصور

ذکر کوچ از دہولپور و روانگی بسمت اکبرآباد

دہولپور سی کوچ کرکی جاجو متعلقہ اکبرآباد کی کنارہ ندی کی
واقع ہی مقام کیا وہان ایک سرای بادشاہی زمانہ قدیم کی
بنی ہوئی ہی کہ اوسکے دروازہ دیوار و برج بارہ کی بلندی
اور سنگینی اور خوش تعمیری اور پختگی کو دیکھ کی ایک قلعہ
مستحکم و مضبوط تصور کیا جاتا ہی اور اوسکی اندر ایسی وسعت
و فراخی ہی کہ بازار بھی بستا ہی یہان تک کہ اسمین چارہ
واسطی جانورونکی بہتر وارزان بہم پہنچا اس سی آگی کا جاڑ و
ست قلت گرانی دیکھی حتی کہ گہوڑی بدل بہو کی کہانی

اسی تکلیف سی اگر آباد مین کوئی رسالہ یا توپخانہ اسپیے
نہین رہتا یہہ نقشہ اوس سرا کی دروازہ اور فصیل کا ہی*



عمل حسن بخش مصور

صبح کو جاجوسی جو بسمت اکبرآباد کوچ کیا تو سات کوس
اِسطرف اکبرآباد سی نشان میل کی معلوم ہوئی یعنی کتابہ
لوحِ سنگ طویل کا ہر میل پر ایستادہ ہی اور اوسمین [illegible]
وفارسی وانگریزی ہندسی کندہ ہین اوس سی مسافرکو
معلوم ہوجاتا ہی کہ فلانا مقام سی یہہ مقام اتنی میل ہی
یہہ طریق پیشتر ہندوستان مین نہ تہا مگر شاہجہان نی
آگرہ سی تا بہ لاہور ساڑہی تین تین کوس پر ایک ایک منارہ
اور ایک ایک چاہ سرِ شاہراہ بنایا تہا لیکن یہہ ترکیب
بہت آسان اور مسافرکو اسمین خوب اطمینان ہی اکبرآباد

سی تا بہ بہو کا نو ایسی ہی شہر گرے ہوئی ہین

ذکرِ داخل شدن اکبر آباد

جسوقت شہر اکبر آباد مین داخل ہوئی تو اول سرکے
برف خانہ ملا اوسی دلکو نہایت خنکی ہوئی اور
حرارتِ راہ بالکل زائل ہوگئی اوس سی آگی نومحلی کی
چھاونی بہت عمدہ اور پر فضا واقع ہی اور سوای چھاونی
کی اور صاحب لوگونکی بنگلی شہر کی گرداگرد بہت موزون
و خوشنمائی سی بنی ہوئی ہین شہر کو اندر سی دیکھا
کہتی ہین کہ بیشتر بہت ویران تہا آپ کئی سال سی بسبب توجہ

صاحبان عالیشان کی اور رہنی سی لفٹنٹ گورنر بہادر
کی اور کثرت عملگان کچہری صدر وغیرہ و کچہری اپیل و دفتر
انگریزی و فارسی کی بہت آباد ہو گیا چنانچہ فقط ایک دفتر
تحریری میں دو سو انگریزی نویس موجود ہیں اور اسیطرح
اور کچہریوں میں بہی بہت صاحب لوگ اور کرانی و بنگالی
اور ہندوستانی متعلق سرکاری رہتی ہیں اور مدرسہ
سرکاری میں بہت لوگ علم انگریزی اور عربی اور فارسی
پڑہتی ہیں تحصیل علم کا چرچا اکثر ممالک ہندوستان سی
جاتا رہا تہا عملداری صاحبان انگریزی بہ فیض مجدداً

جاری ہوا ہی قول جسکو تائید و توفیق الہی شامل حال ہی وہ
اِس سعادت و وجہتی سی بہرہ یاب ہوتا ہی حقیقتاً انسان
اور حیوان مین فرق علم و دانش کا ہی اگر انسان اِس کمال
سی مشرف ہی تو درجہ ملائکہ پر فوق لیجاتا ہی اور اگر اِس دولت
سی آدمی محروم ہی تو حیوان و جماد اُسی اشرف ہی بیت
کسی را کہ شد در ازل بخت یار * طلب کردن علم کرد اختیار
سرانجام جاہل جہنم بود * کہ جاہل نکو عاقبت کم بود *
اول اِس شہر کی بازار رونکا مشاہدہ کیا مسجد جامع سے بازار
اکبرآباد شروع ہوتا ہی دو طرفہ دکانین پختہ اور سنگین واقع ہین *

اور نیچی دکانون کی بدررو پختہ واسطی اخراج آب باران
کی بنی ہوئی ہی اور سرکین بازارونکی بہت مصفا
اور پاکیزہ رہتی ہین اور سب بازارونسی کھاری باولی بازار
مین جیسی رونق و آبادی ہی ویسی کشمیری بازار وغیرہ
مین نہین ہی اور بعضی گلی کوچہ نشیب و فراز مین بھی ہین
اور اس شہر مین عمارات قدیم و جدید و پختہ و خام یکمنزلہ
و دو منزلہ سنگین و خشتی و سفالین جو ہین ہر قسم کی نظر
آتی ہین ویرانی و خرابی بھی اطراف مین بہت افتادہ ہین
مسجد جامع اکبرآباد کو دیکھا بہت وسیع و دلکشا ہی اور صحن

وعمارات اوسکی نہایت پرفضا ہیہ مسجد تعمیر جہان آرا بیگم
دختر سومی شاہجہان بادشاہ کیا ہی طول اوسکا ایک سو
تیس ذرعہ اور عرض سو گز صحن اسی گز اور تین گنبد
اور پچاس ایوان اور عبارت بخط ثلث گرد محراب دروازہ
اندرونی کی سنگ مرمر پر مرقوم ہی اگرایام غلبہ مرہٹہ کی جات
مین ضربات گولہ توپ سی کہین کہین سی شکستہ ہی اور عمارت
مسجد بہی جا بجا سی منہدم ہوگئی تہی سرکار انگریزی نی اوسکی ترمیم
مین سعی فرمائی کتبہ این مسجد یست شریف خدا پرستان
روی زمین را و معبدیست منیف حق شناسان عبادتگزین را

منظریست نور افزای دیده وران طاعت آیین را سکینت
و ملک عارفان حقیقت بین را که برافراز تسبیح القدر ابواب
فلک جناب خورشید احتجاب سیده نساء زمان صاحب
نسوان دوران ملکه جهان مالکه کیهان ناموس العالمین
اعز اولاد امیر المومنین جهان آرا بیگم در عهد سعادت مهد
صاحب عصر و ثانی دهر ظل ظلیل حضرت سبحان خلیفه خلیل
ایزد منان باعث امن و امان پادشاه هفت اقلیم برازنده
تخت و دیهیم حارس ملک و ملت قامع جور و بدعت پادشاه
دین پناه شهنشاه حق آگاه مظهر کرم و جود برگزیده حضرت معبود

فرمان فرمای بحر و بر خواه آورده عدل گستر رافع لوای بر و

احسان ملاذ جهان و جهانیان متقن قوانین رعیت پروری

و پرورده نوازی ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی

شاهجهان بادشاه غازی بمبلغ پنج لکهه روپیه در عرصه

پنجسال فی سنه ۱۰۵۸ هجری صورت انجام پذیرفت ایزد بی نیاز

و داور بی انباز این بنای رفیع را چون بیت المعمور پاینده

و این اساس منیع را چون کاخ فلک برقرار دارا د فقط

اور فی الحال اس شہر میں کوئی امیر و رئیس سوای اہل حرفہ

و اہل عملہ کی نہیں رہا اور اکثر اولاد شرفای قدیم کی دیکھی

سبب بے روزگاری اور بے علمی کی کسب ہنر واسطے معاش
کے اختیار کرلیا ہے چنانچہ گوٹہ کناری و کلابتون و ارائی
وکمربند و شطرنجی وغیرہ وہان بہت خوب وارزان بہم پہنچتی ہین
اور جیسے سنگ تراش و پرچین کار اس شہر مین کامل فن و
نادر دست ہین اور کسی ولایت مین نہین سنے چنانچہ صاحب
لوگ بہی کہ جوہر کار و صنعت مین باریک بین و بالغ رس
ہین اشیای سنگین پرچین کاری کی وہانسے خرید کر
لیجاتے ہین ارباب طرب مین سی کوئی لایق تعریف کے ذات
نہ پایا الا میان ... ج کا بہتیجا قطب اچہا بجاتا تہا کہ اسکے سرود مین

ایک حزن وکیفیت ارگن انگریزی کیسی معلوم ہوتی تہی اور

طوائف مین ایک ممن نامی البتہ صعدا رہی آور

ثنیہ خیال گانی مین بہی فی الجملہ نامدار ہی آور امیرون مین یہان

امتیاز الدولہ جرنیل محمد حسین خان بہادر سردار جنگ

خلف روشن الدولہ بہادر سی اتفاق ملاقات کا ہوا الحال

بی تکلف و با اخلاق ہین آور اکثر صفات محمودہ و اوضاع

مطبوع سی متصف بیشتر منزل گاہ مسافر پر تلطف

لائی بعدہ راقم بہی اونکی کوٹہی پر گیا کوٹہی کو اسباب

انگریزی اور جہاڑ و فانوس سی ایسا آراستہ کیا ہی کہ نمونہ

شہ

شبستان چرخ برین اور ثانی نگارستان چین کر دیا
اونکی تلطفات و اخلاق سی طبیعت کو نہایت فرحت
و سرور حاصل ہوا جب سی اونکو عہدہ جرنیلی شاہ
اوده کی ہنسی ملاہی تبسی لباس انگریزی بہت پہنتی ہیں
اور زبان و محاورات انگریزی سی نہایت شوق رکھتی
ہیں چنانچہ اونکی تصویر بہی لباس انگریزی سی
بنائی جاتی ہی



Portrait of [illegible]
son of [illegible]
[illegible] Prime Minister [illegible] Lucknow

شبیه جرنیل محمد حسین خان خلف روشن الدوله بهادر



پهر منشی واجد علیصاحب سی بهی ملاقات هوی بهت مرد بزرگ
وقابل اور خوش اوقات وکامل هین جیسی اونکی قابلیت
وہمہ دانی اونکی تصنیفات وتالیفات سی ثابت هوتی هی
اوس سی زیادہ اونکی تعارف ظاهری سی معلوم هوی
ایسی وضعدار ودانشمند روزگار نہین هونا مغتنمات سی هی
اور جس شہر ودیار مین اس قسم کی لوگ هون اوس جگہہ کی
زیب وزینت هی * ذکر عمارات قدیم بادشاهی واحوال اهل اسلام

حقیقتاً بالفعل یہہ شہر بسبب نهونی کثرت دولت وحشمت
اور سکونت اهل علوم وفضائل کی چندان قابل تعریف

کی نہین ہی لیکن آثار عمارات و مکانات سلاطین عظام
اور نشان عظمت و شان خواقین والا احتشام اس
شہر مین ایسی ہین کہ سیاحان سطح عالم اور سیاحان
عرب و عجم اور کسی شہر و دیار مین نشان نہین دیتی واقع
مین جس کسی نی بچشم خود دیکھا ہی اور نظر ہی اوسکی
سرمہ بینش و توتیای امتیاز سی باریک بین ہی وہ
اوسکی خوبی و ندرت پر مطلع ہی ورنہ شنیدہ کی بود
مانند دیدہ راقم کو اس شہر کا حال اسطرح مستدرک
ہوا کہ یہ شہر قدیم ہی اور ممالک ہندوستان کی بڑی شہرون مین

کہا جاتا ہی اور بیشتر اسکو آگرہ کہتی تھی اور قلعہ کہ دریاء
جمن پر واقع ہی اوسکو بادل گڈہ اور بادل کوٹ
موسوم کرتی تھی اول اسکو سلاطین اسلام میں سے
محمود بن ابراہیم بن مسعود بن سلطان محمود غزنوی
نی فتح کیا بعد اوسکی ہمیشہ بادشاہان دہلی کی تصرف
میں رہا پہر سکندر لودہی نی کہ جو تخت نشین دہلی کا تہا
آگرہ کو پسند کرکی وہاں اپنا بود و باش اختیار کی
اور تسمیں روز بھی اسکی آبادانی نی یہ تا فزونا ترقی حاصل کی
اور آگرہ تخت گاہ ملوک ہندوستان ہو گیا

ذکر ظهیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

جبکہ حق تعالی نے مملکت ہندوستان سلسلۂ تیموریہ کو
مرحمت فرمائی تو اول ظہیر الدین بابر نے سلطان
ابراہیم لودہی بن سکندر لودہی بادشاہِ دہلی کو
شکست دیکر آگرہ میں نزول اجلال فرمایا وہان
اونہوں نے جانبِ شرقی آبِ جون ایک قطعہ زمین کا
پسند کرکے ایک چارباغ بہت لطافت وعمدگی
کی ساتھہ احداث کیا اور نام اوسکا گل افشان رکھا

اور اوسمین ایک عمارت مختصر مع مسجد سنگین کی اتمام کو پہنچائی
اور ارادہ تھا کہ ایک عمارت عالیہ قابل دربار بادشاہی کے
تیار ہووی مگر انکی عمر نی وفا نہ کی ذکر ہمایون بادشاہ
بعد انکی نصیر الدین ہمایون کو جنگ فساد شیر شاہی
اتنی فرصت نہ ہوئی کہ کوئی دولتخانہ شاہی لایق بود
و باش بندگان سلطانی کے تیار کرواوین آخر بہ تیر شاہ
شکست کہا کی ایران کو تشریف لیگئی پہر بارہ برس کی
بعد انکی انہون نی ہندوستان فتح کیا اور دہلی مین پہونچکر
چہہ مہینی کی بعد جہان فانی کو پدرود کیا مصرع

ہمایون بادشاہ از بام افتاد یہہ انکی تاریخ وفات ہی

ذکر بادشاہی جلال الدین اکبر

جبکہ کوکب خلافت اکبری نی افق سلطنت سی طلوع
کیا اور خلعت سریر آرائی اقلیم ہندوستان انکی وجود
سراپا اقبال پر راست ہوا تو انکی عمر تیرہ برس آٹھہ مہینی
چند روز کی تہی مگر آثار رشد وہوشمندی نور سعادت
بخت بلندی اور جوہر شجاعت و دلیری اور مادہ قدردانی
وہنر پروری اوسی زمانہ سی انکی جبین اقبال آگین سی ساطع
ولامع تہا لکہا ہی کہ انکو ابتدای تخت نشینی مین افغان محاربہ

ہیمو بقال ملقب بہ بکرماجیت کا ہوا اوسکے ساتھہ ستر ہزار
سوار و ہزار فیل جنگی تھا میدان پانی پت مین اوسکو
شکست فاحش دی یہہ بادشاہ اکثر اپنی ذات خاص سے
متوجہ نظم و نسق کا رہتا تھا صوبہ اودہ و جونپور
و بہار و اڈیسہ و ٹھٹہ بھکر و سیوان و اجمیر و احمد آباد
و خاندیس و صوبہ برار و احمد نگر و دولت آباد و کشمیر
و کابل و قندہار وغیرہ ایسی نی اپنی عہد مین مسخر و مفتوح
کئی اور تاریخ انکی جلوس کی خداوند عالم پناہی نکلتی
اور لفظ کام بخش سی بہی سنہ مذکور ہوتی ہی اور نظم

اسطرح سی کیا ہی نظم از خطبۂ شاہ زینت منبر شد
* وز سکۂ عدل کارہا چون زر شد * بنشست بتخت سلطنت
اکبر شاہ * تاریخ جلوس حضرت اکبر شد * اور سکہ پر
ایکطرف یہہ رباعی تھی * خورشید کہ ہفت بحر
از و گوہر یافت * سنگ سیہ از پرتو آن جوہر یافت *
کان از نظر تربیت او زر یافت * وان زر شرف
از سکۂ شاہ اکبر یافت * اور درمیان اوسکی اللہ اکبر
جل جلالہ اور دوسری طرف یہہ رباعی مسکوک
تھی رباعی این سکہ پیرایۂ امید بود * با نقش دوام نام جاوید بود

سیمای سعادتش ہمین بس کہ بدیر * یکدرہ نظر کردہ خورشید
بود * اور ہمیشہ اپنی نفس نفیس سی رعایت رعیت پروری
مین رہتا تھا اور یہہ مقولہ اوس بادشاہ جمجاہ کا تھا
کہ حق سبحانہ تعالی نی یہہ تمام فرمانروائی و جہانگیری اِس
نیازمند درگاہ الہی کو واسطی شادمانی و آسایش خلق اللہ کی
عطا کی ہی * نہ واسطی جمع کرنی زر و سیم اور آرایش
تخت و دیہیم کی * ذکر بنای قلعہ آگرہ
غرض اونہون نی آگرہ کو اپنا دار السلطنت اور مستقر الخلافہ
تجویز کیا اور اوس قلعہ قدیم کہنہ کو منہدم کرکی سنہ وس

جلوس اور نوسی ۱تھتر ہجری مین قلعہ جدید سنگ سرخ کی
بنا کیا اس قلعہ کی بیس برج اور چار دروازہ اور
دو دریچیان ہین اور عرض اسکی دیوار کا تیس گز اور
ارتفاع ساٹھہ ذرعہ اور گرد خندق پختہ اور اندر
جو عمارات محل کی زمانہ اکبر مین بنی ہی سب سنگ
سرخ اور منبت کاری کی بوضع قدیم پایدار و مستحکم
بہت اور صفا و دلکشائی مین کمتر یہہ تمام بیچ مدت
آٹھہ سال کی باہتمام قاسم علیخان مین بصرف پینتیس ۳۵
لاکھہ روپیہ کی طیار ہوا اسکو باسم اکبر اباد موسوم کیا

کہتی ہیں کہ اوس زمانہ میں بکثرت آباد و معمور تھا

دریاسے جانب غرب میں سات کوس کے دور میں

صفت بستی ہی کہ جسکا طول دو کوس اور عرض

ایک کوس اور دریاسے سمت شرق میں طول

اڑہائی کوس اور عرض ڈیڑہ کوس ان سب حدود تک

عمارات و مکانات طیار تھی کتب حکما سابق میں

مرقوم ہی کہ آب و ہوا اکبرآباد کی گرم و خشک ہی

اور طبایع دموی و صفراوی کو ضعف و تحلیل

روح کرتی ہی اور بلغمی و سوداوی مزاجوں کے

موافقت رکھتی ہی اگرچہ اکبر نی دار السلطنت اسکو
مقرر رکھا لیکن اور جا بجا بہی اوسنی قلعی اور
محل بنائی اور اونمین اپنی بود و باش رکھی
چنانچہ فتح پور سیکری اور قلعہ الہ آباد اور قلعہ
اٹک وغیرہ اسینی تعمیر کئی ہین اور اکثر کابل
اور کشمیر اور لاہور وغیرہ مین بہی رہا کرتا تہا اور
یہہ بادشاہ خاندان تیموریہ مین بڑا صاحب اقبال ہوا
کہ آدمی اسکو بہت اچہی اہل کمال ہر فن مین یکتا و
بیہمتا بہم پہنچی تہی چنانچہ راجہ بیربر اور ابو الفضل فیضی

راجہ ٹوڈرمل ابو الفضل عبد الرحیم خان خانان بابا
منعم خان خواجہ جہان خان عبد المجید خان آصف خان
وغیرہ امرای بادشاہی منتخب روزگار تھی انہوں نے
تفریق صوبجات و محالات و سرکارات و مواضعات
و جریب پیمایش زمین وغیرہ قانون تمانجات و تقریر
محصول اسی کی عصر میں مقرر ہوئی اور اس بادشاہ کو اگرچہ
کچھ علم نتھا مگر بسبب صحبت فضلا کی ہر قوم اور ذکاوت
طبیعت کی ہر زبان کو بخوبی سمجھتا تھا خصوصاً سنسکرت
میں بہت دخل رکھتا تھا ترجمی اکثر کتب ہندی کی

سی مہابہارت تاریخ جنگ کوروان وپانڈوان کا
اور کتاب رامائن تاریخ جنگ رام لچھمن راجگان ہنود
باراون دیو دہ سر حاکم لنکا وغیرہ اسی کی حکم سی
فارسی مین ہوئی اور یہہ بادشاہ پابند کسی مذہب کا
تہا اول مین بسبب صحبت علماء ہنود کی التزام وا اعتقاد
اس مذہب کی رسوم کا اوسکو بہت رہتا تہا اور آخر مین ا
ایک مذہب الہیہ اختراع کیا کہ اصول اوسکا آفتاب
پرستی اور گویا اگنی کو قبلہ اور افضل جملہ مشرقی جانتا تہا
غرض اس بادشاہ نے چونسٹھہ برس کی عمر پائی اور

ایکیاون سال دو ماہ سلطنت کی بیچ سنہ ۱۴ اکہزار
چودہ کی رحلت فرمائی اس بادشاہ کی بخشش بیچ
بیان کرتی ہین کہ فتح پور سیکری مین دولت
سرای بادشاہی مین ایک حوض بیست در بیست تھا اور
عمق اوسکا قد آدم اس بادشاہ نے حکم دیا
کہ اسکو روپیون سی پر کرو جب سات کروڑ روپیہ اوسمین
پہنچا تو راجہ تودرمل نی عرض کیا کہ سات کروڑ
سی پر نہین ہوا حکم دیا اور پھر جب لبالب ہو گیا
تو بادشاہ وہان آکی بیٹھی اور بخشش کرنا شروع کیا

ہی دن خالی کردیا قطعہ نبود مہتری
ست دہ ٭ روز و شبہا شراب نوشیدن ٭ یا طعام
لذیذ را خوردن ٭ یا ملوک لباس پوشیدن ٭ من
بگویم کہ بہتری چہ بود ٭ ورتوانی زمن نیوشیدن ٭
ہمگنان را ز غم رہانیدن ٭ در مراعات خلق کوشیدن
تاریخ وفات انکی یہہ ہی بادشاہِ عالم جاوید
اکبر بادشاہ قول انسان اگر ہزار کشورستانی کرے
ایکدن فوج اجل سی شکست کہانی ہی اور لاکہہ
برس حکومت سلطانی کرے آخر مرجاتی ہی نقل

مؤرخین لکھتے ہیں کہ عمر نوح علیہ السلام کی جب ایکہزار
تین سو برس کی ہوئی بعضے اسمیں اختلاف بھی کرتے
ہیں تو ملک الموت آپکی قبض روح کیواسطے حاضر
ہوا اور اوسنے دیکھا کہ حضرت نوح ایک چھوٹیسی
دیوار خام کی پیچھے بیٹھے ہیں اور اوسپر کچھ سایہ بھی
نہیں ہے مگر اوس دیوار میں ایک چھوٹا سا طاق
بنا ہوا ہے قابض روح نے اسحال کو دیکھ کے عرض کیا
یا نبی اللہ تمکو خدا تعالی نے اتنی عمر عطا کی آپنے ایک
مکان بھی اپنی آسایش کیواسطے نہ بنوایا نوح نے فرمایا

کرے عزرائیل اگر مین جانتا کہ تو ایسا جلد آویگا
تو یہہ طاقچہ بھی نہ بناتا کہ اسمین کبھی کبھی آفتاب و
بارش کی شدت سے سر چھپا لیتا تھا اور مین ان جب
سے دنیا پر آیا ہون تجکو ہمیشہ آج ہی کے دن کی طرح سامنے
کھڑا دیکھتا تھا جس جہان تجھ جیسا حریف ہروقت موجود ہو
وہان فرصت مکان بنانے کی کہان تو عجب جاہیے
کہ موت کو ہمہ وقت موجود جانکر اپنی عمر عزیز کو صرف
حظ و لطف دنیا مین نہ مصروف کرے بلکہ کچھ اوسکی
معرفت بھی حاصل کرے ورنہ بجز افسوس و پشیمانی کے

یہانسی بحیثہ ساتھہ بیجا دیکا شعر کلید مخزنِ خمائف ست
آنقدر استخوانِ تو کر فتم انکہ خواہی بود از قانون
تونکر ترجمہ ذکر نورالدین جہانگیر بادشاہ بعد اوسکی
ابو المظفر نورالدین جہانگیر اکبر آباد مین بعمر سی و ہفت
سالگی بادشاہ ہوئی اور اوس تخت مرصع پر
جلوس فرمایا کہ اکبر نی واسطی جشن تحویل نور و ز کے
دوکرور اشرفی پنج مثقالکی جواہر قیمتی مین سوای
تین سو من طلا کی طیار کروایا تہا اور پایونمین
اوس تخت مرصع کی پچاس من عنبر اشہب بہروایا تہا

کہ جس مجلس مین اوسی رکہتی تہی وہ تمام محفل معطر

رہتی تہی اور اوس روز وہ کلاہ مرصع سر پر رکہی

کہ انکی باپ نی پرورش کیا ن بنوائی تہی اور اوسکو

گوشوئین بارہ قطعہ الماس کی تہی ہر ایک لاکہہ اشرفی

پنج مثقالی کا زر خرید خاص اکبر کا اور بیچ مین اوس

کلاہ مروارید کی زمرد بوزن چار مثقال قیمتی لاکہہ اشرفی

پنج مثقالی کا اور بیس دانی یاقوت سرخکی ہر ایک قیمتی

چہہ ہزار روپی کا اوسمین نصب کئی تہی اور روز جلوس سے

چالیس دن تک نوبت خانہ مین حکم نوبت نوازیکا

اور روشنی مشعل ہے زرہای طلائی و نقرہ با فتیلہ ہای عود
و عنبر و شمعہای کافوری کا اوپر فرش قالین ہای مخملی و
زربفت و شامیانہای منقش و کلابتونو زری کی کہ اگلی اوس
تخت کی مرتب و آراستہ تہا جاری رہا اول تخت پر
جلوس فرمانی جو اس پادشاہ کی حکم نافذ کیا وہ یہہ تہا کہ
واسطی تسلی مظلوموں کی زنجیر عدالت لٹکائی جاوی چنانچہ
بوزن چار من اکبری کی زنجیر طلائی بطول سی دیکہہ در آہن
ساتہہ زنگ طلیا رہوتی ایک سرا اوسکا شاہ برج میں اور دوسرا
کنارہ دریای جمن پر رہتا تہا جو مظلوم رسیدہ اوسکو جنبش دیتا

یہہ بادشاہ خبردار ہوکر بذات خود اوسکا انصاف کرتی تہی

اور دوسرا حکم یہہ صادر کیا کہ تمام ملک محروسہ مین محصول

بالکل نلیوین قندہار وکابل سی تا بنگالہ وگجرات ودکن

سب محصول کہ آمدنی ایک ملک وسیع کی ہوتی ہی معاف

کردی جب بادشاہ کی یہہ ہمت عالی ہوگئی آتو کیہو نگرہ زمانہ

مین آبادی وطرفہ حالی ہوگئی نظم هر که را دل بعدل شد

مایل طمع از مال خلق گو بگسل طمع و عدل آتش و آب ند

هر دو یکجا قرار کی یابند آس بادشاہ نی اپنی عہد زندگی مین

سوای عیش و آرام اور نشہ مدام کی کچہہ اپنا محنت لازمہ کر لی

ہیں کی الا عدالت وانصاف اور بذل وبخشش میں
شہرہ آفاق تھا یہہ اوسکی مقولات ہیں کہ خود سوال کیا
اور آپہی نے جواب لکھا ہی سوال کونسا تخم ہی کہ ایک دانہ
بوئیں اور ہزار خوشہ کاٹیں جواب نیکوئی کا ساتہہ بندگان
خدا تعالی کی سوال کونسی چیز ہی کہ اوسمیں طمع کرنی چاہیے
جواب خشنودی حق اللہ سوال وہ کون شخص ہی کہ شادی
واندوہ کو یکساں جانتا ہی جواب جو کوئی غم وشادمانی دنیا کی
گذران سمجھتا ہی سوال عقلمند کون ہی جواب وہ کہ حاصل کو
چہوڑی اور لاحاصل سے نہ دوڑی سوال کونسی ساعت

ضایع ہی اور کونسی نافع جواب شایع وہ ہی کہ بی نکوئی
گذری اور نافع وہ ہی کہ نکوئی ہین گذری سوال درستی
سا ہیہ کس کی کری جواب جو کہ حاسد نہو اور خدا سی
ڈرتا ہو قولہ تین آدمیونسی حذر چاہیئی اول خوشامد
لگو دوم گرسنہ چشم سوم تونگر خسیس * قولہ
تین باتین نشان امیر احمق کی ہین اول خودنما دوم
خود پسند سوم سخن حق ناشنو * نورجہان بیگم
بنت اعتماد الدولہ غیاث بیگ اسی بادشاہ کی بیگم تہی
اگرچہ نورجہان بیگم ظاہرین عورت تہی مگر علم وفضل اور دانائی

وہوشیاری و فہم فراست و ذہن و ذکا مین ہزار مرد سی
بہتر تہی اور سخاوت و شجاعت مین حاتم و رستم سی بہتر
ہزارون دختران شرفا کو زرِ خاص سی کدخدا کر دیا
اور ایک روز مین بندوق سی نو شیر کا شکار کیا بادشاہ کو
بسبب اسکی شعور و قابلیت کی نہایت تعشق تہا حتی کہ
تمام امورات سلطنت اور مہمات خلافت اسکو مفوض
کر دی تہی چنانچہ سکہ اسہی کی اسم پر مسکوک ہوتا تہا
اور فرامین اسکی مہر سی جاری ہوتی تہی سکہ بحکم شاہ
جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اور سجع مہر کا یہہ تہا **سجع مہر** نور جہان گشتہ بحکم الہٰ

ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ٭ اور طغرای پیشانی فرامین لیکن

لکہتی تہی **حکم علیہ عالیہ مہد علیا نور جہان بادشاہ**

اسنی اپنی زمانہ حکمرانی مین کوئی دقیقہ انتظام سلطنت

اور اہتمام خلافت کا فروگذاشت نہین کیا سوای اسکی

یہہ بیگم شاعر و بذلہ سنج و حاضر جواب بہی تہی یہہ شعر

اوسکے ہین **شعر** دل بصورت ندہم تا نشود سیرت معلوم

بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم ٭ زاہد ہول قیامت مفگن

دردلہا ٭ ہول ہجران گذرانیدیم قیامت معلوم عرض جہانگیر کا

بہی مستقر الخلافت اکبرآباد رہا اور کچہ عمارات قلعہ مین اسی
بہی بنائی اور دار السلطنت لاہور مین اکثر بود و باش رکہی
اور سکہ اشکا آگرہ مین یہہ جاری تہا سکہ زد در شہر اکبر خسرو
گیتی پناہ * شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ * اور احمد آباد
مین یہہ سکہ تہا سکہ زد در احمد آباد از عنایات اللہ روی
زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ * اور بعضی اشرفیون پر
یہہ بیت سکہ کی تہی بیت بحکم نور بہر زر کلک تقدیر *
رقم زد شاہ نور الدین جہانگیر * اور دوسری طرف
شد چو خورشید سکہ نورانی جہان * آفتاب مملکت تاریخ آن
تاریخ بہی

جب کہ سلطنت کو انکی بائیس برس آٹھہ مہینے چودہ روز
گذری اور عمر انکی اونسٹھہ سال گیارہ مہینے بارہ دن کی
ہوئی تو سنہ ۱۰۳۷ ایکہزار سینتیس مین بعارضہ ضیق النفس
موضع چنگز ہتی مضاف صوبہ لاہور مین انتقال کیا تاریخ
وفات انکی یہہ ہی مصرع جہانگیر از جہان رفت * قبر
انکی باغ نورجہان بیگم واقع دار السلطنت لاہور مین ہی
شعر درد یست اجل کہ نیست درمان اورا * بر شاہ و گدا ست
حکم و فرمان اورا * شاہی کہ بحکم وی کشی کرمان میخورد
امروز زمین خورد کرمان اورا * جب کہ نوبت نوبت نوازی

خلافت شاہجہانی اور غلغلہ پردازی کوس سلطنت
صاحبقرانی پہنچی یعنی لوای اقبال اس بادشاہ ذیجاہ کا
بلند ہوا اور زمانہ اسکی زیر سایۂ چتر حمایت آیا اور زینت
روزگاری اسکی شمع دولت جہان فروزسی چشم عالم کو
روشن کیا اور اسکے چراغ عدالت ظلم زدائی کا شام
ایام کو منور فرمایا تو سنین عمر اس شاہ دین پناہ کی
سی و شش تک پہنچی ہی کہ ۱۰۳۷ اکہزار سینتیس
بیچ قلعہ اکبرآباد کی سریر آرا ہوا چنانچہ تاریخ اسکی
لکہی ہی تاریخ بادشاہ زمانہ شاہجہان ۲ خرم و شاہ و دلکشا فرزین

حکم او بر خلائق و عالم * همچو حکم قضا روان باشد * بهر سال
جلوس او گفتم * و جهان باد تا جهان باشد * شاهجهان نامہ
مین لکہتی ہین کہ جس روز اس بادشاہ جم جاہ نی تاج شاہی کو
اپنی فرق ہمایون سی سرافراز کیا تو جتنی امرا اور رفقا
عالم شاہزادگی سی اسکی رکاب سعادت مین تہی سبکو مناصب
اعلی اور مراتب والا پر پہنچا دیا اور اوسی سال مین جتنی حرف
رسوم بدعات اکبری اور طراز لوازم منہیات خودسری تہی
آب روان حکم شرع مبین اور حدت کزلک غیرت دین سی
صفحہ اعمال زمانیان اور لوح دلہا جہانیان سی محو و منحک کردی

اور اول سنه جلوس کرامت مانوس مین چار لاکهه بیگه زمین
ویکصد وبست موضع و دو وبست سوای زر نقد فراوان کی
طبقه علما وسادات اور طائفه ارباب استحقاق کو بخش
کی اور یهه خاقان دیندار همیشه همت بادشاهانه کو بیچ
ملت مصطفوی اور رونق شریعت نبوی مین مصروف
رکهتا تها چنانچه اول رسم سجده زمین بوس که قدیم مین
واسطی بادشاهون کی مقرر تهی منع فرمایا اور رسم شنیع یهه بهی
تبیح معمول تها که دختر مسلمان هندو سی اور هندو کی لرکی
مسلمان سی منسوب کرتی تهی اور مسلمه کو هندو جلاتی تهی اور کافر کو

مسلمان منع کرلی تھی اُس خدیو اسلام نے اُس فعل شنیعہ کو
نہادِ طائفۂ جہل بنیاد سے بہ تنبیہ و تادیب بالکل موقوف کیا
اور ہر شہر و دیار میں قضات و علما کو سرکار خاصۂ شریفہ سے
واسطے اجرای احکام شریعت اور تعلیم آدابِ عبادت کے
مقرر و معین فرمایا اور سال ہفتم جلوس میں ایک تخت
طاؤس بخرچ ایک کرور روپے کے طیار کروایا کہ اوسکے
تکیہ کی جاہ ایک لعل قیمتی دس لاکھ روپے کا نصب تھا
جس روز اوس تخت مرصع پر جلوس فرمایا تو ایک شامیانہ
مرصع لاکھ روپے کی طیاری کا پیش ایستادگی تخت کے

واسطی اصف جاہ وزیراعظم نی نذر گذرانا کہتی ہین کہ خزاین
بادشاہی مین جواہر بہت جمع ہو گیا تہا تجویز بندگان سلطانی
کی یہہ ہوئی کہ جو جواہر کہ اسمین زیدہ اور تحفہ ہی اوسکو
علحدہ کرکی جو ناقص و کم قیمت ہو اوسکو صرف تخت طاوس
کیا جاوی سبحان اللہ جسکا ناقص ایسا تہا اوسکا کامل کیسا ہوگا
تاریخ اتمام اوس تخت کی محمد جان قدسی نی یون لکہی ہی
تاریخ چو تاریخش زبان پرسید از دل * بگفت اورنگ
شاہنشاہ عادل * اہل تاریخ رقم کرتی ہین کہ شہریار ابر نوال
بحر افضال نی سوای اخراجات کروڑہا روپیہ کی اکثر ہاتہ

وعمارت مین صرف ہوی فقط انعامات مین آغاز جلوس تخت

سلطنت سی تا تحریر شاہجہان نامہ کی نہہ کروڑ روپیہ مین

لاکہہ روپی خرچ کئی اور بیچ سنہ بست وہشتم جلوس کی

سوای سکہ مروجہ کی ایک سکہ اشرفی دو صد مہری کی

مسکوک کروایا تہا چنانچہ وہ ایک اشرفی تین ہزار روپیہ کو

خورد ہوتی تہی اور وہ خاص لوگونکو انعام واکرام مین

مرحمت ہوتی تہین سنا ہی کہ لندن مین ابتک

وہ اشرفی دار العجائب مین موجود ہی ایک طرف

اوسکی یہہ بیتین اس شکل سی مسکوک تہین





اور سکہ مہر و روپیہ پر یہ تھا بصدق ابی بکر و عدل عمر
بآزرم عثمان و علم علی اور بیچ میں کلمہ اور ایک طرف
نام نامی بادشاہ اور دار الضرب و سنہ جلوس

جبکہ اس بادشاہ فلک بارگاہ نے مکانات اندرون
قلعہ اکبرآباد کی موافق اپنی ہمتِ عالی اور طبع لطیف کے
اور قابل قصرِ سلطانی اور درگاہ خسروانی کی نہ سمجھی تو اُن کے
محل خلد اساس با دیوان عام و دیوان خاص سنگمر مر
صفا بخش آئینہ کرداری با پرچین کاری سنگ ہای
رنگا رنگ کی فردوس آئین اور نمونہ خلد برین طیار کروایا
چنانچہ راقم نے بعد سیر و تماشای شہر کی تمام عماراتِ
اندرونِ قلعہ کو دیکھا تو حقیقت مین جلوہٴ قدرت الٰہی
نظر آتا ہے اور اوسکا ہر در و دیوار صنعت باری پر گواہی دیتا ہے

اور اوسکے ہر طاق سی علوِ شان بادشاہی تراوش کر گیا

اور اوسکی ہر گوشہ مین عظمت سلطنت دکہائی دیتی تہی

اوسکی گلزارِ سنگین کی روبرو لالہ و گل بخون حسرت [illegible] تہا

اور اوسکی گل و برگِ ہمیشہ بہار کی سامنی تمام چمن کلبۂ احزان

اگر دیدہ باریک بین چشمۂ مہر و ماہ کی عینک سی اوسکی

در بندی کو ہزار سال دیکہی تو سرِ مو اوسکا فرق آنکہون مین آیگا

اور اگر قوتِ لامسہ انگشتِ حسی کو اوسکے ہموار سطح پر پہیرا

کیا کری تو بہی جوڑ اوسکا محسوس نہوویگا یا وجود

اس کار باریک صنعتِ نازک کی وہ استحکام پذیر ہی کہ

کہ باوصف انقضای عرصہا ی متمادی کی معلوم ہوتا ہی کہ

ابہی پُراو تازی ہی یہہ بیتیں بخط نستعلیق قلم جلی سی

دیوان خاص مین مرقوم ہین چنانچہ اوسکی نقل کیجاتی

ہی ابیات ازین دلکشا قصر عالی بنا * سر اکبرآباد

شد عرش سا * بود کنگرش از جبین سپہر * نمایان چو

دندان سین سپہر * بسجدہ درین سرای سرور * کند

سرنوشت بد از جبہہ دور * شرافت یکی آیہ در شان او *

سعادت در آغوش ایوان او * زہ جور از پیش و کم رستہ است

بزنجیر عدلش ستم بستہ است * بنازم بزنجیر که عدل شاہ *

همه چشم شد در رهِ او چو آه * بر احوال مردم جهان پر حباب
که دانه چه بینند شبها بخواب * در ایوان شاهی بصد احتشام
چو خورشید بر چرخ بادا مدام * چه ایوان او عالم آرای شد
سرِ خاک او آسمان سای شد * شهنشاه آفاق شاه جهان
که نازد بآن روح صاحبقران * ازین رونق و زیب و زینت
مکان * بده بر روی زمین آسمان * بود صحن بامش چو سیما
سپهر * بهر سو فتاده چو سایه سپهر * بنا بخش اندیشه دور
د * در فیض شد با زبرها سوی * چنین گفت طبع حقایق
شناس * سعادت سرای همایون اساس * او رد و سری

جای تختگاه پر یہ بیتین لکھی ہین قطعہ شاہجہان چو گرفت
جای بتخت شرف * تخت ز رفعت نہاد بر زبر چرخ پا *
دست دعا بر کشاد پیر فلک در نشاط * گفت کہ بادا مدام حکم
تو دوران روا * میل دو چشم حسود یک الفست کرد و گفت
باد جہان پادشاہ شاہ جہانگیر باد * بعد اسکی برج مثمن کو دیکھا
گویا آفتاب نی زمین پر نزول کیا ہی پہر نگینہ مسجد مین نماز
پڑہی جانا کہ صومعہ عابدان عالم القدس اسی جای او براہی
سو حسن محل واقع مین ایسا ہی کہ گنبد لاجوردی فلک
بہی اس کی منفعل ہوتا ہی شیش محل اور زنانہ باغ سرا سر

کنده هوئین تهوڑی اوسمین سی لکهی جاتی هین ابیات
بادشاهی که تیغ ادسازد * چون دو پیکر سر عدو بدونیم *
باشد این تختگاه رخشنده * تکیه گاه خدایگان کریم * محکم
خسروان پایهٔ ملک * مهر ومه راعیار زر وسیم * درج
مثل بدر تابنده * لولوی بی بها چو در یتیم * بی تاریخ
او تفکر شدم * مددی جستم از خدای حکیم * تا فلک
تخت گاه خورشید ست * گفت ما ذ سریر شاه سلیم * الضا
همیشه باد منور بنور مهر اله * سریر حضرت سلطان سلیم اکبر شاه
اور یهه بیتین سلطان سلیم نی اپنی عهد سلطنت مین ادسپر

کندہ کروائین ابیات چون شاہ سلیم وارث تخت و نگین*
بر تخت نشست و بست گیتی آئین* شد اسم مبارکش جہانگیر
چو ذات* از نور عدالت لقبش نور الدین* اور
قلعہ مین حوض ہی ایک پارہ سنگ کا کہ درازی اوسکی
قریب پندرہ ہات کی اور بلندی لقدرین ہات کے
یہہ حوض جہانگیری ۱۰۱۹ سنہ ہجری مین طیار کروایا
یہہ تاریخ اوسپر کندہ ہی تاریخ پناہ ملک و دین
شاہ جہانگیر ابن اکبر شاہ* شہنشاہی کہ از تدبیر اوشد کار
تقدیری* طلب کردند چون از خضر سال اوخرد گفتہ*

نهان شد از خجالت زمزم از حوض جهانگیری * غرض اوسکی رشتی اوصافِ انسانی سی مستغنی ہی اور ہمکو اوسکی تعریف مین دخل دینا محض گفتگوی لایعنی ہی مصرع حاجت مشاطہ نیست روی دل آرام را * صاحبان عالیشان کی کمال نصفت و حق شناسی اور نہایت قدر دانی اور دانائی ہی کہ بخلاف حکام قدیم کی اچھی چیزونکی حفاظت و احتیاط کرتی ہین اور نام و نشان متقدمین کو زندہ اور قایم رکہتی ہین اگر یہہ لوگ اِن مکانونکی محافظت و خبرگیری نکرتی تو یہہ بہی مانند تخت جمشید و ایوان

کسری کی خرابہ ویران ہو جاتی دیوان عام کی عمارت اگرچہ
خشتی ہی لیکن خشت برخشت کو اس خوبی اور صفائی سی
چنا ہی کہ تمام عمارت ایک خشت کی معلوم ہوتی ہی اور
اوسکی رفعت و وسعت سی اب تک شان خسروی اور
شوکت بادشاہی برستی ہی بالفعل اوسمین میگزین کا کارخانہ
رہتا ہی لیکن وہ اسباب سلح اور آلات حرب یعنی توپین
اور بندوقین اور پستول اور کرچین وغیرہ اس حسن خوبی
اور انتظام و آراستگی سی چنی ہین کہ تمام مکان کو اوس سی
زیب و زینت ہو گئی ہی جمدہ لتان اور جوہداریان فتح جات

ممالک غربی کی اوسی جای ایستادہ ہین اور ہرایک کا نام
باب طلا بخط فارسی و انگریزی و ہندی لکہا ہی اور دروازہ صندلی
کہ محمود غزنوی سومنات کو فتح کرکی وہان سی لیگیا تہا۔
اور وہ جوڑی اوسکی مقبرہ کی دروازہ مین چڑہی ہوئی تہی
اب افواج ظفر امواج انگریز بہادر کی اتہہ سی برس بعد اوسکو
ہندوستان مین لائی اوسی بہی اوسی جای بہت حفاظت
و تکلف سی رکہا ہی کہتی ہین کہ پیشتر اس مقام مین مینا بازار
بادشاہی تہا اب اوسکی کسادہ بازاری ہی ہتیا پول دروازہ
جرس بادشاہی کو دیکہا اب ہر ساعت وہان صدای گوی خستہ

آتی ہی یا ہو ہوتی چغد سی وہ جا ہی عبرت دلاتی ہی *
بیت مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت که او چون تو بسیار
پرورد و کشت * بعد اوسکے موتی مسجد کی طرف اتفاق ہوا
سبحان الله عجب مسجد صبح پیشانی اور عبادتگاہ نورانی ہے
که بازار مہر و ماہ سی بہی وہان نور کی زیادہ ارزانی ہے
اوسکے چشم در و دیوار نی ایام تعمیر سی کبہی شب تار
کو نہین دیکہا اور کسی گوش گوشۂ طاق نی ابتدا سی
آج تک نام ظلمت کا نہین سنا کسی سیہ بخت نی وہان
سجدہ نکیا که اوسکی جبین سی ستارہ اقبال نہ چمکا اور کو

تیره روزنی اوسکی بازوی د.کو پکڑ اکہ ناث اوسکا پچیا
نہ ہوگیا مسجد ہی یا آشیانہ ہمای سعادت ہی معبد ہی
یا سجدگاہ قدوسیان قرب احدیت سراپا ایک گوہر سی
کہ صنعت گران قدرت نی اوسمین نقش بابدیعہ
یا ماہ تمام ہی کہ قلم عطاردسی اوسکی جرم مصفا کو
تراشا ہی غرض یہہ مسجد مشتمل ہی اوپر تین گنبد
اور اکتیس چشمونکی اور ستون ہی ساتہہ جنبہ ہر جیون
مثمن اور زمین دالان کی اور ہر چین کاری سنگ
سپید کی بشکل جای نماز سب دالانونمین کی ہی اور محراب مین

صورتِ بند روم ترتیب دی ہی طول اندر کا سوای حجرہای
بغلی کی کہ وہ جای مختص واسطی نماز مخدرات کی رکھی ہی چہتر درعہ
اور عرض اکیس گز اور ارتفاع کرسی کا صحن سی ایک درعہ
اور صحن مسجد با فرش سنگ مرمر شصت در شصت گز اور
بیچ مین حوض دہ در دہ لطافت مقرون اور اضلاعِ
سہ طرفہ مین ایوانِ وسیع و موزون اور تین دروازہ
آمد و شد کی گنبد و سقفِ سنگ مرمر اور مکانات و جا
نشینہای منقش اور کلسہای مذہب و ترجین کاری مطرز
سی مرتب اور ارتفاع صحن مسجد کا زمین سی پندرہ گز اور

ہر دروازہ ساتھہ باون زینہ کی مرتب آور سوای
اِس بیان مجمل کی اور بہی مکانات اوسمین واقع ہین کہ
تفصیل اوسکی اِس مختصر مین گنجایش نہین رکہتی آور کتبہ
اوسکا بہت عرض وطول مین بخط خوش آور عبارت
رنگین مین لکہا ہی وہ تمام وکمال نظم ونثر اِس کتاب
مین رقم کیا جاتا ہی کتبہ این کعبہ نورانی بیت المعمور
ثانی کہ صبح وجنب مصفای آن شامیست تیرہ وخورشید
از غرہ ضیای آن حبشی ست خیرہ کرسی پایہ مدارش باساق
عرش ہمدوش وگنبد فیض بارش با رواق فردوس

هم آغوش بنیان عالیشانش تبیان لمسجد اسس
علی التقوی و ذروه سپهر اقتدارش ترجمان فاستوی
وهو بالافق الاعلی هر گلدسته اش دسته نور حق بانوار
کواکب بسته یا فواره فیض از چشمه آفتاب جسته هر کلس
زرین شمعش فروغ بخش قنادیل آسمانی هر محراب نو آئینش
هلال نوید رسان عید جهان و بهائی هر اطراف قلعه یعنی قائم
مستقر الخلافه اکبر آباد و کیه بار زهر و ین مصطفا سپهر مستدار
مهر سپهر بیت کوهی با الیت حرم تقدس مشهور کرگمشا
سحاب رحمت برنا هر سمت مبین یا دایره السما گرد الهر الغور

که بر شحّ امطار کرامت نشانی ست متین تمامًا بهشتی
قصریست والا از یک لؤلؤی لالا که از سراغاز معموره
دنیا مسجدی سراسر از سنگ مرمر مصفا عدیل آن
بروی کار نیامده و آن از بدو ظهور عالم معبدی سراپا نور
و مجلا نظیر آن جلوه ظهور نداده بفرمان خاقان سلیمان
احتشام و سلطان خلیل احترام چهره افروز مسلمانی
بانی مبانی جهانبانی شهنشاه عرش بارگاه ظل الله
خلایق پناه مؤسس ارکان خلافت مرصص بنیان
عدل و رافت که بیمن قدمش زمین را بر آسمان هزاران ناز

وازو خورنعمتش آسمان را با زمین فراوان نیازمندیست
ودولت را ازعشق خدمتش دوام بیداری ملک ودولت را
با جمال طلعتش کمال هواداری با دهشت ازخاک درگاه
فلک جاهش در ریزه گرمی آتش ودوزخ ازآب شمشیر
دشمن کاهش وظیفه خوری نظم بنای مملکت را
پایداری * لباس عدل را زواستواری * مدام ازچشمه
تیغ ظفرخیز * کند پیمانه کفار لبریز * جنابش زفلک
خدمت گذاری * جبینش راسحر آینه داری * خورشید
آسمان دین پروری وشریعت نوازی مرکز دوران عدل گستری

ومملکت طرازی آبو المظفر شهاب الدین محمد صاحب قران
شاهجهان بادشاه غازی بنا یافته و بر صرف صیغت سال
بصرف سه لکهه روپیه در آخر سال بیست و ششم جلوس
اقبال مانوس مطابق ۱۰۶۳ هزار و شصت و سه هجری
پیرایه انجام در بر و تاج اختتام بر سر گرفته ایزد بیهمال بمین
نیت حق طویت این بادشاه دین پناه همگنان را توفیق
ادای طاعات و اقتنای حسنات روز افزون کناد
کامل آذان
و آجر دلالت و هدایت آنرا بروزگار فرخنده آثار این حق
گزین حقیقت آگاه عاید گرداناد آمین یارب العالمین فقط

ذکر روضۂ تاج گنج

بعد اوسکے ارادہ سیر روضۂ منورہ مقدسہ تاج گنج کا
ہوا یہہ بقعۂ متبرکہ شہر سی ایک کوس کی فاصلہ پر لب
دریای جون واقع ہی اور پانیکو اسطرح کاٹ کی اوسکی بنیاد
ڈالی ہی کہ شہر سی پار معلوم ہوتا ہی حالانکہ اوسنی
اسطرف دریا کی موقع پایا ہی جب اوسکی دروازہ پر پہنچی
تو ہزاروں ابواب فرحت ونشاط کی اپنی روی دل پر
کہل گئی اور عقدۂ عقدِ انبساط کی جو ہجوم خاطر پر بار یابی ہجوم کے
سب دریچی بند کرو ری اول حاشیہ درپہ سورہ والفجر

بخط ثلث و قلم جلی تختۂ سنگ رخام پر حروف حجر سیاہ سے
مرصع دیکھی گویا صبح عارض محبوب پر شام زلف پریشان کو
ڈالا ہے یا مجنون روز وصل کو زنجیر شب فراق مین جکڑا ہے
اوسکی ہر حرف مین خوشنویس معجز قلم نے داد خطاطی
دی ہی اور حکاک اعجاز رقم نے ہر پارۂ سنگ مین
موشگافی کی ہی کہ اگرچہ باعتبار حروف کی ایک والفجر
لکھی ہی مگر بحیثیت سواد و بیاض کی واللیل بھی اوس سی
ضم ہوئی ہی جب اوس دروازۂ رشک باب الجنان سے
قدم پیشتر رکھا اور وہ طلسم روضۂ غیرت ریاض رضوان

نظر آیا اور سوقت سعادت لی کہ اوسمقام محجبہ نظام
مین بر سر اہتمام تہی ببای حشم استقبال کیا
اور تشرفی کہ اوس مکان تقدس نشان کی خانہ
سامان تہی تعالی تعالی فرمایا اور ایکطرف سی
حیرت لی بہی آواز دی کہ یہہ خواب ہی یا بیداری
اور ہر محویت بہی پکاری کہ یہہ عالم فانی ہی یا
باقی کبہی یہہ سماوی کہتا تہا جنات عدن تجری
اور کبہی سروش غیبی فرماتا تہا کہ دخلت فی الجنۃ
بلاحساب بعد ساعت کی در طہ تحیر سی باہر آیا

اور دیدہ بصیرت کو مرحض نظارہ کیا تو ایک باغ
دیکھا مینو نگار ارم آثار اور ہر طرف اوسکی چمن زار
سبز و بہار کہ نزہت و لطافت جاروب مژۂ نسیم
دامن صبا سی سسبد عبہر عدل ابتنا یعنا کرو بی اوسکی صحن
چمن کی کرتی ہین اور نضارت و طروبت پانی چشمہ
کو نرد جوی شبنم سی ابریق غنچہ مین لیکر آب پاشی
ہر روش پر کرتی ہین لالہ کوہ خاور اوسکے
شقایق رنگین کی غیرت سی ہر سحر زرد رو و لرزان
شب بو ہی روضۂ سپہر اوسکی گل چاندنی کی حسرت سی

ہر شب داغ در پہلو و سرگردان آرزو ہا ر روشنان فلک
اوسکی نسرین و نسترن کی خجالت سی تمام روز رو بپوش
اور اوسکی نہر مصفا کی حسد سی دل کہکشان ہزار آبلہ
در جوش پاتی اوسکی حوض حیات بخش کا آبرو افزای
موج گہر اور ہزاری اوس یاسمین کی فوارہ
آفتاب سی بلند تر اوسکی بر نوہ سبزہ زار سی مینا
رنگی شیشہ چرخ برین روشن اور اوسکی
اشجار میوہ دار سی خوشہ جیسی طوبا ہی بہشت میں
اوسکی سرو و شمشاد بلند کی آگی خوبی قامت خوبان

جہان بست اور اوسکی بہار دلکش کی رو برو رونق
حسن گلرخان درشکست گل آفتاب اوسکی ہاتہ سی لگا
آئینہ دار اور شہلا ہی جو ردپری اوسکی نرگس کی
مراد از چشم کا
کنیز وفادار تتلیان مہدی کی گل نی اوسکی نگار لی
بلبل کی باندہی تہین یا باغبان عصمت نی گرد
پردگیان چمن کی قناتین سبز بختی کی کہڑی کی تہین
اوسوقت مشاہدہ قدرت پروردگار اور معاینہ صفات
پروردگار سی یہہ اشعار بی اختیار میری زبان سی نکل آئی
شعر بہار گل طرب انگیز گشت و توبہ شکن * بشادی

رخ گل پیچ غم ز دل بر کن ٭ رسید باد صبا غنچہ در ہواداری

ز خود برون شد و بر خود درید پیراہن ٭ ز دست باد صبا

گرد گل کلالہ نگر ٭ شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن ٭ طریق

صدق بیاموز از آب صافی دل ٭ براستی طلب آزادگی ز سرو چمن

کہتی ہین کہ اس باغ فردوس بہار کا عرض و طول جابلسا

بیگہ مین ہی اور سوای گل چشم کی گلستان عالم مین

کوئی گل نہین کہ جو اوس روضہ مین نہین پہولا اور

بجز سدرۃ المنتہی کی کوئی درخت نہین کہ جو اوس باغ

مین پہلا نہین فرش و روشین تمام سنگ سرخ کی اور اوسہون

روضہ منورہ ہی اگرچہ ظاہر مین چند درعہ زمین سی باہر ہی
پر معنی مین نہ کرسی آسمان ہی اوسکے زیر پا ہی ٭
سقفِ فلک مین اوسکی فرش کی سی خوبی کہان ہی ٭
کہ اوسکی سر پردہ روضۂ عرش نشان جلوہ کنان ہے
ماہتاب ہر شب اوس صحن منور کی سو جان سی صدقہ
ہوتا ہی اور چشم زخم ناظرانِ فلک سی چادر چاندنی
مین ہر رات چھپاتا ہی اور اوس فرشِ سفید سنگ مرمر
احجار رنگونا گون سی ایسی سلیمی و گلکاری کی ہی کہ
جا جم فلکِ اطلس اور قالینِ گلشن بہشت اوسکی آگی آنکھین

بھاتی ہی جو سنگ مرمر و موسی اوس عمارت عالیشان
مین صرف ہوا ہی نور چشم تجلی ظہور ہی اور سواد بیاض
دیدۂ حور اور جو عقیق و لاجورد اوس بنا ہی سماوی
بنیان مین خرچ کیا ہی فلذۃ الکبد ہین اور قرۃ العین
دل معدن ہی اور سطح احاطہ مربع کی دو گوشون سے
دو مینار بلند مجوف زینہ دار ایستادہ کئی ہین کہ اوسپر سے
عالم سفلی زیر نظر اور اجرام علوی بالای سر معلوم ہوتے
ہین ہیئت مجموعی اوس روضہ روح افزا کی ہشت پہلو
بنائی ہی اور آٹھہ مینار اوسکی اوپر با گنبد ہمای آفتابی

اور کلس طلائی ترتیب دیے ہیں اور ہر طرف اوسکی
گنبدہای آسمان سیما ایسی تعمیر کیئے ہیں کہ اوسکے
محراب خورشید قباب کی رشک سے ہلال گردون
ہمہ تن ناخن سینہ خراشی بنگیا ہے اور اوسکے
کمانچہ طاق رفیع کی سامنے فلک بہی قوس قزحکو
نقش بر آب اور باہوا جانتا ہے اور وضاحت
ووزاحی اوسکی مانند بخت بیدار کی انتظار نظارگیان
مین مردم چشم براہ الیشاہ اور سطحِ اسکی
اوسکے مثال غرہ صبح اقبال کی تماشائیونکی نظر

ملاقات میں ہر وقت آغوش کشادہ اوسکی
چشموںکی حواشی کو تمام سورہ ہای قرانی اور آیات فرقان
سی مزین و مزیب کیا ہی حقیقت میں وہ اوسکی سعادت
و برکات سی نور اعلی نور ہو گیا ہی سنگ مرمر سنگ
موسی سی ایسی خوش قلمی و جواہر رقمی کی ساتھ ترقیم
و ترصیع کیا ہی کہ گویا صیاد فلک نی ماہ کو ماہی
سمجھکر دام طرۂ ناہید کا مارا ہی اندر مقبرہ کی جو جا کے
دیکھا تو وہاں اور ہی تجلیات انوار الہی اور عجائبات
صنعت کبریائی نظر آئی شاید وہ مقام عرش اعظم

سکان سراپردہ جلال کا دار القرار ہی یا وہ مکان
لاہوت سادات مقدسان ملا الاعلی کو سزاوار
اصلی مدفن بادشاہ و ممتاز محل بیگم ایک تہخانہ مین ہے
واقع مین وہ تہ خانہ انوار رحمت الٰہی کا خزانہ ہی
اور چراغ شوارق رحمانی کا کاشانہ آفتاب ہر روز
ووسکی پایانی مین رخنہ جو اور ماہتاب کو ہر شب اوسکی
آستانہ بوسی مین تگا پو قبر بادشاہ پر یہہ عبارت
کندہ ہی کتبہ در شب بیست و ششم شہر رجب
سنہ ۱۰۷۶ ہجری وفات شاہجہان بادشاہ اور تربت بیگم پر ہو وو نہار

بار تعالی کی بخط نسخ کہ مشابہ بخط لوح محفوظ اور
ناسخ نسخہ رقم یاقوت ہی سنہ ہجری کی لکھا ہے
اور اوپر کی درجہ میں مقابل سردابہ کی دو تعویذ علحدہ
ہیں اوسجا ہی قبر بادشاہ پر یہہ کتبہ مرقوم ہی کتبہ
مرقد منور مضجع مطہر اعلیٰ حضرت بادشاہ رضوان
دستگاہ خلد آرامگاہ حضرت علیین مکانی فردوس
آشیانی صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی
طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ در شب بست وششم رجب
سنہ ہزار وہفتاد وشش ہجری ازین جہان فانی بہ بزمگاہ دوام

انتقال کردند اور بیگم کی قوہئہ بالا پر بہت کتیبہ
ہی کتبہ مرقد منورہ ارجمند بانو بیگم مخاطب بممتاز محل
توفیت در سنہ ۱۰۴۰ ہجری اوس پہ و نیز مقابر اسفل و
اعلی کی نقش طرازی اور پرچین کاری کو دیکہہ
عقل حیران ہی اور قلم اوسکی تعریف لکہنی مین
سرگردان جسطرف آنکہ پڑجاتی ہی وہ سنبل و
ریحان مشکین زنجیر پاہی مردم چشم ہوجاتا ہی
اور جس جگہ پر نظر جہاتی ہی پہر تا بکمو نسی
نہین اکہڑتی ہی وصف نادر دستی کاریگرو نکی

زبان تقریر عاجز ہی کہ باریک کاری سنک سی

نقش قلم مو ہی سو منہ موڑ دیا ہی اور تعریف طراحی

سنگ تراشون مین خامہ تحریر قاصر ہی کہ کلک سفید

بند ہی بتہر سی دعوی زور قلم مانی و بہزاد کو توڑ دیا

اگر اوسکو صنعت ید قدرت لکہی تو بجا ہی کہ اوسکے

آگی بوستان فردوس مانند گل خزان رسیدہ

پژمردہ اور جو اسکو ندرت دست صانع حقیقی

لکہی تو درست ہی کہ اوسکی مقابل مین آتش لالہ

ارم افسردہ پہول ہتی ہین ایسا رگ و ریشہ بنایا ہے

که اوسکی آگی نیم مو بهی موٹا هی اور هر شاخ و

برگ مین ایسی روئین نکالی هین که تار نظر بهی اوسکی

دیکهنی مین کوتاه هی اور نی صنعت اوس نقاش

ارژنگ کی یهه هی که ایک گل مین نصب تهی

دو پارهٔ سنگ رنگارنگ کی ایسی وصل کی هین

که هرگز اوسکی پیوند ثابت نهین هوتی اسیطرح

اور جا بجا بهی اوستادونکا هنر و کمال دیکها که

اکثر سنگ زردسی تختهٔ مرمر پر تحریرین کی هین گویا

طلای مهرسی صفحهٔ ماه پر جدولین کهینچی هین اور جا بجا انشا

اوسمین سنگ مرمر کی اس خوبی و لطافت سی بنائی
ہین کہ ہمنی اول ۲ اونکو جا در کلہائی نسترن جانا پہر قفس
نور طائران گلشن عدان سمجہا جب غور دیکہا تو یہہ
معلوم ہوا کہ تیر غمزہ بتان نقش و نگار سی سینہ سنگ
مانند دل عشاق کی مشبک ہو رہا ہی یا حیرت سے
لوح دیوار سراپا چشم ہوکر ہزار انکہوں سی اوس
گلشن بے خزان کو دیکہہ رہی ہی اور اوس روضۂ
رفیع الشان کا گنبد چرخ چارمین اقتران ماشمسہ
شمس نشان ایسا بنایا ہی کہ ایک کوہ گردون شکوہ

نک مرمر کا مانند ایک دانہ دریتیم کی معلوم ہوتا ہی
شاید کوہر نور اول اوسیکو کہتی ہین اور کرۂ جوہر
کل اوسی کو کہتی ہین آفتاب نصف النہار اوسکی
نوک کلس سی سینہ فگار اگر ماہ تمام کو اوسکا معانقہ
میسر ہوتا تو وہ بہی ہمسری مہر کا دعوی کرتا غرض تمام
درجہ اوسکی مشاہدہ کئی اور ہر درجہ سی اوسکی
مدارج دانائی وبینائی زیادہ کئی عقب مین اوسکی
یک مسجد وسیع اور مقابل مین مسجد کی تسبیح خانہ
رفیع ہی اور نیچی اوسکی شمال دریا می جمن پیوستہ

شرف پابوسی مین رہتا ہی   اوس جای سی کوسون
تک عالم آب نظر آتا ہی غرض یہہ مقام محمود اور
بقعہ مسعود ہر موسم مین خلد نمائی اور بہشت جاودانی
ہی سردی مین تابش آفتاب سی حمام معتدل
اور گرمی مین ہوای خنک سی آرام جان و راحت
دل برسات مین آبشار و سبزہ زار سی مینو نظیر
اور بہار مین لالہ و گل سی رشک قطعہ کشمیر
بلکہ شنبہ کو وہان ہمیشہ میلہ کرتی ہین حوض نہر
پانی سی بہرتی ہین فوارہ چہوٹتی ہین

جیسی پانی پر موتی لوٹتی ہیں شہر کی خلقت
اور صاحب لوک جمع ہوتی ہیں عجب طرحکا عالم
عشرت ہوتا ہی فلک بہی دیکہکی پامال حسرت ہوتا ایسے
راقم نی وہ روز بہجت افروز دیکہا ہی اور اوسکا نقشہ
صفحہ خاطر پر کہینچا ہی اوس جنت مین جاکی انسان
پہر آنی کو نہین چاہتا ہی جو وہان جاتا ہی حضرت
ادریس کا سا حال ہو جاتا ہی اور سبب اس روضہ
کی بنا کا اسطرح لکہتی ہین کہ بی بی شاہجہانکی
ارجمند بانو بیگم بیٹی آصفجاہ برادر نور جہان بیگم کی

عفت و پارسائی مین رابعہ ثانی اور جاہ و مراتب مین
بلقیس ثانی تھی بادشاہ کو اسنی کمال محبت اور
اونکو بادشاہ کی نہایت متابعت تھی سنہ ہزار
چالیس مین انکو دہر آرا بیگم کا حمل تھا قریب ایام
ولادت کی انکو شکم سی آواز گریہ طفل کی آئی بیگم
اوس آواز کو نعرہ داعی اجل اور پیام ملک الموت
سمجھکر اپنی حیات سی ہات اوٹھایا اور اوسی وقت
بادشاہ کو بلا کر یہہ احوال کہہ سنایا ثابت ہی
کہ جس شکم حاملہ مین بچہ فریاد کرتا ہی وہ ضرور جان

اور کو برباد کرتا ہی تین تمہیں دو وصیتیں کرتی ہوں
اول یہہ کہ تمہاری بقای نام و نشان کو یہہ ایسہ فرزند
کہ مانند بہشت گلشن بہشت کی تمہاری زیر سایۂ طوبی مثال کے
موجود ہیں کفایت کرتی ہیں نکاح دوسرا کبھی نکرنا کہ
اوسکی بطن سی جو اولاد ہوگی تو وہی سلطنت میں
شریکوں کی جان برباد ہوگی اور دوسری یہہ التجا ہے
ایسا نہو وعدہ بھولنا کہ جلدی اوسکی دیکھنی کو آیا
کری اور مجھکو اور بچوں کو دعا حضرت سی یاد کرتی رہو
بادشاہ اس ماجری کی سن نے سی بے اختیار رونی لگا

اور موتی آنسوؤں کی رشتہ آہ میں پروئی لگی اور یہہ سوز

پڑہنی لگی عاقبت چشم ترم از گریہ خواہد شد سفید

خانہ ویران میشود چون طفل باشد خانہ دار حادثہ آسمانی سے

شمع عیش سلطانی کو صرصر غم ناگہانی سی بجہانی لگا

یعنی دولت سرای بادشاہی ماتم کدہ تباہی نظر آنی لگا

خلاصہ یہہ کہ حکم قضائی نسخہ جالینوس و بو علی کو منسوخ

کردیا اور مشیت ایزدی نی تعویذ مشایخ و عمل دیم کا بالکل

اثر کہو دیا نہ دوائی تاثیر کی نہ دعا کام آئی سلطنت

بہی مرتی تہی اور دولت بہی مرتی ہی۔ آخر دم اسید ابو القیم گذر گیا

شعر آفاق از مصیبت او سینہ چاک شد ۔ خلقی برود
زین غم جانگاه خاک شد ۔ شش جہت سی آوازه
نالہ و افغانکا تا بہ آسمان پہونچا اور زمانہ میں گریہ
بکا سی طوفان برپا ہوگیا قطعہ نہ شاہجہان اس الم
سینہ خراش سی چاک پیراہن تہا بلکہ فلک بہی اشک
خونین شفق سی سرخ دامن کہینچتا تہا اوسکی تاریخ وفات لکہی ہی
حقیقت میں داد سخنوری دی ہی تاریخ زین جہان
رفت چو ممتاز محل ۔ در جنت برخش حور کشاد بہر
تاریخ ملائک گفتند ۔ جای ممتاز محل جنت باد ۔ ہجری

جبکہ لباس ناسوتی تبدیل کیا اور کلیم عزاداری طی ہوا
تو بموجب وصیت کی بادشاہ وفا شناس اور ملک گیر نے
صفات نے حکم بنای سماوی اعلای اوس روضہ
فیض انتما کا صادر فرمایا اور تمام قلمرو ہند اور بلاد
دور دست مین فرامین و تعلیقی واسطی طلب سنگہای
عجایب وغرایب کے جاری کئی اور معماران شگرف نما
اور بنایان بدیع کار اور خوشنویسان جواہر رقم اور
نقاشان مانی قلم کو ہر کشور و ولایت سی بلوایا چنانچہ
بیلداران قوی ہیکل اور خارا شگافان فرہاد بازو نے

بنیاد اوسکی تا سر آب پہونچا کر ایک چبوترہ تین سو چہل
گز طول اور ایکسو چالیس گز عرض میں بہت متانت
و استحکام کے ساتہہ طیار کیا اوسکے اوپر زمین سے
شانزدہ گز کی کرسی بلند مرتب کی اور سطح کرسی پر
وہ عمارت سراپا کرامت عرصہ دوازدہ سال میں
مکرمت خان و میر عبد الکریم کے اہتمام سے مرتبہ انجام
و درجہ اختتام کو پہونچی لکہا ہے کہ منطقہ گنبد بزرگ
دو سو و سی ذرعہ اور اندر سے سقف تک سی گز بلند ہے اور
فرق گنبد سے کلس مطلا یازدہ گز اور زمین سے تا نوک

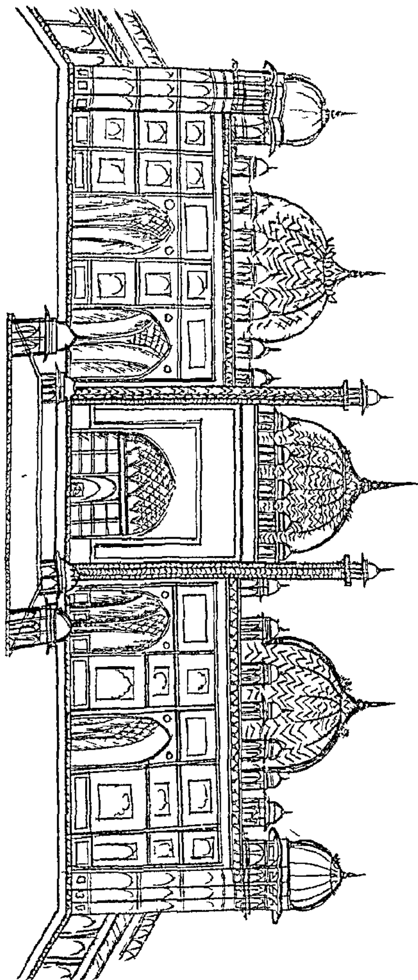
میل کلس المکیسات کر مرقع "تاریخ شاہجہانی" مین مرقوم
ہی کہ مرقد فیض مورد زبدہ مطہرات ممتاز محل بیگم
کی محجر کا دروازہ سنگ یشب کا مذہب و لاجوردے
دس ہزار روپی کی لاگت کا اور اخیرہ تہا اور چارون طرف
اوسکی کٹہرہ و قنادیل ذہبی بکار مینا ہی تہا اور ان آویزان
تہین کہتی ہین کہ اس روضہ مین ہر قسم کا سنگ
قیمتی کہ تفصیل اوسکی اکثر کتابون مین مرقوم ہی لگا ہوا تہا
بسبب انقلاب روزگار کی مردم اوباش و قلاش نے
اوسمین سی اوکہیڑ لیا سبحان اللہ جیسا اون لوگون نے

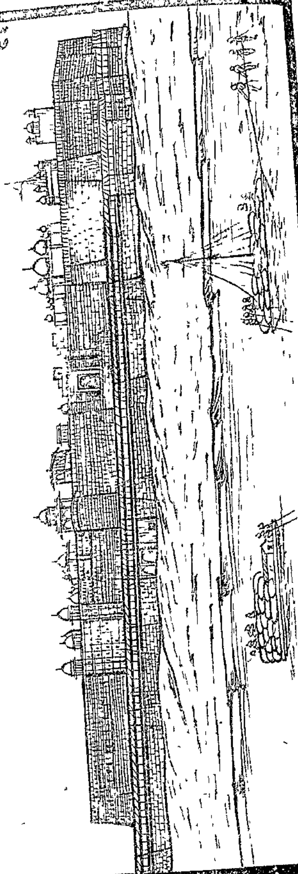
اپنی عقل و ہمت کو اظہار کیا تھا دنیا ہی اونہوں نے
اپنی دنائت و جہالت کو آشکار کیا اور اس روضۂ
مقدسہ کی چار دیواری کی باہر ایک جلوخانہ ہی
بطول دو صد و چار درعہ اور عرض دو صد و پنجاہ
گز اور چاروں اضلاع میں اوسکی اکثر اینٹ پتھر
حجری* اور دو خواص پوری ہر ایک طول میں
ہفتاد و شش درعہ اور عرض میں شصت و چار
اور اوسمیں قسمیں حجری اور چاروں طرف
ایوان وسیع اور آگی اوسکی بازار چار سو ہیں

طول میں اور چار سرائیں نہایت فراخ و وسیع
ہر یک سیصد و بست درعہ عرض و طول میں اور ہر ایک میں چھتیس
چھتیس حجرے اور یہ عمارت سب ایوان و دالان و کنگنی پختہ
سنگ سرخ سے مرتب تھی اور ایک شہر جداگانہ
بنام ممتاز محل آباد تھا اور ہر اقلیم و ولایت کے
تجار ہر طرف کے نفائس و تحفہ وہیں لا کر
بیع و شرا کرتے تھے اور اکثر سوداگروں نے
اپنے اپنے مکان و حویلیاں اونچے بنائیں
ہمچنین اب وہ سارے ویران پڑے ہیں شہر

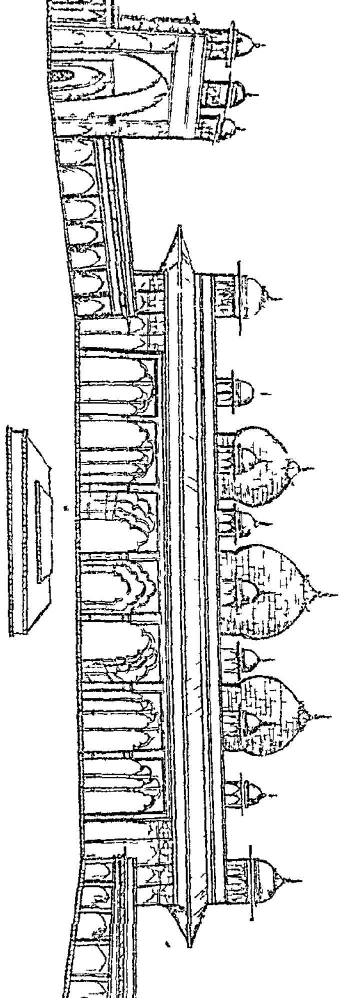
از نقش و نگار در و دیوار شکسته آثار پدید است صنادید
عجم اب نقشے مکانات اکبرآباد کی یعنی مسجد جامع
شہر اور قلعہ آگرہ اور موتی مسجد اور روضۂ تاج
گنج اور تربت بادشاہ اور مرقد سلیم کا نقشہ
اس کتاب میں منقوش کیا جاتا ہی

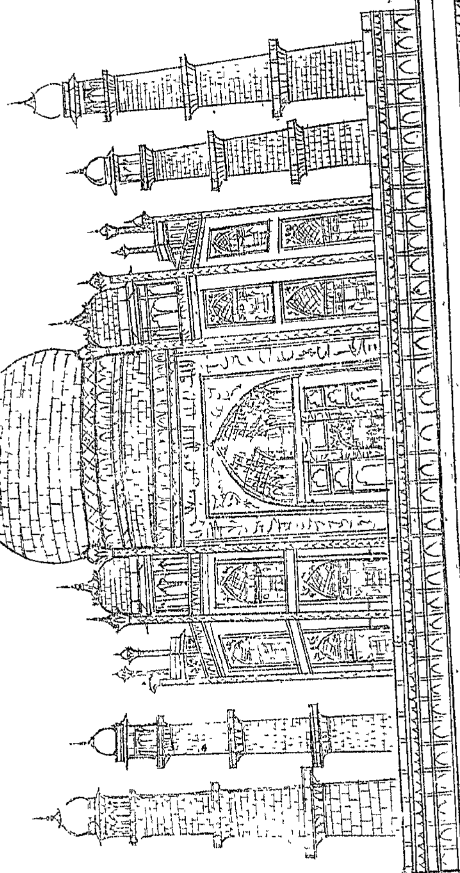




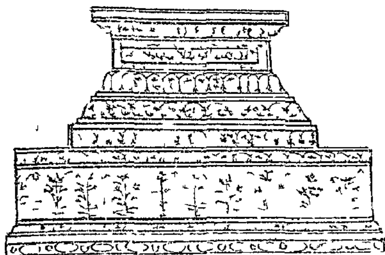


قلعه اکبرآباد





قبر شاہجہان



آمدنی بادشاہ نے واسطے مصارف متولی و خدام و متعلقات
وغیرہ اس روضہ مطہرہ کی تیس موضع متعلقہ دار الخلافت
اکبرآباد اور آمدنی کرایہ دکاکین بازار کہ تمام چودہ لاکھ روپیہ کی
ہوتی ہیں وقف کر دی تھی مگر تعداد مصارف لکھا نہیں
ہیں اس روضہ منورہ کی اکثر اختلاف پایا بعضی لکھتے
ہیں کہ کل پچاس لاکھ روپی اسکی اجرت میں صرف
ہوئی اور سنگ مرمر وغیرہ احجار رنگین جو باہر سے
حاضر ہوئی اور اس کتاب میں کہ جو خدام و مجاوران
روضہ مبارک کے آئندہ و روندہ کو دیتے ہیں اوسمیں چہرہ وہ تفصیل

تمام جزئیات کی مرقوم ہی مگر اوسکی بدخطی اور غلط نویسی

سی ناظرین کو کما حقہ لطف و اطمینان نہین حاصل ہوتا

چار کروڑ ستران لاکھ اٹھائیس ہزار چھتیس روپی تا

سوا چھہ پائی لکھا ہی شعر خواہی کہ نام نیک تو ماند

بروزگار زر را مثال ذرہ شماری باعتبار اس بار

نام جو نی چاہا تہا کہ ایک روضہ اسکی نقل اپنی واسطی

دوسری طرف دریا کی طیار کروا وی چنانچہ اپنی بیتی از

زیب کو اس امر خطیر مین بہت جمعیت کی تہی لیکن

اوس نی عمل نکیا اور اونکو اسی روضہ مین مدفون کردیا

کہتی ہیں کہ یہہ بادشاہ کیوان پایگاہ آسمان خلافت چغتائی
سی کواکب سلاطین مین ماہ چہاردہم تہا یعنی بابر ہمایون
نی سلطنت ممالک ہندوستان کو بویا اور جوتا اور
اکبر و جہانگیر نی پانی دیا اور پرورش کیا اور شاہجہان نی
اوسکا پہل کہایا اور لطف اوٹہایا اور اوسکی بعد سی
خزان ہونا شروع ہو گیا اِس بادشاہ جم مرتبہ نی
جس جگہ اماکن و بقاع اور مساجد و سرا بنائی ہیں ٭
اوسمین سی اوسکی نیک نیتی و عالی حوصلگی اور سلیقہ
و دانشمندی مترشح ہوتی ہی آہ جو اہل فضل و کمال اندر

مصر اپنی بیمثال آور صاحب حرفہ اور مردم ہنر پیشہ ایران
و توران اور روم و خراسان کی اسکی دورِ فرمانروائی
مین جمع ہوئی تھی کسی عصر مین موجود نہ تھی ہر چند
کہ اِس حصار و بنا مین اور بھی قصرِ عالیشان اور عمارات
فلک نشان شاہانِ بلندمکان اور خواقینِ والادودمان
کی حیرت افزای جہان و یادگارِ دوران بنائی ہین
چنانچہ نزہت القلوب مین مذکور ہی کہ حوالیِ مصر مین چھہ
چھہ ہزار برس کی عمارات عجیبہ اور رواقِ غریبہ موجود ہین
ازانجملہ ایک عمارتِ عالی تمام سنگ مرمر کی رودِ نیل سے

پنج و نیم کروه کی فاصله پر واقع هی که هر بازو اوسکا ششصد

وشصت ارش دراز اور نهصد و هفتاد ارش مرتفع

بلکه بیست و بعضی دو دو را نیز گویند

اور فرق عمارت پر قبه مربع اور اندر اوسکی بهت

مکانات و عمارات عجائب غرائب اور زینه تالب بام

قبه مرتب جو محنت و مشقت که تخته هائی سنگ کی هموار کرنی

اور بلندی پر لیجانی مین صرف هوئی هی قیاس سی باهر

بیان کرتی هین لکها هی که تین لاکهه ساٹهه هزار آدمی

اوسکی بنائی مین مصروف تهی اور اٹهائیس لاکهه پولی

فی یوم خوراک مزدوری مین خرچ هوتی تهی اور اسیطرح

بیس برس کی عرصے میں انجام کو پہنچا تہا وہ بہی عمارت

نوادر و عجوبہ روی زمین میں سی گنی جاتی ہی علی القیاس

اور بہی عمارتیں اس قسم کے زمانہ میں بہت ہیں مگر دیکہنے

والی کہتی ہیں کہ جو خوبی و نزاکت اور حسن و لطافت

اس روضہ تاج گنج میں ہی وہ کہیں نہیں نظر آئی

شاہجہان نامہ میں یہہ اشعار اوسکی تعریف میں تصنیف

شاہجہان سی لکہی ہیں نظم زہی مرقد پاک بلقیس

عہد ❋ کہ بانوی آفاق را گشتہ مہد منور مقامی

چو باغ بہشت ❋ مطہر چو فردوس عنبر سرشت ❋ بصحنش

بحسنش ز خال معنبر نگار * بجاروب مژگان درش فیض جو *

جواهر نگار است دیوار و در * هوا تازه و تر ز آب گهر * عمارت

گر این مقدس جناب * ز سرچشمهٔ فیض آورد آب *

برین بقعهٔ پاک والامقام * ترشح کناد ابر رحمت مدام *

سراسر مقیمان این آستان * بمهمان نوازی مثل در جهان *

هوای گرت هست از سر بیا * که بی فیض نگذشت زین در صبا *

نخندد گل اینجا اگر در نقاب * بیارد دگر ابر رحمت سحاب *

اگر مجرم آرد برین در پناه * شود بیشبهه مغفور پاک از گناه *

نسیم لب غنچه اش را هوس * نیستش بجز در تحریک حس *

هوایش ز عفت حجاب آفرین * نسیمش ز غنچه تخلوتگزین

نگردد کسی بر کسی اینجا پناه * برین روضه وقفست عفو اله

اگر عاصی آرد برین روضه روی * کند نامه خویش را

شست و شوی * ز رقت بنظاره این مزار * شود چشم

خورشید و مه اشکبار * درین بارگاه فلک احتجاب

ز ر و زینه داران یکی آفتاب * شده این عمارت

بنا ر عمر زکار * که ظاهر شود قدرت کردگار * اساسش

بود چون زمین پایدار * چو ایمان صاحبدلان استوار *

* ذکر روضه اعتماد الدوله *

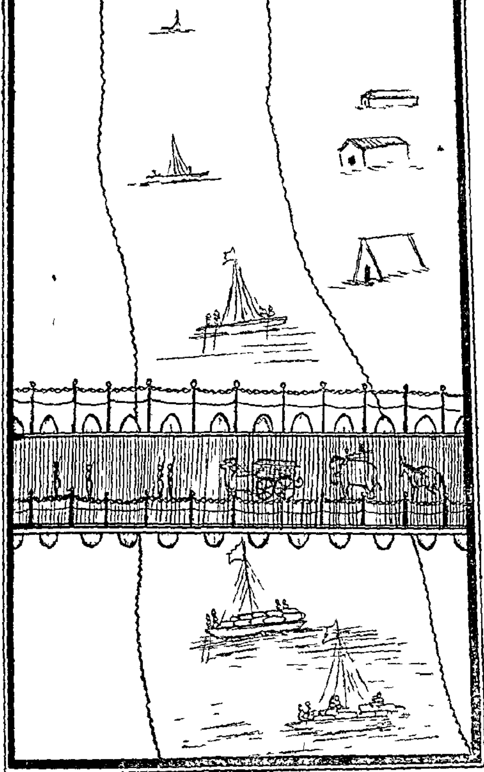
بعد تماشا کرنی اس روضہ کو عجب طرازکی
عزیمت نورافشان اور باغ اعتماد الدولہ ہوئی
وہ اوس طرف دریای جمن کی واقع ہی
اول پل پر پہنچی ایسا اور پل کبھی دیکھنی میں نہ آیا
تھا حقیقت میں عجب حکمت و ترکیب سی بنایا ہی
کہ پانی پر نقشہ جہازی کی تکلف و ہر دو
اور ہموار صاف و درست کی آہنی میخون کو زنجیرونی
آویزان کرکی اوپر تختہ بندی کر دی ہی اور
ایک سڑک مصفا مانند شاہراہ ملک بقا کی بہت صاف

وسیدھی مرتب کردی ہی گل نیلوفر کی طرح
برسر آب وہ پل قایم ہی اور شب و روز اوسپر سی
مثال عمر گذرانی رستہ جاری ہی اور صنعت قدرت
اوسمین یہہ رکہی ہی کہ طغیان آب مین خود بخود بی تکلف
بلند ہوجاتا ہی اور کمی آب مین پستی و نشیب
مین آجاتا ہی اور جب کشتیونکا عبور منظور ہوتا ہی
تو فوراً کہل جاتا ہی اور بیچہین سی رستہ
دی دیتا ہی اور پہر بدستور پیوند ہوجاتا ہی غرض
وہ پل حکم کن فیکون رکہتا ہی محصول اوس گذرگاہ کا

فی نفر

فی نفر دو پیسی اور سواری دو آنے اور گاڑی کی آٹھ
آنی اور ہاتیکا ایک روپیہ یہہ نقشہ اوس پل کا بنایا
گیا ہی




پل آہنی اکبرآباد

اوسکی سیر سی اوترکی مقبرۂ اعتماد الدولہ کو دیکھا ایک
عمارت مثمن یا سنگہای ملون مختصر سی بنی ہوئی ہی اور
اوسپر کام منبت کاری کا کل وسلیمی سی بہت خوبصورت
کیا ہی اور جالیان پتہر کی نہایت باریک خوش ترکیب
تراشی ہین اور کاریگرون نی اپنی دستکاریان دکہائی
ہین اوسکی بعد باغ نور افشان کو دیکہا وہ باغ بہی
اپنی وضع مین جواب نہین رکہتا اور بسبب واقع ہونی
لب دریا کی کمال سرسبز و شاداب نظر آیا اگرچہ لوگ
عالم مین اوربہی باغ نضارت آئین اور گلشن فرحت

قرینِ تجلبند حدیقۂ آسمان و زمین میں محسودِ بہارِ جنان

اور رشکِ عارضِ گلرخان آراستہ کی ہیں نگہبہ

باغ بھی اپنی انداز و طرحداری میں یکتا اور دل پسندی

و خوشنمائی میں بہشتی ہی ہر طرف سے روشیں اوسکی

شاخہای اشجار سے دست و گریبان اور لبِ فرش

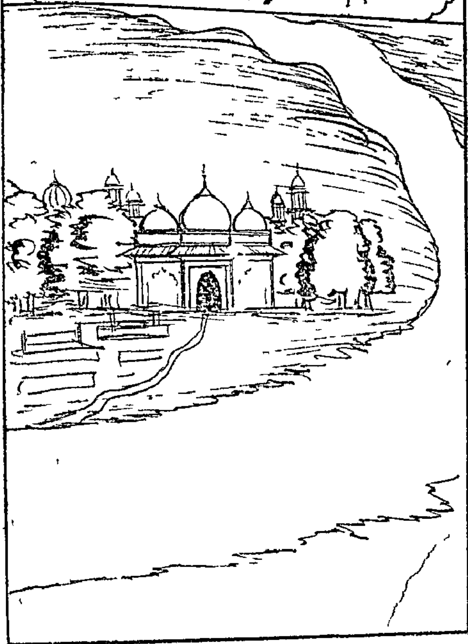
اوسکا بوسہ پای میوہ و جنت سے شکرفشان اوسکی

نخلِ خوش قامتِ باثمر مانند معشوقانِ عاشق پرور

اپنی سایہ کو جیونسی ہمیشہ ہم بستر اور اوسکی روش

نشینان و خندہ آثار جیب و دست بازی انبہ و انار

بنبو و نارنگی نہال خوبان سی ہزار اور خیابان و چمن گل
و یاسمن ہی جلوہ جنون خیز کرتی ہین اور سر جوش ہای
فوارہ و آب شار چمن ہی مالہ وحشت انگیز رکہتی ہین ؛
؎ چندان طراوتست ہوا راکہ میچکد ؛ آب از خط
شعاع چو مژگان اشکبار ؛ از بس چکیدہ قطرہ شبنم
ز برگ گل ؛ چون رشتہ از طلوع عیان گشتہ نوک خار
یہہ باغ جہانگیر نی واسطی نورجہان بیگم کی تعمیر کروایا
تہا اور اعتماد الدولہ پدر نورجہان بیگم کی مع اپنی
باغ و مقبرہ کی اسکو بہت سعی و اہتمام سی بنوایا تہا شعر



ذکر مقبرۂ اکبر بادشاہ کہ در سکندرہ است ۱۵۰

بعد اوسکے مقبرہ اکبر کو سکندرے میں جا کے دیکھے
سکندرہ آگرہ سے تین کوس کے فاصلہ پر واقع ہے
حقیقت میں اسکی عمارت بھی عالم فانی میں لاثانی
ہے اگرچہ اوس روضۂ نورانی سے اس بارگاہ سلیمانی
کو کیا نسبت ہے مگر بعد اوسکے یہہ مقبرہ بھی بالانشین
ریاض جہان ہی اور صحن رنگین جبرائیل ہے دروازے اوسکا
دروازے چار اوسمیں بہت تکلف کی عمارت سنگ سرخ
و سنگ مرمر کے صحن چبوترہ وغیرہ مرمر کا اوسمیں دو حوض
بھی ہوئی ہیں اور اونمیں تین دروازے سبزہ زار ہیں

اور ایک جزو روپیہ مفتوح اور اندر اوسکی یہہ بیتین بخط
نستعلیق مرقوم ہین نظم بزبان شاہنشۂ ذوالجلال
که باشد شهنشاه بیش بیزوال * شد آراسته آنجهان از کمال
که حیران شد اندیشهٔ هوشیار * بگیتی بفیض ازل بادشاه
بود سایهٔ نور ذات اله * چو از وصر آن سایه گردد نهان
نشد سایهٔ دیگر اندر جهان * بہ نیسان بود ناسر انجام
کار * بجز و حزر در گردش روزگار * زمانه دگرگون
شود هر نفس * نگردد بیک گونه با هیچ کس * فلک رتبه
شاه اکبر عرش گاه * که از بیتش کوه گشتی چو کاه *

نشستی چو بر تخت شاهنشهی * گرفتی جهان فر ظل اللهی
فروزنده افسر و تخت بود * کریم و رحیم و جوان بخت بود
دل روشن و جان آگاه داشت * جهان خورد و داد و
گرفت و گذاشت * بباغ جهان تخم نیکی بکشت
بر آن گرفت از ریاض بهشت * روانش چو انوار خورشید
و ماه * فروزنده باد از نور اله * اور ایک طرف
شمال رویه اوسکی یه بیتین لکهی هین * نظم
شاه اکبر ز روی دانائی * کرد طاهر ز بهر فانی دست
دولتش بود بیزوال ازان * دل بشاهی بازوال نه بست

مرغ روحش چو بود طائر عرش * رفت بر آستان حق بنشست * اور یہہ بیتیں او پر پیشانی دروازہ مذکور کی مرقوم ہیں ابیات طاقی کہ از رواق نہم چرخ برتر است * روشن ز سایہ اش رخ تابندہ اختر است * این طاق زیب نہہ فلک و ہفت کشور است * از روضۂ منورۂ شاہ اکبر است * اور گرد مقبرہ کی ایک باغ وسیع دو صد و ہشتاد و چار بیگہ کا مع دیوار احاطہ پختہ اور روشین سنگ سرخ کی عرض میں بست جریب اور چار زون کو نوں پر چار مینار ہیں شکستہ اور چار سو مقبرہ کے

نہر ہی تا بہ دروازہ اور سامنی مقبرہ کی حوض سنگین ہم
اور اوسط باغ خضرا بادیں وہ مقبرہ سنگہای مون
سی بنایا ہی گویا خانہ انگشتر زبرجدین مین نگینہ لوزتین
جمایا ہی یا سنگ سفید و سرخ اور حجر زرد و سیاہ سی
بساط عناصر اربع کو معتدل کیا ہی اور صحن کرسی بہت
وسیع و مربع اور عمارت مقبرہ کی مشتمل گنبد درجہ
مصفا اور ہشت خانی دو صحن نہایت روشن درپیکرہ
اور اس مقبرہ کا گنبد نہین ہی سقف بام اوپر سی
کہلی ہوئی ہی چوتہ شہ برجیاں اوسکی ہر چہار طرف

افراختہ ہین اور قبر بادشاہ کی ایک نیچی ہی اور اوسی
مقبرہ مین دو قبرین اکبر کی بیٹیوں کی ہین ایک آرام بانو
بیگم کی اور دوسری شکر النسا بیگم کی اور درجہ
اعلی پر تربت نقلی بادشاہ بنائی ہی چار طرف تعویذ
تربت کی نود و نہ نام باری تعالی کی اور جانب
بالین اللہ اکبر اور سمت پایین جل جلالہ وہ مقام
یک لخت سنگ مرمر سے بنایا ہی ایک نور کا طبقہ
یا چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہی چارون طرف اوسکی
ایوان روح افزا اور محرابہای دلکشا اور ناصیہ

ہر ورق پر مانند سطر نوشت بید ا رجنتو نکی خط نستعلیق سی
کہ اوسکے ہر حرف سی رونق خوشخطی مہوشان شکستہ ہی
اور اوسکا ہر لفظ ہیولہ سرمشق میر عماد بین ستا ہی
سنگ موسی سی سنگ مرمر پر ان بیتونکو لکہا ہی
نظم بنام شہنشاہ ملک قدم * کہ ذاتش مبرا
بود از عدم * ہمہ پادشاہان روی زمین * از و صاحب
تاج و تخت و نگین * کند از عدم آشکارا وجود *
بود ذات او مظہر عدل و جود * ز لطفش کہ ہم طلبکار
کام * بود درگہش قبلہ خاص و عام * نگارندہ جوہر آب حیات

طرازندهٔ گوهر جان پاک * دو عالم ز فیض ازل آفرید *
یکی کرد پنهان و دیگر پدید * به بخشید آنکه سرای سپنج *
بشاهان با افسر و تاج و گنج * که از عدل ایشان شود روزگار
شگفته‌تر از باغ در نوبهار * ره داوری را چو گیرند پیش
شناسند بیگانه را همچو خویش * شهی کو چنین زیست در
روزگار * بود سایهٔ ذات پروردگار * ز نهصد فزون بود
شصت و سال * که شاه اکبر آن سایهٔ ذو الجلال *
ببالای زرینه مسند نشست * که بر تخت او گشت افلاک پست
جهان را بیاراست از عدل و داد * دل اهل عالم ازو گشت شاد *

بر پایه بخشش از هر گروه * شده جمع مردان صاحب شکوه * بمهر
ار فکندی نظر سوی خاک * بکوهر شدی بهتر از جان پاک
گرفتی بیک حمله ملک بزم * با بجای ابر و بدادی به بزم *
چو لطف خدا لطف او عام بود * بهر کار چشمش بانجام بود *
بدرگاه او هر که بردی پناه * چه اندیشه رفتی ز رای بجاه *
چنان پر شد آوازه اش در جهان * که در دل نگنجید راز
نهان * بپرداخت آن گونه روی زمین * که کرد او فرو هشت
خدا آفرین * بگیتی داد او دادن پنجاه سال * چنین کرد
شاهی زروی جلال * چو از عدل آباد کرد او جهان * سوی

آن جهان زینت روش روان * شه هفت کشور ازین

پیش بود * کنون هشت جنت سخن نمود * نه نزد خرد مند

هوشیار دل * سرایست این عالم آب و گل * مجو مهر

از جور نه سپهر * که با کس بپایان نبردست مهر *

سپهرست پرکینه مهرش مدار * که با کینه و مهر ناپایدار

جهان هست مانند موج سراب * ازان تشنه دل کی شود

کامیاب * نه بسته است پیمان بکس روزگار * کهی

گسست از ز اهنگام کار * نماند بگیتی کسی جاودان *

ز دست اجل کس نبردست جان * چه خوش گفت آن کامل نکته سنج

بار

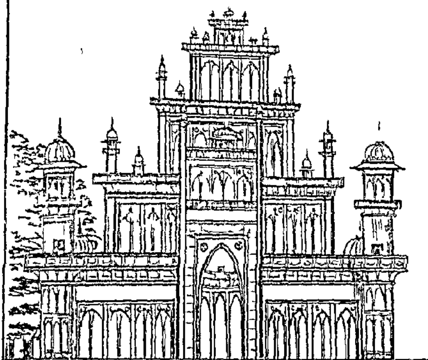
که از گوهر دانش اندوخت گنج * جهان ای برادر نماند بکس *
دل اندر جهان آفرین بند و بس * شد از عدل شاه اکبر کامگار
بسان بهشت برین روزگار * جهان گشت خرم بدوران او
زمین و زمان شد بفرمان او * دهلی و هر بیشه بسان گل
ز گلبن مهر او کرد بیرون ز دل * ز تاثیر مهرش بیجهان *
روان شد سوی عالم جاودان * روانش همیشه ز حق
شاد باد * ازو عالم قدس آباد باد * میرزا سلیمان شکوه
خلف شاه عالم برادر اکبر شاه کی قبر وہیں ہی آور یہ تاریخ
مرقوم ہی تاریخ بسال دو صد الف پنجاه و سه * هجری

بست و هشتم زین سرای * چو فرمود رحلت سلیمان شکوه

ز دار فنا سوی ملک بقا * در آن دم ز تالیف دانا این

رسید * بگیر و بشاه رحمت خدا * بهر نقش سکندر را

مقبره کاهی





غرض یہہ مقبرہ بھی لائق دیکھنی کی ہی لکھا ہی کہ پندرہ
لاکھہ روپئی اسکی بنوائی میں صرف ہوئی ہیں
اس شہنشاہ گردون بارگاہ کی تاریخ جلوس یہہ تھی
تاریخ اکبر بود در عالم رفت ہمایون * گل امید سر برزد
زجا باد اور یہہ تاریخ اسکی وفات کی ہی تاریخ
جلال الدین محمد شاہ اکبر * ز دنیا گشت سوی خلد راہی
چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست * ندا آمد کی
ظل الہی * اس خداوند ہندوستان کی تین شاہزادی
تھی ایک دانیال میرزا دوسری محمد سلیم میرزا کہ جسکا

لقب جہانگیر ہی آور تیسری محمد میرزا آور یہہ بادشاہ
دانش پژوہ باوجود کم توجہی علم کتاب کی کبھی کبھی
شعر بھی کہتا تہا یہہ قطعہ اوسی کا طبع زاد ہی *
قطعہ دوشینہ بکوی میفروشان * پیمانہ
می بزر خریدم * اکنون زخمار سر گرانم * زر دادم
درد سر خریدم * القصہ یہانکی تمام سیر و تماشا کیا
اکبر آباد مین آئی شب کو کوہٹی مقام کاہ مین قیام کر
صبح کو یہانسی کوچ کیا پہر چلتی وقت مجلس سرکاری
دیکھا تو ایک صنعت گاہ بوقلمون ہی آور کارخانہ شیشون

جوہنڈی

جو قیدی ہی ایک دستکاری خاص مین مستثنی ہی
اور جو محبوس ہی ایک طرح کی کاریگری مین یکتا ہی
کوئی حرفہ دنیا مین نہین کہ اونکو نہین سکہایا اور
کوئی پیشہ جہان مین نہین کہ اونکو نہین بتایا قید خانہ
کیا ہی کہ مدرسہ علم معاش ہی زندانخانہ نہین
بلکہ کارخانہ ہر معاش ہی چونکہ ہر شخص وزدی یا بدمعاشی
بسبب تنگی معاش کی کرتا ہی اسواسطی جیسا جسکا
ذہن و مادہ دیکہا ہی ویسا ہی اوسکو کسب سکہایا ہی
تاکہ بعد رہائی کی ظلم و غریب آزاری نکرین اور اپنی شغل

خبر کو آپہنچا و سلسلہ روزی پار کہین

ذکر روانگی از اکبرآباد

تاریخ ہفتدہم سی تا بست و دوم اکبرآباد مین اتفاق
رہنی کا ہوا اور بست و سوم کو روانہ ہوئی تو شہر کی
ہر آسایش و امنیت اور رونق و محاسن شوارع بازار
بلاد و دیار کہین نظر آئی ہوا کی باون کافی جاوین
جہ وہان گرد و غبار اوڑادی اور صبا کو قید کیا
جاوی جہ وہان خس و خاشاک پڑا پاوی درختون
سایہ داری اسطرح دو طرف قطب ربا ذہی کہ دہوپ نے

کہ دہوپ نے اوس طرف سے گذرنیکی قسم کہائی ہی
سڑک کیا ہی کہ تمام ایک سرا ہی جو چیز راستی میں
چاہو سو مہیا ہی جس راہ میں شب و روز میلا رہتا
ہوگا وہاں مسافر کا دل کاہیکو میلا ہوتا ہوگا وسط
پلک چشم بیدار پاسبانان ہر شب مصروف
مہد جنبانی خواب غریبان اور دو دو میل پر چار چار
برقنداز اور تین تین کوس پر چوکی واکسوار جو دن میں
ہی اور شب کو بفاصلہ رسائی آواز انسان تہانا
جوکیدار رونگٹی سڑک پر تا بکلکتہ کہڑی بیٹہی ہی اگر اوس

سڑک پر سی چور کا نام بھی گذر جاوی توج واوری
حروف تہجی سی لکھے جاوین اگر اوس جگہہ ذروان حنا
بھی سنی جاوین تو ہاتون ہات دست بستہ پکڑی
آوین یہی صورت تمام پورب مین تا بکلکتہ وغیرہ قلمرو
انگریزی مین دیکھی اور سنی یہہ بات پیشتر کسی بادشاہ
ہندوستان کی عہد مین نہ تہی مگر شیر شاہ افغان
کی بندوبست سراونکا اور ڈاک کا اپنی دور سلطنت
مین اچہا کیا تہا کہتی مین کہ یہہ بادشاہ ہوا صاحب ہمت
شجاع ہوا اسنی اپنی ذات سی ہمایون سی بہی سرکشی کرکی

سلطنت ہندوستان کی حاصل کی غرض اکبرآباد
سے ہم فیروزہ آباد پہنچے فیروزہ آباد کی آبادی ہمرنگ
ویرانی ہو گئی تھی اب بسبب رونق وآبادی اکبرآباد کی
اوسکی آبادانی روبہ ترقی رکھتی ہے وہانسے شکوہ آباد
کی بنگلہ مین منزل کی اور وہانسے صبح کو کوچ کرکے کھرول
کی بنگلے مین اتفاق شب باشی کا ہوا اوس بنگلہ کی آگی
دوسو بائیس قدم پر نہر کہ جو دریای گنگاسے نکالی ہے
دلی چلی جاتی ہے غرض اوسکا تخمینا سو فٹ عرض اور عمق
بیس فٹ ہوگا پانی ابہی اوسمین جاری نہیں کیا

سنا جاتا ہی کہ جہاز دخانی بہی اس نہر سی عبور کیا کریگا
اور اوس نہر کی کنارے کوٹہی بہی بہت عمدہ اور وسیع
واسطی صاحب افسر مہتمم نہر کی تیار ہوتی ہی بہرحال
جس رستہ میں یہہ نہر گذریگی وہانکی دیہات مزروعات
بہت سرسبز و آباد اور خلق اللہ کو کمال آسایش
و آرام رہیگا علی الصباح کہرولی سی کوچ کرکی قصبہ مین
پوریمین خیمہ زن ہوی مین پوری بہی ایک بستی
قدیم ہی اور اکثر ویران بہی ہی مگر بالفعل بسبب
چہاونی اور کنارہ شاہراہ کی آباد ہوتا جاتا ہی اور چہاونی

اور چھاؤنی دانسی ڈیڑھ کوس پر واقع ہی اسمین چار کمپنیاں
اور کچھ صاحب لوگ بھی رہتی ہیں اپنی فرودگاہ ڈاک
بنگلی مین ہوئی چونکہ ہر روز کی منزل اور دوپہر تک
رستہ قطع کرنا بار خاطر وناگوار طبیعت ہو گیا تھا
مین پوری سی بہوکاؤں پہنچکر ڈاکخانہ سرکاری سے
وہ سیج گاڑیاں بکرایہ اور ایک بگی ہمراہی مینگواکے با رفقای
سعدو وخادمان چند کی سمت کانپور کو روانہ ہوا اور
بار برداری اور عملہ کو منزل بمنزل پہنچنی کا حکم طرف کانپور
کی دیا معمول ڈاک کا اسطرح ہی کہ جو اندر سیجگاڑی کی بیٹھی

کی نفر چار انہ میل آور جو باہر بیٹھی تو دو انہ میل
غرض بہو کاؤن سی سوار ہوکر قریب شام کی میرانکی
سرا مین پہنچی ذکر مکن پور حضرت مدار صاحب
و ہان سی تیم کروہ کی فاصلہ پر مکن پور ہی کہ جہان
حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ کا مزار شریف
ہی راقم اوس زیارت سراسر سعادت کا ہمیشہ آرزومند
رہا کرتا تہا لیکن ایسا قرب دولت حاصل کرنا اور پہر
محروم و مایوس رہنا خلاف ہمت و ارادت سمجہا جو نکہ
بلگہیو نکا پہنچنا و ہان تک متعذر تہا سرآسی چند پالکی ایہ کی

زیارت پرافاضت سی مشرف ہوی اور اوسکی خاک آستانہ

درگاہ نورانی سی چہرہ عقیدت کو فروغ جاودانی بخشا

اندر مزار شریف کی چار چیزونکا حکم نہین ایک عورت

دوم روشنی سوم پارچہ دوختہ چہارم سماع

سنا کہ کوئی عورت اندر چلی گئی تھی تو تمام اوسکا جسم

سیاہ ہوگیا اور ابلہ پڑگئی مگر آثار ابرارین مذکور ہی کہ احوال

انحضرت کی بعضی لوگون نی بعید از عقل و دور از قیاس

تحریر کئی ہین چنانچہ صحبت رکھنا ساتھ حضرت عیسی

علیہ السلام کی اور مختار ہونا اوپر زندگی ابدی کے اور مشرف ہونا

ملازمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پہنچانا سلام
عیسی علیہ السلام کا طرف آنحضرت کی مگر واقع میں بڑے
ولی زبردست اور صاحب عظمت وجلال تھے اور جذب
قلوب وکشف اسرار وادراک معنی وطریق عرفان میں مرتبہ
عالی رکھتے تھے اور انکے جمال نورانی سے جلوہ تجلی پروانی
نمایاں تھا چنانچہ جو شخص انکے چہرہ مبارک پر نظر کرتا تھا
بے اختیار سر بسجدہ ہو جاتا تھا اسیواسطے اپنے رخ انور
ہمیشہ برقع رکھا کرتے تھے اور عارض روشن کو ہر وقت
زیر نقاب رکھتے تھے مگر ہفتہ میں ایک روز دربار عام واسطے

فیض خلائق کی معین کیا تھا اور لقا بیا کو صورت مبارک سی
دو تہائی نامقرر کیا تھا اہل روزگار کو خواص و عوام مین سے
جس علم مین دشواری درپیش آتی اور جو مشکل کہ سخت
ولاحق درپیش ہوتی تھی پیش ازین کہ سائل و اہل حاجت
التماس کرین آپ اوسکی جواب شافی دیتی تھی اور اوسکی
حل مشکلات اوسی آن واحد مین کر دیتی تھی اور اکثر
مردونکو بھی زندہ کرتی تھی اور برسون کچھ نہین کہاتے تھے
اور لباس آپکا بغیر دہلوا اپکی ہمیشہ سفید رہتا تھا
نقل ہی کہ ایک روز خضر علیہ السلام آپکی پاس تشریف لائی

ملازمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی آور پہنچانا سلام
عیسی علیہ السلام کا طرف آنحضرت کی اگر واقع مین پڑی
ولی زبردست اور صاحب عظمت وجلال تہی آور جذب
قلوب وکشفِ اسرار وادراک معنی وطریقِ عرفان مین مرتبہ
عالی رکہتی تہی آور اونکی جمال نورانی سی جلوہ تجلی پروانہ
نمایان تہا چنانچہ جو شخص اونکی چہرہ مبارک پر نظر کرتا تہا
بی اختیار سجدہ ہو جاتا تہا اسواسطی اپنی رخ انور
ہمیشہ برقع رکہا کرتی تہی آور عارض روشن کو ہر وقت
زیرِ نقاب رکہتی تہی مگر ہفتہ مین ایک روز دربارِ عام واسطی

فیض خلایق کی معین کیا تھا اور لقا بیا کو صورت مبارک سی
دو تھا نا مقرر کیا تھا اہلِ روزگار کو خواص و عوام مین سے
جس علم مین دشواری ورد پیش آتی اور جو مشکل کہ سخت
ولا حل و پیش ہوتی تھی پیش آزین کہ سائل و اہل حاجت
التماس کرین آپ اوسکی جواب شافی دیتی تھی اور اوسکی
حل مشکلات اوسی آن واحد مین کر دیتی تھی اور اکثر
مردو نکو بھی زندہ کرتی تھی اور ہر سون کچھہ نہین کہا تھا
ور لباس آپکا بغیر دستار اُنکی ہمیشہ سفید رہتا تھا
نقل ہی کہ ایک روز خضر علیہ السلام آپکی پاس تشریف لائی

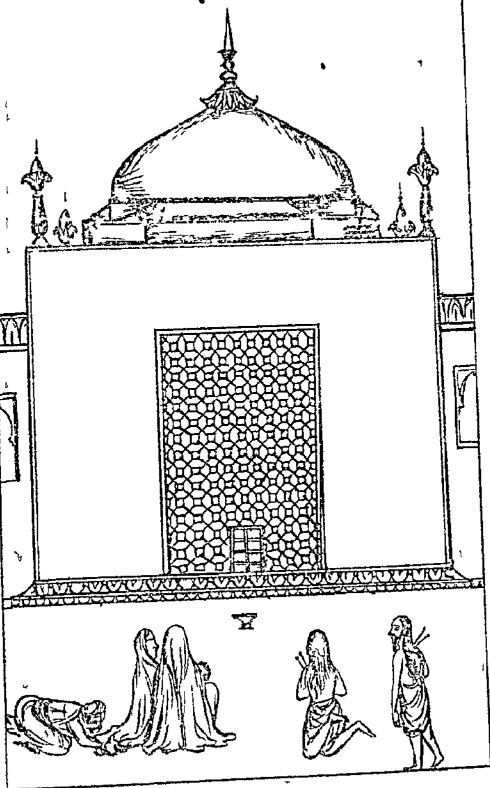
اور فرمایا کہ سنا ہی مینی کہ حاکم حی و محیی کیطرف سی
مختار ہو تم اپنی حیات ابدی پر اور موت کو نہین ہی حکم
تمپر حالانکہ یہہ خلعت خاص میرا ہی آپ تمکو سزاوار
یہہ ہی کہ اسکو عام نکرو اور میری شریک انبازنہ ہو
حضرت خضر کی بات اونھوں نی منظور کی اور اوسی سال
سنہ ۸۳۸ اٹھتیس ہجری مین عالم ظاہر سی پردہ پوشی فرمائی اور
مرآت الاسرار مین مسطور ہی کہ شاہ بدیع الدین مدار صاحب
کالپی مین وارد ہوی مردم خاص و عام آپکی طرف بہت
رجوع رکھتی تھی اور خدمت مین حاضر رہتی تھی

اگر بعضی اوضاع حضرت کی نظر اہل دنیا میں خلاف امر شرعیہ
معلوم ہوتی تھی قادر شاہ بن سلطان محمود نبیرہ فیروز شاہ
اوس زمانے میں کالپی کا حاکم تھا حضرت کی خبر سنکر آرزوے
ملازمت میں حاضر ہوا اور دل میں کہا کہ اس سماع کی مجلس [illegible]
میسر ہوگی اور اس وقت اطلاع کی بہیجا [illegible]
گئی درویش سے تخلیہ میں صحبت اچھی ہے اہل غرض
عرض کیا کہ کبھی جوگی سے خلوت میں باتیں کرتے ہیں [illegible]
[illegible] بہت رنجیدہ خاطر ہوا اور اپنی آنکہ پر [illegible]
خجل ہوکر حضرت کی خادموں سے کہا کہ اپنی مخدوم سے کہنا

کہ ہماری شہر مین تشریف نرکہین یہہ کہکر اپنی گہرکو
چلا گیا شیخ نی اس بات کی سنتی ہی اوسیوقت مدیانی
جون سی گذر کی مقام کیا اور قادر شاہ کی حقمین بد دعا کیکے
انکا دریا سی عبور کرنا تہا کہ قادر شاہ کی تمام بدن پر
آبلی پڑگئی اور اوسکی سوزش و حرارت سی کمال مضطرب
ہوکر اپنی پیر کی پاس کہ سراج الدین صاحب مشہور تہے
گیا اونہونی اپنا خرقہ حاکم مذکور کو عنایت کیا اوسنی
اوسیوقت پہن لیا فوراً وہ ابلی مرتفع ہوگئی یہہ خبر
شیخ کو جو پہنچی آپنی غیرت و غضب سی فرمایا کہ سراج نی اپنی تیز

کیون مبتلا یا یہہ بات مو ہنہ سی نکلی تہی کہ اوسیوقت
شیخ سراج الدین کی تمام بدن نیر آبلی پڑ گئی اور اوسکی شدت
سوزش سی تمام سر سی پاؤن تک جلگئی چنانچہ کتابون مین
سراج الدین سوختہ کا مزار مشہور ہی اور حضرت طرف
قنوج کی روانہ ہوی اور قصبہ مکن پور مین رونق گزین
رہی اور آپ کی کمالات و تصرفات اور ولایت
وخوارقات تمام ہندوستان مین اظہر من الشمس
ہین یہہ نقشہ مزار شاہ بدیع الدین مدار صاحب کا

مزار شیخ بدیع الدین شاہ مدار صاحب



بعد زیارت کے وہاں سے مراجعت کرکے قاضی گنج کی چوکی
سے پہر ڈاک میں سوار ہوئے قریب شام کانپور میں پہنچے
چونکہ وقتِ شب تھا اور اُس وقت کی سیج گاڑی پہنچ گئی تھی
اُس وقت جلدی میں صورت کرایہ یا بنگلہ کی ممکن نہ تھی
مغل کی سرائے میں کہ اُس وقت وہ محل قیصر و فغفور سے بہتر
معلوم ہوتی تھی اتفاق استراحت کا ہوا معاً واللہ
اُس روز کی سردی نے ہی سفر سے دل ٹھنڈا کر دیا تھا
اور گرمیِ شوقِ سیاحت سے جی بالکل سرد ہو گیا تھا
انجمادِ نفس سے کالبدِ انسان کو کرۂ برف سمجھا جاتا تھا

آب دہن زمین تک نہیں پہنچتا تہا کہ ژالہ بن جاتا تہا
بات موںہہ سی نہیں نکلتی ہی مگر آسیا ہی دندان سی ہزار
ٹکڑی ہوکر کوی آواز کلی سی نہیں ابہرتی ہی مگر تحریر
و زمزمہ کو ساتہہ لیکر اگر اوس روز کی ہوا تا بجہنم
گذر جاتی تو اہل معصیت کو ابد الآباد مشکور کر جاتی گوئی
آگ کی چنگاریاں مانند برگ گلنار کی کہیلتا تہا اور
کوئی چادر شعلہ خس کو اوڑہ کر بیٹہا تہا شب کو ہم پہلو
ہوتا درد و الم کا بہی وصال عروس شادمانی تہا
اور اوس وقت بغل گیر ہوتا غم و حسرت کا ہی ساتہہ عید وداع جانسے

نظم فصل سرما شد که دیگر دستها افتند زکار * همچو
ایام خزان و برگ ریزان بهار * بوستان گزلاله
پوشیده قبای یک تهی * این زمان از برف ورچه کرده
رخت پنبه دار * قطرهای خون که باشد رزق طفلان
دایه را * شیر ناکرده همی بندد به پستان چون انار *
نغمه زنمین و سرزلب بیرون آید زگوش * آشنا ناگشته
می بندد چو لعل گوشوار * سینه چاک است اخگر منقل
زدست انداز وی * چون جگر گردیده الماس گرده خمدار *
جای گرم از بسکه مطلوب است در فصل چنین * همچو دود از آتش

ہمچو زلف انزروی یار ما ٭ این زمان از تاب سر ما ہمچو زلفش تیرہ ایم
ہر کہ ہیچ جز بدلا سفک خود کردہ است ما ٭ رحمت تو بہر صورت

گذری صبح کو ایک بنگلہ قریب آبادی مین بانشد دل
عارفون کی مبرا ومنزہ کرایہ لیکر طرح آسایش وآرامش
کی دالی پہر شہر وچہاونی کو مفصل دیکہا بیشتر کانپور
ایک موضع کوچک تہا بسبب چہاونی اور قرب لکہنو کی
ایک شہر عظیم الشان ہوگیا ہی عمارات انگریزی وہندوستانی
دو دو کا کہین یکمنزلہ دو دو منزلہ اور بازار وسیع ومسطح
اسمین موجود ہین چار سو اوسکا چوک اکبرآباد سی کم نہوگا

اور دروازہ اسکا تخمینًا چار کوس سے زیادہ ہوگا خلقت
ہر طرف گھما گھم بستے ہے جسطرف دیکھو ایک رونق و آبادی
کی صورت نظر آتی ہے ہر قسم کے آدمی اور ہر طرف کا تجار
وہاں دکھائی دیتا ہے جو چیز انگریزی یا ہندوستانی چاہو
وہاں میسر آجاتی ہے ولایتی اسباب کی نقل وہاں
جو ہوا و ہوبہو بن جاتی ہے بنگال حاطہ میں کانپور کی چھاؤنی
سے بڑی اور چھاؤنی نہیں ہے بیشتر اسمیں بہت
فوج رہتی ہے جیسی ملک عربی میں چھاؤنیاں ہر یتی میں
تیسکو ایان میں کہتے اور دو ولکا یا نہ اور ایک سالا ترک

سوار و نگار رہتا ہی اسکو باعتبار زیادتی فوج اور کثرت
تجارت نفایس انگریزی اور بود و باش و آمد رفت
صاحبان عالی و ملکی کی چھوٹا کلکتہ کہتی ہین بالفعل
وہیرد سی بنگلہ چہاؤنی مین شمار کرتی ہین اور دورہ اسکا
چودہ کوس مین گنتی ہین دکانین پنجابی سوداگرونکی
اکثر ہین اور کئی کوٹھیان انگریزونکی بہی ہین کہ اونمین
ہر قسم کا اسباب بافراط ملتا ہی ازانجملہ ایک کوٹھی مکن
جی صاحب کی بہت بڑی مشہور ہی قریب دس لاکھہ
روپی کی اونکی کوٹھی مین اسباب موجود رہتا ہی ❊

وہان سوداگرون مین وہی ملک التجار ہین مگر گران فروشی
مین بہی بادشاہ ہین سوای امیر وزیر کی اوسی کون
خرید سکتا ہی سامان چہوٹی سی بڑی تک آہنی وبرنجی
اور چوبی وچرمی وکاغذی وچینی وشیشہ آلات وغذایات
سب طرحکا مہیا ہی اور یہانبہی سوداگر سوای کانپور کی
اور جای بہی سب چیزکی تجارت کرتی ہین مگر خمر نہین
بیچتی بخلاف بنگالی اور ہنود کی باوجود حرمت شراب کی
اونکی مذہب مین انکو بہی تجارت کرتی ہین بالفعل کانپور مین
سوداگران اہل اسلام مین حافظ علی بخش کی دوکان سی

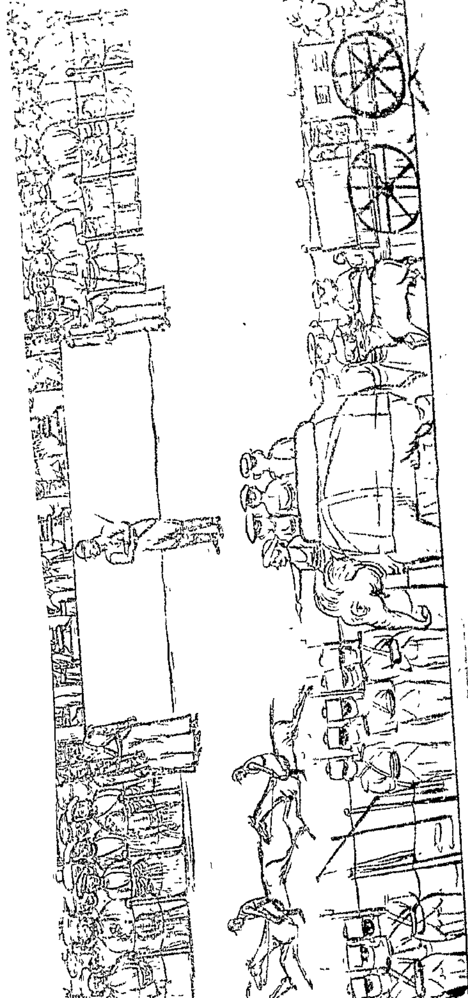
کسی کی دکان زیادہ نہیں اور بہ نسبت اور ونکی اوسکی
دکان میں اکثر چیزیں ارزاں دیکھیں اور کانپور
میں اسباب چرم کا مثل موزہ وجوتہ و زین و ساز
بھی بہ نظر بعد ولایت کی بمثل بنتا ہی خصوص جیسا یہان
میں جیسا بوٹ و موزہ بنتا ہی ایسا کہیں نہیں بنتا
جسنی اوسمین پاوں رکھا ہی وہ جانتا ہی اول تو
سبک خوبصورت بہت ہوتا ہی دوم ہر قدم میں مٹھیاں
پہرتا معلوم ہوتا ہی تیسری پاوں میں تنگی و کشادگی نہیں
کرتا چوتھی دوام اخیر تک جیسا اول ہی ویسا فرق نہیں ہوتا۔

اور نہر کانپور مین بہی طیار ہوئی چلی جاتی ہی اور جو مکان
کہ نہر کی راستہ مین اگئی ہین سب کو منہدم کر دیا ہی *
اور یہہ وہی نہر ہی کہ دریای گنگ مین سی ہردوار کی
قریب سی کاٹ کر پورب کی ملک کو لیگئی ہین آخر کو الہاباد
کی نیچی یہہ نہر دریا مین ملجاوے گی غرض جبکہ کانپور مین نہر
آجاویگی تو اور زیادہ آبادی و ترو تازگی ہو جاویگی
اور کانپور مین کوئی رئیس ذی اقتدار یا امیر یا وقائع
ہندوستانیون مین کہ اوسکے ساتھ ہزار پانسو آدمی
پرورش پاتی ہون سوای اخلاف معتمد الدولہ کی کوئی نہین

دیکھنے مین آیا مگر اکثر اشخاص بزرگ اور مردم معزز و نامور
لکھنو سے برخاستہ و دل برداشتہ ہوکر کانپور مین
آرہے ہین مثل روشن الدولہ بہادر و رضی الدولہ بہادر
وغیرہ امرا اونسے بہت موجب رونق و آبادی کا ہوگیا ہے
اور بیتو مین معتمد الدولہ بہادر کی نہی نواب بہت جوان
وجیہہ ور کی معلوم ہوتی ہین اور صاحب لوگ بھی اونکی
بہت عزت و حرمت کرتی ہین اور اکثر اونسے ربط و اتحاد
رکھتی ہین اور نواب موصوف لباس و اوضاع انگریزی کو
بہت عزیز و مطبوع جانتی ہین اور اکثر اوقات تقلید انگ

اوسیکو پہنتی ہین اور گہوڑدوڑ کی بہی کمال شوق رکہتی ہین
جس زمانی مین راقم وارد کلاپہور ہوا وہی زمانہ گہوڑدوڑ کا
تہا مین بہی مقام گہوڑدوڑ پر گیا اور کئی روز متواتر
اتفاق جانیکا ہوا بہت صاحب لوگ و امرای ہندوستانی
جمع ہوتی ہین اور نواب علی بہادر خلف نواب ذوالفقار
بہادر رئیس باندہ بہی وہان موجود تہی اونکو بہی لباس
انگریزی بہت پسندیدہ ہی اور گہوڑدوڑ سی نہایت
شوق اور اکثر گہوڑی عربی نادر و عمدہ اونکی ساتہہ تہی
تہی نواب نواب علی بہادر گہوڑی پر خوب بیٹہتی ہین چنانچہ دونو

صاحبونکی سواری مین کہہڑ دوڑین دیکہی آپنی اپنی غرض
نفیس سی شرطیہ کہوڑی دوڑاتی تہی آور اکثر صاحب
لوگونکی کہوڑونسی بازی لیجاتی تہی خصوص نواب علی بہادر
باوجود صغارت سن کی بہت چست چالاک آور ذہین
وہوشیار آور پاکیزہ صورت وفرخندہ سیرت ہین
لیکن مزاج مین فی الجملہ رعنائی ورعونت بمقتضای
سن کی رکہتی ہین غرض کانپور کی گہوڑ دوڑ اور چہاونیونسی
بہت لطف وکیفیت سی ہوتی تہی یہہ نقشہ کہوڑ دوڑ کا
اور شبیہ نہی نواب اور نواب علی بہادر کہوڑا دوڑاتی ہوئی بنائی گئی ہے



کانپور مین علم موسیقے کا چرچا بالکل نہ دیکھا نہ کسی قوال کی
قول سننی کی سنا نہ کسی طوائف مین سی لایق دیکھنی
کی دیکھا مگر وہان کی بعضی عیاشان مجاز آشنا اور معاشران
صورت پرست کی اخبار سی ظاہر ہوا کہ یہان کی خانگیونسی
کسبیان آوارہ دشت ادبار اور رستونسی بازاری طرح
ذلیل وخوار ہین کشمیر ٹوپی لباس اور زبان انگریزی اختیار
کرکی اپنی تئین انگریزن بنایا ہی اور واسطی گرفتاری
مرغ دین و دولت مردم کی دام بچھایا ہی القصہ
پانچ روز برابر کانپور مین مقام رہا جو لوگ کہ منزل بمنزل آتی تھی

تیسری روز وہ بھی شامل ہو گئی

ذکر لکھنو

تاریخ سوم ربیع الآخر ۱۲۶۹ ہجری مین کانپور سی
طرف لکھنو کی کوچ کیا اول ونام مین اور دوسرا
مقام جناب گنج مین آور تیسری روز لکھنو مین تاریخ
پنجم ماہ مذکور کو داخل ہوئی آور کوٹھی امین الدولہ
بہادر مین کہ متصل مقام صاحب رزیڈنٹ بہادر
معروف بہ بیلی گارد و نزدیک دردولت کی واقع ہے
اور اوسکو چند روز پیشتر اپنی معتمدین بھیجکر کرایہ کر لیا تھا

خوبان سی مطلع یا ہتا یان نظر آتا تہا اللہ اللہ اوج جوہری
بازار کو دیکھا تو لعل و یاقوت سی ہر دکان آتشخانہ تہی اور
افزایش در و گوہر سی کم جوہری کی دریای ہفت گانہ بساط
جواہر فروش انبار الماس زمرد سی سبزہ لب جو اور در و لولو
دکان جوہری زیور مرصع سی سراپای عروس باہرو
ہر صدف و ڈبہ جوہر یکتا لائی و جواہر سی ابر و بحر دکان
اور ہر درج لب اوسکی لعلہای بیبہا سی غیرت کدہ بدخشان
بکمال خورشید اوسکا ایک نگینہ انگشتری اور بدرکی
بازو بند مرصع رشک زہرہ و مشتری نظم صحبو

عروسش آن آفت ہوش * کہ گوہر کشتہ اورا حلقہ در گوش
چہ غم دارد اگر عاشق ہلاک ست * گہر را چہ صدف گر سینہ
چاک ست * دکان صراف بہر دکانین صرافونکی دیکھیں
تو واقع مین معدن سیم و زر ہین یا کثرت سرخ و سفید سے
ضراب خانہ شمس و قمر شاید کیمیا ساز فلک نی
صرف اکسیر و ہنر کیا ہی یا نقرہ و طلا اوسی جای
پیدا ہوا ہی شعر بیت صراف با صد عشوہ و ناز *
بہ نقد قلب ما کی بنگر و باز * بہ تمیش نقد دل از ہر کہ
افتاد * درست از وی گرفت و خوردہ اش داد *

کناری بازار دیکھا تو سوای بادلۂ نورِ صبح اور مقیش
شعاعِ مہر کی سونی چاندی کو کوئی نہین پوچھتا اور اگر
کندنی ساز ملمع کرتی ہین تو فقط کندنِ خورشید کا دبنک
وہان دیکھی تو قوس قزح کی آور جو ٹوٹی ہی تو بہری
ستارونکی ۞ دکان بزاز ۞ بزازخانہ کیطرف
اتفاق ہوا تو وہان نساجِ فلک زربفتِ آفتاب
ہر سحر دکان پر کان لی پہرتا ہی آور نوربافِ آسمان
چند پرچی ماہتاب کو ہر شام سرِ بازار بیچتا ہی اگر
ورقِ گل پر اوسکی چہینٹ کی ہی چہینٹ پڑجاتی تو تختۂ مشجر

اپنا پا انداز بہی نکری آور اکر بقچہ غنچہ پر اوسکی گلبدن
زیبا کا سایہ پڑجای تو نازسی فرش مخمل چمن پر قدم بہی
نرکہی اوسکے شبنم نازک تکی آگی حریر ماہ مانند کتان
اور اوسکی چاندنا رقا لکی تہان کی واسطی بیٹھن اطلس
آسمان شعر جہان را زبر از حرمت فرموده گدا را
بیکدم چو سلطان نموده دکان رنگرز دکان نگرز
کی تعریف مین قلم دو زبان لال ہی اور رنگینی عبارت
تو اوسکے احوال مین سراسر انفعال شفق ایک نمونہ
ہی اوسکے صنعت صباغی کا اور شوخی بہار ایک رشحہ ہی

اوسکی شہاب کی ریتی کا فلک نی نیرنگی اوسیکی دکان سی
سیکھی ہی اور روزگار نی بوقلمونی اوسیکے شاگردین
حاصل کی ہی خرقۂ آسمان کو اوسی نی اپنی خم نیل مین
غوطہ دیا ہی اور کلاہِ آفتاب کو اوسینی گلِ صدبرگ مین
طلائی رنگ دیا ہی شعر سرشکم ز غم سرخ و رخ گشته
زرد * مرا رنگ رز اینچنین رنگ کرد در دکان گلفروش
تحریر وصف دکان گلفروش مین اوس کی قلم تمثال پیکر
لکھی ہی یعنی صریر خامۂ رنگین طراز سی صفیر عندلیب چمن
نکلتی ہی عجب نہین کہ رقم اوصافِ دکان گلفروش مین

الف اصاف بہو لوٹنگی جھڑ میں بن جای اور واو اوسکا
غنچہ کی صورت بگڑ جای اور صاد برگ سمن سی بدل جاے
اور الف ثانی لڑی موتیا کی ہو جای اور رف مزوجہ
نسترن گنا جای اور اوسکا نقطہ شگوفہ سمجہا جای
اور سطور نامہ حمائل گل سی متماثل ہون اور حروف
والفاظ قطرہ یاسمین سی متبدل ہون بہتر یہی ہی کہ ہردو کان
غنچہ دہن کو لبریز بہار رکہی بلکہ بہار کو بہی اوسکا سپند بردار
کہی اگر نسیم اوس کوچہ کی باغ فردوس مین گذرنی لگی
تو رضوان بہی بوی گل جنت سی آشفتہ دماغی کرنی لگی *

شعر حسنِ دگران پیش اتہ نہ پسند دکل * زانست کہ بر ہمہ

ہمین خندد گل * ای ہندوی کافرکیش آن رو بپوش

کز دست تو زنار ہمین بندد گل * دکان سوداگر * دکانین

سوداگرونکی دیکھین نہ فقط متاع ہفت اقلیم سی آراستہ

پیراستہ بلکہ نفائس انفسی و آفاقی سی زیب آرا و زینت افزا

جلوہ تحائف صنعت گرانِ لکھنو تاراج فروشی کاروانِ

چین و لندن آب و تاب اقمشہ نفیسہ اوس شہر کی

کاسد نمای بازارِ کالای مصر و عدن * دکان زرگر *

دکان زرگری طلا سعادن ہین باقی نہین رہا کہ اوس کی

بمجرد سینہ عاشقان مین نہین کلا ڈالا اور نقرہ بہی کسی کان
مین نہین بچا کہ اوسنی کتہائی دل عاشق مین چرخ نہین
دی دیا سیم بدر اوسکی سوہان سی ہلال ہو جاتا ہی
اور عقد ثریا اوسکی جوہر کی کب برابری کر سکتا ہی جسنے
اوسکی ہاتہہ کی انگشتر پہنی سلیمانی کرنی لگا اور جسکی
سر تک اوسکی دکان کا سر پیچ و جیغہ پہنچا ہمسر جمشید
کہلانی لگا شعر زرگر پسر ز ہوش مدہوشم کرد *
گوشم بگرفت و حلقہ در گوشم کرد * گفتم کہ ز درد گوش
فریاد کنم * لب بر لب من نہاد و خاموشم کرد *

دکان رفوگر* دکان رفوگر کی صفت میں نوک سوزن
قلم فرسوده ہی آور رشتہ مضمون معانی کا وہان
بل کہلتا ہی بلبل سینہ صدچاک گل کو اوسیکی
دکان پہ واسطی رفو کی لیئے بیٹھی رہتی ہی آور دل پارہ پارہ
عشاق کو اوسیکی سوزن مژہ تار نظر سے پیوند کرتی
شعر من بسودا ازان سری دارم * کہ دکان دار
دلبری دارم * نکنم پارہ چون گریبان را * من کہ شوخی
رفوگری دارم * دکان نعال * دکان کفش فروش
کی اشتیاق مین پای دل خوبان نعل در آتش رہتا ہی *

رہدانِ نحچۂ اوسکی تمنا میں کفش پوشی مین خمیازہ سی
غالب ہتی کرتا ہی اور چشم ستارہ اوسکی ستارونکو
اپنی آنکھونکا تارہ جانتی ہی اور برق درخشندہ بھی اوسکی
سلمہ ملمع کو اپنا نور چشم سمجھتی ہی اوس کفش کو پہن کی
دشمن زیر پا کہنی سی رشک آتا ہی یعنی اوس پاپوش کو
سرپوش دشمن کرنا انصاف نہین چاہتا ہی واقع میں گہٹیلا
ٹاگ پہنی وہان ایسا بنتا ہی کہ اوسکی پہننی سی پایۂ حسن
معشوقان بلند ہوجاتا ہی* دکان بساطی •
جب بساطی اپنی بساط کھولتی ہین تو بساطی فلک شرم سی

اپنی بساط کو لپیٹ لیتا ہی اور آئینہ ساز جب اپنی
دکان میں آئینہ بندی کرتی ہیں تو سجنجل ماہ غیرت سی
شعاع آفتاب میں چھپ جاتا ہی * دکان میوہ فروش
دکان میوہ فروش کا کیا بیان ہو سکی کہ اوسکی سیب تازہ
کی آگی سیب ذقن شمشاد قدان بی لذت و بیحلاوت ہی
اور اوسکی انار رسیدہ و رنگین کی روبرو نار سینۂ دلبران
ہمیشہ رو بہ نقاب خجالت جس کسی نی اوسکی میوہ سی
لب کو آشنا کیا ہی پہر دعای میوہ جنت زبان پر نہ لایا ہی
اوسکی نیشکر کی رشک سی ہزار گرہ غم بخاطر سہی قدان

اور اوسکے رنگتری کی رنگینی سی قاش قاش دل نارنج
آسمان اگر کلک معشوق اوسکے انگور کی مقابل ہین
علم ہوجای تو تیغہ تمر سی سر اوسکا وہین قلم ہوجای
اگر سرپستان پری اوسکی فالسی کو دیکہہ پای تو معاذ اللہ
اوسیوقت چہاتی پہٹکی حباب کی طرح بیٹہہ جای حقیقت میں
وہان میوہ نتہا بلکہ میوہ باغ جوانی بکتا تہا یا ثمرہ نخل مراد
بصد ارزانی ملتا تہا * شعر * دیدم پسر میوہ فروشی عیار
ہمراہ پدر جلوہ کنان در بازار * گفتم صنما بی پدرت
یابم گفت * خربوزہ بخور ترا بفالیز چکار * دکان

دکان سبزی فروش * زہی دکان سبزی فروش

کہ خیابان خیابان سبدہای سبز تختے وقف بازار عام

ہو رہے ہین اور سبزہ زار خط سبز رنگان لوسکی بہرہ ی

طراوت بخش کی آگے خط غلامی لکھتے ہین شعر سزاوار

درکف سبزی فروش ومن بوی حیران * بیا ای

مشتری بنگر قمر در خانہ میزان * دکان عطار

دکان عطار کے وصف مین قلم عطر بہاری

اور دوات مد نافہ مشک تتار شمیم دکان عطار نے

ہزارون قافلہ خطا وختن کی لوٹ لئے اور ایک عطر فتنہ سے

سیکڑون شور محشر برپا کردیی آو سیکی مسی پر صدف
ہی کہ لعل کو نیلم کرتی ہی اور گل کو سوسن بناتی ہی
اگر اوسکے جامۂ عطر مالیدہ مشک و عنبر کو دہوبی
دریا مین دہوتا ہی تو صدف سی نافۂ آہو اور شکم ماہی سے
عنبر اشہب نکلتا ہی جب تک اوسکا شیشۂ گلاب
اپنی خوشبو دماغ آسمان پر نہین پہنچاتا ہی تب تک
نزلۂ نزول باران صدر زمین پر نہین گرتا ہی*
دکان دواساز* دواساز جب اپنی دکان کہولتا ہے
تو آوازہ انا الشافی کا تا بگوش حضرت عیسی پہنچتا ہی*

شاید شیشو مین شربت اصل روح رکھتا ہی کہ ہر قطرہ
سی ونفخت فیہ من روحی جوش کرتا ہی یا تو تلون مین
اوسنی جوہر جان بہر رکھا ہی کہ اوسکو صحت کی پڑیئین
باندہ کی بیمارون کی جان بخشی کرتا ہی * شعر عطار
کہ ہست دلبر عشوہ گران * جان برد لبش از کف
صاحب نظران * ہر کیسہ کہ در دکان او حلقہ زدہ
چون دیدہ ماست بر جمالش نگران * دکان تماکو فروش
وصف دکان تماکو فروش تلخ وش شیرین
ادا طبیب غذای دماغ عنبرین مویان ہی اور تعریف

شمیم دود خمیرہ مشکبوی صندلین سرشت اوسکا باعث
پیچ و تاب زلف مسلسل ماہ رویان * دکان حلوائی
عذب البیانی وصف دکان حلوائی مین قلم شکر ہی
اور سیاہی مانند شیرۂ شکر جو لفظ لکہا جاتا ہی شکل
جلیبی بنجاتا ہی اور جو نقطہ پڑتا ہی صورت لڈو ہوجاتا ہے
عجب حلوائی ہی اوسکی پیڑی کیونکر نہ آب و تاب مین
سبعہ سیارہ سی بہتر ہون کہ شیر جوی خط لبنیہ
کہکشان سی لیتا ہی اور قند سفیدۂ صبح کا ملاتا ہے
اوسکی لڈونکی لطافت سی دیدۂ ثوابت فلک ششم

جہپکتا ہی کہ تحفہ دی عکس گوہر دندان وقت خندہ خوبرویان
سی لیتا ہی اور شیر کیفیت شیرینی بوسہ شکرلبان سے
بجوری آفتاب کی اوسکی دکانمین رکہی دیکہی اور پوری
ماہتاب کی اوسکے تہال مین دہری تہی * شعر
حلوایی من کہ عشوہ سازی می کرد * از خندہ شہد قندبازی
می کرد * بالعل لبش شکر چو دعوی می کرد * دیدی
کہ چسان شکر گدازی می کرد * دکان نانبائی
سبحان اللہ ذکر دکان نانبائی کا اشتہا افزای
سیرشکمان ہی اور سیری بخش گرسنہ چشمان *

سفرۂ فلک دونہ لی اوسکی دکان کی دو نانِ آبی
در وغنی سی رونق پائی اور دستِ نگار بستۂ محبوبان
نی اوسکے شیرمال کی تشبیہ سی یہہ رنگینی دکہائی
اوسکے اجاق گردون (رواق) پر کوئی دیگ بارہا دیکہی مگر
کلہ پاچہ برۂ حمل کی اور اوسکی تنورمین کوئی سیخ
نہ پائی مگر کباب نسرِ طائر کی * شعر * تا بہ نقدِ جان میسر
خبازِ من نان میدہد * عاشقِ بیچارہ نان میگیرد و جان میدہد

دکان شمع ساز * شمع سازکی دکان مین اوسی
طرحسکی روشنی دیکہی کہ وہان یدِ بیضا کا بہی چراغ گل ہوتا ہے

جب تک کہ ذرہ جرم قمر سے نہیں ملتا کبھی شمع نہیں بناتا اور موم مہر کو جب تک چرخ انہیں دیتا ہرگز نہیں طیار کرتا آفتاب اسکی نور شمع کی شرم سے پردہ ظلمت میں جا چھپتا ہی اور ماہتاب اسکی اقتباس فیض انوار کی واسطے ہر شب نکل آتا ہی۔ شعر

تا سحر با عشق یاران حرفها در پرده گفت * شمع فانوس خیال دلبر شمائیم *

دکان تنبولی * دکان تنبولی کی کچھ حقیقت نہ پوچھو کہ جسکو ایک گلوری پان کی عطا کرتا ہی سرخروئی جاوید بخشتا ہی پان ہی

یا کوئی طلسم ہی کہ پانی میں آگ لگاتا ہی برگ سبز ہی
یا مینا ہی مے گلگون ہی کہ روی آتشناک پردہ زنگاری
ہی دکھاتا ہی اگرچہ نگاتا ہی تو خاکستر سوختہ اختر ہی
اور رکتھہ رکھتا ہی تو خون دل یاقوت احمر ہی زہی تنبولی
لطیف طبع کہ تو فن بحر و رق گل شام و سحر کی گلوری میں
نہیں ڈالتا اور الایچی سوای بوی غنچہ دہن یار کے بیڑی میں
نہیں رکھتا * شعر * زتنبولی دل دارم ہمہ ریش * زغم
پیچیدہ ہمچون بیڑہ خویش * منہ بر وعدہ تنبولیان دل *
کہ جز خون خوردن از وی نیست حاصل * قراری نیست با اقرار ایشان *

ورق گرداندن آمد کار ایشان ٭ دکان میفروش

ذکر دکان میفروش مین زبان لکنت کرتی ہی اور تحریر مین
قلم سیہ مست کی پاؤن لڑکہراتی ہین استغفر اللہ دوکان
تو بہ بیرنگ شیشہ و سنگ ہی اور عقل زہد و تقوی
کی اوس جای بالکل ڈنگ ہی کرہ ارض کی خمیر مین اوسکی
قدح مے سی کوئی قطرہ ملگیا تہا کہ آجتک بیخود دانہ چرخ
مارتا ہی اور مینا ی فلک کی دماغ مین اوسکی درد
اثقل کی بو پہنچی ہی کہ عالم مدہوشی سی ہمیشہ شعلہ بردی
مین مصروف رہتا ہی بزم جمشید مین وہ سامان بادہ نوشی

نہ سنا ہوگا کہ جو اوسکی دکان مین دیکھا آور محفل کیقباد مین وہ اسباب مے کشی نہ ہوگا جو اوسکے خمخانہ مین موجود تھا جسکو ایک جرعہ اوس خرابات مغان سے ملگیا سر اناالحق اوس پر کہلگیا جسنی ایک ساغر اوس خمکدہ خمار سی پی لیا راز سبحانی ما اعظم شانی اوسکو منکشف ہوگیا * نظم * میخانہ اوج کمال ظہور * میخانہ فیض بہشت حضور * میخانہ صبح سعادت نقاب * میخانہ چشمۂ آفتاب * میخانہ دریای وحدت کنار * میخانہ صحرای کثرت غبار *

نہ میخانہ نیرنگ بزم قدم * نہ میخانہ آئینہ دارِ حرم *

فضایش تمنای آغوش ہا * ہوایش زخود رفتنِ ہوش ہا *

غبارش رمیدن ز دام ہوا * سوادش نظر بستن از ما سوا *

لب جام با جملہ الحمد خوان * صراحی ہمہ قل ہو اللہ بیان *

شاید اس بادہ فروش کی شہر مین کوئی قدح نوش

مے مردافگن نہین پاتا ہی اسکو اسطی ابادی سی دور تر دکان

کہولی ہی چوطرفا پای جس صبا دروکا ظرف عالی

دیکھتا ہی شیشہ دریائی لیکر پہنچتا ہی * دکان

بہنگیرن * بہنگیر خانہ کی خوبی کی شرح مین قلم کا

قدم و نورنشہ سی نہین اوٹھتا اور پا می ہمت فرو
ذکا لحال سستی و خشک دماغی سی نہین پر بستا
ہر طرف بنگلے ہین سبزہ رنگ جو رلقالب حوض کنارے پر
بیٹھی ہین گویا چشمہ حیوان اونکی عکس رخسار سے سبز
ہوگیا ہی اور ہر جام بلورین ادرچلیہ سمین مانند کشتیہ
باد حرادکی واسطی عبور ہوش بفکر و نکی اوسمین
تیر رہا ہی اور چند خادمان چارشانہ غضنفر گردن
گنڈی کل ارم کی دونو پاؤنمین لیئی بیٹھی ہین اور
کٹکہ چوب طلائی سی اوس بہشتی رو کی سامنی بنا سی

کر رہی ہین اور ایک طرف مجردان بی قید و رند آزاد
مانند ہالہ کی گرد اوس ماہ پیکر کی حلقہ باندہی جمع ہوی
ہین اور دوسری طرف حلقہ ہای مشفقہ مرد آزما و قلیان
ہای چرس شیر افگن اپنی اپنی قرینی سی دہری ہوی ہین
جسکو ایک پیالہ اوسنی اپنی دست نگارین سی دیا
بس کاسہ گدای تا ابد اوسکی ہاتہ مین رہا اور جسکو
ایکدم اوس چرس دلکش کا اوس نازنین نی بہر کی
پلا دیا ہمیشہ کو گہر کا رستہ بہلا دیا اوسکی دکان پر دیکہا
کوئی تو یہہ شعر پڑہتا ہی کہ شعر بہ بنگم سر خوشم

صہبای نابجم کو خوش نمی اید * ازین آب زمرد گون کلامم خوش
اورکوئی اس فردسی اپنی دلکی تسلی کرتا ہی کہ ع
مرا با ننگ ازان رو اتفاق است * کہ ہرکس تازہ ہیچ اتفاق
سست * ذکر شہدکا ہی * طایفہ شہدکان لکھنو کو دیکھا
تو وہ بھی انتخاب زمانہ ہین اگرچہ ہرایک اپنی گھرسی آسودہ اور
شریف زادہ ہی لیکن دنیا ومافیہا سی آزادہ ہی خانہ
اونکی بی خانمانی اور لباس اونکا سراپا عریانی اگر
دولتِ ملکِ سلیمان اونکو ہم پہنچی تو دفعتاً بازی
قمار مین رکھدین اور اگر زال دنیا اونکی ہاتھہ لگی تو اوسیوقت

چت پٹ سن ناردین * نظم * کم نشین با بدان کہ صحبت
بد * گرچہ پاکی ترا پلید کند * آفتاب اگرچہ روشن است اورا
پارۂ ابر ناپدید کند * قول طبیعت انسان کی مانند ظرف
گل خام کی ہوتی ہی اگر اوس میں صحبت شریفہ اسکو میسر ہوا
تو نقوش جیدہ سی اسکو منقش فرمایا اور جو [illegible] رفقاء
ذمیمہ اسکو بہم پہنچا تو خطوط رذیلہ سی اسکو مرتسم کیا
پس ہر شخص کو لازم ہی کہ اپنی اولاد و احفاد کو گروہ رذائل
و جہلا سی محافظت کریں کہ وہ سبب ہی راہ جہنم کی ہی
اور خدمت عقلا و صلحا سی مشرف کریں کہ وہ طریقہ مستقیم جنت کی ہی

صہبای ناتمام خوش نمی آید * ازین آب زہر دگون کلام خوش
اورکوئی اس فردسی اپنی دلکی تسلّی کرتا ہی کہ ع
مرا با ننگ اذان روالفاق است * کہ ہر کس ازہ ہیچ اتفاق
سہست * ذکر شہدکان * طایفہ شہدکانِ لکہنو کو دریکہا
تو وہ بہی انتخاب زمانہ ہین اگرچہ ہر ایک اپنی کہر سی آسودہ اور
شریف زادہ ہی لیکن دنیا و مافیہا سی آزادہ ہی خانہ
اونکی خانمانی اور لباس اونکا سراپا عریانی اگر
دولتِ ملکِ سلیمان اونکو بہم پہنچی تو دفعتاً بازی
تمارین رکہدین اور اگر زالِ دنیا اونکی ہاتہ لگی تو اوسکو قیت

تمام شہر کو اوسنے دریا کی قریب ہونے سے سبز و تر و تازگی حاصل ہے
اور اوسکے سبب سے وہانکی زمین میں پانیکی چشمونکی اور چاہ کی کثرت
کی زیادتی ہی اور اوسکے ادہر ایک پل آہنی ہی کہ قصہ اوسکا یہ
ہی کہ فقط اوسکی چوڑئی ولایت انگریزی سے لاکہہ روپیہ
میں منگوائی تہی اور اوسکے نصب کرنیکو صناع ان ملکونکے
بلوائی تہی وہ پل نہیں ہی جسر جابجا ستیکو زنجیر میں کسا ہی
یا فرق دریا پر خود آہنی رکہدیا ہی اور اوسکے مضبوطی پایداری کا
یہہ سبب ہی کہ اوسکی ہر زنجیر کو آب لنگا میں اتار
دی ہی اور زنگ کہانی اوسکی ہر ایک آنکی سو کنند

ز طلسم با ہمنشین و باش بیگانہ او * در دام افتی از خوی
دانہ او * تیر از رہ راستی کمان راکج دیدہ * دیدی کہ چگونہ
جست از خانہ او * ذکر گومتی * بعد اوسکی دریای گومتی کو
دیکھا کہ کنارہ شہر پر مانند کناری کی دوپٹہ بوقلمون پر بیچ
بہتی ہی یا دارائی آبی چادر گل افشان پر لگائی ہی اوسکی
ہر موج کی کیفیت دیکھ کی عالم آب پر جی لہراتا ہی اور کبھی
اوسکی چشم حباب کی نگاہ والپسین کو دیکھ کی دل
ڈوب جاتا ہی اور جو عمارت عالیشان کہ وہان روسا نے
اوسکی کنارے پر بنوائی ہی وہ جدا ایک عالم کا جلوہ دکھاتی

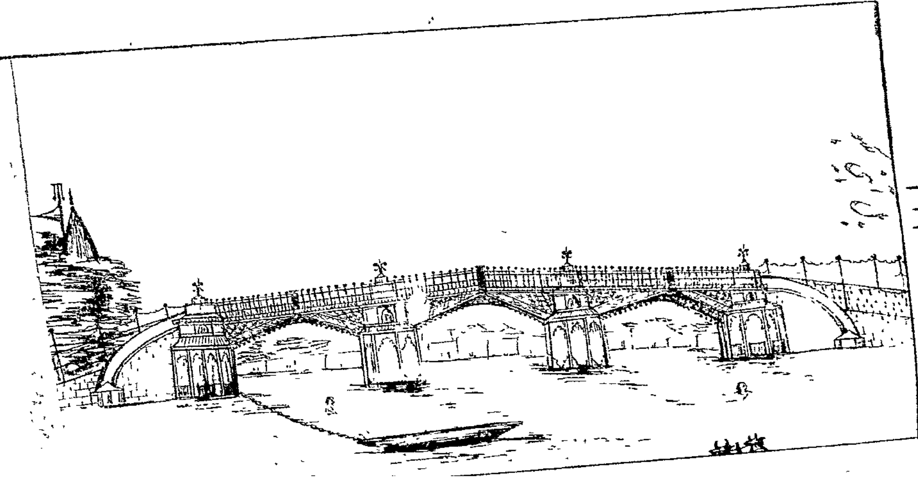
الم لکھ

تمام شہر کو اوس دریا کی قربت سے سرسبزی و تازگی حاصل ہی
اور اوسکے سبب وہانکی زمین مین پانیکی جڑونکی اور بہت
ہی زیادتی ہی اور اوسکے اوپر ایک پل آہنی ہی کہ عصر اول
حیدر علی خان اوسکی چیزین ولایت انگریز سے لاکہہ روپی
مین منگوائی ہی اور اوسکے نصب کرنیکو صناعان سلطنت بدل
بلوائی ہی وہ پل نہیں ہی جو جار سے گز چوبوں سے بنا ہی
یا غرق دریا سے جو آہنی رکہا ہی اوسکے مضبوطی پایدارکا
یہہ سبب ہی کہ اوسکی ہر چیزکو آب لقا مین آدار ہی
دی ہی اور رنگ نہانی اوسکی نزدیک آتی ہی سو کند

کہاں ہی چنانچہ یہہ نقشہ اوسی پل کا بنایا ہی کہ جو بستی کی اوس
طرف بہی آبادی بکثرت ہی کہ آدمیونکی معموری پر مبنی ملککو
کو حسرت ہی پہونچتی شب و روز راستہ جاری رہتا ہی
اور دریا میں بھی یہہ شہر نظر آتا ہی چنانچہ حیدر آباد
دارودستگر و ماہ نگر و حسن گنج و سلطان گنج و چاند گنج
وغیرہ بستیاں ہی کہ ہر خطہ عمارت آبادی امرا و مہاجن
و دکاکین سی ہر رنگ گلدستہ نظر آتا ہی



نقشہ



موج گل پر کا جولا کجا وہ بزرگی پل اور کجا خوردی چشم
بلبل اور کہان وہ بحر عمیق اور کہان موج گل حقیقت
مین وہ پل ایک عمارتِ عظیم الشان ہی کہ بام فلک بہی
اوسکی پہنائی دیکہہ کی حیران ہی اگر اوس پل پر سی
گردونِ گردان بہی گذر جاوی تو اوسکی پشت بہی گرم
اور اگر اوسپر محملِ بارِ دو عالم رکہدین تو اوسکی
کمر بہی نہ خم ہو اوس پل کی کیا رخشندگی مین کہ ہر ایک
مانندِ چشمِ طوفانیِ عاشق کی دریا بغل مین رکہتا ہی
یا اوس دریا دل کا فیضِ مجسم دعوی بخشش مین دریا کو

ذکر امام بارۂ آصف الدولہ

یہ امام بارہ نواب آصف الدولہ بہادر کا دیکھا حقیقت مین
جیسی اونکی سخاوت و ہمت بلند تہی ویسی ہی اونکی عمارت عالی
اور درگاہ آسمان پیوند بنائی تہی اوسکے سقف
منیع و جدار رفیع مین سوای خشت و چونیکی
چوب کو کہین نہین لگایا ہی اور ایسا کاخ مرتفع اور
ایوان قابل خطہ ہندوستان پر کہین دیکھنی مین نہین آیا
جہان ان بقاع و اماکن ہندوستان تحفہ مشہور کی ہین
اونمین اس امام باڑیکو بہی عمدہ و نادر کہتی ہین اگر

اوسکی اندر پندرہ بیس ہزار آدمی کی مجلس ہو تو ہرگز تنگی
نکری اور اوسکے صحن مین بہی اسیقدر آدمی کہڑی
ہون تو تکلیف نہی مگر حیف ہی کہ اِس شہریار با
انصاف نی اوسکا سامان روشنی اور شیشہ آلات کچہ
وہان بالکل نہین چہوڑا اور بجای تبرکات کی براے
روح آصف الدولہ اور قائم مقام فرش پردہ و بعضی
زین و عملہ کچہہ باقی نہین رکہا آپ وہ مانند عروس
بی لباس زیور کی ویران پڑا ہی اور مثال شجر بی برگ
و ثمر کی پریشان کہڑا ہی اور اوس طاق مطہر کی آگی ابتک

ایک صحن چبوترہ مصفا ہی کہ آفتاب ہر سحر اوٹھہ کر اوسمین
اپنا مونہہ دیکھتا ہی کہتی ہین کہ جس زمانی مین وہان
جہاڑ و فانوس کی روشنی ہوتی تہی تو اوس رات
شب قدر کی بہی کچہہ قدر نہین ہوتی تہی اور جب وہان مجلس عزا
اور صحبت مرثیہ خوانی ہوتی تہی تو آواز نوحہ ملک اور صدای
سینہ کوبی فلک گوش اہل زمین تک پہنچتی تہی مجمع سیہ
پوشون سی سنبلستان اور جا بجا کہای سینہ ماتمیون سی
گلستان ہوتا تہا اب وہان سوای دست مژہ چشم حسرت کے
کوئی ماتم نہین کرتا اور بغیر شمع تربت نواب کی کوئی گریان

نہیں ہوتا بیت شاہ جہان جاودانی بکس *

خدای جہان جاودانت وبس * اور یہہ امام بارہ سنہ ۱۲۵۵

بارہ سو پچپن میں بنا ہوا یہہ اوسکی تاریخ ہی * تاریخ

وزیر سند سلیمان جناب آصف جاہ * ہزبر جنگ خدیو جہان

کلاہ کبار * رفیق گشت چو توفیق حق بنا کردش * امام باڑہ

گردون بسان ہشت اثار * بگوش اہل جہان گفت

عقل تاریخش * رواق عرش جناب * یہہ اظہار

اور اوس امام باڑی کی دو دروازہ سہ دری بڑی بلند

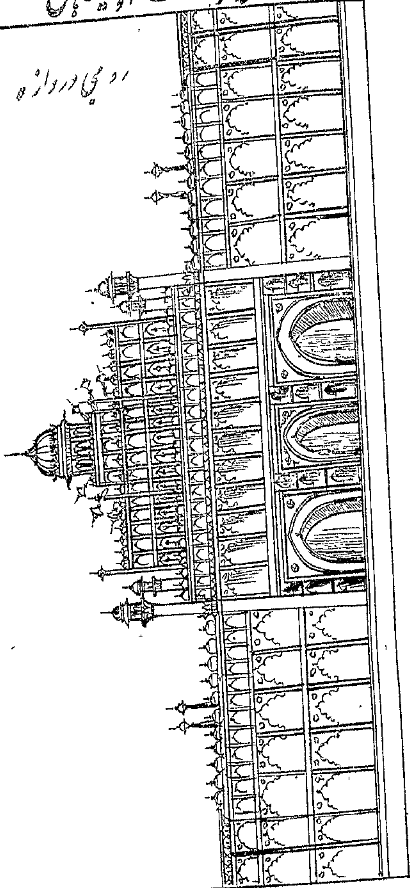
و عالیشان ہیں کہ اوسکی ہر دری محراب کمان رستم و قوس

آسمان ہی آور یہہ تاریخ وفاتِ نواب نیک فرجام
کی اوسیکی پیشانی سعادت انضمام پر ارقام ہی تاریخ
گلشنِ عشرت بتاراجِ خزان رفت ای ندیم * شاخهٔ سنبل
حسرت می نماید از نسیم * آصف کین نهصد ریا
یک درِ شهوار بود * آن درِ شهوار رفت از دو عالم
شد یتیم * لکھنو بی آصف است و آسمان بی آفتاب *
شهر یونان بی مسیح و طور سینا بی کلیم * وارو آصف
عشرتی در صحن آصف باغ خلد * انبیا همدم سلیمان
همنشین آصف ندیم * لقد رحمت و کمار و رو بخشش در بغل *

در گریبان جیش معجزات اعطای کریم * نقش بند کاف
و نون بر تربت آصف الدوله * انها روح و ریحان
و جنت النعیم * اور ایک مسجد جامع اوس امام باڑہ مین
بہت ارتفاع و ارتقا کے ساتھ بنائی ہی کہ متصاعد
خیال بھی آج تک اسکے مینار تک پہنچنے کی مجال
نہین پاتی ہی اس مسجد سعید کی برج اور مینار کو ایسی
دکھائی دیتے مین گویا علم سعادت و خیمہ نور ظاہر ہین
اور جو مکانات کہ گرد امام باڑہ کی ہین تہان مدرسہ
شاہی مقرر کردیا ہی اور طالب علمون کے واسطے درس

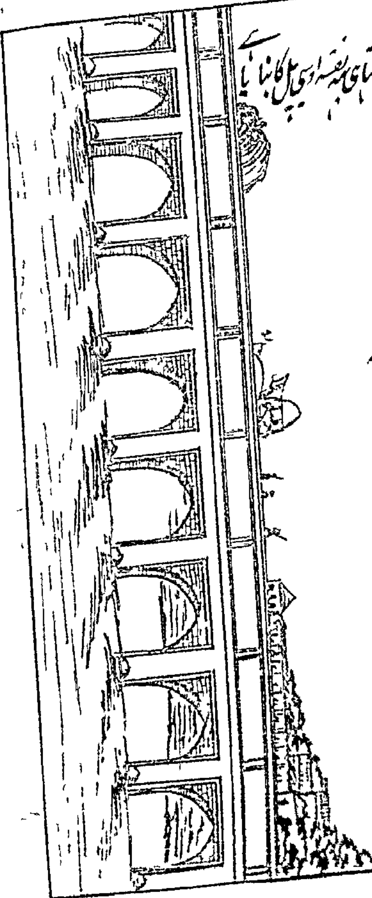
تدریس کا بہت فیض جاری ہی اور امام بارہ کی محاذات
مین ایک اور دروازہ سہ منزلہ نقار خانہ کا واقع ہی
کہ اوس سی بہی ایک نوبت رتۃ الواب خاطر سالکان
جادہ طریقت کی واسطی ساطع ہی اوسکی سامنی رومی
دروازہ تعمیر آصف الدولہ ہی کہ وہ بہی شوکت و خوشنمائی
مین ثانی نہین رکہتا اور اپنی تجوشان کی آگی ابواب
السموات کو کچہہ نہین سمجہتا فراخی مین در تو بہ سی کشادہ
تر ہی اور رفعت مین سقف آسمان سی ہمسر اس دروازہ کا
سمت مغرب سی ایک در ہی اور جانب مشرق مین تین در

چنانچہ بہ نقشہ او دیکہاہی*



اِس دروازہ سے امام باڑہ تک دو طرفہ دکانوں سے
ایک بازار مینو نظیر ہے کہ صفحۂ ابیاتِ نظم و دو سے
اوسکی نقل دلپذیر ہے زمانۂ آصف الدولہ میں رایے
بازار کی گرم بازاری تھی اور اس بازار کی رونق آبادی سے
تھی آگے کسی بازار کی خوبی انکھوں مین نہ سمائی تھی بعد او
جو رئیس ہوا اوسنے اپنے نام کا علیحدہ بازار بنایا
مگر اوسکی ہمت عالی کے لیے کسیکا حوصلہ بلند نہ پایا اور رومی
دروازے کے آگے دریای گومتی پر ایک پل بناکردہ آصف الدولہ
ہے کہ وہ پل گویا ایک گل ہے جام پل پر یا چشم بلبل ہے

موج گل پر لؤلو لا کجا وہ بزرگی پل اور کجا خورد جسم
بلبل اور کہاں وہ بحر عمیق اور کہاں موج گل حقیقت
مین وہ پل ایک عمارت عظیم الشان ہی کہ بام فلک سے بہی
اوسکی بہنائی دیکہہ کی حیران ہی اگر اوس پل پر سی
گردون گردان ہی گذر جاوی تو اوسکی پشت ہی نہ گرم ہو
اور اگر اوسپر محمل بار دو عالم رکہدین تو اوسکے
کمر بہی نرم ہو اوس پل کی گیارہ چشمی ہین کہ ہر ایک
مانند چشم طوفانی عاشق کی دریا بغل مین رکہتا ہے
یا اوس دریا دل کا فیض مجسم دعوی بخشش مین دریا کو


پل آصف الدوله

نقل گومتی کی باب مین بعض ثقات عجیب ایسی نقل
عجیب کرتی ہین کہ زمانہ عالمگیر اورنگ زیب مین اسر
دریا کی کناری پر کسی بتخانہ قدیم کو واسطی بنا کی مسجد جامع
کی کندہ کرتی تہی اوسکی نیچی ایک تہخانہ کہنہ
سنگ خارا کا نہایت تنگ و تاریک نمود ہوا
مردم بطمع دفینہ واحتمال خزینہ مشعلین لیکی
اوسکی اندر گئی تو ایک حجرہ مانند گور منافق اور
قلب کافر کی تحال تیرہ و تار دیکہا مگر اوس ظلمت مین
مثال چشمہ حیوان کی دو دیدہ روشن حباب وار نظر آئی

و تب جا کی جو نگاہ کی تو ایک جوگی ضعیف و نحیف
معلوم ہوا مسکین بجز پوست و استخوان کی اور سوای
طائر دم و اپسین کی اوسکے پنجرۂ تن مین کچھہ نہہ تھا
اور اوسکی وجود مین خون جسم کا ذرہ اثر نہ تھا
ہواسی اوسکو محفوظ کر کی روئی کی پہلو مین دبایا
جب اوسکو ہوش آیا تو اوسنی استفسار حال کیا
اوسنی کہا کہ مین راجہ رام چندر کی زمانہ سی
اسی جا جس دم کی بیٹھا تھا اگر تم یہان نہ آتی اور محکو
ہوا نہ لگتی تو اور بھی مین چند مدت زندہ رہتا اور کومیتی

جو اس مقام مین تہی اب بہی جاری ہی یا نہین حاضرین نے
کہا کہ موجود ہی بولا ایک تہوڑا سا پانی اوسمین سی
لاؤ کہ مین دیکہون اوس وقت گومتی سی پانی اوسکی
روبرو لائی تو اوسنی دیکہا اور سر دہنکی بہت
افسوس کیا اور کہا کہ اوس زمانی مین اور اس وقت
مین اتنا فرق ہی کہ اِس ندی کا پانی اوس عہد مین مثال
دودہ کی تہا اور اب فقط پانی ہی اور اگر تمکو یقین نہو
تو میری لٹیا مین اوسی عصر کا پانی اس گومتی کا موجود ہی
اوس لٹیا مین جو وہ پانی دیکہا تو واقع مین رنگ و ذائقہ

مین دو دن کو بھی شرمندہ کرتا تھا آتشی باتین کرکی اوسکا
مرغِ روح قفسِ عنصری سی پرواز کرگیا اور عنقای جان
دامِ قیدِ ہستی سی آزاد ہوگیا یہہ امر کچھہ قدرتِ
قدیم باریتعالی سی بعید نہین معلوم ہوتا اور تبدل و تغیر
اوضاعِ زمانی مین ہرگز شک و شبہہ نہین ثابت ہوتا
مگر ہماری خردِ ناقص مین کہان تاب و توان کہ دقایق
اوسکی صفت و ثنا کی بیان کرسکی اور ہماری فہمِ نارسا کو
کہان مجال و طاقت کہ اوسکی اوجِ کنہیاتِ ذات تک پہنچسکی
شعر نورِ حیرت و شبِ اندیشہ اوصافِ تو * بس ہمان نوعِ عقل

عقل از آشیان انداخته ۔۔ ای بطبع باغ کون از بهر
ببربان حدوث ۔۔ طرح رنگ آمیزی از فصل خزان انداخته

ذکر حسین آباد

بعد اسکی حسین آباد مین اتفاق جانیکا ہوا اوسکو
محمد علیشاہ جنت مکان فرمان روای حال نی تعمیر کیا ہی
چارون طرف اوسکی بازار بہت وسیع و پختہ ہین اور
سڑکین اوسکی طریق اہل شرع سی زیادہ شستہ و رفتہ
اور دکانین اوسکی ہر طرف مانند کلبہ دل صوفیان
صاف باطن کی صفوت آئین اور جنس ہر قسم کی اوسمین

مثال اعمال صالحین کی اجابت قرین بلکہ بازار گرمی
حسنِ عالم آشوب دلبران اوس سی تہندا اور کثرت
وانبوہ اوسکا ثانی روز بازار حشر سبحان اللہ دکانہائے
دو رستہ متاع شش جہت سی آراستہ اور ہر طرف
ہجوم خریداران رنگارنگ سی بوستانِ ناکاشتہ
بیت بہر کوچہ اش گلرخان رہ نورد * تو گوئی گلستان
شدہ کوچہ گرد * اور اوسہین اونکا مقبرہ اور امام بارہ
اور وہین طیاری امام بارۂ آصف الدولہ کی اوس
زیب زینت کا تعزیہ خانہ اِس ماتم سرای دنیا مین

ایسی نہین دیکھا اور ایسی شان وشوکت کا عمکده
اِس کون و فسادِ عالم مین ہرگز نہین سُنا اوسکی ضریح
جواہر نگار کی نگارشِ اوصاف مین قلم رقم جواہر
اُگلتا ہی اور اوسکی لمعہ شوارق کی سامنی چشمِ خورشید کا
تیور چلتا ہی نگاہِ برق کی کیا تاب جو وہان ٹھہری
اور نظرِ کواکب کی کیا طاقت جو اوس جا ہی قرار
پکڑی اوسکی علمہای روشن کی بیان مین
زبان سخن شعلہ طور ہی اور اوسکی تجلی بیضا
تنور کی روبرو دیدہ مشرق بی نور چہرہ ہر علم زرنگار کا

آفتاب مشبک دکہائی دیتا تہا اور اوسمیں ترصیع جواہر
قرص ماہ میں ہجوم انجم نظر آتا تہا اور اونکی زرین
پٹکہا ہی سنگین سی شعاع مہر کی کمر ٹوٹتی تہی اور
نگاہ نظارگیاں اونکی مرصع کاریسی جواہر سعادت
لوٹتی تہی یہہ امام بارہ شاہجہانی نی اپنی آغاز
تسلط میں بنایا تہا اور واسطی اپنی بقای نام کی
انجام کو پہنچایا مگر اوسکی آرایش و شیشہ آلات اور جہاڑ
و فانوس کا کچہہ بیان نہیں ہوسکتا یعنی اوسکا شمار
ذرہ ریگ بیابان اور سبحۂ انجم رخشان ہر نہیں کیا جاتا

جو جہاز میں ہزار بارہ سو بتی سی کم نہیں لگتی تھی اگر
اوس مقام میں اتنا صرف شیشہ آلات نہ ہوتا
تو جہان میں ظروف آبگینہ بقیمت سنگ و خزف
بکتا پھرتا اوسکے جہاڑ و فانوس کی آگی قنادیل
وکوکبہ فلک چراغ سحری اوس ایوان منور
روبرو قصر چرخ چارم چشم خانہ بی بصری جس
ایام میں راقم لکھنو میں وارد تھا اونہیں
دنوں میں کسی تقریب سی وہان اتفاق روشنی کا
ہوا تھا جیسی وہ روشنی دیکھی ہی انکھوں نے وہی

روشنی آج تک سما رہی ہی اور چشم تصور
مین ہی اوسی چراغان کی جہمک ابتک دکہائی
دیتی ہی اوسکا ہر چراغ مشعل آفتاب کو نور چشم
لکہتا تہا اور اوسکا ہر کنول شمع ماہتاب کو قرۃ العین
کہتا تہا بلکہ آسمان اوسکی دود چراغ کو سفالی مایۂ
لیلی چشم انجم مین لگاتا تہا اور فراش فلک گلگیر مہ مین
سے ہر ساعت اوسکی شمع کا گل لیتا تہا چشم خورشید
وہان خفاشی کرتی تہی اور چاند کی چہرہ پر مہتابی سے
چہوٹتی تہی اگرچہ سامان اوس روشنی کا حوصلۂ تکمیل سے زیادہ تہا

مگر اوسکی نور کا ظہور تحت الثری سی تا بعرش اعظم دکھائی
دیتا تھا اوس روشنی مین کوئی حرکات زحل کو مشاہدہ
کرتا تھا اور کوئی نفس پای زیر زمین کو گنتا تھا حقیقت مین
وہ جدا زیستان چراغان دل سپہر بی مہر کو جلاتی تھین
اور وہ اپنی کواکب طالع سیہ بختون مین آگ لگاتی تھین
اور اوسکی بیچون بیچ ایک نہر عریض و طویل ایسی جاری تھی
کہ آب و آتش کی تمام شب اوسمین دست و گریبانی تھی
اور ایک بجرہ اوس نہر سرشار کی آب خوشگوار مین
ایسا تیرتا تھا کہ ذورق ماہ کو بحر اخضر مین غرق ورطہ حیرت

کرتا تھا * تاریخ وفات جناب عالیہ یعنی مادر محمد علیشاہ
که قبرا و یکی حسین آباد مین ہے * جان نثار حضرت زہرا جناب عالیہ
چون بفردوس برین بر تخت نورانی نشست * از مقام
رحمت حق شد ز تاریخش ندا * دایم از بہر جناب عالیہ
۱۲۵۷
فردوس ہست * اور یہہ تاریخ وفات دختر محمد علی شاہ
ہی که حسین آباد مین مدفون ہین * دریغا مجلسی بیگم
بجنت شد چو از دنیا * جگر شد چاک جان اندوہگین
دل شد پر از ماتم * بآب دیده تاریخ غمش ہاتف بگفتی
بشد در مجلس زہرا مقام مجلسی بیگم * نقل کتبہ دروازہ
۱۲۵۲

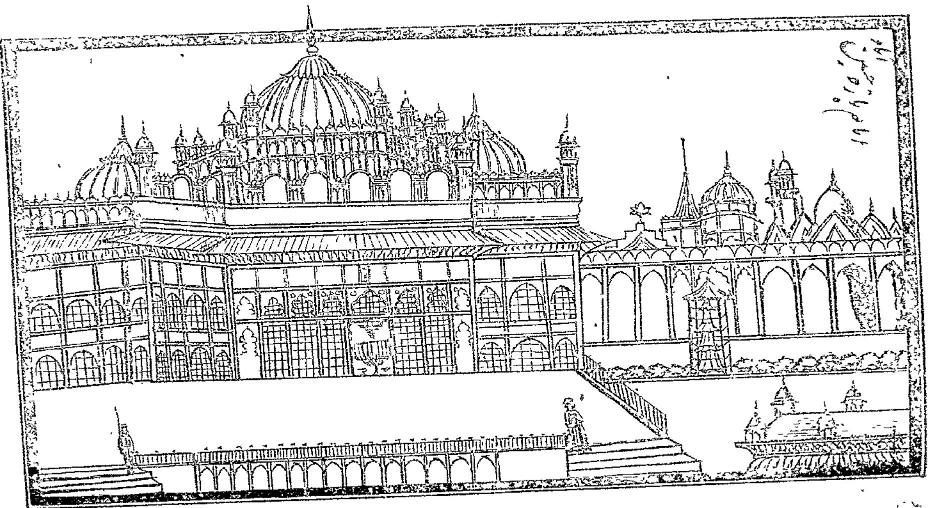
حسین اباد بسمت مشرق وسرک است * از عنایات کریم
کارساز دو جهان * شاه گردون آستان وخسرو
هندوستان * بی نظیر وبی عدیل وبی مثال وبی بدل *
ناصر عالم معین الدین ابو الفتح زمان * ابر رحمت
بعالم هست بهر جزو وکل * تا ابد دار خداوند دو عالم در امان
روضه پاک شهید کربلا تعمیر ساخت * اهتمام او بدل کرده
عظیم الله خان * صحن جنت بهر کوثر نخل طوبی عرش باب *
فی الحقیقت هست در عالم نظیرش بی گمان * مسجد پر نور را
کعبه اگر گویم بجاست * هست زمزم چاه بهر مومنان

بر ورش خط سرک گشته صراط المستقیم * بزمین پیدا
شده گویا جواب کهکشان * گفت تاریخش رضا بهر
حضور پادشاه * قبله اوج کمال و مشهد شاه شهان
نقل کتبه دروازه حسین آباد بطرف دوم یعنی بسمت مغرب است
با زیور مهتمم تاریخ ثانی شد رقم * آنکه قربان میکند بر پای
قدس مال و جان * فدوی خاص و امین و سرفروش معتمد *
جان نثار پادشاه کشور هندوستان * صاحب فهم و
خلیق و عاقل و دانای خلق * عاشق شیدای حضرت بست
بیشک بیگمان * روز و شب مصروف حکم شاهی باشد بدل

جز باین کاری ندارد هیچ کاری در جهان * نیست این
تاریخ نادر مثل تاریخ دگر * واقعی صنعت بطرز نو شده
از رقم عیان * کم کن اول یکهزار و دو صد و پنجاه و چار
تا سنه هجری نماند الف بیش از نهان * از ترقی شد
دو چند ان سال این تاریخ شد * منتهم بالطف حق بود
عظیم الدخان * بهر سال عیسوی در کوشش و سوهش سیاه دیر
۱۲۵۵
از فلک آمد ندا نامی عظیم الدخان * تاریخ بالای
۱۸۳۸
در خاص امام باره حسین آباد * شه زمانه محمد علی بنا فرمود
امام باره پی ذکر و مجلس حسنین * ز روی آه دلم خواند و تاریخ

بنامی تعزیہ و ماتم امام حسین * تاریخ بارہ دری
۱۲۵۳
و تالاب * ساختہ تالاب شد بحر و بر * رشک سکندر
شدہ اقبال او * گفت شہنشاہ سخن آفرین * چشمۂ فیض
ابدی سال او * اور اوسی مقبرہ کی چار دیواری میں
اونکی بی بی کا مقبرہ ہی وہ بھی محل سرای عرش معلی سی ہمسری کا دعویٰ
رکھتا ہی اور سنگ دوپی کا علم بالا غرفہ ہامی افلاک سی
چڑھتا ہی * اور نقشہ حسین آباد کی امام باڑہ کا اس

صورت سی ہی *


امام باڑہ حسین آباد

اور اسی شاہ غفران پناہ نی ایک مہمان سرای بہشت نما
حسین آباد مین بنائی ہی کہ اوسکا بہی نظیر اس کہنہ رباط
ہستی مین نہین نشان دیتی اور تاجران جہانگرد
ایسی کاروان سرا کسی دار السلطنت مین نہین بتاتی اور
اوسمین زیادہ خوبی یہہ ہی کہ اوس شاہ رحمدل نی
تواضع پیشگی اور مسافر نوازی سی جتنی بہٹیاریان
حسین و نوجوان اوسکی قلمرو مین تہین سب کو اوسی سرا مین
بسایا تہا گویا واسطی مرغ دلہای مسافرین کی دامگاہ بیدانہ
و دام بنایا تہا جو مسافر وہان اترتا تہا پہر اوسکو جانا نصر جہان

ہو جاتا تہا جسنے ایک دفعہ ہشیاری کی چوپی کو دیکہہ لیا سارا
اپنا متاع دنیا و دین چہوڑ کر پایا اوسنے اونکی سند کا
مزا ایکبارہ چکہہ لیا بس اوسکی سمجہہ اور دین ہو گیا اپتک بہی کوئی
کوئی اونہین سے باقی ہی وہ بہی رہزنی مسافرونکو کافی ہی
اور واسطے امتثال ثواب وعذاب کی ایک مسجد بہی
وہان موجود ہی کہ وہ ہی بہی انواع سے مصلیان سجادہ
ملکوت کی مسجود ہی ٭ ذکر بازار چوک
بعد اوسکی لکہنو کی چوک بازار کو دیکہا وہان کثرت
انسان سے جانے کی بہی نہین گذر سکتا اور ہجوم خلق سی ہوا

ہی رستہ نہیں ملتا جو اوس بازار ہیں جاتا ہی استیز
دنیا کو سلامت گھر میں نہیں لاتا اور جو دن کو اوس
طرف سی نکلتا ہی شب کو در دستانہ سی نہیں سوتا اور
اوس بازار میں کسی رفیق ہمراہی کا ہات سی ہات چھوٹ
جای تو پھر شاید بعد یوم الحساب کی اوسکی ملاقی ہو اگر
اگرچہ وکانہا ہی دوروجہ اوسکی و منزلہ وسعۃ منزلہ میں
گر تنگی بازار اوسکی حوصلہ لئیم سی بدتر ہی اور کوتاہی سر
کی ہمت بخیل سی تنگ تر جو شخص ایک دفعہ اوس
بازار میں گیا بس جنتری میں کچھ کیا اور جسنی اسکی یہ حالت کو

دیکھلیا شکنجہ گوری سی فارغ ہوگیا تھا دفعتاً کردو ہاتھی

ادسمین برابر آجامین تو دو کا ایک پانو کی جا رہ جاتا ہے

اور اوس بازار مین تین دروازہ ہین ایک کو شیخن درواز

کہتی ہین اور دوسری کو گول دروازہ اور تیسری کو

اکبری دروازہ جہانگی کیا ہونگی تعریف سر جہنگی

دلی ہر [illegible] ارچشم گریان [illegible] ہی اور [illegible]

سی واقعہ کو راہ سامعہ سی لذت دیتی ہی حقیقت یہ

اصل کو مطابق نقل کی نہ پایا اور چونکہ اوسکی اوصاف

مین تھا اوسکی ذات مین دیکھا ۔ ذکر گل و لالہ فرخی جوہر

تکرار
تتمہ

اوسکی بعد گولہ گنج و فرنگی محل کی دیکھنی کا اتفاق ہوا
ان دونو مقاموں کی گلیان کثافت و نجاست سی لا مال
اور گلی والی ان کوچہ نکا بیزوال منصور علیخان شجاع الدولہ
کی زمانہ کا کیچڑ وہان بہم پہنچتا ہی آفتاب اون گلیوں مین
اون پہلے کی اپنے مین نہیں جاتا ہی وہان کی آب
گھنی الٹی سیاہی پچکتی پاتی ہی کہ اگر سو نا کر حیم اوسمین
ڈالتی ہین تو سنگ محک نکالتی ہین اور اگر زر اوسکا
گراتی ہین تو مین سنبھالتی ہین جسکی بدن پر اوسکی
چھینٹ پڑجاتی ہی تو استخوان اوسکی شاید اوس سی جاتی

اگر آفتاب کی اوس زمین سی ملاقات ہوجاتی تو ہمیشہ جہان
شب یلدا رہتی * ذکر علماے فرنگی محل * فرنگی محل مین
یہہ طرفہ ماجرا ہی کہ بہشت و دوزخ مین اتصال پایا یعنی
جس جای سکونت زمرہ علمای نامدار ہی وہین بود و باش
فرقہ طوایف بدکار ہی ایک طرف درس تدریس علم
و فضل ہی دوسری جانب رقص و سرود کا شغل ہی
ادہر بانگ نماز ہی اودہر نغمہ و ساز اس طرف ذکر
و بحث علوم ہی اور اوس طرف تماش بینون کا ہجوم حقیقت
مین وہ محل از بس نفوس خبیثہ خسیسہ ہی اور مقام

امتحانِ ارواحِ لطیفہ و شریفہ جسکو چراغِ توفیقِ الہی
کی ہدایت کی وہ فرقہ ناجی کیطرف آتوجہ ہوا اور
جسکو ظلمتِ ضلالتِ نفسانی نے گمراہ کیا وہ طائفہ
ناری کیطرف مصروف ہوا راقم بہی جماعۂ علی
کی خدمت میں مشرف ہوا اونکی فیضِ صحبت سی بہرہ
سعادتِ دین و دنیا حاصل کیا ہر بزرگ آفتابِ
آسمانِ فضل و بلاغت تہا اور ہر شخص گوہرِ بحرِ علم و حکمت
کوئی تفسیر و حدیث مین کامل تہا اور کوئی منطق و معانی
مین مکمل کسیکو عباراتِ فقہیہ ازبر تہی اور کسیکو مقامات

مصنفات مشہور عبید مستحضر کوئی ہیئت و ہندسی میں مجسطی
و اقلیدس تہا کوئی مسائل طب میں بقراط و ارشمیدس
اور سر آمد علما افضل الفضلا مولوی ولی اللہ صاحب
کہ عمر شریف اونکی قریب نوے سال کی ہوگی متبحر عالم
باعمل اور زہد و تقوی میں ضرب المثل ہیں اونکی لقائی
غنیمت تہا اور سبحان فیض انتماسی بعضی تحقیقات
مسائل دینیہ میں نور ظاہر و صفاء باطن حاصل کیا
اور جوانوں میں وحید العصر مولوی خادم احمد صاحب
اور مولوی [illegible] صاحب اور مولوی سعد اللہ صاحب

اور مولوی سلامت الله صاحب اور مولوی عبد الجامع
صاحب اور سوا انکی اور علما بھی ہر ایک رشید
و براق اور استعداد میں شہرہ آفاق ہی اور احتیاط
شرع اور دینداری بھی انہیں میں اور انکی توابعین
میں زیادہ تر ہی اور باقی پیروان مذہب امامیہ کی
غیر حصہ عبارات اور باعث نجات فقط تعزیہ داری
اور مرثیہ خوانی کو رکھا ہی اور احکام و ارکان اسلامیہ کو
ترک کرکی ماتم و مطاعن کو فرض واجب مقرر کیا
خیر بعد اونکی چہاپی خانہ والونکو دیکھا وہان بھی ہر شخص

معقول ومنقول میں ویسی استعداد ہی اور فصاحت وبلاغت
میں صاحب ذہن وقاد اور تحریر مضامین پسندیدہ وعبارت
برجستہ میں ثانی ظہوری وطغرا اور کتابت خوشنویسی
میں نظیر علی وابن مقلہ * ذکر شعرا بعضی شعرا کو دیکھا
کہ واقع میں شہپر طایران معانی بلند کو رشتہ الفاظ
میں باندہتی ہیں اور ہمای تشبیہ استعارات کو شاہین
طبع تیز بال سی شکار کرتی ہیں کوئی ناسخ کو منسوخ کرتا ہی
اور کوئی آتش پر فروغ لیجاتا ہی غرض اپنی زمانہ کا مرزا رفیع
وسودا ہی اور اپنی عہد کا مصحفی وانشا کہلاتا ہی اکثر ونکی

میوہ باغ طبع زادسی حظ اوٹھایا اور بعضونکی گوہر برج
فکر کو آویزہ گوش خاطر کیا * ذکر ارباب طرب
بعدہ کوچہ ارباب طرب کا تماشا دیکھا تو ہر ایک کا لباس
لباس و زیور سی مالا مال ہی اور اونمین کتر وادنی بہی
زر و جواہر مین بیمثال ہی اگرچہ اونمین کوئی صورت زیبا
اور ہیئت اعلی نہین رکہتی مگر انداز دلربا اور کرشمہ سحر افزا
مین دلہای عشاق کو ہر قدم پایمال کرتی مین اور ہر چند کہ
ہزار و نمین ایک بہی جمال ظاہر و کمال معنی سی بہرہ مند نہین
لیکن اداہای دلنواز و غمزہای جان گسل سی ہم دم خون

عاشق حلال کرتی ہین یعنی موسیقی مین زیر و بم و ترانہ سی
بالکل یگانہ ہین الا ٹھمری و دادری مین ایسی یگانہ ہین کہ وہ
شمع محفل ہین اور اہل محفل پروانہ اور اصول نغمہ و سرود
مین تخیل و تشبیہ کا کچھہ خیال نہین کہتین مگر تالی ایجاد
ستمگری سی عاشق کی جان بخشی نہین کرتین آ الحمد کرم بخش
حیدری والی کا رقص ایسی ہی کمال پر پہونچا ان کی رکہیا تونا
اوسکا ناچ دیکہتی ہی کسیکو ایسی آتی ہین نہ پایا بہا
اتنی کہ مین حسرت کا رونا ہے ایسا دیکہا دلکشا ربی سی
ہزار شتر ایک رگ جان پاتی ہی آ صورت ساری رنج

وراحت سی کسی حرکت مین زخم کاری اور کسی ادا مین
مرہم لداری لگاتی تہی شعر بعزم رقص چون از
جای خود آن نازنین خیزد * فلک از پای جنبش وقیامت
از زمین خیزد ہیہات جب وہ نہایت تنہائی ہوتی تو نہایت
جان سی بات ہوتی تہی اور جب وہ گہونگہٹ کرتی تہی
تو لوگ ہونہہ وہانک رہتی تہی جو وہ بیٹہ جاتی
تہی تو دل زیر پا فرش ہوتا تہا اور کہڑی ہوتی تہی تو فتنہ
قیامت سر پا ہوتا تہا کبہی غمزہ سی عالم کو کشتہ کرتی
تہی اور کبہی ٹہوکر سی مردونکو زندہ کرتی تہی شعر

جب اوس قاتل کا ہمکو رقصِ محفل یاد آتا ہی * تو دل چون
مرغِ بسمل زیرِ خنجر تڑپہڑاتا ہی * اس فرقۂ جفا سرشت
اور قومِ بد فاصفت کی حالاتِ نخوت آیات عند الملاقات
ظاہر ہوئی کہ بخلاف دلبرانِ مالوہ و گجرات و حیدرآباد
اور ماہرویانِ راجستان و پنجاب و شاہجہان آباد کے
کہ وہ بہی شکلِ خوب و شمائلِ مرغوب رکہتی ہیں اور نیک اطوار
اور تمول و تجمّل میں اکثر معزز و نامدار ہیں ہرگز کسی امیر
و شریف کو سلام نہیں کرتیں اور تعظیم و تکریم کو اصلا
نہیں جانتیں اور جس مجلسِ امیر میں جاتیں ہیں بغیر ایسی و مسند

علیحدہ کی ہیں بیشتہ ہیں ہیں ہرچند کہ شیوہ دلدادگی
و دلبری میں اس سی زیادہ تر ناز و نیاز ہوتی ہیں اور روش
عاشقی و معشوقی میں اس سی بیشتر افتقار و افتخار عمل میں
آتی ہیں مگر عالم خلوت میں اپنی عاشق ناکام سی نہ کہ
برملا مجلس میں ہر خاص و عام سی معلوم ہوا کہ امیران
بی حسب لکھنوی بہہ عادت اونکی بگاڑی ہی اور اپنی
عزت ویکی اونکی حرمت بنائی ہی یعنی خود اونکی مکان
بہ تزک احتشام جاتی ہیں اور اونکی دوہونکو قبلہ و کعبہ
کہکی سر پر بٹھاتی ہیں مگر وہ بیچارے بالکل لاچار ہیں درین

کہ عشق بحقیقت میں عقل و دانش سے دور ہے شعر
دل چو عاشق شود از ننگ چہ پروا دارد * شیشہ چون
آب شد از سنگ چہ پروا دارد * اور لازم بلزوم ہے
کہ تعمیم عشق کی توصیف معشوق پر ہوتی ہے اور شکل سیب
میں درستی مطلوب ہوتی ہے شعر بو و آلایش معشوق
حال در چشم عاشق * سیہ روزی مجنون سرمہ باشد
چشم لیلی را * القصہ بازار چوک کا چلو خانہ سے
تا اکبری دروازہ ہموار برابر ہے سوا اوسکی اور کوچوں میں
نشیب و فراز اکثر ہے اور بسبب زیادتی محصول کی لکھنؤ میں

نسبت اور شہروں کی بہشتی کو گران دیکھا مگر آسودگی و مرفہ
الحالی سے کسیکو منفکا اور سستا نہیں معلوم ہوتا اور
کوئی چیز ایسی یا دروہاں دیکھنے میں نہ آئی کہ وہ شئی
کسی اور شہر میں نہ پائی اور آگے اکبری دروازہ کے کچھ نئی
نالہ کھلا تاہی کہ خون قصاص مجرم و قاتل اوسی نالہ میں
بہایا جاتا ہے اور سر مقتول اکبری دروازہ پر لٹکاتی
ہیں اور اوس سے اور سرکشونکو عبرت دلاتی ہیں اور آگے
اکبری دروازہ کی نخاس اور جانب راست کو محمود نگر
اور مکان و امام باڑہ حیدری کا کہ طوایف میں بڑی متمول

صاحب زریجا ذہین جلوہ گری اوس سی پیشتر کشمیری محلہ
آباد ہی کہ اہل خطہ کا وہی مقام خوش بنیاد ہی * ذکر درگاہ
حضرت عباس * اور جانب چپ کو اوسکی پاس
درگاہِ فلک اساس عرش محاس حضرت عباس ہی کہ علمِ
آفتاب کو اوسی آستانہ سی نور کا اقتباس ہی نوچندی
جمعرات کو وہان میلہ اور علم مبارک کی زیارت ہوتی ہی
اوس جا کی کثرت خلقت اور انبوہِ زن و مرد سی ہنگامہ
محشر کو حیرت ہوتی ہی اور تمام شہر کی طوائف و خانگیان
بہی وہان ہوتی ہین وہانکی لوگونسی سنا ہی کہ اکثر حسناکی

ثمنی میں سیات کا شکار کھیلتی ہیں آتش کی بھی وہ
مقام سعادت التیام دیکھا ایک احاطہ وسیع الفضا ہی
اور گرد اوسکی مکانات خوشنما اور صدر میں دالان
در دالان فراخ و پاکیزہ ہی اوسمیں ضریح مکلف و زیب
شرف رکھی ہی اور ہر ابرا وسکی علم ہای پر تکلف با بینگہای
زر دوزی و مرصع کاری دھرین ہین گویا اوس دیوار نورانی
کے بن گلدستہ ہای ثوابت و سیارہ جڑین ہین چار دیواری
اندر زائرا اور اہل میلہ کا مجمع ہوتا ہی اور باہر سودا بیچنے والونکا موقع ابتدا
اس عیدگاہ کا اسطرح دریافت ہوئی کہ ایک شخص تھی میرزا فقیر بیگ

ساکنِ رستم نگر اونکی گھر میں یہہ علم تہا مشہور بعلم حضرت
عباس آور تا زمان نواب آصف الدولہ اوس مکان کی
سقف و دیوار خام تہی اور صحن مختصر نواب سعادتعلیخان نے
سنہ بارہ سو تیرہ میں ایک احاطہ وسیع پختہ
با گنبدِ بزرگ مطلا مع دروازہ فلک انتما بنوا دیا اور میرزا
قتیل نی اوسکی تاریخ میں یہہ مصرع کہا * این گنبد جدید
بنای سعادت است * ذکر بازار خاص بعد مشاہدہ
اس محل متبرک کی خاص بازار کی سیر کی یہہ گارد سی جانب
شرق کو درِ دولت سی قریب تر ہی اگرچہ بازار حسین آباد سی

اسکو کیا نسبت ہی مگر بازار چوک سی بہمہ وجوہ بہتر ہی دوکانین
اوسکی دکانین اور عمارت بہی بیشتر ہین مگر بلندی مین
کمتر یہہ بازار قدیم زمانۂ سعادت علیخان و غازی الدین حیدر
کا تعمیر ہی لیکن اب بہی وسعت آبادی اور طوالت فراخی
مین بی نظیر ہی اوسمین ہر شی بہم پہنچتی ہی اور جو چیز
چاہو مل سکتی ہی اوسکی متصل چینی بازار ہی کہ اوسکے
آگی بازار خوبی بتان چین شرمسار ہی ہر چند کہ خاص بازار
عرض و طول مین چہوتا ہی مگر کثرت آبادی مین بڑا ہی معمور ہی
اوسکی جدید ہی اسواسطی ہر شی اوسکی لذیذ ہی اوسکی نزدیک

چار دیواری دولت سرا میں گذر ہو ... کی توقع نہ

بیچ صحرا جانوروں کی وہاں ... ہوئی ہے چرند و پرند ہر قسم کا

حیران وہاں یکتا ہے جستجو سے ناخن تک اور چڑیا سی

ستر سے تک بسیرا ہے آگر کا زمین کو اسی طرح ...

کی ہوس ہے اور سیمرغ کوہ قاف اوس پار ...

میں قفس اگر اسد چیرہ فلک میں سینہ ہو تو طلا وہ ...

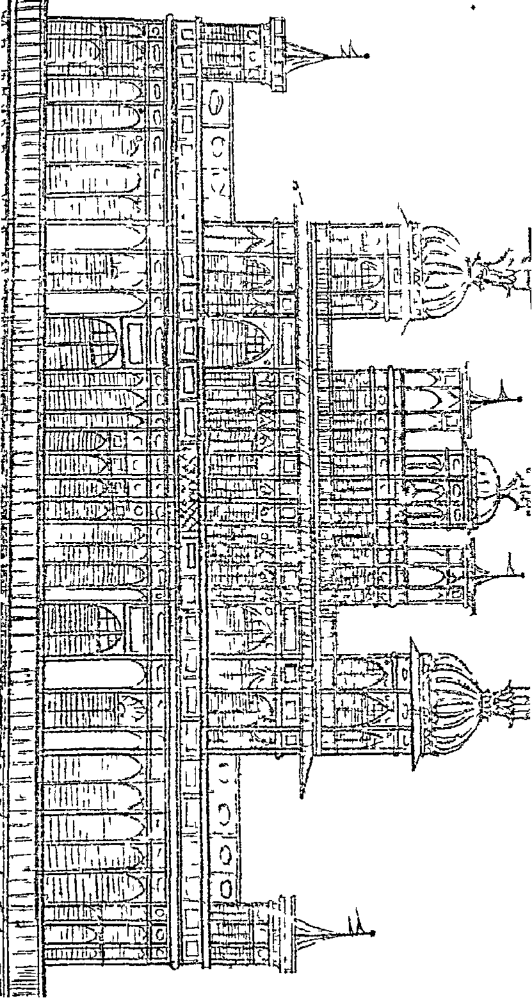
گلی میں ڈال کر وہاں کھڑا ہو تو ... عیال اکبر ...

... ہو تو ... رکھے ... میں ... محال

حکایت قدیم کا بیان کچھ بیان سے باہر ہے آدمی ...

تعمیر بنا کی تحریر وصف مین قاصر ہر ایک کی رفعت و رفعانِ
عرش نشان اور وسعت سقوفِ گردون توامان کی
اگر علوِ شان بارگاہِ آسمان اور بلندیِ حصارِ کیوان پست
و شکستہ اور انکی آب و تابِ عمارات دلکشا اور استحکام
مکاناتِ اوج افزای آبروی چہار قصرِ قیاصرہ اور دندانِ
کنگرہ کاخِ اکاسرہ بخاکِ حسرت ریختہ اور سرِ جنت الماوای
جہان طلبا کی کون کونسی اماکنِ بہر فضا اور مساکنِ راحت
افزا کا ذکر کیجیے اور کس کس منازلِ فردوس مشاکل کی
تشریح و توضیح لکھیے ایک کوٹھی فرح بخش ہی کہ واقع مین

فرح کو بہی فرح بخشتی ہی اور بیچارونکو جان تازہ
دیتی ہی شاید آسمان چہارم وہی ہی کہ اوسکی ہر گوشہ سی
ریح دم عیسوی آتی ہی اگر قضا کسی علیل مرض الموت کو
وہان لی آتی ہی تو اوسکی اجل بہی آئی ہوئی پہر جاتی ہے
تخت مرصع ریاست لکہنو کہ نصیر الدین حیدر نی کئی کرور روپیہ
مین تیار کروایا تہا وہین دہرا ہی سریر آرای حال کی
چاہتا تہا کہ اوس اورنگ کو بہی ورنگ قیصر باغ مین لی آوے
صاحب رزیڈنٹ بہادر نی اوسمین اجازت نہ دی یہہ
نقشہ اوسی کوٹھی کا ہی نقشہ



ذکر مبارک منزل

آور مبارک منزل وہ عالی منزل نہین کہ اوسکے منزل التعریف
ہیکل قلم طی کرسکی یا تشنہ بر خامہ اوسکی عرصہ توصیف
کی نہایت تک پہنچ سکی طائر فلک اوسکی زیر سایہ
عافیت گزین اور عرصۂ زمین اوسکی گوشۂ صحن مین
مربع نشین حقیقت مین مبارک منزل عجب نہیب بنیاد ہی
کہ اوسکی ہر خشت دیوار لب مبارک بادی دریاے امکان کی
ظل حمایت مین حوادث روزگار سی محفوظ اور دل باغ جہان
اوسکی ہم آغوشی سی مسرور و محظوظ بارہ دری مانند مذہب اثنا عشری

بر سرِ بازار سرگرم جلوہ گری خوشنمائی سی رونمائی
لیتی ہی اور ضیا اوسکی فضا کو خراج دیتی ہی چار ستون
اوسکی مانند ارکانِ دینِ متین کی استوار اوسکی سقف
بام میں سخنِ کرّوبیان گوش گذار یہہ تمام عمارت
آثار سعادت علیخان ہی اور وہ بصد حسرت نیچی خاک
کی مہمان ہی ۔ ذکر بادشاہ باغ بادشاہ باغ
گلکردہ ریاضِ تجویز نصیر الدین حیدر ہی کہ باغِ جنان سی
باج خواہی کرتا ہی اور حوران بہشتی سی مونہہ دکھائی
لیتا ہی عمارات قصور ارم اوسکی روبرو معترف بقصور

اور نہال و اشجار گلستان عدن اوسکی چشم حقیقت شناس
سی مستور رہی تہذیب و تلوین سی دم خورشید پہلوی
شفق بار رہا تھا اور فرحت و سرسبزی میں نعیم جنت
نصف مقعد صدق کو بہلا رہا تھا * ذکر کوٹھی
روشن الدولہ وصفت قیصر باغ * آب
وقت تعریف کوٹھی روشن الدولہ اور توصیف
قیصر باغ ہی کہ بالفعل فردوس بریں کی بھی دلپذیر
اون دونو کا داغ ہی زبان قال کی کیا مجال کہ اوسکی
کیفیت حال کو قالب مقال میں لاسکی اور طرفہ بیان کی

کہان طاقت کہ اوسکی صفائی و لطافت کو پیرایۂ
فصاحت پہنا سکی مگر تہوری ایک چمن آرای قلم کو
رخصت روش بندی شرح اوس باغ زمردین باغ
کی دیتا ہون اور چشمگیر سامعۂ اہل دانش کو کہاں کی
حدیث غیرت خلد سی مملوی بہار کرتا ہون لیکن
الحمد وہ باغ اس شہریار عشرت دوست نی واسطی
اپنی عیش و نشاط کی بنایا ہی حقیقت مین نام اعلی
علیین کا صفحۂ اعتماد عالم سی مٹایا ہی ربی دار السرور
کہ زایران بہشت المعمور اوسکی طواف کی آرزو رکھتی ہین

آہ شجب طبقہ نور کہ ساکنان سقف المرفوع اوسکی دیکھنی کو
ترسا کرتی ہیں وہان عصمت بہی بی نقاب نہیں جانی پاتی
اور عفت بہی بی حجاب نہیں گذر سکتی نالہ عندلیب خیال
اوس باغ میں کبھی قدم دھر نہیں سکتا ہی اور تیر دعای نظارگیان
اوسکی سایہ دیوار تک بہی نہیں پہنچتا ہی راقم [illegible]
بعضی معتبران صبا کردار اور ریگ بیابان تسنیم آثار کی
با ہمیشہ نشان پتہ اوس باغ مینو نصیب تک نہیں پہنچا
اور ایک کو رشک آسمان اوشک اور موس [illegible]
دیکہا عقل حیران تھی کہ یہ کیا مکان ہی اور [illegible]

که یه کیسا سامان ہی کوئی کہتا تہا که ارم ذات العماد
اسي مقام کي گواہي ہی اور کوئی سخن آرا تہا که آیهٔ لم
یخلق مثلها في البلاد اسي کی شان مین آئي ہی بہشت
اوسکی پہلو مین مناسبت ذات الجنب رکہتا تہا اور جنت
اوسکی ساکنون کو بئس المصیر نظر آتا تہا واقع مین جس طرف
دیکہا اشراق کار زرہی ولاجوردی سی آنکہہ نہین تہرتی تہی
اور التماع نقوش طلائي وشنگرفی سی نگاہ کام نہین
کرتی تہي اوسکا ہر در و دیوار ایک تختهٔ زر ہی شاید
آفتاب کی رہنی کا وہی گہر ہی تاثیر کار زر سی وہان کی خبر پائی

مرغ زرین تھی آور عکس ہی دیکھی تو سراپا ہمرنگ فلک ہی
والشمس وضحہا اوسکی بروج مطلاکی تعریف مین
مذکور ہی آور واللیل اذا یغشی اوسی باغ کی سایہ کی
صفت مین مسطور صبح اوسکی ہمدم انفاس مسیحا اور زر
پرہی اوسکی شام ہی غالیہ سا جوانونکو اوسکی ہوا
باعث عیش و لطف زندگانی اور پیرونکو اوسکی فضا
موجب تجدید عہد جوانی اگر اوسکا غبار سرمہ چشم
بلبل ہوتا ہی تو اوسکی سایہ ہر شاخ مین سنبل و ریحان
اوگتا ہی اگر اوس باغ کی خاک زبان ابکم کو میسر آتی

تو طوطی ناطقہ اوسکی سی فیض شکر مقالی
اونہا پاکری اور جو منقار کنجشک اوسکی میوہ کو لگجای
تو ہزار داستان کا خریدار ہزار منت نہ پاوی
اگر اوسکی گل کی شبیہ بلبل تصویر دیکھہ پاوی
تو تختہ تصویر کا عندلیب کی طرح اوڑجاوی گل شادمانی
واسطی غم پریشانی کی ہر چمن مین دار ہا رکھی ہی
اور سبزہ کامرانی نی قتل اندوہ وناکامی کیواسطی
کمند سوسن پتی کا ڈہی پر رکہا ہی اگر نقاشان
چین اوسکا نقشہ دیکھہ لیوین تو مذہب صورت پرستی

بالکل چہوڑ دیوین چشم آرزو اوس باغمین ہمیشہ گرسنہ چشم
دید بازی اور شوق اوسکی دریہ ہر وقت آمادہ کمند اندازی
تماشا یہ قضا و قدر کی عمارت ہشت بہشت کو کہنہ جانکے بیچہ فردوس
ششم ایجاد کیا ہی یا نور کل کی واسطی اپنی نزول تجلیات کی
تخیہ جلوہ کا دیدار بنایا ہی پہر تعجب ہی کہ افلاکیون نی
اوسکو ایک زمین پر کیونکر چہوڑا ہی اور ملائک نی اپنا سجدہ و بست
اسمین کیون نہین کیا ہی ایسا باغ رشک نسخہ ارم بنایا کے
کہ اوسکی زبان حال سی انا ولا غیری کہوا دیا ہی حقیقت مین
جو باغ دستگاہ کہ اس سی پیشتر بنگی تہی اونمین اور اسمین

آگہاوت مردہ اور زندہ کا پایا آور اِس مقام جان فزا وجیات افزا
کو مشاہدہ کرکے مکانات مذکور کو مرحوم و مغفور لکھدیا
ابیات بعالم چنین باغ نادیدہ * نہ قصر اینچنین چشم
افلاک دیدہ * خدایا ز چشم بد باد دور * کتاب چمن را ست
بین السطور * ز ہر مصرعہ شاخ گل بید رنگ * برآورد سر
معنی رنگ رنگ * صبا تکمہ غنچہ وامیکند * گریبان
صبرم قبا میکند * کماندار شاخ چمن بستہ صف *
دلم در رہ تیر حسرت ہدف * شکر خندہ غنچہ یاسمن *
نمک میزند بر دل ریش من * زفیض ہوای لطافت نقات

ز شبنم شدہ شستہ صبح آب * ز خاکش گل روح گیرد غبار *
ہوا اکثر ابر یاقوت بار * کیفیت اعتدال ہوا * روح
در آستین صبا * دفتر میر عمارت اور مہمان ریاست سے
دریافت ہوا کہ اس باغ میں سوا لاکھ روپیہ صرف لاگت
و مخمل کاشانی و اطلس انگریزی و گورنمنٹ فرانسیسی
زردوزی و منقشی اور سلمہ و ستارہ طلائی و نقرہ سے بنے ہیں
اور فرش و مسند و شامیانہ طلاکاری مرصع جواہرات
قیمتی و جھالر ہائے مروارید گران بہا ہر جا ہموار و آراستہ ہیں
اور شیشہ آلات وغیرہ سامان روشنی حساب بے تعداد سے بیرون

علی ہذا القیاس اور لوازمات و اسباب بے شمار و مقداری
افزون نظم ز شمع شبستان سحر پردہ ساز *
ز قندیل ایوان قمر در گداز * ول از قبہ نور گردد مثال
اگر گرد فانوس گردد خیال * چہ فانوس گلدستہ باغ نور
در و شعلہ نو باوۂ نخل طور * دخانیکہ از شعلہ بجہد دران
بود از پی سرمۂ اختران * کہتی ہین کہ بہہ کرور روپیہ
اوسکی طیاری و عمارت مین صرف ہوا ہی باوجود کہ کوٹھی
روشن الدولہ پر ایک حبہ خرچ مین نہین آیا ہی * ذکر
ارباب طرب قیصر باغ در لکھنو تشبیہ اسکا [illegible]

معمورهٔ کونات اور زبدهٔ بقاعِ خاکدانِ بی ثبات مرتب ہو
تو لازم ہی کہ اوسمین سامانِ عیش و نشاط ہی لایق اوسکی
مہیا ہو چنانچہ اوس شاہ عیش پسندنی ویہرسی
حوروشانِ خورشید طلعت اور زہرہ جبینانِ قمر صورت
ہزاروں خیل خوبان اور جمیع محبوبان سی منتخب کر کی
اونکی واسطی موافق داستان و افسانوں کی لباس زر و جواہر کا
بنوایا ہی اور اونکی بازوی نازنین پر جڑاؤ پر لگا کر بالکل
پریاں بنایا ہی اور نام بہی ہر ایک کا مثال پریوں کی رکہا ہی
اور پہر تعلیم رقص و سرود سی اونکی چال کو باکمال کیا ہی

اور اون پریونکی مناسب حال بعضی مرد ان لحیم و شحیم کو دیو
بنایا ہی اور اونکو ہر وقت ناچنی گانی کی نقالی پر مقرر کیا ہی
اور اوس ساری مجمع کو بنام رہس موسوم کیا ہی اور دانشمندی
فی سلوک دین کا اوسی رہس پر مرقوم کیا ہی اور یہہ تمام
سامان اوس گلستان رشک پرستانمین موجود رہتا ہی
اور جسوقت شاہ عشرت پناہ چاہتا ہی تو وہ پرا پریو نکا اوسکی
سامنی طیار ہو کر آتا ہی اوس وقت کا کچھہ حال نہ پوچھو کہ اوس
سمین کو دیکھہ کی سما بہی حیرت مین آجاتا ہی اور چرخ بہی
اوسکی گرد چرخ مارنی لگتا ہی اور جسوقت بن ٹہن کی اوس باغ مین

آتی ہیں تو سرو ایک پانوں سی استقبال کو دوڑتا ہی اور
دہان ہر غنچہ سی لفظ بسم اللہ نکل آتا ہی اور کل ہی بی اختیار
صل علی کہتا ہی اور نقیب بلبل کا آگی آگی اہتمام ہوتا ہی
شعر ہر تیغ کوہ سینہ فشار روز الفعال * کبک کی اورد
نظر آن خرام راہبر او نکی سازندی سب سازندوں کو کرکی
ملاتی ہیں اور ان خورد سالوں کی ہیکر کی سر برابر
بلند ہوتی ہیں اوس جا می دانش عقل کل ہی وجد کرتی ہی
اور قدرت الہی ہی اوس گرمجوشی کو دیکہہ کی ٹہنڈی سانس
بہرتی ہی اونکی ادا و انداز کو دیکہہ کی رنگ انجمن انجم کا

فوق ہوجاتا ہی اور اونکی تاثیر آواز سی سینہ مطرب فلک کا
شق ہوجاتا ہی کبھی قاضی آسمان صدر قضا پر دست
فشانی کرنی لگتا ہی اور کبھی ماہتاب اپنی طائفہ سیارہ
و ثوابت کو لیکی چھپ جاتا ہی ابیات بہنگام رقص
سیمین تنان* شدہ نغمہ در تال دستک زنان* غم و غصہ
چون تارک بہ سکال* ز رقص سہی قامتان پای مال*
اونکی صدای روح پرور کو تان سین و بیجو باوره کان
لگاکر سنتا ہی اور اونکی حنجرہ داودی سی گو رکیسا و خار
پارہ میں زلزلہ پڑجاتا ہی جب وہ تان لیتی ہین تو عاکفان

کھنچے ہوئے کھڑا تھا ہم کی بارک الله بول اٹھتی ہیں اور جب
وہ سمبر آتی ہیں تو سبحان ظالم اعلی سبحان کہتی
لگتی ہیں جب وہ بہروں کا لنگرہ گاتی ہیں تو ادا
صبح چہرہ شب سے باہر نکل آتا ہے اور جب وہ گوری
والبوری الاپتی ہیں تو آفتاب اپنی کلاہ زریں کو قصر
مغرب میں پھینکتا ہے اور جب وہ گت بیتی ہیں تو
فلک سپید اختر چہرہ آفتاب میں جلاتا ہے اور جب وہ
شکر لگاتی ہیں تو زہرہ زبان حال سے دوران پکار دیتا
ابیات با آنکہ جان داد آوازشان * اصیل از فرو رفتگان

انداز شان * با فشاندن دست بچیند گوش * بجز جیدن
پای ورزوند هوش * زرخسار شان جلوه خورشید را
زخلخال شان پاره ناهید را * برانگو برد هوش از چشم
مست * نزاکت بدندان گزد پشت دست * کمرها چو
در پیچ و تاب آورند * چه دلها که در اضطراب آورند *
هوس چاشنی گیر شهد دهن * گزیدن در انداز سیب ذقن
ز موچین فشان نافه های گره * بهر تار صد دل بجای گره *
بهر گوشهٔ عشوهٔ چشم ناز * بصد وعده در نقش لوح نیاز
ناچتی ہیں ایسی سبک پاؤں ڈالتی ہیں کہ پریاں انکو دیکھ کے

دکھلتی ہین آور نگاہون مین اس غمزہ و ناز سی بتاتی ہین
کہ حوران بہشت بہی غش کہا کی زمین پر گرتی ہین اگر
ہات سی ہال دیتی ہین تو نزاکت بلائین لیتی ہی اور جب
پاؤن سی کہٹ لیتی ہین تو لطافت قدم چومتی ہی
کبہی اونچی آواز گہنگہرو کی زنگ دل دور کرتی ہی اور کبہی
اونکی دامن فشانی پیشواز سی سینہ مین آگ سلگتی ہی

نظم نگوشکوہ بر پاست جانان * بپالیس سرود شد
دلہای نالان * کناری وقت رقصش بر دامن *
چراغ شعلہ جوالہ روشن * وہ پادشاہ عشرت دستگاہ

اوس بزمِ دلفریب میں تشریف رکھتی ہیں اور جس کام کی
واسطی معین ہیں اوس سی بالکل غافل و بیخبر رہتی ہیں
قول سبحان اللّٰہ کیسا وہ زمانہ تہا کہ شاہانِ ذی شان
اپنی اوضاع و افعال کو تورع و تشرع سی آراستہ
کرتی تہی اور جملہ منہیات و مذمومات سی محترز و مجتنب
رہتی تہی اور ہر وقت اپنی نفس سی محاسبہ ہر ایک
وقت کا لیتی تہی اور ہمیشہ انہدام بنیادِ ظلم میں مصروف
رہتی تہی اور خلاف حکم خدا و رسول کی یکقدم باہر نہ رکہتی تہی
اور کبہی ترکِ صحبت علما و عقلا نکرتی تہی اور رنج و محنت

اور عفت کو معصیت اور بیحیائی کو غیرت جانتی ہین اور گانیکو
عبادت اور ناچ دیکھنی کو ریاضت اور ظلم کو عدالت اور عقل کو
حماقت اور جبن کو شجاعت سمجھتی ہین جبکہ بادشاہونکی
یہہ طریقت ہو تو رعایا کی کیا حقیقت شعر دوش
از مسجد سوی میخانہ آمد پیر ما * چیست یاران طریقت
بعد ازین تدبیر ما * یہہ تمام علامات خرابی سلطنت ہین
اور آثار زوال نعمت اسی غفلت و بیخبری سی اکثر علاقہ
لکہنو کی خراب و ابتر ہین اور بیشتر ٹہاکر و زمیندار سرکش
و خود سر اور سپاہ و سواز بہی بی رونق و بی سرانجام

اور کھوتی ہی اونکی نوکری بی انجام و زیان سبکی میلی
ویرانی تنخواه موقوف بنا ئید آسائی شعر چو غافل بود
پادشاه زمان * نباشد ور سلطنت جاودان *
حکمان لکھتی ہیں کہ پانچ شخصوں کو پانچ چیزوں کی طمع کرنی
لاحاصل ہی اور اونکی امید رکھنی لاطائل اول بادشاه
غافل کو بی دین کو ثبات ملک دوام دولت سی دویم
متکبر مغرور کو ستایش و تعریف خلقت سی سوم
مرد بدخلق و بدمزاج کو دوستی و یگانگی سی چهارم
بی ادب و بیحیا کو بہره وری اور بزرگی سے پنجم بخیل

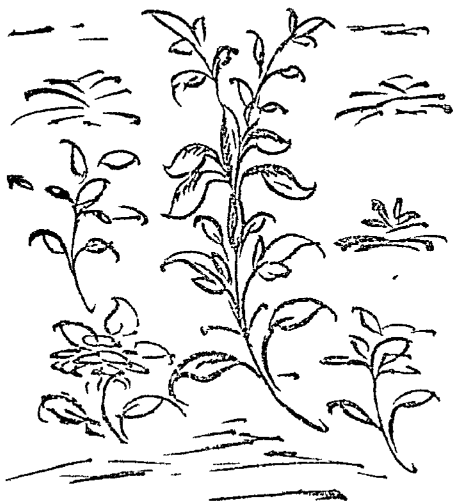
ہمہ ہیں کرشمہ نما ہی اُس عارف رحمانی سی التجمل
عدو والحسد لوگکان زادا آور اوس بادشاہ والاجاہی
شوق کبوتر بازی کہی اوج کمال تک پہنچا یا ہی
جہان جہان کبوتران خوشرنگ پری پیکر و انیچی
اس چھتری نیلگون آسمان کی تہی سب اونہیں کی نیچے آن
چرخ اساس پر دانہ کہاتی ہیں اور بہ حکم ہما سکر دیا یان
خصلت اس قلقل ششجہت کی بہم پہنچی اونہیں کی
دال کی جنجال میں بازی سیں جو ذات حضرت ظل الٰہی
زر پل و کیکی اکثر بہرتی ہیں گرد پہر لیکی سایہ اونکی

عمر بھر جاتا ہی اور جس دم قوت کے چہپی ہاتھ مین بلند کرتی
ہین نشان فتح فوج آسمانی معلوم ہوتا ہی اور جب وہ کبھی
تحریر لکھوا دیتی ہین تو لشکر فرشتگان کو ہوا پر اڑاتی ہین اور جب
آنکھ کے تارے پر لاتی ہین اونسی تسخیر جمیل پری کرتی ہین
صبح سی پہر دن چڑہی تک اور شہر پہری تا شام سوا اس
شغل کی کچھ کام نہین کرتی اور اسکی لطف مین دنیا و مافیہا
خبر نہین رکھتی یحکم الناس علی دین ملوکهم مہر سلطان
وشیم کو بھی یہی شوق رہتا ہی اور سکھاتی رہتا ہی اینٹھ مشغلین
بسر ہوتا ہی کبوترون کی قسمت نی ایسا درجہ پایا ہی کہ دن بدن

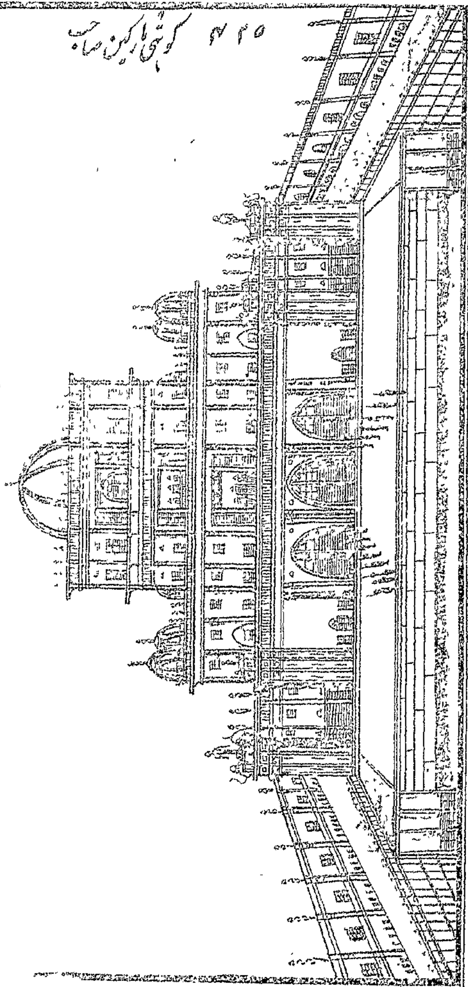
ایک نکتہ بہی نہین آتا ہی کیا عجب مصرع ہر عیب کہ سلطان
بہ پسندد ہنرست بعد سیر قصر باغ کی باہر آئی تو مکان
شاہی سی شرق رو مقبرہ در باغ امجد علی شاہ بدروانی کہ ہر کو
یتشاہی کہ لعبتہ عکس و مقابلہ حسین آباد کا معلوم ہوتا ہی
یہہ کوٹھی بانکین صاحب کی دکہنی کا اتفاق ہوا یہہ کوٹھی
بہی عجوبہ روزگار اور باوکار صنعت مدرسہ کاری اوسکی نہہ منزلین
مانند نہہ طبق آسمان کی نہایت پرفضا اور مثل منازل
قمر کی کمال پاکیزہ مصفا اور ہر منزل عمارت عجیب
وغریب سی قابل تصویر اور باوجود انقضای باون سال کے

گویا نو تعمیر اور نئی اوسکی ایک منقش خانہ ماننداری زرین
دانایان فرنگ کی بہت روشن و پاکیزہ اور پیچھوں اوسکی
قبر اور اوسکی اور شبیہ اوسکے سنگ مرمر کی تراشیدہ
اور چاروں کونوں پر چار تصویریں مجسم تمسگونکی
نصب کیں ہیں کہ وہ اولی ہند ہیں یعنی شکل تمسگونکی
گھڑی ہیں کہتی ہیں کہ یہ کوٹھی بھی ہندوستان میں بنائی تھی
بلکہ انگلستان میں بنی تھی اور دو جانب کوٹھی کی
مکانات واقع ہیں اور اونمیں ایک مدرسہ بھی اور اوسکی
بیچ اوسی میں تین ہزار روپیہ رقعہ پارکین صاحبکی آتی

وہ صرف مدرسے اور خرچ خیرات ہوتا ہے اور محاذی مین
کوٹھی کی مشرق رو ایک بڑا تالاب طیار کیا ہی اور
بیچ مین چبوترہ اور چبوترے کی مرکز مین ایک مینار بلند
بنایا ہی یہہ نقشہ اوس کوٹھی کا ہی نقشہ



۴۲۵ کوٹھی بارکین صاحب



سوای اوسکی عمارات مثل کوٹھی و باغ معتمد الدولہ اور
مکان اعظم تبلیغان وغیرہ کو دیکھا ہر ایک وسعت و فراخی مین
قصبہ اور قریہ نظر آتا تہا وہانسی دو کوس پر جہانگیرنگر و سندیلہ اور
اوسکی بی رونقی سب پر روشن اوسکی صدر بازار مین
اکثر اسباب نہین ملتا اور کسیطرح کی دل لگی کا وہان
پتا نہین لگتا بیشتر اتفاق بود و باش صاحب رزیڈنٹ بہادر
دہلی وہین رہتا تہا چند مدت سی شاہ اودہ نی مقام رزیڈنسی
دردولت کی پاس بنوا دیا وہ کوٹھی بہی نہایت بلند
وسہ منزلہ اور بہت وسیع و عمدہ اور نادر فوناجی کہلاتی ہی

اور اوسکی احاطہ مین صاحب رزیڈنٹ کی پاس
پچاس سوار و تین کمپنی سرکار کیطرف سی اردلی مین رہتی
پھر فیلخانہ بادشاہی کو دیکھا زمین پر کہتا چہائی ہوئی
معلوم ہوتی تہی یا اوس جگہ دن کو رات دکہائی
دیتی تہی بعض فیل کوہ پیکر قابل عماری آفتاب تہی
اور بہت سی لاغر ہو رہی ماہتاب وہان بسبب قرب
کہیت کی اکثر ہاتہی مستانہ لگتا ہی سوای دہیاتیون
بہت لوگونکا ہاتہی رکہنی کو پہنچتا ہی اصطبل شاہی کو
خیال کیا تو گھوڑی عربی خانہ زاد بہت نظر آئی اور حسن

و شایستگی مین بی بدل پائی اور روانگی اصرا کو ہوا پالکی
وہانکی اور تمام چال و حرکت کی کہوڑی کی سواری سی برگشتہ
نہین ہی اگرچہ ہی لوتانکسن راہوار اور بانحوی ذرہ وار
نہ اسپ چالاک مثل کاٹھیاوار و دکنی اور تاروار سی
آتش امیر زادہ پر افسوس ہی کہ جو سواری اسپ سی بہرہ یاب
نہین حقیقت مین جسکی ہاتھہ مین لطف عنان نہین
سعادت اوسکی ہمرکاب نہین جسنی لیو وہ باگ کا
ذائقہ نہین اوٹھایا اوسنی نخل زندگی کا ثمر نہین
کہایا جسوقت توسن چالاک مطلق العنان ہوتا ہی

والدکا اوسوقت آسمان ہی اپنی زیران ہوتا ہی
یعنی کہ جبر آتو انکی اسکے جنازہ روانگی کی ہی اور جیسی چہوٹا
تو سر پر سلیمان یہی ہی راقم کو ابتدای عمر سی گہوڑی
اور شکار کا شوق بہت رہا ہی چنانچہ ایک عرصہ تک صید ہی
اسکی حقیقت و مطالبات میں تالیف کیا ہی پہر ریسی کا قطعہ دیکہا
تو ایک مرقع عجایب المخلوقات کا تہا یعنی ہر قسم کا جانوران
دیکہنی میں آیا اور ایک گورخر ہی وہان نظر آیا کہ مانند ایک اونٹ
پہرتا تہا اور چند شیر و نکو ایسا رام کیا ہی کہ ہر ایک زنجیر کی
زنجیر سی بندہا ہوا ہی اور کئی ایک بلی ریسمان و زنجیر وار سی

پھرتی تھی اور کسیکی طرف نظرِ غضب سی حملہ ایزا رسانیکا
نکرتی تھی بعدہ وہانکی بعضی اشخاصِ عمدہ سی بھی اتفاق
ملاقات کا ہوا اور عوام کو بھی بخوبی دیکھا جو لوگ کہ قدیم سے
و خاندانی شجاع الدولہ کی ہمراہ اور آصف الدولہ کی
زمانی مین شاہجہان آباد سی جاکی لکھنو مین رہی ہین انکی اولاد
و ذریات کا سلیقہ اور گفتگو اور روزمرہ اوچھا درست و بہت
اور دلپسند ہی اور جو لوگ کہ خاص قدیم سی اوسی ملک کی
رہنی والی ہین کہ جنکو قصباتی اور ملکی وغیرہ کہتی ہین
ہرچند کہ اونمین صاحب علم و الفضل بھی ہین مگر اونکی زبان

اکثر ہو رہی ہیں شامل ہو جاتے ہیں اور وہاں بھی اہل دربار کی
دستاریں قبائیں البتہ ایک حد تک ثقاہت و شان
دکھاتی ہیں لیکن بسبب ریش تراشی کی کہیں وجاہت
عظمت نہ پائی سوائے اہل تسنن کی وہاں سبکو ریش سی
ایسی نفرت ہو گئی ہی کہ آدمی منہ پر ایک مو کو بھی بسمہ
دخل نہیں دیتی تعجب ہی کہ چہرۂ نورانی ائمہ اطہار پر تو
ریش مبارک جلوہ گر ہو اور اہل مذہب امامیہ کی
رخسار بالکل صفا چٹ ہوتی ہو الحمد للہ الذی زین النساء
بالذوائب والرجال باللحی ریش تراشی عمدہ تکہ صرف

آور ذکور کو مشابہت اناث سی سراسر عصیان *
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المتشابہین من الرجال
بالنساء والمتشابہات من النساء بالرجال محاورات
وگفتگوی فصحای لکھنو بہت دلچسپ وشیرین ہی اور کلام بیان
نہایت مطبوع وخاطر نشین اور اکثر مصطلحات قدیم کو
تبدیل بہی کیا ہی اور بعض الفاظ کو متروک کر دیا ہی چنانچہ
بجای مرحوم ومغفور انجہانی بولتی ہین اور بمقام انتقال
ووفات پر سفید پوش کہتی ہین یہہ اپنی اپنی پسند ہی
دگر نہ غور وکہو تو الفاظ اول مین ثقاہت وشرفت بیشتر ہی

آورد ویم میں ادا بیہ متکلم اور حرمت مخاطب کمتر بالفعل
ہندوستان میں لکھنؤ وسعت و آبادی میں اور اہل ہنر
وکمال کی ہونی میں اپنا جواب نہیں رکھتا اور اوسمیں
جس فضل وکمال کا انسان ڈھونڈو اور جس فعل ردی
واسفل کا آدمی تلاش کرو بسہولت پہنچتا ہی وہاں کی طلقت
علوم شرعیہ میں بہی قابل ہی اور فنون رذیلہ میں بہی کامل
اور اکثر وعدہ خلافی اور خود غرضی میں متصف ہیں اور ظاہر
وباطن کی یکساں نہونی میں تو مشہور ہیں اخلاق حسن
وہاں کی رشیدوں میں کم دیکھا اور نخوت و استکبار زیادہ [illegible]

مذہب اہل تشیع میں ہر شخص کو تو غل رہتا ہی اسواسطے بارہ مہینے
محرم کہیں نہیں ہوتا ہی اگرچہ لکھنؤ میں ہر طرف کی آدمی
نظر آتی ہیں مگر مردم ایران اکثر وہان رہتی ہیں آبادی لکھنؤ کا
البتہ تیس کوسکا دورہ ہی مگر عرض میں کم اور طول میں زیادہ ہے
چنانچہ ہنڈرہ سولہ کوس میں ایسا آباد و معمور ہی کہ زبان انسان
اوسکی انتہا ہی بیان میں معذور و مجبور اور بار کہیں کی کوٹھی کا
پولی کی تکیہ تک اور چھاونی مسند یا دن سی تا عالم گنج
اکثر عمارت خاص اور مکانات دور دور معمور ہیں لکھتی ہیں کہ لکھنؤ
صوبہ اودھ میں داخل ہی اور اودہ ایک شہر بزرگ ہی سوم جہاں آباد

ذکر لکھنؤ

صوبہ اودھ

لکھنؤ کہ پایۂ تخت دار الریاست راجہ رام چندر
واقع ساحل دریای گھاگھرہ طول میں اٹھاسی کوس
اور عرض میں چھتیس کوس آباد مشرقی اوسکا صوبہ بہار
اور غربی قنوج شمالی کوہستان جنوبی ملک پورب اور شہر سرکاریں
اس صوبہ کی سلطانپور خیرآباد محمدی لکھنؤ بالا گرام بہرائچ
جہاں رجب سالار شہید بدر قمرود شاہ اور سالار مسعود غازی
آسودہ ہیں اور تتمہ لکھنؤ میں گنج اودہ ہاتی مسیان آوہ جات
اور ہاتی بیرا اسمیں کے گھوڑی میں اور بیچ خواصپورہ کی سلطان
محمود غزنوی کے شاہ محمد الحکیم کے زمانے کے ...

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی پاس آئی تو آپ انہین کے
روح | بابرکت کا حوالہ کیا کرتی تہی کہتی ہین کہ امیر مسعود غازی
بن سید سالار امیر ساہو بن امیر عطا اللہ علوی کی نسب شریف کا
سلسلہ ساتویں امام محمد حنیف بن علی مرتضی کی پہنچتا ہی مرات سکندری میں
مرقوم ہی کہ باوجود حکومت وملکرانی کی ایکساعت بہی شغل باطنی سے
غافل نرہتی تہی اور علم تصوف و توحید مین کمال رکہتی تہی
کتاب مرات مسعودی مین لکہتی ہین کہ والدہ شریف انکی غزنی سے
اجمیر میں تشریف لائیں تو عمر انکی چار سال تہی پنج خدمت
سید ابراہیم کی انکو اسطے تحصیل علم کی سپرد کیا جب جوان ہوئی

ذکر آل محمود
سنہ [illegible]

تو سلطان محمود غزنوی کی سپہ سالار ہین محمود وزرا
و شاہزادگان ہوئی پہر فتح دہلی پر مامور ہوئی تو بعد کوشش
چہل روز کی راجہ جیپال کو قتل کر کی سکہ و خطبہ بنام سلطان
محمود کی دہلی مین جاری کیا اور بہرایچ مین بہت فتحیاب
و مردانگی سی جہاد کیا آخر کو سنہ ۴۲۴ھ چار سو چوبیس مین
جام شہادت نوش فرمایا اخبار الاخیار مین مسطور ہی
کہ اہل بصیرت متفق ہین کہ بعد ان حضرت کی شہادت کی
جو ہندوستان مین شہید ہوتا ہی انہین کی ماتحت
مین مامور رہتا ہی اور حالات صوبہ اودہ کی تحقیقا انگریزون کو

قدیم میں قلم بند ہی اور کہتی ہیں کہ زمانِ باستان میں
نواحِ اجودھیا میں مردم خاک بیزی کرتی ہی تو ذرا صمہ زر
نکلتی ہی اور اوسکی سمت مغرب میں قبر حضرت شیث بن آدم
او حضرت ایوب پیغمبر علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
مشہور کرتی ہیں مگر یہہ بات کتب صحیحہ سی ثابت نہین ہوتے
جب سلسلہ راجہ اجودھیا اک سورج بنسی کا راجہ صرور منقطع ہوا
تو اودہ ایک مدت زیر حکومت طوایف الملوک
رہتا تہا آخر کو پیش از وصول اہلِ اسلام قبض و تصرف
راجہ جی چند والیِ قنوج خلف بجی چند بن مدن چند بن گوبند

بعد اوسکی سنہ ہشتصد ونود ہجری مین محمد شاہ بن فیروز شاہ
نی سکہ وخطبہ اپنی نام نامی کا جو ہنوز ہین مشہور ہوا آور وہ
تمام ملک اپنی حیطہ تسلطین لایا اوسکی بعد سکندر ناصر الدین
سنہ ہشتصد ونود وہفت مین بادشاہ ہوا پہر سنہ ۹۰۲
نہصد ودو مین مبارک شاہ نی سریر آرائی کو زیب
وزینت بخشی پہر سنہ اٹہ سو تین مین ابراہیم شاہ نی
تاج شاہی سر پر رکہا بعد سنہ ۸۴۳ اٹہ سو تینتالیس مین
محمود نی علم سلطنت بلند کیا بعد ازان سنہ ۸۶۲ اٹہ سو
باسٹہہ مین محمد شاہ تخت موروثی پر بیٹہا اوسکی بعد

سنہ آٹھ سو اکیاسی مین طبقہ خلجیہ سی لودیون مین سلطنت
منتقل ہوئی بعد اوسکی اولاد تیمور مین بابر کی ہاتھ سی
قلمرو ہند فتح ہوئی اور اوسکی بیٹی ہمایون نے اودہ بہی
مسخر کیا پہر اوسکی اولاد کی قبضہ مین بہت مدت رہا
چنانچہ قاضی محمود دیوان لکہنو نے عہد اکبر بن ہمایون مین
اکبری دروازہ اور سرای اکبری اور پل پختہ بنام بادشاہ
بنوایا جب نوبت سلطنت ہندوستان محمد شاہ
تک پہنچی تو اوسنی سنہ ۳۲ گیارہ سو بتیس ہجری مین
صوبہ اودہ نواب برہان الملک سید سعادت خان کو عنایت فرمایا

اور اسی ایک بنا عمارت شہر کی کنارہ گہاگہرہ اور وہ فی تعمیر کی
قاصد ہی شروع کی اور اس کا نام فیض آباد رکھا بعد وفات
برہان الملک کی صوبہ اودہ سنہ ۱۱۵۱ گیارہ سو اکیاون میں
بنام منصور علیخان صفدر جنگ کہ نواب متوفی سی نسبت خویشی
و خواہر زادگی رکھتا تہا قرار پایا اور سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سو
اکسٹہ میں بیشگاہ احمد شاہ خلف محمد شاہ سی منصب
وزارت حاصل کیا وہ بہی تمام اپنی تعمیر فیض آباد مین مصروف
و مساعی رہا تاریخ وفات نواب صفدر جنگ یہہ ہی
تاریخ چو آن صفدر عرصہ مردی ز دار فنا گشت رحلت گزین

چنین سال تاریخ او شد رقم * کہ با واصفیہم بہشت برین *
بعد اوسکی ۱۱۶۷ھ گیارہ سو سترمین نواب شجاع الدولہ بجائے پدر
خلعت صوبہ داری سے سرفراز ہوا تو اوسنے تمام مکانات
فیض آباد کو اختتام کو پہنچایا بعد تاریخ رحلت شجاع الدولہ
تاریخ چون شجاع الدولہ بشتافت ازجہان * عالمی
در ماتمش مغموم گشت * بود سال فوت آن والا نژاد * یکہزار
یکصد و ہشتاد و ہشت * جب ۱۱۸۸ھ گیارہ سو بیاسی مین
نواب آصف الدولہ بعد پدر مسند آرای صوبہ اودہ ہوا تو اوسنے
اپنا دار الریاست لکھنؤ مقرر کیا اور کنارہ گومتی کی بہت عمارات عالیشان

اور امام بارہ فصیح البنیان طیار کروایا اور ہمیشہ اپنی بود و باش
وہیں رکھتا تھا جب اونکی سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ میں رحلت
فرمائی تو کارپردازوں نے وزیر علیخان متبنی کو جانشین
نواب مرحوم کیا وہ بعد چار مہینے کے اپنی حرکات ناشایستہ سے
بتجویز سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کے معزول ہوا
اور یمین الدولہ نواب سعادت علیخان پسر شجاع الدولہ کو
بجائے رئیس صوبہ اودہ کیا صاحبان عالیشان نے زمانہ
بے اختیاری میں انسے نصف ملک لکھنؤ لکھوا لیا تھا آخر کو
بعد مختاری ریاست کے دینا پڑا کہتے ہیں کہ سنہ ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس

انکو کسی نمک حرام نی زہر دیکی مارا تاریخ وفات سعادتعلیخان
یہہ ہی تاریخ آہ شد گنج سعادت در زمین * اور دوسری
دستور جہان بجنت آمد * اور تیسری کہف الورا
ملاذ و وزان * از عرصہ دہر ناگہان شد * شد کالبدش
بخاک پنہان * خاک بسر جہانیان شد * فریاد برآورد
گوہی تاریخ * مخزن زر ازینجہان شد * اور اہالیان
سرکار انگریزی نی انکی خلف الصدق نواب غازی الدین حیدر کو
قائم مقام کروانا بعد چند سال کی جب لارڈ مایرا مارکوس
ہستنگس نواب گورنر جنرل بہادر کو سنہ ۱۸۱۳ اٹھارہ سو تیرہ عیسوی میں

اتفاق وارد ہندوستان کا ہوا انہوں نے اکبر شاہ بادشاہ دہلی سے
عند التقریب ملاقات سوال کرنے کا کیا بادشاہ بمشورۂ صلاح
بعضی کوتاہ اندیشان اور بنظر ناموس عالی خاندان کی یہ امر جدید
بخلاف عہد قدیم کے قبول نفرمایا آخر یہ نجانا کہ ہر کہ شمشیر زند
سکہ بنامش خوانند اور کبھی گردش روزگار اس مشت خاک کی
انسان کو شرف آسمانی کرتی ہے اور کبھی اسکی ناچار
پامال جہان شعر رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم
کہ آئین جہان گاہی چنین گاہی چنان باشد جب کہ
نواب معتمد الدولہ کا یہ نقش مراد کرسی نشین ہوا تو مراسم عیار ارزانی

آئینہ خاطر پر جو ارادہ واقعی نقش آرا ہوا اس صورت میں شطرنج باز فلک نے
واسطے مات شاہ بی زور کے ایسا منصوبہ کیا کہ نواب ممدوح نے
مہرۂ رخ لشکر طرف لکھنؤ کے بڑھا کر خانہ وزیر کو اک شاہی کو دیا
یعنی ۱۲۳۵ھ بارہ سو پینتیس میں نواب غازی الدین حیدر کو بادشاہ
بنا دیا اور انہوں نے اپنا لقب شاہ زمن مقرر کیا سکہ
انکا یہہ ہے سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذو المنن
غازی الدین حیدر غالب شاہ زمن انکے زمانے میں لکھنؤ نے
کمال رونق و ترقی پیدا کی خصوصاً معتمد الدولہ آغا میر کی ہی
اختیاری میں بدرجہ غایت داد و سخاوت و فیاضی رہی

یہہ تاریخ انکی فوت کی لکھی ہی تاریخ رحلت خسرو رحیم
ز دنیا شد زمین * نوشیروان خسرو بہ نیکی چو نام یافت
تاریخ انتقال شد از پایہ نیاز * رضوان بگفت جنت علیا
مقام یافت * اور دوسری تاریخ اس مصرعہ سی
نکلتی ہی تاریخ ای لب آرزو کہ خاک شدہ بعد انکی
رحلت کی سنہ ۱۲۴۳ یکہزار و دوصد و چہل میں نصیر الدین حیدر
ملقب بہ سلیمان جاہ انکی بجای پر تخت نشین ہوکر سامان عیش
و نشاط کو رونق تازہ اور جلوہ بی اندازہ بخشا یہہ تاریخ
انکی جلوس کی ہی تاریخ آن سلیمان جاہ رونق بخش تخت سلطنت

دار الملک

کز جلوسش باغ امید جهان گل گل شگفت * عاقل و

سلطان عادل قابل دو بیدار بخت * وز شکوه عدلش

ظلم رفت و فتنه خفت پیش دست جود العطایان نوشیروان

نام حاتم طی شده در پردهٔ خجلت نهفت * غوطه زد در بحر

فکر من بهر تاریخ سعید * و رشته عیسی لسان الغیب چون در سفت

رخ بهر آورده زجر فتح نوعروس فکر * زیب تاج و تخت

تاریخ جلوس او گفت * سکه الکا به بها * سکه زد بر سیم

از فضل ظل اله * ابو ... نصیر الدین * بادشاه

اگرچه انکی زمانی که عهد ... کچه مناسبت نداشتی

مگر پھر انکا وقت بھی مقتضیات سے تھا جب انہوں نے سنہ ۱۲
بارہ سو باون میں وفات فرمائی تو بادشاہ بیگم والدہ شاہ غازی
نے فریدون بخت عرف منا جان کو کہ خلف نصیر الدین حیدر
مشہور تھا مگر واقع میں انکے نطفہ سے نتھا بخلاف رای صاحبان
انگریز بہادر کے اورنگ آگیا اوسکے واسطے چند کیمہ بدولت خواری
ہوئی و بعد ظہر سن شمسی ایک روز و دوم بصلاح و صوابدید
صاحبان عالیشان کے محمد علی شاہ خلف نواب سعادت علیخان کو
بعمر شصت سالگی کہ مرض تشنج میں پاؤں سے معذور تھے سلطنت
قائم کیا انکی تاریخ جلوس یہہ ہی تاریخ سال جلوس با نصرت و فتح

خلد اللہ ملکہ کہتے اور یہہ سکہ تہا • بجود و کرم سکہ زد در جہان
محمد علی بادشاہِ زمان یہہ بادشاہ اپنی ذات سی بہت جزرس
اور محاسب تہا جو سلاطین سابق کی مصارف و سامانِ
فضول تہی سب یکقلم موقوف کردیی اور جو ابواب فیض
بخشش روسی خلایق پر مفتوح تہی تمام مسدود ہوگئی لہو بافیونا
رفاہیت خلق اللہ کو تنزل ہونی لگا اور زمانہ نقش نگارگری
صفحۂ حالِ روزگار سی دہونی لگا قول اہلِ دانش لکہی ہین
کہ کمالِ انسان منحصر ہی صفات چہارگانہ عفت و شجاعت و حکمت
و سخاوت و عدالت پر مگر اسکی حاصل ہونی مین بجز توفیق ربانی

دو اور بزرگوار ان کی نسبت بکار لائے ہیں علیہم
باوجود کہ ہر شخص اسکی اولویت پر مصر ہے اور قائل
مگر بعض الامور میں اکثر اس سے خالی ہیں اور غافل
غرض جب انہو نے یہی جہان گذران سے عالم
جاودان کو سنہ ہجری میں نقل فرمائی
تو امجد علی شاہ انکے فرزند رشید نے کلاہ شاہی
اپنے سر پر رکھی اور قواعد و ضوابط پدری
بدستور جاری رکھی اور مادام حیات عقیدت و
ارادت مجتہدین میں مصروف رہے سکہ انکا یہ تھا

درجہان کو سکہ شاہی بتائید الٰہی ظل حق امجد علی
شاہ زمان عالم پناہ آخر انھوں نے بھی سنہ ۱۲۶۳ ہجری
میں عارضہ سرطانی داعی اجل کو لبیک اجابت کہا تو
واجد علی شاہ ان کا بیٹا بادشاہ سابق الوصف سریر شاہی پر
ابھی قدوم میمنت لزوم سے مزین کیا انھوں نے جملہ امورات
و مہمات سلطنت اعتماد علی نقی خان وزیر پر چھوڑ
رکھی ہیں اور خود عیش و نشاط میں مشغول رہتے ہیں
راقم نے انکو بوجہ احسن دیکھا بہت جوان حسین و
خوش صورت ہیں اور جسم سے کمال باشوکت و حشمت

حلل مکلل سے مشمن قبائیں جواہر میں مرتّین لیکن سیرت
جسمانی سے متبرا اور اوصاف خسروانی میں معرّا

حکایت چہرہ آرایان شاہد جدید سخن اور آئینہ داران
ناظرہ افکار رنگین حسن عارض تواریخ کو گلگونہ اس صورت کی
اصطلاح فروغ دیتے ہیں کہ سلطان محمود سبکتگین نہایت
کریہ منظر تھا اور قبیح طلعت ایک روز آئینہ صورت نما اور مرآت
صدق بیان کو اپنے مقابل رکھا تھا اور اوس جمال نازیبا
اور ہیئت ناپسندیدہ کو دیکھتا تھا جب اپنی زشت روئی
نظر کرتا تھا اور سوائے کراہت و قباحت کے کچھہ نہ پاتا تھا

تو نہایت ملول و آزردہ اور بکمال محزون و آبدیدہ ہوتا تھا

شعر رو نگہداشتن از صاف درونان مطلب * عیب پوشیدن

از آئینہ عریان مطلب * روشن ضمیران حقیقت آگاہ اور آئینہ دلان

خرد دستگاہ نی دوستان صادق اور مخلصان بی ریا کو

بھی مثل آئینہ کی قرار دیا ہی اور انجلا بخش سینۂ تجلی مرآتی نے

اسی محل پر المومن مرآت المومن خبر دیا ہی یعنی محب اصلی

اور خیرخواہ حقیقی وہی ہی کہ بنظر نیک اندیشی اور بمقتضائے

صواب کیشی کی مانند آئینہ کی اسکی عیب پر مطلع کرتا ہی اور

دوستونکو وضع مذموم سی باز رکھتا رہی پیوستہ بہ ہنر بین

آنکس نکو نخواہدت * کہ گوید فلان خار در راہست

سابق کی بادشاہ امیر اپنی ندما و ہمنشینوں کو تاکید کرتی تہی

کہ جو کردار نا صواب ہمسی وقوع میں آوی یا کوئی خبر کہیں

ناہموار صادر ہووی تو اوسیوقت ہمکو آگاہ کرو کہ سیاست

تاخیر میں ہماری نقص کا اوسمیں باعث نہو جاوی اور بہتر یہی ہی کہ

موجب عداوت شعر ہر کہ گوید بہ دشمن راست بود دوست

دشمن آنست کہ عیبت نہان میدارد * آنکہ بر عیب تو بنماید دوست

کہ اگر کوئی شخص ایسی بات جسکو نہ تہی نکالی تو اوسیوقت

مجلس سی نکالا جاوی اور پہر دربار میں آنیکی اوسکو اجازت نہو

آور عوض مین اوس نصیحت کے اوسکی حق مین فضیحت ہو
اور اگر افلاطون وقت ہو تو اوسکو جنون سے نسبت ہو
قول حکما لکہتی ہین کہ دوست خالص اوسکو جاننا چاہئی
کہ جو خاصیت دوا کی ساتہہ مریض کی رکہتا ہو کہ اول
اوسکا رنج ہی اور آخر راحت اور دشمن غالب اوسکو
سمجہا چاہئی کہ مثال بد پرہیزی کی واسطی بیمار کی رکہتا ہو
کہ آغاز اوسکا عذوبت ہی اور انجام مرارت آدم مرد مطلب
جبکہ وزیر عدیم النظیر نی سلطان کی ناصیہ حال سی آثار ملال کا مشاہدہ کیا
تو قواعد بندگی اور تعظیم خدا وندی بجا لاکر سبب انقباض خاطر اور اندوہ طبیعت کا

استفسار کیا بادشاہ نے اپنے حسب حال یہہ رباعی پڑھی
رباعی آئینۂ خویش را صیقل دادم * روشن کردم پیش خود
بنہادم * در آئینہ عیب خویش چندان دیدم * کز عیب کسان
دگر نیامد یادم * اور کہا کہ اے وزیر مشہور کرتے ہیں کہ
بادشاہ کے دیکھنے سے نور بصر زیادہ ہوتا ہے اور روزی
و رزق افزایش کرتا ہے مگر یقین ہے کہ جو شخص میری شکل
منحوس دیکھتا ہوگا روشنی چشم سے مایوس اور رزق
مقسوم سے محروم ہوتا ہوگا وزیر نے کہا کہ اے بادشاہ
شعر نیکی مردم ز نیکو روی است * خوی نیکو مایۂ نیکوئی است

صورت تیری ہزاروں میں سے ایک دیکھتا ہے اور سیرت تیری سے
ایک جہان سروکار رکھتا ہے چہرہ حسین بے خلق حسن
محبوب چشم خلق نہیں ہوتا اور جمال ظاہر بغیر خوبی باطن کے
دلہاے عالم میں قبولیت نہیں پاتا صباحت ابوجہل
بے نور معنی مجہول اور ظلمت بلال با ضیاے سعادت مقبول
حسن بادشاہ موجب بخشش و سخاوت ہے اور خوش سیرتی
حکام انصاف و عدالت صورت خوب باعث خوشنودی
زنان اور سیرت نیک موجب انقیاد جہان مصرعہ
توجہ کن کہ گنجی جای خویش در دل جو کس کہ دل نظرگہ حق است

تا در آن نظر افتی * اگر ز عرش در افتی بکنج چاه ملامت *
هزار بار از آن به که از دلی بدر افتی اگر تو سیرت پسندیده
اقدام کرنگا تو مرآت محبوب خاص عام ہو ویگا اور خصوصاً پیر کی
منصوبهای دلپذیر سی سلطان کی بسته تتقی خاطر ہوئی
اور یہ تصویر جلی نظیر نہایت مرغوب ہوئی کہ آخر کار پادشاه
اخلاق محمود سی موصوف ہوئی اور عدل و داد دین شہود
وجه موصوف احیات جهاندار محمود شاه بزرگ ہے آراستہ اور
همین بیش نگرگ * چو کودک لب از شیر مادر بشست
بگهواره محمود گوید نخست قول عرض ہر امیر و غریب ایک شاه

وزیر کیواسطی خصلت نیک مقدم وضروری آور جو صورت
وسیرت دونون ہون تو سبحان اللہ نورًا علی نور ہی
جسکو جناب باری حسن صوری عنایت کری تو اوسکو
بمرتبہ اولی لازم ہی کہ اوصاف معنوی مین بہی سعی
اوسکی احسن کما احسن اللہ الیک شعر
گرخوی تو چون عارض نیکوی تو باشد٭ حاشا کہ کسی را
گلہ از خوی تو باشد٭ مطلب اس حکایت سی یہہ تہا
اگر بادشاہ اور وزیر مطابق صورت محبوبانہ کی سیرت
شاہانہ بہی ہوتی تو اونکی رعایا شکایت مند ہی اونکی نہ ہو

اکثر لکھنو کی باشندوں سی یہہ بات معلوم ہوئی کہ جو مرفہ الحالی
و فارغ البالی اس شہر مین پیشتر تہی اب اوسکی عشر عشیر بہی
نہین رہی قطعہ حاصل نشود رضای سلطان تا خاطر
بندگان نجوئی * خواہی کہ خدای بر تو بخشد * با خلق خدای
کن نکوئی * لکھنو ایسا شہر بیکران اور بلدہ بی پایان نہین
کہ اوسکی کوچہ و بازار کو چند روز مین کماینبغی دیکہا جاوی
یا اوسکی حقیقت ماہیت پر کما حقہ واقف ہووی مگر مینی
ایک ہفتہ مین جسقدر کہ گشت اوس شہر مینو جہر کا ہوسکا کر لیا
اور جو مقام اوسمین لایق دیکہنی کی تہی اونکو بخوبی دیکہا خوش

اوس دیار معز ما نشان اور یاد فردوس آثار سی رخصت ہونیکی

توما نند آدم کی بچشم حسرت اوس بہشت روح افزا کو دیکھتی تھی

اور اپنی دل شیفتہ اور خاطر فریفتہ کی زبان حال سی

اس شعر کو پڑھتی تھی شعر توان بہجر تو آسان وداع جان

کردن * ولی وداع تو آسان نمیتوان کردن * آخر کو

ناصح عقل مصلحت شناس نی ہات پکڑ کر نکالی کی اور اس شعر کی

مضمون سی آگاہی بخشی شعر بہر چمن کہ رسیدی بگل بچین و برو

بپای گل منشین آنقدر کہ خار شوی * یہہ قصہ میر واجد علیشاہ

سلطان اودہ اور علی نقی خان اونکی وزیر کی ہی *

شبیہ واجد علیشاہ بادشاہ اودہ



شبیه علی نقی خان نائب لکنو



تاریخ دوازدہم ربیع الاخر کو وہاں سے کوچ کر کے
نواب گنج میں ڈیرہ کیا وہاں سے حسن خان کی مسجد دریائے گنگ
پل کشتی
اُس کنارے پر مقام ہوا بعد ایک روز کے چوبی پور
منزل کی اور دوسرے روز بلہور میں اور تیسرے دن
میدان کی سرا کو خیمہ گاہ کیا وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اسکا
سرائی محمد آباد کبیر ہے اور معروف بانی سرا کا میدان ... تھا
اس سبب سے اسکو میدان کی سرا کہتے ہیں اور اُسکی مشرق
اوسکا روضہ عالی بھی موجود ہے اور یہ تاریخ ... سرا کے
مرقوم ہے تاریخ در دولت اورنگ شاہ عالمگیر تعمیر شد

این قصبه محمود بس نظیر * اندر سنه هزار و تسعین و چهار *
شد تبع کنا محمد اکبر * ذکر شہر قنوج وہ اسی بلدہ قنوج ایک کوس کی
فاصلہ پر واقع ہی چونکہ یہ شہر بھی بڑا مشہور ہے بدیستان سے
قابل مشاہدہ کی تھا اسواسطی اوسکو بھی بعد نماز ظہر کی جا کی دیکھا
حقیقت میں ایک شہر غدار ہی کہ جسکا انتہا ہی وسعت
ناپیدا کنار ہی مگر کہیں آباد اور کہیں ویرانہ ہی اور کسی طرف
معمور ہی اور کسی جانب خرابہ ہی باوجود ویرانی کی
اب بھی آٹھہ نہ کوس میں بستا ہی اور اوسکی ابتری سے بھی
آثار بزرگی برستا ہی ونکی باشندو نسے معلوم ہوا

کہ یہ شہر بہت قدیم ہی اور تختگاہ راجگان ہنود دین بھوم

بسبب شکست و نزار زمانہ ناہنجار اور پست و بلند گردش

روزگار کی شکستہ و منہدم ہوگیا ہی کہتی ہیں کہ اسا بلند

اسکا ایک دروازہ شہر راج پور میں کہ قنوج سی اٹھارہ کوس ہی

اور دوسرا دروازہ قنوج سی دس کوس کہ خدا گنج میں اب تک

اس حساب سی معلوم ہوا کہ اٹھایس کوس میں شہر آباد تھا

کتب تواریخ ہنود میں مرقوم ہی کہ اول اسکا نام سہ

کنیان کبج تہا یعنی دختر کوزپشت کنیا زبان ہندی میں

دختر ناکتخدا کو کہتی ہیں اور کبج کوزپشت کو چونکہ مہندیں

یہہ شہر تو بھنو تخت تھا اور دختران برہمہ اکثین نہایت حسین
و خوبصورت ہوتی تھین ایک روز عنصر باد دیوتی ہوا بصورت بیگانہ
متشکل ہوکر شہر قنوج مین وارد ہوئی جب کہ نظر اوسکی
دختران برہمہ پر پڑی تو اونکی حسن و جمال کو دیکہہ کی
اسنی چاہا کہ ایک کو انمین سی اپنی نکاح مین لاوی
بعد دریافت ہونی اوس قوم اشراف کی اوس ارادہ کو
فسخ کیا اور عالم مایوسی مین ایک دعا بد کی کہ اگر خدا چاہیگا
تو یہہ کنیان کبج ہو جاوینگی اتفاقات سی اوسکی دعا
مستجاب ہوگئی تمام دختران برہمنان کوزپشت ہو گئین جب

اوس شہر کا نام کنیاکن کبج مشہور ہوا اور آخر کو کثرت استعمال سے
قنوج کہلانے لگا کہتی ہیں کہ یہہ شہر قدیم سے بڑی بڑی راجگان
عظیم الشان کا دار السلطنت رہا چنانچہ تواریخ ہند میں
لکھتی ہیں کہ راجگان ہندوستان ہمیشہ سلاطین ایران کے
مطیع و منقاد رہی اور اکثر زر و جواہر و تحائف اونکو بھیجتی تھے
اور اگر کبھی بغاوت و تہور سے نافرمانی بھی کرتی تھی
تو عتابات مغضوب ہوتی تھی سام بن نریمان
عہد فریدون میں واسطی تسخیر ہندوستان کی آیا
اوس زمانہ میں مہاراج برکشن رائی ہندوستان تھا

اوسنی بہت سا زر و جواہر و فیل و اسپ پیشکش کر کی
شاہ ایران سی صلح کو مصلحت جانا بعد مہاراج کی کیشور راو
اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا اور اوسنی تا سرحد سنگلدیپ
مسخر کیا اور سام بن نریمان باغراء منوچہر اوسکی مدد کو آیا
بعد اوسکی نال چند مسند آرا ہوا اوسنی مالوہ اور گجرات
و بہار فتح کیا اور علم موسیقی کو اوسی نی شہرت دی
اور کلاونتونکو دکن سی بلواکر کو الیار میں آباد کیا
اوسنی بہی موافق اپنی آبای کرام کی منوچہر سی راہ و رسم اطاعت
و اخلاص کو جاری رکہا بعد اوسکی نبیرہ زرامی بن کنشور رای

ذکر نوذر

بجائی پدر جانشین ہوا اسکی زمانی میں سامان سپہگری کا فوت ہوگیا
اور سلطنت میں جوہر طرح سے ضعف آگیا اور افراسیاب شاہ
توران نے مملکت ایران میں استیلا پایا اور نوذر بزاری
حقوق رعایت سلاطین ایران کو طاق نسیان میں رکھکر
ملک پہچایا بجنگ میں تخت آلیان ایران تباہ تصرف ہوگیا
اور جا بجا ملک میں اپنا الملک قرار دیا جیسے جہان پہلوان
رستم دستان تاج بخش کشور کشا ہوا اور کیقباد کی
عزم ہندوستان کا کیا اور زرای کو شکست فاش دی
اور اوسکو آوارہ دشت ادبار کر دیا وہ آخر کوہ چوکہند میں

جاکر مرگیا قطعہ نزد ویست جہان کہ بر دلش باختن است
هزار دیگر آن بنقش کم باختن است ✻ و دنیا بمثال کعبتین
نرد وست ✻ برداشتن برای انداختن است پہر اک
پنجاب و ملتان شیوراج نامی کو کہ اوسکو راجہ
سورج بہی کہتی ہین سپرد کردیا اور خود ایران کو رخصت ہوا
شیوراج اپنی زور و شجاعت و دلیری سی تمام ہندوستان و
بنگالہ و دکن پر قابض ہو گیا اوسنی بلدہ قنوج کو آباد
اور رونق بخشی اور اوسکو اپنا دار السلطنت مقرر کیا
چنانچہ اوسکی زمانی مین نوبت معموری قنوج کی یہانتک پہونچی

پہنچی تہی اوسکی بعد راجہ رتن کا صرواہی قنوج ہوا اور
قلعہ رہتاس اوسنی بنا کیا پہر مہا راج نامی قوم کچہواہہ سے
خروج کرکی قنوج پر اپنا تصرف کرلیا اوسکی بعد کیشن راج
خواہرزادہ مہا راج مسند فرمانروائی پر بیٹہا اسکی زمانہ میں
رستم فوت ہوگیا اور دغدغہ ایران کا اہل ہند کی دل سے نکل گیا
کہند راج نی تمام پنجاب پر تصرف کرکی قلعہ جیپور کو بنایا
جب اوسکا بہی حصار عمر منہدم ہوا تو نبت چند سال
کہند راج کا حکمروا ہوا اوسنی بہت ظلم و جور اختیار کیا
اور ہندوستان کو ویران کردیا آخر اوسکا بہی [illegible]

لشکر اجل سے خراب ہوا تو راجہ دہلو پر اور سپہ سالار نے کو سلطنت
قایم ہوا اور دہلی کو اوسنے آباد کیا پھر راجہ فور نے کہ راجگان
کمایون سے تہا اوسکو قتل کیا اور تمام ہندوستان پر تصرف ہوگیا
اسکے عصر میں سکندر بن فیلقوس نے عزم ہندوستان کیا
اول کید ہندی نے سکندر کو پیشکشہای لوازم مع اپنی دختر
نیک اختر کے بہیجی اور بادشاہ سے صلح اور ملاقات کی بعدہ
سکندر طرف قنوج کے آیا فور نے ساٹھ ہزار سوار اور ایکہزار فیل
جنگی سے فوج سکندر کا مقابلہ کیا چند روز لڑائی رہی نہ اسنے
شکست کہائی نہ اوسنے فتح پائی آخر کو دونو بادشاہ ہونکی

ذکر قنوج

ذات خاص سے محاربہ کی ٹھہری تو اول غوری نے فوراً شمشیر
مانند برق کے فرق سکندر پر چھوڑی تو اوسنے خالی دیکے
جو اپنی تیغ اصفہانی مثال پانی آسمانی کی اسطرح اوسکے سر پر
پی بدرکہ لگائی کہ سر سے تا کمر دو ٹکڑے کرکے زین اسپ سے پشت
زمین کی چھڑائی ایک طرف سے صداے کوس تہنیت تا فلک پہنچی
اور دوسری جانب سے فریاد ناقوس حسرت تا گوش فلک
پھر ہند میں طوائف الملوک ہو گیا زمانہ راجہ بھوج میں
والی قنوج راجہ باسدیو ہوا اوسنے بنگالہ اور بہار بھی
اپنے تصرف میں کیا اوسکے عہد میں بہرام گور بہ تبدیل لباس

ایران سے تنہا سیر ہندوستان کو آیا اوس وقت ایں
ایک فیل مست نواح قنوج میں وارستہ پھرتا تھا اور خلق اوسکو
ایذا پہنچاتا تھا اور کوئی اوس پر غالب نہ آسکتا تھا
بہرام نے تنہا اپنی زور بازوی فولاد شکن اور دست نصیر الٰہی سے
ایک ضرب گرز اجل کفیل میں اوس فیل کوہ عدیل کو خوار
و ذلیل کر دیا اور اوسکی خرطوم کو اپنی پنجہ زبردست سے
زیر زانو دبا کر دونوں دانتوں کو مثال شاخ نازک کی اکھیڑ لیا
اوس وقت صدای آفرین ہر گوشہ زمین سے تا کرہ چرخ بریں پہنچی
اور لب گور رستم و اسفندیار سے بھی آواز الامان نکل آئی

ذکر قنوج

اور ایک صاحب ملک اوس راجہ سے باج خواہ تھا
اوسے سیر ہی بہرام گور نے قنوج کشتی کرکے فتحیاب ہوا راجہ باسدیو
بہرام کی شجاعت و بہادری دیکھکے نہایت خوشنود ہوا
اور اپنی بیٹی کا اوس سے نکاح کر دیا جب معلوم ہوا
کہ یہ شاہ ایران ہی تو اوسکو بہت سے اسباب پیدا ہوا بہرام
اوس دلہو کو لیکی اور ہزاران تحائف و نفائس
ہندوستان سے ایران کو مراجعت فرمائی بعد ایک مدت
دراز کے راجہ بالدیو دوابے سے خروج کرکے قنوج پر متصرف ہوا
تو اوسنے اسکی آبادی میں اسقدر سعی کی کہ تیس ہزار خانہ

طوایف نغمہ سرا آ رہا تہے ہزار گہر سازندہای خوش نواسکے
اور تیس ہزار دکانین تنبولیوںکی اوس شہر مین تہین
اسی کی موافق اور معموری پر قیاس کرنا چاہئے کہتے ہین
یہہ راجہ بڑا صاحب عزم و جلیل القدر تہا اور جسارت
و بہادری مین بہی بیمثال تہا اوسنے قنوج مین بہت مکان و محل بنائے
اور اوسمین لطف و عیش اوٹہائی آخر وہ بہی سیل فنا سے
اپنی بنیاد ہستی کو نہ تہام سکا اور دیوار عمر کو زلزلۂ اجل
سے نہ بچا سکا رباعی آن شاہ کہ خویش را ہلاکو میگفت * در کیسہ
ونہی سخن با جبر و میگفت * بر کنگرۂ سرای او فاختہ

امروز نشست کو کومیکفت * اور نواح قنوج مین ہزار
بزرگون کی بہشت ہین چنانچہ حضرت مولوی غلام حسین کی
اور مزار حضرت شیخ کبیر کا اور مقبرہ بابا حاجی زمینگی وغیرہ
یہہ بزرگ بڑی ولی کامل تہی دنیا کی باشندہ ونسی
دریافت ہوا کہ انکی کشف وکرامت سی بہت انکی ہزارون ہندو
مسلمان ہوئی مشہور ہی کہ ایک روز سو اسی زنار شکستہ
تسبیح اسلام ہوئی اور ایک مقبرہ وہان اور ہی اور اوسپر
ایک گنبد عالی مرتب ہی اور چار مینار چارون کونون
کہڑی ہین اور اوسکی اندر چار قبرین ہین اوسکی تاریخ اسطرح

دریافت ہوئی تاریخ این گنبد بدیع کہ از چرخ برتر است

وین طاق بی نظیر کہ با زیب و زیور است * گشتہ بنا

بعہد ہمایون حسین شاہ * کاندر زمانہ ذات جلیلش مظفر است

ترتیب کردہ شاہ بہدی خان و فتح خان * کز فضل حق جہان بہمہ

اورا مسخر است * ہشتاد و یک و ہشتصد از ہجرت رسول

تاریخ و سال گشت زمانہ بہمہ رست * بادا ہزار سال حیاتش

فلک بکام * کین ملک بردوام بذاتش مقرر است *

بانی طاق سید راجو بن جلال * کافاق از جمالش

خوشتر منور است * کاتب حروف حاتم مسکین کہ او بخفت

امید وار شفاعت از حضرت اکبر است * اور دروازہ پیر دولی پر یہ تاریخ
مرقوم ہی تاریخ این روضه اطهر و منور * ثابت لقب
جلال حیدر * تعمیر شده بری چو نمود * هشتاد و یکی و ششصد بود
کز زلزله زمین شکسته * تعمیر دگر شکسته بسته * عباس علی
یکی ز اولاد * خلف الصدق ست و اهل سجاد * سنه صد و نود
و نه و یک هزار است * از هجرت رسول ما دار است * اوسکی پاس
ایک قبر اور ہی ہی تاریخ اوسکی بسبب کہنگی و فرسودگی کی
چہپ گئی مگر وہانکی ساکنونسی معلوم ہوا کہ یہہ بزرگ
اولاد مخدوم جہانیان جہان گشت سی تہی الله اعلم *

سلسلہ نسب شریف مخدوم کا ساتھہ سید جعفر مرتضی
بن امام علی نقی علیہ السلام کی منتہی ہوتا ہی آور لقب شریف
آپکا سید جلال حسین بخاری مشہور ہی انکی جد بزرگوار
بخارا سی ملتان میں تشریف لای آور شیخ بہاء الدین
ذکریا سی ارادت وخلافت حاصل کی آور وہان سی
رخصت ہوکر خطہ اوچہ میں سکونت اختیار کری آور وہان
شامل ہوی تو آپکی تین فرزند سعادت مند وجود میں آئی
سید احمد کبیر آور سید بہاء الدین آور سید محمد سید احمد کبیر
سی دو فرزند رشید پیدا ہوی سید صدر الدین

مشہور شیخ راجو قتال اور مخدوم جہانیان انھوں نے اپنے پدر
بزرگوار سے بیعت کر کے جہان نوردی اختیار کی کتاب
گلزار ابرار میں مرقوم ہے کہ آپ شیخ رکن الدین ابو الفتح قریشی
کے بھی مرید ہوئے اور خلافت حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی
سے حاصل کی اور فیض صحبت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی
اٹھایا اور سعادت حج بیت اللہ کی اور انکی کتاب خزانہ جلالی
انکی ملفوظات سے مشہور ہے ولادت مخدوم کی شب پانزدہم ۱۵
شعبان ۷۰۷ سات سو سات ہجری اور وفات دہم ۱۰
ذی الحجہ ۷۸۵ سات سو پچاسی آخر سلطنت فیروز شاہ

خوارق الاولیا میں لکھا ہی کہ جبدن ملک الموت قبض روحکو
آپکی پاس آئی تو روزِ عید قربان تہا آپ نی فرمایا
کہ اسوقت توقف کرو تاکہ صبح عید میری فرزندوں کو
شام ماتم سی مبدل نہووی قابض روح واپس پہر گئی
جب کہ لوگ اہتمام عید سی فارغ ہوچکی تو تیسری پہر کو
آپ نی انتقال فرمایا اصل قبر شریف مخدوم کی اوچہ مضاف
صوبہ ملتان میں ہی اور مزار حضرت شیخ کبیر بالا پیر کی
شیخ قاسم قادری کی بہی زیارت کی عمارت اوس روضہ کی
کنارہ دریا کی کالی ندی پر بہت عالیشان سنگ خارا سی رنگارنگ

تعمیر کی ہی آور اندر اوس روضہ کی چار قبرین ہین ایک
شاہ قادر خلف شیخ کبیر کی کہ بیچ سنہ یکہزار و پنجاہ و دو کے
رحلت فرمائی اور دو قبرین برادرزادگان شیخ مغفور کی
اور ایک شیخ مہدی پسر دوم شیخ مرحوم کی اور وفات
شیخ کبیر کی بیچ سنہ ۱۰۴۴ یکہزار چوالیس کی ہوئی اوپر پیشانی دروازہ گنبد کے
یہہ عبارت مسطور ہی خانہ اول این گنبد عالی در زمان دولت
نواب معلی القاب بہادر خان ابن دریا خان افغان بحو بسعی حسن
داود زئی عمارت پذیرفت خانہ دوم این گنبد که
در سنہ ۱۰۵۷ ہزار و پنجاہ و ہفت ہجری در عہد سلطنت ابو المظفر

شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاهجهان بادشاه
غازی خلد الله ملکه و سلطانه تعمیر پذیر شد خانهٔ سوم
نظم شده ز هجری سال هزار و پنجه و چار * دوشنبه
ده و دو بود از مه رمضان * که پیر کامل و قطب زمانه شیخ کبیر
سپهر علم و عمل بحر و الفتی و عرفان * بگفت داعی حق را
اجابت لبیک * روانه کرد روان را بروضهٔ رضوان
خانهٔ چهارم نظم روضهٔ فیض بخش شیخ کبیر در حقیقت بود
بهشت برین * یافت توفیق این عمارت خوش * شیخ بهادری
سپهر صدق و یقین * هست در لفظ لغز تاریخش *

بیکمان الف سیصد و شصت بس خاتم پنجم شیخ قادر

چو رفت از عالم * گریه کرد جمله اهل السنه سال تاریخ

از خرد جستم * گفت بشمر زنات قادرشاه * اور گنبد

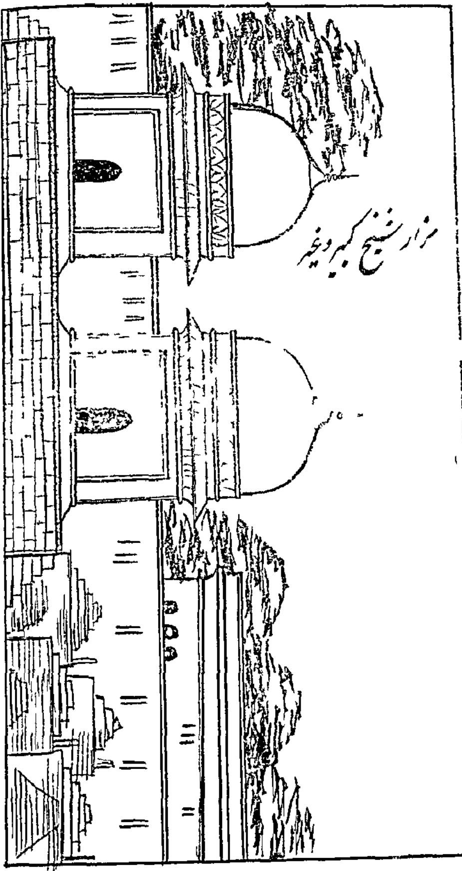
مرقد شیخ مهدی پر یہ تاریخ لکھی ہی تاریخ هزار بود

و هفتاد و هفت از هجرت * گذشت شانزدهم روز از محرم ماه

شب دوشنبه هنگام صبحدم بوده * کان محمد مهدی

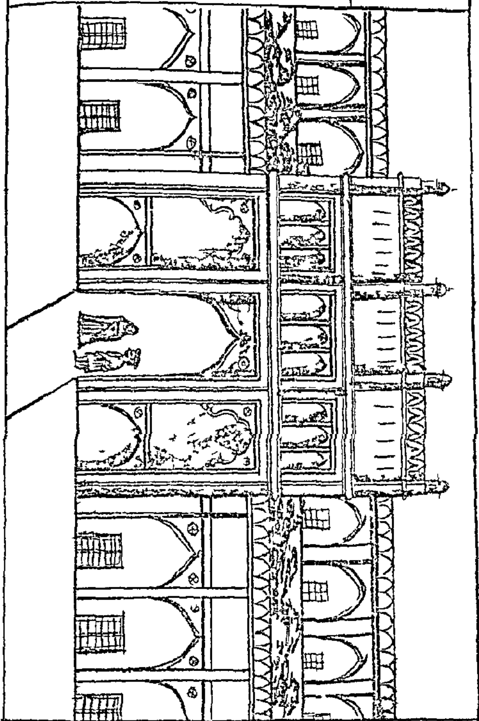
سپهر و جان بکرم * نقشه مقبره حضرات موصوفین کا

یہ ہی


مزار شیخ کبیر و غیره

آور ایک مسجد سنگہای رنگارنگ کی تعمیر شیخ مہدی ابن شیخ کبیر
کی نزدیک مزار کی قایم ہی آور یہہ اوسپر مرقوم ہی تاریخ
شیخ مہدی کہ بود پیر جواد * ساخت مسجد خجستہ بنیاد * گر تو خواہی
عدد بنیادش * در حروف خجستہ میکن یاد * آور اوسکی
باہر کی دروازہ پر یہہ تاریخ لکہی ہی بسم اللہ الرحمن
الرحیم * از مہدی پیر زمان * شد بترتیب حسن
باب الجنان * سال تاریخ از خرد جستم بگفت * ادخلوہا
بصفا حسیناً بالامان * آور شہر تتہ میں [illegible] زنانی
اور لحاف و پلنگ پوش چہاپہ خام کی بہت رنگین و خوشنما

اور عطر منجی میں اور شب کو قنوج سی مراجعت کرکی میرانکی
سرا میں مقام کیا یہہ نقشہ میران کی سرا کا ہی



صبح کو وہانسے کوچ کرکے گرسہاگنج میں ٹھہرے اور وہانسے
محمد آباد میں آئے ٭ ذکر فرخ آباد ٭ روز دویم
فرخ آباد میں داخل ہوئے اور چھاونی انگریزی میں ڈیرہ کیا
وہان سبب کمی فوج کی آبادی ناقص ہے اکثر بنگلے سپاہ
سرداران عسکر کے خالی پڑے ہیں مگر چند دکانیں اسمیں سوداگروں کی
بہت نادر ہیں کہ ہر اسباب تجارت سب طرح کی حاضر ہیں
چنانچہ میں ایک صاحب کی دکان میں ہر قسم کی اشیا
دیکھیں اکثر چیزیں پسند خاطر ہوئیں وہ سب خریدلیں
اور ایک دکان میں خیمہ دیدی یکطرفی ایک چوبی شامیانہ

کو رکہیان جہولداریان تمنوسعرایجی اکثر طیار رہا کی ہین
اور صفا ہین شطرنجیان چاندنیان چا زہین قالینین تکی
بیردی چلمنین ہرطرف اوس دوکان سی جالی ہین بہرکوٹھی
راجہ دلیپ سنگہ خلف مہاراجہ رنجیت سنگہ کی لب دریاے
گنگ ہی جہ کوٹھی بہی فرحت و صفا مین دم از بہشت
ماری ہی اور آراستگی اسباب شیشہ آلات سی چشم
سراج وہاج مشکات زجاج فلک کو جہپکاتی ہی مگر راجہ موصوف
اوس زمانہ مین وہان تشریف نہین رکہتی تہی واسطی تفریح
طبع کی طرف کوہ شملہ کی رونق افروز ہوئی تہی اگرچہ ہمنی اونکی

اور ایک ڈاکٹر صاحب سرکار کی طرف سی راجہ موصوف
کی محافظت مین رہتی ہین اور راجہ صاحب بطرح حسن
خاطرداری و دلجوئی کرتی ہین اونکی کوٹھی راجہ صاحب کی
کوٹھی سی متصل ہی اور خوش وضعی و عمدگی مین بی مثل جہانآباد
سی دو کوس کی فاصلہ پر شہر فرخ آباد بستا ہی اگرچہ
شہر چھوٹا ہی مگر اوسمین نقشہ شہریت کا پایا جاتا ہی
وہانکی خلقت کی وضع و قطع سی ایک بوی شرافت آتی ہی
اور جس شی کی طلب و احتیاج ہو میسر آجاتی ہی بازار
اوسکی سڑکین بہت وسیع و پاکیزہ عمارت اور دکانین سب پختہ

دپسندیده دکانین هر طرح کی مال اسباب ولایتی و هندوستانی
سی مالا مال هو کر و بقال هر طرف آسوده خوشحال کلکته سی
سامان تجارت اوس شهر مین بهت آتا هی اور اکثر بلاد و قصبات
قریب جوار مین پارچه وغیره وهین سی جاتا هی وهانکی مسی و هیجڑی
بیرن خطروقت طلا و نقره پر فوق رکهتی هین اور وهانکی جیسی
انجوروں اور حقوں سی خاص و عام شوق رکهتی هین صناع بهی
هر پیشه کی یهان بهم پهنچتی هین مگر فردین رضائیونکی اور بهی
بالا پوشکی خوب چهپتی هین ارباب طرب بهی فرخ آباد مین اکثر هین
بعضی صورت و سیرت مین بهی نامور هین بهر حال یه شهر نهایت

بہت وحشت انگیزی اور تفقت ہاتھی ولاویزہ کہتے ہیں
اوسیہ شعراوس سے سنہ الہ آباد بنگش کا امرای فرخ سیر پادشاہ تھا
غضنفر جنگ و منصب ... ہزار ... سوار ...
بنام بادشاہ بنا کیا ہوا ہی جبکہ ستائیس ہزار ... میں
محمد خان ... ہوا ... اوسکا قایم خان مخاطب ہوا قایم جنگ
اوسکا قایم مقام ہوا در سنہ گیارہ سو باسٹھ کی جنگ افغانوں میں
مقتول ہوا ہی اوسکی شرح آئندہ صفدر جنگ
... ہوگئے ... احمد خان
برادر قایم خان ... کہ آمادہ کارزار ہوا

آور نول رای نایب نواب صفدر جنگ کی مارکی ملک
صوبه دهلی پر قابض هوگیا آور بائیس برس فرخ آباد مین
بخوبی ریاست کرتا رها یهه تاریخ اوسکی وفات کی هی
تاریخ گشت ذکریه خلایق بناله و افغان ملایک
ادهمشد از وفات احمد خان بعد اوسکی مظفر جنگ ابن احمد خان
۱۱۹۱
رئیس هوا اوسکی بعد خلف اوسکا ناصر جنگ مسند نشین هوا
انهونی بالعوض ملک کی مستمر [illegible]
کمپنی سی ماهواری مقرر کردا الکی بعد اونکی شوکت جنگ بیتا ناصر جنگ کا
مسند نشین هوئی اوسکی بعد حشمت جنگ خلف شوکت جنگ

رئیس فرخ آباد رہی بعد اونکی وفات کی بالفعل تفضل حسینخان
عرف ناصر جنگ ابن مظفر جنگ ریاست کرتی ہین اور
اوسی نقدی مین عیش و عشرت کرتی ہین اور فوج و سپاہ
کچھہ غرض نہین رکھتی ہین مگر قاعدہ امارت و ریاست
برسم قدیم ابتک اونکی دربار مین جاری و ساری ہی
قلعہ فرخ آباد کا بسبب کہنگی کی اکثر جا سی شکستہ ہی لیکن
اوسکی متصل ایک باغ نواب باون ہزاری کا ایسا آراستہ ہی
کہ صحن باغ بہشت سی حکایت کرتا ہی نخلستان میوہ دار ثمرات
نو گران اہل کرم کی ہزار دست شاخہا سی ہر ثمر سی سراپا بخشش

اور گلستان نضارت کا مثال عیسی نفسان خضر قدم کی
با صد زبان ورقہای رنگا رنگ کی ہمہ تن حمد و ستایش
پہول ہر طرح کی اوسمین شگفتہ ہیں درخت ہر قسم کی سرو ناز کی
پست نہال اوسکی ہر وار ید بارست گلستان ارم
یادگار ہست غرض یہ باغ بہی دیدنی ہی اور تعریف
اوسکی شنیدنی اور یہ موضع فرخ آباد میں ایسا شہرین
خوش واقعہ ہوتا ہی کہ اوسکی تعریف سننی سی بہی
موہنہ میں پانی بہر آتا ہی تہرتا ہی تہرا اوسکی عمرمین سو برس کی
چہوڑ رہا گیا ہی اور سیب کابل اوسکی شکل سی لال پہلا رہا ہی

القصہ بعد دو روز کی فرخ آباد سی تاریخ بست و سوم کو
کوچ کیا تو محظور خاطر سیاحت پسند اور مضمر ضمیر تماشا دوست
ایسا تھا کہ یہاں سی بریلی رامپور کو عزیمت کیجئی اور زیارت
اوطان اسلاف سی مشرف ہوجئی لیکن آغاز حرارت
تابستان سد راہ ہوئی اور تمازت آفتاب مانع آئی اگرچہ
حسرت دل میں رہی مگر حفاظت جان بھی فرض عین تھی
اسواسطی فرخ آباد سی محمد آباد میں آکر منزل کی اس رستہ میں
چار کوس سڑک کچی آئی بعد اوسکی پھر پختہ پائی نسبت اوس طرف کی
اس جانب میں افراط باغات اینہ کم نظر آنی لگی درخت ہوائی بلوری

ہمسی رخصت ہوکر جانی لگی کبھی یادِ ہمنشانِ ملکِ شرقی
گلی ملکی آنسوؤں سی منہہ دہلاتی تہی اور کبھی نسیمِ حالات
سمتِ غربی ہمیں بہشت کے اشارو سی جلد بلاتی تہی آخر دوسری
روز دویم بلا توقف ہوگانو پہنچی وہان بمرافقت
احبای مخصوص ڈاک مین سوار ہوکر شاہجہان آباد مین
آگی دم لیا اور مسافتِ شش روزہ کو ایک شبانروز مین
طی کیا

ذکر دہلی شاہجہان آباد

شاہجہان آباد مین زیر قلعہ مبارک کوٹھی برادر صاحب کرم
محمد خان علیخان مین فرودکش ہوئی وہ مکان اپنا تھا
گویا خانہ بی تکلف مین آن اوتری دوسری روز اوس
شہر کی سیر کیواسطی سوار ہوئی تو ارک شاہی سی جانب
تحت
مغرب تابہ دروازہ لاہوری شہرپناہ کی ایک بازار ہی بقدر
طول یک کروہ اوس بازار کی رونق وفضا کو دیکھہ کی نسبت بازار اونجا
تصور خوبی دلسی محو ہوگیا اور اوسکی روشنی و دلکشائی کو
معاینہ کرکی خاص بازار لکھنو کا بھی خیال محبوبی خاطر سی بھو ہوگیا
اگرچہ آسودگی و آبادی مین اور عرض و طول مین اس شہر کو لکھنو سی کچھہ

نسبت نہین مگر جو انوار و برکات آسمانی اس شہر پر نزول
کرتی ہین کہین نہ دیکھنی مین آئی اور جو رشحات مراحم رحمانی
اس خطہ پاک پر برستی ہین کسی جا نظر آئی ہر مکان اوسکا
مطلع انوار سعادت ہی اور ہر مقام مصدر آثار کرامت
جس دکان کو دیکھا مخزن نفائس قدرت الٰہی ہی اور جس
صناع کو خیال کیا مظہر صنعت کبریائی غرض اوس بازار کی
دو طرف دکانین چونہ گچ کی کرسی دار بہت خوب روش و خوش قرینہ
اور اونکی سقف بام پر بالا خانے یک منزلہ و دو منزلہ آئینہ بندی اوسکی
دونو سڑک کو انکو سنگ ریزہ و بجری ایسا پختہ و مصفا کیا ہی کہ اوسکا

سو ہنہ اور عمارت کا چہرہ اوسمین مثال آینہ کی دکہائی دیتا ہی
ہر روز اوسمیر آب پاشی ہوتی ہی اہل گذر کی روح تازی
ہوتی ہی اور مابین دونو سڑکونکی نہر جاری ہی اوسکی کنارہ نہر
سر درختی ہی کہ اوسکی ہیئت مجموعی جدول بین السطور کتاب
گلستان نظر آتی ہی اوسی بازار مین دست راست کو
قاضی کی مسجد ہی مولوی محمد حیات صاحب اوسمین رہتی ہی
آپ بہی طالبعلم اوسمین تحصیل علوم کرتی ہین اوس سی
آگی کمرہ و باغیچہ مرزا فتح الملک بہادر خلف بزرگ حضور والا
اور حویلی راجہ رتن مشہور ہی اور بائین طرف کوچہ بلاقی بیگم

اور حویلی نواب محمد میر خان بہادر اور مکان منشی خلیل الله
خانصاحب اور نواب عبد الصمد خان اور بعضی مکانات
طوایف اور حویلی منشی امو جان صاحب واقع ہی
اور بازار سی جانب راستی کی باغ و کوٹھی بیگم سمرو
تعمیر ہی کہ شاہجہان آباد مین اوسکی عمارت بہی
بی نظیر ہی اور باغ بہی بکمال پاکیزہ و دلپذیر اور نشست کی جگہ
سڑک سی خونی دروازہ ہی اوس بازار مین بہی عمارات بلکہ
اور سڑک بحسنہ بچی اوسکا راستہ بازار خانم اور مسجد جامع کو
جاتا ہی اور اس بازار مین سراسر صراف اور ساہوکار رہتے ہیں

اگرچہ اس بازار مین مسجدین بہت واقع ہین مگر ایک مسجد
بہت بزرگ وسنگین ہی اوسکی تاریخ لکھی جاتی ہی
تاریخ در زمان شہ خورشید سریر * ظل حق ماہ زمین
شاہ زمان * ناصر الدین کہ محمد شاہ ست * تیغ او کفر شکن
در دوران * شرف الدولہ بنا کرده * مسجد و مدرسہ
عالیشان * این دو بیت الشرف علم و عمل * ہمچو سعدین
فلک کرده قران * سال تاریخ بنا گفت خرد * قبلہ حج
ارادتکیشان * اور سڑک سی شمال رو ایک بازار تیرلیونکا
کہلاتاہی کہ اوسکا راستہ گوریا پل اور کشمیری دروازہ کو نکلتاہی

اور محاذی ترپولیہ کی چبوترہ کوتوالی اور مسجد طلائی نواب
روشن الدولہ ہی یہہ تاریخ او مسجد کندہ ہی تاریخ
بعہد پادشاہ ہفت کشور * سلیمان عہد محمد شاہ داور * بہ عہد
شاہ بیکس آن قطب آفاق * شد این مسجد بزینت رجہان
طاق * خدا بخشیت لیکہ از روی احسان * بنام
روشن الدولہ ظفر خان * بتاریخش ہجرت تا شمار است
ہزار و یکصد و سی و چہار است * اوسی سمت کو دروازہ
چہوٹی دریبہ کا ہی اوس بازار مین دکانین بزازونکی
بکثرت ہین زر بفت سی گزی تک وہان بکتی ہین *

اور اوسی کوچہ مین بہت مکانات جوہریونکی اور حویلیان
مہاجنونکی نہایت تکلف و استحکام سی معمور ہین
اور زر و جواہر و اسباب لکہہا روپیونکی بابت تجارت
اونکی پاس مہیا اور موجود ہین باہر اوس کوچہ کی
شیش محل قدیم میرزا اشرف بیگ اور کمرہ حکیم رکن الدولہ
مشہور ہین سیر بازار کی واسطی یہہ بہی دونو موقع السر ہین
اوسی سڑک پر ایک طرف جوہری بازار اور دوسری
جانب کناری بازار آگی اوسکی چاندنی چوک شاہجہانی ہی
کہ اوسمین صبح سی تا نصف شب رونق و آبادی ہی =

گرد اوسکی دکانین لداؤکی کھانچہ دار اور نشان و قطعہ این
نامدار شب ماہین وہ قطعہ بدور بہی ماہ زمین کہلاتا ہی
اور اوسکی بیچ کا حوض نقطہ مرکز دایرہ قمر نظر آتا ہی عصر کے
وقت مجمع خلقت سی وہان ایک کیفیت ہوتی ہی
ہر قسم کے سودی والونکی وہان جمعیت ہوتی ہی ہر امیر
و غریب سوار و پیادہ بطریق تفنن ہوا خوری کو اوسی
طرف سی نکلتا ہی وہان ہی ہر اقلیم و ولایت کا آدمی
دکہائی دیتا ہی اور بغل مین اوس چوک کی شمال رو
ایک سرا و چوک بادشاہی بیگم کی بنی ہی اوسمین بہت کیفیت

وخوبی سی جاری ہی اگرچہ اوس باغ مین کہنگی آگئی ہی مگر
اوسکی عمارت وسرسبزی وہی لطف دکہا رہی ہی آگی چاندنی
چوک کی میوہ فروش وترکاری والی بیٹہتی ہین اوس میدانسی
رنگین اور سبزی طراوت آمیز سی دیدہ ودل کو تازگی بخشتی ہین
اوس سی آگی بدست چپ کو بازار بلیماران ہی وہ بازار بہی
طوالت مین بی پایان ہی کہ خاندان حکیم شریف خان کا
وہین سکونت رکہتا ہی یہہ ضلع بند و مسلمانونسی
و دور تک بستا ہی اور دست راستکو ایک کوچہ ہی اوسی
نیلکا کٹرہ کہتی ہین اوسمین کہتری لوگ بہت متمول اہل تجارت

رہتے ہیں اوس قوم کا حسن و جمال شہرۂ آفاق ہے مہ نازنین
اوس گروہ کے لطافت و نزاکت میں طاق ہے اوس سے
پیشتر یہ جگہ تھی ہوائی لشکر کے سردار رہتے اوسکو
زینت و خوشنمائی میں تمام شہر کی عمارت پر افتخار ہے
سامنے اوسکے مسجد سنگ سرخ کی بہت وسیع موسوم بہ فتحپوری
تعمیر حرم شاہجہان ہے اور اوسمیں طالب علم رہتے ہیں
اور شب و روز درس قرآن ہے اوس سے آگے بازار کھاری
اور لاہوری دروازہ اس بازار میں بہت کمال آبادی اور جنس
کی اندازہ ہے جس بازار کا کہ بیان ہوا اوسمیں سے اور

اور راستی منشعب ہوئی ہیں اگر ہر واحد کا بیان کیا جاوے
تو کسی ہی نگار نامہ علیحدہ طیار ہوئی ہیں قلعہ کی نیچی
ایک حوض بہت طویل و عریض سرکار انگریزی نے بنایا ہے
اور اوسمین واسطے فیض رسانی کی نہر کو ڈالا ہے ہمیشہ لبالب
رہتا ہے ایک جہان اوس سے آرام پاتا ہے اوسکی غرب رو
بارہ دری قدیم نواب اسد خان وزیر کی تہی اب اوسمین
عوام لوگ بستی ہین انکو وزیر صاحب تدبیر اورنگ زیب
عالمگیر کہتی ہین اوسکی آگی بازار خاص ہی دکانین اوسمین
اگرچہ ہر جنس کی موجود ہین مگر رونق خاص بازار لکھنو کی

ذکر سنہری مسجد

اگلی باغ معمور رہیں اوسکی برابر بادشاہی فیلخانہ ہی اوسکی
پاس قدیمی محمود خانہ اور قلعہ کی نزدیک سمت جنوب کو
دوہری سنہری مسجد نواب قدسیہ بیگم زوجہ احمد شاہ
بن محمد شاہ کی تعمیر ہی بالفعل بسبب شکستگی برج بادشاہی
اوسکی صورت بدل دی ہی یہہ تاریخ اوسپر کندہ ہی

تاریخ شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ ٭
ظل پروردگار شاہان عالم پناہ ٭ مسجدی کردہ بنا
نواب قدسی حرمت ٭ بادوام فیض عام آن ملاذ بیکسان
سعی او این بنا در صاحب لطف و کرم ٭ ساخت ختم تعمیرش حسین

جاوید عالی دستگاہ * چاہ و حوض صاف صحنش آبروی
زمزم ہست * ہر کہ از آبش طہارت کرد و شد پاک از گناہ *
سال تاریخش چو جستم یافتم از الہام غیب * مسجد
بیت مقدس مطلع نور الٰہ * اور اوسی سمت کو مسجد
اکبر آباد میں تمام سنگ سرخ کی حرم شاہجہان بادشاہ نے
بنائی ہی اوسکی وسعت و رفعت سی اپنی ہمت و عفت
دکھلائی ہی اوسکی دروازہ بیرونی پر یہہ عبارت
بخط نسخ ارقام فرمائی ہی عبارت این مسجد فیض انتما
و سرای راحت جا و حمام لطافت آما و چوک دلکشا

ذکر بنای
شاهی

که عبادتگاه حق پرستان روزگار و روح افزای معتزلان
اقطار و حرمتکدهٔ آسمانیان و دار النفع زمینیان است
در عهد سعادت مهد پادشاه کهف انام سایهٔ والای
پروردگار خلیفهٔ برگزیدهٔ کردگار رحمت اعم ذی الجلال
مظهر ایزد دادگر بیهمال ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران
ثانی شاهجهان پادشاه غازی پرستار خاص پادشاه
پرستنده با اخلاص ظل الهی موفقهٔ خیرات و مبرات
مجموعهٔ سعادات و حسنات اعز النسا مشهور باکبرابادی محل
بصرف مال معلی بنا کرد و بجهت ابتغای رضای الهی اکتساب ثواب اخروی

با حقوق مرافق و اشجار خارجه وقف لازم شرعی نموده
و مقرر ساخت که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد
آنچه از حاصل این موقوف بعد الترمیم باقی ماند
بخدمت مسجد و حمام و طالب علم بیمانند و الاهتمام را
بجماعه مسطوره بر بنده این منازل متعه لعرض و سال
بصد و پنجاه هزار روپیه آخر شهر رمضان المبارک
هزار و ششصد و سی و هجری مطابق بیست و چهارم جلوس عالم آرا
صورت انجام پذیرفت ایزد تعالی اجرای این خیر جاری
و نفع باقی به روزگار فرخنده آثار پادشاه دین پرور حق گزین

عدالت گستر و بانی این مبانی عامره عاید گرداناد آمین
رب العالمین اس مسجد کی اگلی دہلی دروازہ کے ایک بڑا
بازار سیح ہی اوسکو بعض بازار کہتی ہیں بیچ میں اسکی
نہر بہتی ہی اور دو طرف نہر کی دکانیں ہیں اور ایک مسجد سنہری
روشن الدولہ کی بنائی ہوئی اوس بازار میں ہی
اوسکی تاریخ یہ ہی تاریخ شکر حق کز یمن فیض سعید
عرفان پناه شاه بھیک آن مرشد کامل ولایت دستگاه
در زمان شاه اسکندر نشان جمشید قدر معدلت گستر
محمد شاه غازی پادشاه روشن الدوله ظفر خان ساخت

جود و کرم * کرد تعمیر طلائی مسجدی عرش اشتباہ مسجدی
کاندر فضای صحن قدرش آسمان * گردد جاروب
از شعاع مہر ہر شام و پگاہ * حوض صافش و نشان
از چشمہ کوثر دہد * ہرکہ از آبش وضو سازد شود پاک
از گناہ * سال تاریخش رسا می یافت از الہام غیب
مسجدی چون بیت اقصی مہبط نور الہ * اور بازار سے
متصل شرق رویہ دریا گنج مشہور ہے اوسمیں
ہر کوٹھی ڈنگلہ صاحب اور کوٹھا ایک بیت السرور ہے
اور نواب شمس الدین خان کی کوٹھی اور زینت المساجد

ہے وہیں ہے قضا و نورانیت ہیں اس مسجد کی بیچ کی
بہیش ہے یہ مسجد بھی شاہجہان آباد میں منتخب ہے سنگ سرخ
و سنگ مرمر سے مرتب ہے اس مسجد کو نواب زینت النسا بیگم
دختر اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے حین حیات میں
بنا یا ہے تجہیز تربت بیگم مذکور بھی اوسی صحن مسجد میں
زینت المساجد ہے یہ شعر اوسکی کتبہ میں مکتوب ہے
اہل فہم کو مضمون اوسکا سراسر محبوب ہے کتبہ
مونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است ۔ سایۂ از ابر رحمت
قبر پوش ما بس است ۔ امیدوار حسن خاتمہ بطفیل واطہر

زینت النسا بیگم بنت بادشاہ محی الدین محمد عالمگیر
غازی آثار المعمر بانیہ سنہ ۱۱۲۲ اور فصیل بازار کی دست
راست کو تمام محلات امرا ہیں اور عمارات رؤسا
چنانچہ محل کلاں اور کوٹھی نواب فیض طلب خان
اور چیلوں کا کوچہ اور حویلی نواب وزیر الدولہ والی ریاست
ٹونکی اور گلی کوچی اوسطرف واقع ہیں اور اکثر شرفا
و فضلا و قضات و اہل کمالات وہاں رہتی ہیں اور قلعہ کی
دست راست کو نہر و پنچکیاں ہیں اور آگی اسکی میگزین
سرکاری اور کوٹھی ریزیڈنسی کی اور قدیم حویلی

نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کی تھی اور محاذی
مین اوسکی حویلی دلکش نواب منصور علیخان وزیر کی
واقع ہی کہ اوسکی شوکت و شان کی بیان مین زبان
صدق ترجمان قاصر اور اوسکی شمار و تعداد مکانات مین
لسان قلم عاجز چونکہ زیب المکان بالمکین ہی اب وہ
بی سامان پڑی ہین اور اونمین غریب وغربا کرایہ دار
رہتی ہین اوس سی آگی کوٹھی نواب حامد علی خان اور
گرداگرد اوسکی اور بعضی کوٹھیان عدالت دیوانی و فوجداری کی
آگی اور کشمیری دروازہ اور کوٹھی سکندر صاحب اور

فخر المساجد اور چند کوٹھیاں سوداگروں کی اور مدرسہ
انگریزی و فارسی اسی طرف واقع ہیں مسجد مذکور
سنگ سرخ و سفید سے تعمیر ہے اگرچہ عرض و طول میں
اور مسجدوں سے قصیر ہے مگر انداز و خوش وضعی میں بے نظیر
ہے مسجد فخر النسا بیگم زوجہ شجاعت خان نے سنہ ۱۱
گیارہ سو اکتالیس میں بنائی ہے اسکی پیشانی پر یہ شعر
منقوش ہیں شعر خان دین پرور شجاعت خان
بجنت یافت جا * با رضای حق تعالی از طفیل مصطفی
صدر عالی تو نان کنیز فاطمہ فخر جہان * یادگارین ساخت

این مسجد بفضل مرتضی ۞ اس محل سی نکل کر جب تا محل کی
دیوڑھی مشہور ہی اور اوسکی مشرق رو آگی بڑہکر نہر
اور زینت باڑی ہی کہ وہاں ایک باغ و بارہ دری
نواب زینت محل کی بنائی ہوئی ہی اور وہیں
پنجابی کٹرہ ہی اور اکثر کوٹہیان پنجابی سوداگرونکی
اسباب لانی سی مرتب ہیں اور شیشہ آلات انگریزی کی
قریب وہاں ایک مسجد سنگ سرخ کی بہت وسیع
و فراخ بنا یافتہ ہی اور تعمیر ہی فضلا طلبا کا گذارا
اوسکی جانب شمال و مغرب ہیں تا بدررو دروازہ بہت آبادی ہی

تمام دروازہ ۵ ہم

اور سمت جنوب کو دیوار باغ بیگم اور نہر ہے اور
اوس سے آگے کوچہ بہادر جنگ خان اور سڑک
و بازار و نہر سعادت خان مشہور ہے اوس سے
حویلی و باغ و باؤڑی نواب مذکور ہے اوس حویلی
جھتی اور جو شہ دروازے بنائے ہین اوسکے
جلوخانے اور خواص پورے مانند حصن حصین کے
طیار کئے ہین اوسکے استحکام و وسعت کو دیکھکے بنانے
والونکی ہمت و طول الامل پر حیرت ہوتی ہے اور اب
اونکے وجود سے ان مکانون کو خالی مشاہدہ کرکے عبرت

آور اوسکی جنوب رویہ اور بازار وعمارات قدیم وجدید
اور بود و باش سوداگران پنجاب کی بہت ہی اور مکان
وسیع بہی بی بی جبرئیل لونی اختر کا ہی اوسی طرف ہی
اور اکثر مہاجن وساہوکار بہی وہان سکونت رکہتے ہین
آگی اوسکی کابلی دروازہ اور فصیل شہر ہی

ذکر مسجد جامع

بعد اوسکی جامع مسجد کو دیکہا الله اکبر اگر سوزن سخن
قد قامت فصاحت کو راست کرکی تکبیر زبان پہر
اوسکی بانگ تعریف وتوصیف تا عمر ابد خمس الاوقات کرتا ہی

ہرگز ایک حرف بھی اوسکا ادا نہ کیا جاوے اور صفحے
خامہ و دوات زمزم و کوثر میں وضو کرکے مسطر صفحۂ قرطاس میں
اوسکی ثنا و صفت میں ہزار سال سجدہ ریز ہی کیا کرے تو ایک
رکن بھی طے نہ کرسکے واقع میں اوسکی خوبی عمارت کو
عقل آسمان سیر انسان نہیں پہنچتی اور اوسکی ترکیب
و موزونیت سے طاقت صنعت بشری نہیں ثابت
ہوتی شاید بانی بنیاد لامکان نے اوسکو بنایا ہے
اور سامان اوسکا ملک العرش کے ہاتھ سے منگوایا ہے
اس مسجد نورآگین کا مقابلہ صومعہ عالم ایجاد میں کسی نے

نہیں دیکھا اور اوس مقام بیضا جبین کا نظیر دیدۂ سیاحین
کسی نے نشان نہیں دیا زینہ اوسکا مثال منازل و درجات کے
سلّم معراج عرفانی اور ہر دروازہ اوسکا مانند چہرۂ اہل اخلاق کے
کشادہ پیشانی صحن وسیع سنگ سرخ ہر دو طرف سطح ہموار
عقیق یمنی ایوان رفیع آتشین رنگ مربع مرصع شدہ
لعل البدخشی حوض سنگ مرمر آب حیات بخش سے
تختہ دریای نور اور فوارہ فیض گنجور ہزار زبان سے
حمد نامحصور بآب فلک انتساب طاق اوسط مشرق
الانوار شمس الضحی اور سفید سنگ مرمر خطوط سیاہ میں

مثالِ بدر الدجی فرش سنگِ رخام اندرونی حجرہ نگار
نور الانوار جد اول سنگ موسائی جائی نماز سویدائی
دلِ کعبۂ جہاں مدار محرابِ سعادت سیما فروغِ جبین ۱۲
ہلال منبر سراپا ضیا مرقات اوج عز و جلال اوسکی
زینہ ۱۲
بروج ثلاثہ جگر گوشۂ چرخ مقرنس او سپر تحریر
عمارت بلند منقش ۱۲
سنگ موسی کحل عین صخرہ بیت المقدس کلس زرنگار
سنگ مرکب ۱۲
مجلّی مثلِ چشم چشمۂ خورشیدِ درخشاں مینار بلند
جہاں نما اسطوانہ سقفِ آسماں حقیقت میں شاہجہانی
ستون ۱۲
جو کام نیک و جا ام ظہور میں آیا ہر ایک خیر و نیکی سے خالی نہیں

اور کوئی گروہ قحط آثار بغیر اظہار یکسانی ہمت عالی کی
نہیں گذرا اور کہ سراسر نتیجہ حسنات دینوی اخروی
اور ثمرہ سعادات صوری و معنوی اور باعث تحسین ابدی و موجب
ثواب سرمدی ہی مسجد شاہجہان آبادی کی تعمیر ہی کہ اوسکا ہر ذرہ
ذریعہ شفاعت خواہی ہی اور ہر گوشہ اوسکا تحسین افضال الٰہی
اوسکی خلوص نیت اور پاکی طینت کی بہرہ برکت سی
کہ وقت اول ہی تا انتہای شام نماز تکبیر جماعت ہی
اور روز جمعہ کو نمازیوں کی ایسی کثرت ہوتی ہی کہ محراب سی
الی باب تک سراسر خلق ہوتی ہی رمضان شریف میں قاری

دوحافظ سرطرف کلام الله شالی ہین مسجد آن بالوانک
مشقف سے سراو سحن کوئی جائی خالی نہین باقی ہین لکھا ہے
کہ بنیاد اس مسجد کی بتاریخ دہم شوال سنہ الہجری ستہ
مطابق سال بست چہارم جلوس یوم جمعہ القضا بہفت گہری
الا سعادہ شناسون کی ساعت مختار و قرار دی ہے روبرو
نواب سعد اللہ خان دیوان اعلی اور فاضل خان
خانسامان کی بحکم اقدس شاہجہان ڈالی گئی اول جعفر خان
کو اہتمام اس عمارت عالی کا پانچ مہینی تک مفوض رہا بعد ازان
خلیل الله خان نی دو سال تک اسکو بنوایا بعد اوسکی

نواب سعد اللہ خان تین برس پانچ مہینے اسکا مہتمم رہا
اور بادشاہ بھی گاہ گاہ واسطے ملاحظہ کی تشریف لاتی تھی
بعد انتقال سعد اللہ خان کی سپردگی روح اللہ خان داروغہ
عمارت بادشاہی میں بیچ عرصہ شش سال کی بصرف
دہ لکھ روپیہ آواخر رمضان کثیر الفیضان میں اختتام کو
پہنچی اور اس مدت تک ہر روز پانچ ہزار سنگتراش
وبیچین کار روپیہ اور غیرہ کی مدد دیتی تھی طول اسکے
اس بنای اشرف کا نو ورعہ اور عرض تیس گز
اور ارتفاع بائیس ورعہ اور قطر گنبد کا پندرہ گز

اور صحن ایک سو چھتیس درعہ عرض و طول مربع اور حوض
اوسکے وسط مین پانزدہ در دوازدہ گز اور گوشہ کنار حوض کے
سمت غربی مین ایک کٹہرہ سنگ مرمر کا بطور جانشین کے
محمد حسین خان مجلی نے بنایا ہی مشہور کرتی ہین کہ اوس
مجلی نے حضرت رسالت مآب کو خواب مین اوس مقام
سعادت التیام مین بیٹھے دیکھا تھا اور یہہ تاریخ اوسپر
کندہ ہی تاریخ رسول دیدہ اند اینجا ولی از اہل اللہ
بجاست گر شود این گاہ زیارتگاہ * بنای سال تحسین
وآفرین ہاتف * بگفتا حافظ جامی نشست رسول اللہ

بانی جامی ادب داعی محمد حسین مصطفی بادشاہی سے اکبر
اور اضلاع چارگانہ پر چار شکلہ گنبد دار بطور بارہ دری کے
اور بیچ اسکی ایوان میں حجری وسیع واسطے اسباب روشنی
و جائی نماز وغیرہ کی اور برابر میں جانب شمال کی آثار
شریف حضرت نبوی رہا ہی کہ جمعہ کو وہاں درود صلوۃ
پڑھتی ہیں اور زیارت اوس متبرکات کی کرتی ہیں اورنگ زیب
عالمگیر کی عصر میں الماس علیخان خواجہ سرانی ایک مسجد
سنگ سرخ کی جالیونکا بنوایا ہی اور اوسپر تاریخ کندہ ہی
تاریخ نقش آثار مبارک سرور آخر زمان در زمان شاہ عالمگیر

خاقان جہان * باسعادت ساخت دیوار حجر از سنگ سرخ * بندہ با عتقاد از صدق دل الماس خان * سال تاریخ بنا چون جست از عقل و خرد * گفت تغ ؟ بہر خود داکرد ابواب جہان * اور دو نوبا زونہیں وسیار یفیع زینہ دار تابحد نشستگاہ بنگلہ اور اوسکی صحن میں تین دروازے ہیں عمارات سنگین و جان گزین ہیں مع مصراع ہر یکی کی آراستہ کئی ہیں اور اونہیں دو طرفہ دالان و حجرے واسطے فراش و دربانان و ساعت نوازونکی ترتیب دی ہیں اور ہوا میں بیچ دروازے کی دو طرفہ دس نشیمن بالا

ہر ایک کی پیشانی پر بہ لوح سنگ مرمر مرتفع پر لگی ہی
اور سنگ سیاہ کی پچی کاری ہی یہ عبارت اسپر مسطور ہے

کتبہ لوح اول بقربان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و
زمان کیہان خدیو کشورستان گیتی خداوند گردون توان
مؤسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک
و دولت سپہدار روان عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت
خورشید رای خجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت
انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ عمارت
بوجود ذرہ پرور حکیم مظہر قدرت الٰہی مورد کرامت نامتناہی

مظهر کلمة الله العلیا مروج الملة الحنیفة البیضا ملجا الملوک
والسلاطین خلیفة الله فی الارضین الخاقان الاعدل
الاعظم والقاان الاجل الاکرم ابو المظفر شهاب الدین محمد
صاحبقران ثانی شاهجهان بادشاه غازی لا زالت
رایات دولته منصورة و اعدا حضرته مقهورة که دیده
بصیرت حق بینش از شعشعه انوار هدایت انما یعمر مساجد الله
عبارت بر در دائره سوم من آمن بالله والیوم الاخر
مستنیر است و آیینه ضمیر صدق گزینش از اشعه مشکات
روایت احب البلاد الی الله مساجدها فروغ پذیر این مسجد کوه اساس

گردون تماس که کریمهٔ لمسجد اسس علی التقوی بیان
بنیان پایدار اوست وبیته والقی فی الارض رواسی
نشانهٔ عمودکبار استوار او قمه قبه فلک شانش از چرخ
آسمان گذشته وشرفهٔ طاق سپهر نشانش با وج
کیوان پیوسته * عبارت پرور دارهٔ چهارم
نظم کز طاق وقبهٔ مقصوره اش چو یا نشان هیچ
نتوان گفت غیر از کهکشان وآسمان * فردلیودی قبه گر
گردون بنهج دی تاشش طاق بودی طاق گر
جفتش نبودی کهکشان * فروغ شمسیش طاق

جهان نمایش روشنی‌بخش مصابیح سموات پرتو عکس
گنبد عالم آرایش نور افزای قنادیل جنات منبر شکوه عرش
چون صخرهٔ مسجد اقصی عرفات مقام قاب قوسین او ادنی
عمارت هر دروازه بهشت محراب فیض گسترش
مانند صبح صادق گشاده پیشانی بشارت رسان
ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت آیاتش
صلای والله یدعوا الی دار السلام بسامع خاص عام
رسانیده مینار سپهر مدارش ندای للذین احسنوا
بالحسنی از نه رواق گنبد فیروزه فام گذرانیده

سقف رفیع با صفایش تماشاگاه روحانیان
کره افلاک عمارت سر دروازه ششم صحن وسیع
دلگشایش سجده گاه پاک نهادان معموره خاک
روح فضای فیض انتما و طیب هوای روح افزایش
از روضه رضوان حکایت کرده و عذوبت ماء معین
حوض دلنشین لطافت آبش از چشمه سلسبیل خبر داده
در روز جمعه دهم شوال سال هزار و شصت هجری موافق
سال چهارم از دور سیوم جلوس میمنت مانوس به تحریر رسید
عمارت سر دروازه صحن و طالع سعادت مطالع

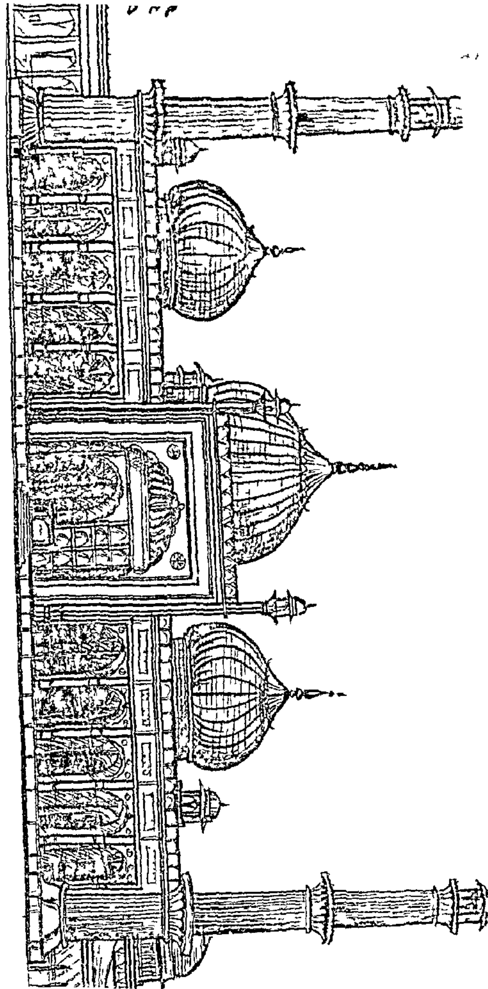
وپیرایهٔ تاسیس تعمیر یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی
کارپردازان کاردان کارگذار و فرط اعتقاد و اهتمام کارفرمایان
صاحب اقتدار و بذل جد و جهد استادان ماهر دانشور
و جمهور کوشش پیشه‌کاران چابکدست صاحب هنر
و اتفاق مبلغ ده لکهه روپیه صورت اتمام
و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر
عمارت چو در دوازده هشتم بفر قدوم اقدس
پادشاه ظل الله صاحبقرانی نیت خدا آگاه زیب و زینت گرفت
و با قامت نماز عید و ادای وظایف اسلام چون مسجد الحرام

در عید الضحی مرجع طوایف انام گردید و مبانی اسلام و ایمان را
متانت و رزانت کرامت فرمود و سیاحان ربع مسکون
و مسالک نوردان کوه و هامون را آراسته عماری تا این رفعت
و حصانت و از آیینه بصر * بر دروازه نهم * و مرآت خیال فرو گذشته
و حقایق گذاران وقایع دهر و فکرت پردازان نظم و نثر را که
سوانح نگاران بدایع ارباب ملک و دولت و صنایع نشانیان
اصحاب مکنت و قدرت اند افراخته بنای بدین شکوه و عظمت
بر زبان قلم و قلم زبان نگذشته فرازنده کل هستی و طرازنده
بلندی و پستی این بنیان رفیع را که قرة العین بینش و زینت بخش

کارخانهٔ آفرینش است * بر دروازهٔ دولتم بار داد روشته
صدای تسبیح سبحانش را هنگامه آرای ذاکران مجامع ملکوت
و زمزمهٔ تهلیل مهللانش را نشاط افزای معتکفان جوامع جبروت
دارا و رؤس منابر معمورهٔ جهان را بخطبهٔ دولت جاوید طراز
این بادشاه دادگر دین پرور که بمیامن ذات مقدس مبارکش
ابواب امن و امان بر روی روزگار گشاده است آراسته دارد
بحق الحق و اهله کتبه نور الله احمد تاریخ این مسجد چنین یافته
تاریخ من نگویم کعبه لیکن این قدر گویم که هست * جبهه او تا در
عاشق سجدهٔ این آستان * پرتو انوار او چون عالم افروزی کند *

صبح اگر دو نفس انگشت حیرت در دهان * مسجد از بهشت منزیده
امامش جبرئیل * خلوت روحانیان از شمع باید بی دخان *
دست استاد قضا تا از رخامش ساخته * روسفیدی آمد آماده یک کشت
از بهر کان * نیست در روی حاصل اوقات اهل طاعتش * جز دعای
ثانی صاحبقران شاهجهان * در بنای خیر این سعی که دارد همتش
حاصل کان بجز خواهد گشت از حرف کان * تا همیشه قبله اسلام
سمت کعبه است * قبله گاه آرزو باد آستانش جاودان * مسجد
کان کعبه ثانی است تاریخش بود * قبله حاجات آمد مسجد شاهجهان
۱۰۶۴

نقشهٔ اس مسجد متبرک کا یہ ہی



عقب میں اس مسجد کے دار الشفا اور دار البقا واسطے مریضوں
و طلبا کے بنائے ہیں بالفعل دار الشفا میں بعض سوداگرین
بستے ہیں اور دار البقا ان دنوں ٹوٹ گیا تھا سکونت کے لائق نہیں
اور مدرسہ بھی تھا صدر الدین خان صاحب اس کی تعمیر کر کے
اور مدرس تعلیم کرتے ہیں اس مسجد کے پیچھے سیڑھیوں کے
گذری لگتی ہے عجیب طرح کی کیفیت ہوتی ہے صدہا قسم کے
اور انواع طرح کا اسباب نو و کہنہ بکتا ہے اور ہر نوع کے
جانور یعنی اسپ و شتر و گاو و خر و طوطی و بلبل و مرغ
وغیرہ خرید و فروخت ہوتے ہیں ایک عجیب طرح کی کیفیت ہوتی ہے

وکلاہ دوز دکان لگاتی ہین اور کسی جانب خونچی والی
اور کبابی اور فالودہ ساز بیٹھتی ہین اور اس مسجد کی
چہار سو بازار ہی کہ وہان سی قلعہ چہہ سو گز کی فاصلہ پر
واقع ہی اور شمال کیطرف پانی والونکا بازار ہی اور اسکی
سڑک بہت وسیع ہی اور دو طرفہ دکانین اوپر
بالاخانی اور اسکی دست چپ کو اکثر مکانات
دکوٹھیان مہاجنونکی ہین اور دست راست کو بازار
خانم ہی اوسمین آئینہ ساز و خانم بند و سادہ کار
و صیقل گر اور شمشیر ساز و کوفت گر و بندوقساز و نقاش

وگہری تھی تو آنکہر وغیرہ سودا کرتے رہتے ہیں اور سمت
مغرب کو چاوڑی کا بازار ہے وہ بھی بہت وسیع و آباد ہے
اور عمارات ریگزار کی رنگ سے رشک نگارستان ہیں
اور اس بازار میں ہر قسم کی اشیا ملتی ہیں جانب
راست کو حویلی واسطے شاہ نظام الدین صوبہ دار کی
دلی کی بنی ہوئی ہے آگے جانب چپ میں تخت اور دروازہ
اوپر عاشق کا کوچہ کہلاتا ہے اور سمت راست کو
روشن پورہ نیا بازار وغیرہ ہے کشمیری اور قطب بسیار
دوکان فروش اور سیلانی بیشتر میں آگے اس کی

قاضی کا حوض ہی اور دست راست کو ایک اور بازار
وسیع دو طرفہ عمارات و مکانات دلکشا اور دکانیں
جنس و اشیا کی معمور ہیں حویلی و رنگ محل یا بیٹھک نگار
اور اکثر عمارات عالیشان امرای قدیم کی اس طرف
واقع ہی بالفعل احترام الدولہ حاذق الزمان حکیم
احسن اللہ خان کا مکان عظیم الشان وہیں ہی اوس سے
آگی لعل کوہی کا بازار ہی اور دست راست کوچہ
قاسم خان ہی نواب فتح اللہ بیگ خان اور
نواب ضیاء الدین خان اور نواب غلام حسین خان

اور نواب امین الدین خان اور میاں کالے صاحب کی
مکانات اسی کوچے میں واقع ہیں اور لعل کنوئیں سے آگے کی سمت
پیچ کو ایک مکان قدیم لطافت بیگمان کا ہے بالفعل
نواب زینت محل نے خرید کے خوب مرتب کیا ہے اور اسی
سمت کو بازار کھڑکی فراش خانے ہے وہاں ہے اکثر عمارات
قدیم و جدید دیکھنے میں آئی شاہجہان آباد کے اطبا اکثر
اسی طرف رہتے ہیں اور اکثر شرفا لوگ اسی میں سکونت
رکھتے ہیں اور قاضی کے حوض سے دست چپ اس کا محلہ
بازار [illegible] مسجد فراش خانے کی [illegible]

ہر قوم کی لوگ وہان بستی ہین مگر کشمیری پنڈت لوگ
اکثر وہین رہتی ہین اوس سی آگی مسجد کلان مشہور
کالی مسجد ہی جو [illegible] مخاطب بخانجہان وزیر فیروز شاہ نی
۷۸۹ ہجری مین تعمیر کی تھی قبر ہی اوسکی وہین ہی اور
یہہ کتبہ اوسکی دروازہ پر ہر قوم ہی کتبہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم بفضل وعنایت آفریدگار بعہد دولت پادشاہ
دیندار الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاہ السلطان
خلد ملکہ این مسجد بنا کردہ بندہ زادہ درگاہ جونا شاہ
مقبول المخاطب بخانجہان خدا برین بندہ رحمت کند

هر که درین مسجد بیاید بدعای خیر بادشاه مسلمانان این بنده را
بفاتحه و اخلاص یاد کند حق تعالی این بنده را با ایمان برد
بحرمت النبی و آله مسجد مرتب شد بتاریخ دوم ماه جمادی الآخر
سنه تسع و ثمانین و سبع مائة هجری اور حاجی شاه حاجی حسینی
مرحوم گئے ہی یہیں ہی وہ بھی ایک زمانہ میں صوبہ دار تھے
اور قریب اوسکے درگاہ حضرت شاہ ترکمان صاحب کی ہے
یہہ بزرگ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہیں
ہمیشہ مستغرق رہتے ہی اور بڑی صاحب تصرف تھے
تاریخ بیست و چہارم رجب سنه ۶۳۸ ہجری عہد سلطنت

معز الدین بہرام شاہ مین وفات فرمائی اور قریب انکی حویلی
نواب مظفر خان کی ہی وہ مکان ہی شاہجہان آباد مین
عمارات محمد شاہی سی بہت مشہور و معروف ہی اور وسعت
و ہنر رنگی مین نامور آب اوسمین غربا لوگ رہتی ہین اور
قاضی کی حوض سی پیشتر سمت جنوب مین اجمیری دروازہ تکا
بازار ہی اوسمین بہی کمال وسعت ہی اوس طرف عمارت
قدیم نواب قمرالدین خان وزیر محمد شاہی اور حویلی رجنا بیگم
وغیرہ مکانات عظیم الشان امرای سابق کی شکستہ و ریختہ
افتادہ ہین اور جامع مسجد کی سمت جنوبی مین چترا بازار ہی

وہ طرفہ دکانیں اور عمارات عالی قایم ہیں اوسکی گرد
جنوبی و شرقی میں باغ و حویلی نواب خاندوران خان
محمد شاہی واقع ہی اور آگی اوس سی دست چپ کو
نواب محمد سعید خان محتسب کا مکان ہی اور دست راست کو
حویلی مفتی محمد صدر الدین خان صدر الصدور
اور مکان سید محمد امیر خوشنویس کا اور حویلی نواب مرتضی خان کی
اور بازار چتلی قبر کا آباد ہی اوس سی دست چپ کو
ایک اور بازار امیر خان مشہور ہی اور مدرسہ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب کا اوسی طرف ہی اوس سی آگی

رستہ چیلونکی کوچہ کا اور چاندنی محل واقع ہی یہہ بازار
بخط مستقیم تا بدہلی دروازہ چلا گیا ہی آور چیلی قبر سی
آگی دست راست کو بہو جلا بہاری ہی وہانبہی نہایت کثرت
آبادی ہی آگی اوسکی خانقاہ حضرت غلام علیشاہ صاحب
کی ہی اوس سی آگی ترکمان دروازہ ہی غرض یا تہم کی
یہہ تمام بازار سر سواری بنظر سرسری دیکہی اور
بہت سی کوچی و بازار اور مقامات و مکانات باقی
رہگئی آور اتفاقات سی دو ایک میلی بہی دیکہنی میں آئی
ایام ہولی ہکو جہیں بسر ہوئی ہر کوچہ و بازار میں شب و روز

دو دریچیان اور اکیس برج ہین سات مدور اور چودہ
مثمن اور گرد خندق پختہ پہنائی مین پچیس گز
اور عمق مین دس گز سمت شرقی اس قلعہ مبارک کے
شہر ہی شامل ہی اور غربی کنارہ دریا ہی جمن سی ملا
یہہ قلعہ حسن و خوشنمائی مین یکتا ہی مگر قابل جنگ لڑائی کے
نہین ہی اور حقیقت مین شاہجہان نی اسکو بطریق حویلی
واسطی بود و باش کی بنایا تہا نہ بارادہ حرب و ضرب کے
ایک روز داراشکوہ نی عرض کیا کہ قبلہ عالم کرسی مسجد جامع کی
فصیل قلعہ سی بہت بلند ہی اگر خدانخواستہ حریف

سنہ ۱۰۶۹ ایکہزار انہتر میں اختتام کو پہنچی طول اس حصار کا
چھہ ہزار تین سو چونسٹھہ گز عرض دیوار چار درعہ
اور ارتفاع بیس گز اور برج ستائیس اور دروازہ
گیارہ اور کہڑکیاں چودہ ذکر قلعہ مبارک
شاہجہان آباد و بعد انصرام تماشای شہر کی اتفاق
قلعہ مبارک کی دیکہنی کا ہوا یہہ قلعہ حصار اکبرآباد سی
دو چند بڑا ہی اور یک لخت سنگ سرخ سی بنایا ہی
طول میں ہزار گز اور عرض میں چھسو گز اور ارتفاع
پچیس درعہ اور تمام زمین اندرون حصار کی چھ لاکھ درعہ
اور اسمیں چار دروازی

اور سوای اسکی اور بہت سی حویلی ہندو مسلمانونکی اوس
شہر پناہ ہوئی ہیں کہ بغیر سکونت اہل کمال کا دل کی اونکا
دیکھنا اور تماشا ہی قدرت الہی کا لطف وہنا محال ہی
کہتی ہیں کہ اول اس شہر کی فصیل تہی بحکم شاہجہان
سال بست وچہارم جلوس میں چار مہینی کی مدت میں لاکہہ
روپی کی صرف مین فقط سنگ وگل سی طیار ہوئی مگر چند روز مین
کثرت بارش اور شدت برسات سی اکثر منہدم ہوگئی
پہر سال بست وششم جلوس مین حکم شہر پناہ پختہ کا
صادر ہوا بعدہ پانچ لاکہہ روپی کی خرچ مین بانجام پہنچی الی آخرہ

مردم عوام سانگ بنتی ہین اور عجیب و غریب نقلین
بناتی ہین اور ساز و سامان اور لباس و زیور سے آراستہ ہوکر
رقص و سرود کرتی ہین اور وہ ہولہنڈی کی فزیاع بیگم
سمر و مین برا عمدہ میلہ ہوتا ہی اور انبوہ خلقت سی
ایک مجمع کثیر رہتا ہی اور تمام شہر کی امیر و غریب وہان
موجود ہوتی ہین اور بعضی فیل و اسپ پر سوار ہوکر پہرتی ہین
اور اسیطرح دیبی کی چہریونکا میلہ دیکہا شہر سے شش ماہ تی ہین
وہ میلہ بہی بہت پر کیفیت ہوتا ہی شہر سے تا باغ محل الٰہ خالی
دو کوس تک ہوا ہی ہجوم زن و مرد کی کچہہ نہین نظر آتا ہی

بعد دخل باہلی شہر کی مسجد سی توپ لگادی تو گولی کی زد
محل شاہی تک ممکن ہی فرمایا کہ باباجان دولت خانہ
بادشاہی کا قلعہ و فصیل دریای اٹک ہی ہر کا مقام سدراہ
مخالف نہوا تو اس قلعہ کا کیا وجود ہی غرض ہم قلعہ کی
لاہوری دروازہ سی داخل ہوئی وہان ایک احاطہ وسیع ہے
اور اسمین کمپنی تلنگونکی رہتی ہی آوس سی آگی دروازہ دوم
اوس دروازی پر ایک عمارت عظیم الشان سنگ سرخکی
سنبت کاری سی نہایت بلند وخوش تعمیر بنی ہوئی ہے
کہ فلک فیروزہ فام اوس کاخ یاقوت رنگ کا سائبان معلوم ہوتا ہے

اور اوسکی تشریح یہی قطار جیو نتیسے اپنی زمین بین شانہ
کیا کرتا ہی اوسین ایک صاحب مقعدہ وار سرکار انگریزی
کی طرف سی رہا کرتی ہین اور صاحب رزیدنٹ کی
سکریٹر کہلاتی ہین جو رئیس امیرلو وارد قلعہ کی دیکھنیکو آتی
اونصاحب سی ضرور اجازت چاہیئے غرض یہی
اوس قصر عالی کی ایک بارہ سنگا یعنی چیتہ قابیہ
لبشکل وقش نہایت مرقع و روشن ہی اور طول
اوسکا قدر سو گز کی تخمیناً اور دو طرفہ و کاہین کرسی دار
بنی جنمیں ہاری دو دو طاق میں منقش و ملمع نہایت و دلکشا ہی اور

تمام سقف و دیوار نقش و نگار رنگا رنگ سی بکمال زینت و زیبائی
جب اوسکی حد آخر کو قطع کیا تو ایک چوک جلوخانی کا دیکھا
با فرش سنگین بہت مسطح و مربع طول مین دو سو گز اور عرض مین
ایکسو چالیس گز اور گرد اوسکی طاقہای بلند با حجرہ ہای
وسیع آراستہ اور دو ترپولیئے جنوب و شمال مین بہت سنگین
وسعت سی فرق بصر قدین سو دو اور دو نو طرف سے دو دو
سڑکین اور دو بازار شاہجہانی مین ایک قلعہ کی دلی دروازہ
سے ہوتا ہی اور دوسرا اصطبل خاص اور سلیم گڈہ
تک پہنچتا ہی اور بیچ مین حوض مع نہر ہی اسطرح گذرتی ہی کہ نور

جنوبی کو خندق حصار میں جا کی گرتی ہی اس بازار کی
شرق و غرب میں دو دروازہ ہیں مشرقی کی اندر کی
عمارات کو نو محلہ کہتی ہیں وہان سلاطین و شاہزادی
رہتی ہیں اور محاذی اسی تا فصیل قلعہ اکثر عمارت
کارخانجات شاہی اور خانہ ہای مردم شاگرد پیشہ
مثل خواص چوبدار وغیرہ واقع ہیں اور سمت شمالی میں
یعنی تحویل الخاص جیمرخانہ و توشک خانہ و رتھ خانہ وغیرہ کارخانجات
ہیں اور پچھواڑی نقارخانہ کی تیلیا ہی جو شاہی سکونت رکھتی ہیں
اور چوک کی جانب شرقی ایک دروازہ کلان ہی اور اسکے بہر

عمارات عالیشان اور ایوان روح افزای بینندگان
واقع ہیں وہان نقار خانہ سلطانی رہتا ہی اوسکی آگی ایوان
عام ہی اوسمین ایک احاطہ وسیع و صحن دلکشا ہی بطول
دو صد و چار ردہ اور عرض مین ایکسو ساٹھ گز قریب
گرد اوسکی تمام ایوان سنگین اور دروازہ جنوبی و شمالی
سنگ سرخی کی بکار سنت سر لقا یک کشیدہ ہین اور سمت
شرق کو غرب رویہ ایک دالان تسبیح الشان اور
صفت نشان با سقف گردون نما ان ستونہای
سہ دری ارکان سنگ سرخ کا سفیدی قلعی سنگ مرمر کی

آور طراحی رنگا رنگ سی زینت پیرا اور ہر مقام اوسکا تحریر کاری
زر سی مطلا طول مین شصت وہفت ورعہ اور عرض
بست وچہار ورعہ اور سات چشمہ بطاق مرغولہ دار
ہر ایک ستون سنگ شستہ کا نہ سی ہوسمس اور خطوط زرنگار سی
آگی اوسکی صحن چبوترہ سی طول مین ایکو چار ورعہ اور عرض
سات ورعہ اور تینو طرف محجر سنگ سرخ کی نہایت زیبا
سی کشش آخرچمن اوس ایوان والا شان کی ایک نشیمن
سعادت آئین وجہرو کہ سراپا مخزن صرجین کاری کہا
نشیمن جہروکا سی شین وتصاویر وکلدستہ ہای معجز طرازی

مطلع خورشید جہانبانی یعنی نشستگاہ صاحبقران ثانی
شاہجہان بادشاہ غازی قایم اور رستہ اوسکا اندرون
استیار محل سی رکہا ہی اور بیچ اوسکی ایک چوکی بہت عریض
وطویل سنگ رخام نادر کی نہایت پاکیزہ ونورانی
مرصع بہ نگینہ ہای عقیق یمانی ہموار ہی کہ وہ مقام قیام
وزرای یمین ویسار ہی اور اوسکی اضلاع ستون کا مدینیا
پیشتر محجر بیچین با قبہ ہای طلائی منصوب تہا اور اوس
ایوان کا سر شان قصر کسری میں تمام فرش قالین ہے
ایرانی اور محمل کاشانی کا بچہا تہا اور پردہ ہای کار چوبی

اور سائبان زرتار کی پڑی رہتی تھی اور وہاں اپنی اپنی
مراتب پر امرائی اہل دربار اور منصب داران ذوی الاقتدار
اور راجگان شوکت آثار اور منشیان عطارد شعار
اور ایلچیان ملوک و حکام اور وکلای ذوی الاحترام ایستادہ
ہوتی تھی جب سے کہ سلطنت تیموریہ کو انحطاط ہوا اور دولت
چغتائی میں زوال آیا جب سے یہ مکان بھی بے رونق
و بے حرمت اور بے سامان و بے زینت پڑے ہیں دستور
اس کہنہ سرای کون و فساد کا قدیم سے اسیطرح چلا آتا ہے
اور آئین اس سپہر پر کین کا اسی نہج پر گذرتا ہے کبھی اس خاکدان

ذکر قلعہ شاہجہان آباد

حسرت نشان کو قدوم اہل تاج و سریر کی آبادان کرتی تھی
اور کبھی آشیانہ بوم و جغد سی ویران کرتی ہی مدام
بجز ذات واجب الوجود کی عالم حادث کو محال ہی ثبات
مر او را رسد کبریا و منی / کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی
جس سر کو غرور آج ہی یہان تاج وری کا کل اوسپہ
یہین شور ہی پھر نوحہ گری کا ہست ملک جہان [illegible]
بسیار ہی بشمتی کہ بیرون نیست از فنا و زوال
اور اوسکی صحن مصفا مین دو دروازی جنوبی شمالی
سنگ سرخ کی بکمال ثبت سر بفلک کشیدہ ہین ایک سمت

مہتاب باغ کو جاتا ہی اور متصل مہتاب باغ کی ایک مسجد
چوبی بہت وسیع و فراخ تعمیر احمد شاہ بن محمد شاہ کی
دیکھنی مین آئی اوسکی دروازہ پر یہہ تاریخ کندہ ہی
تاریخ بنا کرد مسجد شہ دین پناہ * کہ شد یاور ش
دولت سرمدی * ہر و ہر کہ انجا سجود نیاز * بانوار
طاعت شود مہتدی * خرد را بحیرت فرورفت پای
چو شد فکر تاریخ را مسعدی * بگفتا سروش از سر بیخودی
کہ بیت شرف مسجد احمدی * اور دوسرا خواص پورہ
اور ٹھی محل کو اور دو دروازی دیوان عام کی بغلوں مین جا بیان

ایک کو ڈیوڑھی نقار خانہ کہتے ہین کہ محل کو اوسی طرف سے
جاتے ہین آور دوسرا دروازہ دیوان عام سے جانب
شمال کو ہے اوس سے گذر کے دیوان خاص مین داخل ہوتے ہین
اوس سے آگے عتبہ دولت ہے وہان ایک لعل پردہ پڑا رہتا ہے
جو شخص دیوان خاص مین داخل ہوتا ہے اوسی جا سے
آداب بجالاتا ہے جب ہمنے اوس دروازے کو طے کیا تو ایک
قصر عالی نور مجسم کا نظر آیا یعنی ایک بارہ دری سراسر حجر کی
دیکھی گویا عرش کو زمین پر اوتارا ہے یا دنیا مین تخت رب العالمین
بنایا ہے اوسکی پرچین کاری کو تفسیر ضیا دی کہئے اور اوسکی

نقش و نگار کر ترجمه سورہ نور لکھی جدا ول طلائی سی جر لوح مرمر
صفحه مصحف نظر آتی ہی اور سقف زر اندود اوسکی آفتاب
سوا سیرہ معلوم ہوتی ہی چاروں طرف سی چشمین اوسکی ازین
ہوا ہی نشاط و نسیم انبساط اوسکی بغل گیری سی ہر سبز نازنین
شرف رو موج دریای جمن وام نگاہ نظارگیان ہی اور
سبزہ صحرا نضارت افزای چشم تماشائیان اوسطرف
سر شہیدہ
ایک چوکی دانہ بلور کی بوزن دو سہ من بوضع مطبوع
نصب ہی کہ وہ بھی اچہا معادن روزگار مین نایاب
منتخب ہی اور اوس نشیمن خاص کی تین تین چشمین ملین
مرغوب و دلدار

ہر جانب کو دریچہ اول میں اور پانچ پانچ ایوان دو منزلہ

اور سمت شرقی کو جالیان ایک ایک تختہ سنگ مرمر کی

بہت حسن و لطافت سے نصب ہیں اور ایک محجر جانب

غربی زیر کرسی باشبکہ سلیقے ترتیب دیا ہے اور جانب

جنوب و شمال صحن سنگ مرمر مصفا ہموار ہے کہ دل پانو کا تمام

جہان سے او سپر نثار ہے بیچ صحن وسط کی نہر بعرض چار درعہ بشکل مارپیچ

مع بیل بوٹہ ہائے پرچین کاری جاری ہے اور اوسکی نشستگاہ میں

صحن وسیع ہے بطول ہشتاد درعہ اور گرداگرد ایوان رفیع

باسنگ سرخ بعرض شش گز آراستہ اور سقف ایوان کی

چارون کوشون پر چار قبہ طلائی سربرافراشتہ تمام ایوان
خاص اصطلاح شاہ محل ہی طول مین تمام کرسی عمارت
مع صحن دو طرفہ شصت و گز اور عرض بست و شش گز اور
طول اوس نشیمن خاص کا چھبیس ذرعہ اور عرض چھبیس ذرعہ
نگینی اسکی پچی چین کاری کی سبب بی غوری و نامقدوری
شاہان متاخرین کی بہت گر گئی اور پھر نصب نہو سکے
نہین
اور جو آرایش و زینت او صفائی و پاکیزگی پتھران کہانوں
خاصکے
تھی اب اوسکی عشر عشیر بھی نہین ہی اور اندر دالان دیوان
یہہ شعر باب طلا مرقوم ہی شعر اگر فردوس بر روی زمین است

ہیں ہیہات ہیہات ہیہات سبحان اللہ بالفعل حضور لامع النور
کرامت دستوری نے اوس قصر شاہجہانی اور محل صاحبقران ثانی کو
کہ جسکو فردوس ثانی او جلوہ نورانی کہتی ہیں اپنی رای عالم آرا سے
اور عقل آسمان پیما سے اصلاح فرمائی ہی یعنی اون چشمہائے
ماہ سیما اور ابواب روح افزا میں تختہ قنات چوبی بجمال
ناہمواری ناموزونی لگائی ہی اور اوسپر تکلف اضافہ
کیا ہی کہ گل سرخ سی اوسی رنگ دیا ہی ہیہات چاند کو
گہن لگایا ہی ماہ کو داغ دکہایا ہی تاج کو بیجا طلا یا ہی
زلف میں ٹاٹ کا پیوند لگایا ہی ہیں شاید اوس شاہ

سکندر جاہ حقیقت آگاہ کی اوس تختۂ چوب کو آئینہ نمای
دون پروری زمانہ بنایا ہی اور چہرہ حال کمینہ نوازی
روزگار کو اوسمین دکہایا ہی ورنہ اوس چوب کندۂ ناتراشیدہ کو
اوس ایوان خوش تراش سے کیا نسبت اور اوس خاک
بدرنگ کو اوس جوہر پاک سے کیا قربت ماشاء اللہ اس قسم کے
اور بہی تصرفات معجز آیات حمام وحیات بخش سے صادر
ہوئی ہین کہ وہ بہی انموذج بہشت اور یادگار زمانہ ہین
غرض جنوب مین دیوان خاص کی ایک اور دالان ہی
تمام سنگ مرمر کا پچکار طلا و پرچین کاری کہ اسکو تسبیح خانہ کہتے ہین

اور عقب میں اوسکی خوابگاہ سلطانی اور برج طلائی ہی
کہ منظر سیر دریا اور نشستگاہ حضور لامع النور ہی اور تمام عمارات
عالیات و محل بیگمات سماوی سرادقات سنگ مرمر
صبح صفا اور نگار احجار دلربا اور گلکاری طرازی آب طلا
سے منقش اور باغ و انہار روح افزا اور حیاض و آبشار روح پرور سے
آراستہ خصوصاً امتیاز محل کہ بزرگ ترین و نہایت
والا ہی اور اعظم ترین منازل مسمی بہ [illegible] اور جسکا طول [illegible]
اور عرض چھیالیس ذرعہ ہی اور وسط میں اوسکی ایک ایوان [illegible]
دار ہی ایسا اٹھیس ذرعہ طول اور عرض میں چھبیس گز [illegible]

وطاق ہای معقول سرتاپای سنگ رخام صفاگزین
اور ایک قلم عزیز بکار گلدستہ ہای پر چین در و دیوار
آئینہ آئین وسقوف لاجوردی و زرین وحجرہ ہای صبح دم
اور تہ خانہای خلد دو یم اسی قسم کی اماکن حیرت افزا
ومساکن دلکش شرق رو ساحل دریای جمن و تا انتہای
حد طول قلعہ واقع ہیں کہ ہر ایک صنایع عجائب وبدائع
غرائب میں سراسر طلسمات اور بکمال لطافت ونزہت
اور شرافت وصفوت میں مستغنی الصفات ہیں چند عمارات
مکانات اس قلعہ میں بنائیں ہیں حصار اکبر آبادی کی طرح ہیں

لیکن وہ مقام دو سو برس سی حوادث بود و باش کی خالی
و مصون تھی اور بعد مکان الی الان عصیان کی سرا کی
سکونت سی اسمین عجب اوسکی طراحی اور چینکاری ہنوز کامل
اور اسکی اکثر بنائی بہی شکستہ و زائل اور دیوان خانہ
سمت شمال کو حمام بہشت نظام یک تخت سنگ مرمر کا
بہت رفعت و وسعت سی بایوان رواق متعدد و تعمیر کیا
و سقف میں جواہر زواہر اوسکی ہر پارہ سنگ کا پاسنگ کی
اور گوہر و الماس کی تشبیہ سی اسکو ہر ایک رشک تمام
فرش و جدار کو پچین کاری رنگا رنگ سی رشک گلستان

بناتا ہی اوسکی آب و تاب لی دریتیم کو غرق موج عرق
خجالت کرتا ہی اوسی نزہت کدہ دلنواز کی گرم خانہ
کدورت پرداز کی وسط چبوترہ مین ایک حوض مربع
سنگ مرمر سیم پیکر کا پرچین کاری احجار رنگین اور گل
و برگ سنگ پارہ ہای نگین سی جسمین ہمیشہ بہار معلوم
ہوتا ہی یا کشتی جواہر آبدار اور چارون کونون پر
چار فوارہ ہی اوس حوض کہر بنا رنگی جو بیشان ہین
گویا بال ہما اوس طبق گل نرگس پر ان ہی اس حمام
راحت فزا ان کا ہی ثانی [illegible]

ذکر قلعہ شاہجہان آباد

اندر اوسکی پرچین کاری ہوئی ہے جو حال کوئی اوسکی صفت
نہیں ہو سکتا اسمیں حمام میں نہر پانی کی سیر دل آتی تھی نہر بہشت
اور اوسکو دیکھکر کوئی انسان نظروں میں نہیں چھپتا اور
شب میں اوسکی ایک ادا قصر روح پرور اور ایوان فیض گستر
کہ اوسکو آرام کا مسکن کہتے ہیں اور ہم اوسکو بہشت
کہتے ہیں اسکو ہی ایک تخت سنگ مرمر کا بنا ہے اور
پرچین کاری کا ایسا بیشمار بلکہ خبر ان لکھا ہے شاہجہان
الشعر ایسے میں عقیق ہی اور جواہر مقتضی میں کیا کرتی ہی
اسکی جو تمام پرچین کاری کی نگینہ ہی عقیق و مرجان و فیروزہ

گرچہ ہی ہیں مگر حضور لامع النور ہی اوسمیں کانچ کی گہری
اور رنگین شیشی جیسے ایکو قصر زعفرب کر دیا ہی گویا جام
جسکو دو ایک کلسیا بنا دیا ہی اور اوس خوابگاہ کی محراب
فلک احتساب اور طاق نیلگون تاب پر علامہ سعد اللہ خان
وزیر کی یہہ کتابہ اوسکی تعریف میں انشا کر کی مرقوم کیا ہی
بر محراب جنوبی سبحان اللہ این منزلہاست رنگین
ونشیمن ہای دلنشین قطعہ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان
ہمت بلند تماشائیش آرزو مند اگر ساکنان اقطار
واکناف لیان بیت العتیق بطواف آستانش آیند روا ست

ذکر قلعهٔ شاهجهان آباد

ازو قطعه

اگر زنگیان الفش حدقهٔ مثل حجر الاسود قبلهٔ بستان

رفیع الشأنش شده بدین سرا آغاز این قلعهٔ والا که از کاخ

گردون برترست و رشک سد اسکندر از آهنی آسمان

دلگشا و باغ حیات بخش که در عمارات حسن و دیدن آن

شمع نور انجمن و نهر اطهر که آب صافش بنا را آئینهٔ جهان نما

و دانا را از عالم غیب خبر دهد گشته و الشاره ها که بر یک سپیده

صبح دم صحبت با لوح اسرار لوح و قلم و فواره ها که هر کدام

آن نخچه نور است بر محراب شمالی بصفحهٔ آسمان

قائل به الالی مقصد است بالدوام رفیعان نازل و حیاض

که همه از آب زر کاری پر و تصفا رنگهای لطیف چشمه خور
دوازدهم شهر ذی الحجه سال جلوس دوازدهم اقدس
مطابق هزار و چهل و هشت هجری العالمیان کامرانی دوام
وانجامش که صرف پنجاه لک روپیه صورت پذیرفته است
بیست و چهارم ربیع الاول سال بیست و یکم جلوس همایون
موافق سنه هزار و پنجاه و هشت بعد قدوم میمنت لزوم
گیتی خداوند جهان خداوند بانی این مبانی اسما شهاب الدین محمد
صاحبقران ثانی شاهجهان پادشاه غازی در فیض
جهانبان گشتا فقط الدو [illegible] به آب زر کشیده

ذکر قلعهٔ شاهجهان آباد

بساخت شهنشاه آفاق شاه جهان * باقبال ثانی صاحبقران

اساسش چنان تا کز بر این بنا * بود قصر اقبال او

عرش سا * زهی دلنشین قصر آراسته * بهشتی

بسی در خوبی آراسته * بپایش سر صدق هر کس

که سود * چو دریای جون آمده پیش فرزوده زمانه

چو دیوار او سر بر افراشت * ببیش خشت هر آئینه داشت

ز بس روی دیوار آراسته است * ز نقاش چین رونما

خواسته است * چنان شد سرش دست ایام کرد

که دولت بلندی از و وام کرد * ز دوازده حوض پایش

بآب زمین شیشہ ز آسمان * چو جای شہنشاہ عادل بود
دران پادشاہ منازل بود * دیوان خاص کے چوک مین
ایک چہتہ جنوب رویہ ہی کہ اوسمین ایک دروازہ شرقی
زیر فصیل دریا کی طرف جانی کو نکلا ہی اور چوک مذکور
مین ایک دروازہ شمالی حیات بخش کا ہی کہ اوسکی
متصل موتی مسجد سراپا سنگ مرمر کی عالمگیر اورنگ زیب نے
اپنی سنہ دو جلوسی مین بصرف ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار
روپی کی بنا کی ہی یہہ مسجد بہی ایک دانہ مروارید
معلوم ہوتی ہی یا مطلع صبح عید سعید عاقلان کی آیت

تاریخ مصحف مجید سے نکالی ہی اِنَّ المَسَاجِدَ لِلّٰہِ
فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ابتدا اسکی باغ حیات بخش کو
دیکھا اگر وصف اس بوستان جنت نشان کا
بموجب تواریخ عہد شاہجہانی کیا جاوے تو کتب
ہیں کہ قلم عاجز ہووی اور کاغذ کمتا ہی
لکھتی ہیں کہ وہاں سی ایک لاکھ چھکڑہ خاک کشمیر کی
مع انواع گل و ریحان رنگین بہار اور نہال اشجار میوہ دار کے
واسطے اس باغ کے منگوایا تھا اور اقسام کی اثمار و فواکہات
اور ریاحین و شقایق سی مثل بہشت نزہت سرشت بنایا تہا

اور اوسکی عناصر اربع کو ایسا معتدل کیا تہا کہ جو مبتلائین
والاسقام اور امراض ذوی الاحترام مین سی کسیکو
بیماری مہلک ہوتی تہی اور اطبا کو اوسکی چارہ جوئی مین
بیچارگی تو اوس مریض کو بحکم بادشاہ وہان لاتی تہی
اور چند روز مین صحیح و سالم گہر کو لیجاتی تہی گویا آب ہوا
اوسکی حکم دم عیسی رکہتی تہی اور خاک اوسکی تاثیر
اکسیر بخشتی تہی بالفعل اوس قلعہ تازگی و شادابی کا
پتا بہی نہین اور اوس فرحت و جانفزائی کی ذرہ بہی باقی نہین
مگر اوسکی چار برج کہ آثار رفیعہ اوسکی بدستور ہین آشکار ہین

ذکر قلعهٔ شاہجہان آباد

ایک درخت پاکھل بہت نادر دیکھا کہتی ہین کہ سوا اسکی
ہندوستان مین اور کہین نہین ثمر اسکا سبز بقدر
نمش پانی کی ہوتا ہی اوسکا اچار مربہ واسطی مرض
تحلل کی اکثر مفید ہوتا ہی اور عمارات بشارت آثار
ونشیمن ہای طلسم نگار اسیطرح معمور ہین لیکن حرمت
وصفائی سی مہجور اور سامان وآرایش سی معذور
چنانچہ چمن اوسکی ایک حوض سنگ سرخ کا عرض
وطول مین شصت در شصت گز کہ جہان ہو اری
نظرہ اوسکی اندر موجود تھی ہی اور ایکسی دو نواری

ہیں اوسکی کنارون پر ساحل آب نصب کی تھی
اس حوض کا ثانی سوای تصویر آئینہ کی نہین
دیکہنے مین آتا اور پانی اوسکا سوا بغیر چشمۂ حیوان کی
کہین نہین دیکہا اور بالفعل اوسکی وسط مین چبوترہ
سنگ سرخ کا ایک محل بنایا ہی تا آگینہ کی چہاپے
پتہر گلکاری کیوا سینہ صفا پر کوہ الم رکہدیا ہی
اور چارون طرف اوسکی فرش وخیابانہای
سنگ سرخ اور نہرہای ریخ پیچ اور ہر ایک طول مین
بیس گز اور پہنائی مین چہہ گز ہے جا بجا ان نہرون

ذکر قلعہ شاہجہاں آباد

نشیمن قصر کے ارد گرد سب بقعہ و سر بلند ہیں آب آتشی جوش کی

اور چپ و راست اس بقعہ خلد شعار کے دو گلکار نشیمن

سراسر سنگ مرمر تراشیدہ میں جڑ کے آ کنگورہ سا اور

بنائے ہیں کہ جن میں اور ہر ایک میں سولہ ستون ہیں

بیگم دار رقعہ دری میں اور سر بار چار چوکھنڈیاں

پاکیزہ سنگ مرمر موجود ہیں اور بیچ میں ایک حوض مختصر

الغرض جا بجا در ہی ہیں ایسا مسجد ہیں اور عجب

جا در ایسی طاقچہ ہی گلدان بنی ہوئی ہیں کہ جن کو

آدمی دیکھنے سے مرصع جواہر رکھے ہیں شمع کافوری

روشن کرتی تھی کبھی نوعروسانِ چمن بی خزان
برقع نورانی میں جلوہ گر ہوتی تھیں اور کبھی پریچہرگان
مناظرِ آسمان نقابِ سحاب سے جلوہ دکھاتی تھیں
مقنع شبنم میں رخ روشنِ خوبان اتنی باحجاب
تنِ عاشق میں اخگرِ دل سوزان آتش جا درکا بالی
حوض کو لبریز کرتی پھرتی تھیں گرما ہی یہ کیفیت آبشار
چشمہ سار اور لطف خیابان و انہار سب سیر کی
ابھی اسمیں موجود ہیں مگر وہ شمع کافوری وہ کلکتہ
طلوع جمع نما کی روشنی اور غریب لرواڑ سے کی مشرق کو حیات بخشی کی

زمین یعنی یک نیم درعہ مربع ایک صحن مستطیل سراسر
سنگ سرخ کا بنا یا ہی اور چمن اوسکی بخط مستقیم
نہر سنگ مرمر غولہ دار کو ڈالا ہی گویا صفحہ حمائل
سفید صبح سی بسم اللہ کھینچا ہی یا تختہ یاقوت پر
سلک گوہر کو جڑا ہی اور وسط میں اوسکی ستون کی
ایک ایوان عالی تمام سنگ مرمر مصفا کا بنا ہوا جس کی
رنگا رنگ سے نقشین کرا اوسکو صورت نقش حیرت میں ڈالا اوسکا
نقش کر کے اور حوض بیرون درعہ ایک سمت اوسکے
ناظر ہی حوض باغ کی اور دوسری جانب قلعہ اوسکا دریا کی

اور دو طرفہ اوسکی شاہ نشین ہیں ہر ایک طول میں
آٹھ گز اور عرض میں پانچ درعہ اور تختی اور سنگ
ایک حوض سنگ مرمر کا ہی طول میں چار گز اور عرض میں
تین درعہ ایک واسطے سنگ کا اور اندر دو شہ نشین
فوارہ کا اور ہر دو دیوار پر چینکاری چار رنگ کی اور
اور اوپر اوسکی چار برجیان ہیں عکس دار ایش مقام
ارم آرام کو جسطرف سی دیکھا سراپا نگار ہی مگر آب
اوس مکان سلطنت نشان میں حمید بسبب قلت کثرت
سپاہیان ہمراہ عسکر کی بہری ہیں کہیں انکی چارپائیان

بچھی ہیں اور کہیں چوکیاں بچھی ہیں رباعی آن قصر کہ جمشید
در وی جام گرفت ۔ روبہ بچہ کرد و گرگ آرام گرفت
بہرام کہ گور میگرفتی ہمہ عمر ۔ دیدی کہ چگونہ گور بہرام گرفت
اور موتی محل کی شمال رویہ ایک اور ایوان ہے مسقف
آسمان پیوند اور ستون ہای فلک فرسا اور مجرا اینہا
عظیم الشان سنگ مرمر کے ستون ہی مصور ہیں اور اسکے
بیچ میں سنگین نہر ایک تختہ سنگ کی چادر فرش مصدر
بیچ صحن کے بیچ میں رنگا رنگ پتھر ہای خوش
منصوب ہی اور اس چادر رنگ رنگ کے

ایک حوض دلفروز بجاشے سر جس کا ریہا مانند دست دعا
سفید بختان چشم براہ اجابت اور منتظر نزول رحمت
مترتب ہی اور اوس لوح کی پیشانی نورانی سی پانی
مثال فیض آسمانی کی وہ حوض مایۂ زندگانی بخش کرتا ہے
اور اوسکو لبریز و سرشار کر کی نہر بہشت سی گذرتا ہی
اور وہ نالی ہر طرف تمام منازل کرامت بنیاد اور صحن
راحت آباد میں بہتی ہی چونکہ دولتخانہ ہای شاہی اوس کی
پایہ تخت سنگ مرمر کی گذری ہی شاہجہان نی اوسکا نام
نہر بہشت رکھا تہا اور سراسر اوسمیں فوارہ ہای نقرہ نصب تہے

اور قلعہ میں کوئی جاہ ایسی نہیں کہ اوسمیں یہہ نہر نہیں
غرض اوس جا در مذکور کی عقب میں برج شمالی یعنی
شاہ برج کو دیکھا یہہ برج اور برجوں سادی عروج حصار
شاہی سی بہت مزین و مرتفع ہی اوسکی درجہ اول میں
ایک نشیمن خانہ مثمن ہی تمام سنگ مرمر کا پچیکاری کا
با جداول گل و ریاحین پچیکاری رنگ برنگ کی سی
بیت اگر کرہ با صد [illegible] فلک [illegible]
ذر [illegible] طرز ای کی ہی با نقاش ازل [illegible]
سی لوح [illegible] گلکاری کی ہی اور اسکی [illegible]

غربی ایک آبشار مرصع کاری سی آب خوشگوار جاری ہی
اور اوسکی نیچی حوض ہی بشکل بیضاوی ایکدالان یشب کا
باہر چین کاری عقیق و مرجان اور اوسکی آگی ایک چھوٹا
سی نہر سنگ مرمر کی ہی اور اس سی آگی ایک اور
حوض مثمن ہی اور اوسکی ہر گوشہ پر فوارے چھوٹی
ہیں اور اس سی پیشتر ایک اور نہر خورد کی کہ اوس میں
پانی نکلکر دریا میں گرتا ہی اور اس محرابدالان میں
طاقچہ ہای گلدان و سطحی شمع و گلدستہ ہای
طلائی کی رکھی ہیں اور اوسکی سقف گنبددار ہیں

تمام خوردہ ہای آبگینہ حلبی خانہ طلائی مین مرصع کئے ہین
اور اس منزل عالی کی عرض چشمہ مستطیل سمت شرقی مین
سیرگاہ دریا ہین اور ایوان جنوبی سی دلی متصل کو
جالی ہی اور دیر مغربی سی زینہ بالائی درجہ دویم اور
راستہ باغ مشہور بہ باغیچہ میرزا جہانگیر کا ہی جسکی
زینو کی بعد ایک ایوان سنگ سرخ کلیعہ شاہ برج مثمن
دیوار باغ حیات بخش اور برج قلعہ اور فصیل شہر کی
اوپر سی نہر آئی ہی اور متصل کنگرہ حصار کی شہر کی
اوس مین سی پانی اوس کی بالا بالا ایوان بنگلہ تک آتا ہی

وہان ہر طرف چشمین اور خزانی بنی ہوئی ہین آوس
جگہہ سی ہر جانب پانی تقسیم ہوتا ہی اور اوس سی
چند زینین بالاتر برابر کنگرہ قلعہ کی بام و در فصیل
حصار ہی اور نیچی اوس سقف کی تمام ایوان و حجرہای
سنگ سرخ واقع ہین اوس سی چند زینہ نیچی
ایک [illegible] نہایت ہوادار و پاکیزہ با سقف والی
اور چشمہ ہی شکاندم از جام چہان نما ہی
اور ہر دو سوادکی دریا ہی چمن آئینہ داری کرتا ہی
قطعہ اوس نشیمن بہشت سواد کا بہشت در بہشت گنہ

اور صحن بخدام گردش بقدر دو گز اور جہت غربی مین
صحن ہی ہی مگر مختصر اور طبقہ سوم پر ایک برج
قایم ہی اساطین ہشتگانہ پر اور چھجہ اوسکی چھوٹی سے
تمام سنگین بنا اور اور ہر جگہ اوسکے ایک تخت
سنگ مرمر کا ہی پا شمسہ زر کھچی ہین اس
برج کی خوبی و ارتفاع کو کوئی مقام قلعہ مبارک کا
نہین پہنچتا اگرچہ اسکی جوابین برج جنوبی واقع ہی
مگر اسکی صحن کی برابری نہین کرسکتا اور اسکی طبقہ سوم کا
قاف کوہِ قاف کو مثال قاف کی ایک الف درمیان رکھتا ہے

اور اوسکی مجلس کا کاف مرکز کاف کیوان سے
ہمیشہ نیزہ بازی کرتا ہی طبق آسمان پر قرص آفتاب
نہ سمجھو اوسکی گنبد بیضا وی کی بیضہ طاوس
فلک کو تورا ہی یہہ اوسکی زردی انکل آئی ہی اور
میدان سپہر پر کرہ ماہ نہ خیال کرو اوسکی چوگان کلس کی
کہیلتی کی گیند سیمین نظر آتی ہی بالفعل اوس حین
نیر سپہر خلافت اختر آسمان سلطنت صاحب عالم
و عالمیان مرشد زادہ جہان و جہانیان میرزا
فتح الملک شاہ بہادر رہتی ہین آسپی فخر و امتیاز سی بہرہ

قولہ عشرت ... سنہ ... سمر ... تھا ... آدرش ... بارہ ہزار سی
سرو ہے شاہ جہان ... بیچ بنایا تہی عرض اوسکی
پانسو باغ سی ... بنیاد کی دیوار ... آباد تہی
وہان اکثر مکانات بیگمات و سلاطین کی واقع تہی
اوس سی آگی جو کہ دست راست کو قلعہ سلیم گڈہ ہی
گڈہ و قلعہ سلیم شاہ ابن شیر شاہ نی اپنی عہد سلطنت میں
دریا کی بیچ میں بنایا تہا اسکی تاریخ ... ہی
سلطان سلیم شاہ بادشاہ کردہ ... ظلم ...
مجموعہ ... بہشت ... نشستن

در فلکش خشم ز آمدن پابوس است * تاریخ جلوس سعد
او از سپہر سعی شد * سامان جلوس میمنت مانوس است
٩٢٥
اور یہہ تاریخ اسکی موت کی ہی تاریخ سلطان
سلیم شاہ کہ از حسن عاقبت * آرام زیر سایہ عرش
خدای یافت * بود ہم بفکر سال وفاتش کہ ناگہان
ہاتف بزد لوا کہ نجات جای یافت * اور ان
٩٦١
دونو قلعونکی ایک پل جہانگیر نے تعمیر کیا ہی اوسکے
تاریخ یہہ ہی تاریخ بحکم بادشاہ ہفت کشور شہنشاہ
بعدل و داد و تدبیر * جہانگیر ابن شاہنشاہ اکبر *

کہ شیر سن جہان را کرد تسخیر * پل گشتہ در دہلی چو ترتیب
کہ صنعت را نشاید کرد تحریر * پی تاریخ اتمامش خرد گفت
پل شاہنشہ دہلی جہانگیر * اور نیچی قلعہ سلیم گڈہ کی
۱۰۳۱
دریای جمن پر سرکار انگریزی کیطرف سی پل طیار ہوتا ہی
درازی اِس پل کی یقین ہی کہ بقدر ایک میل کی
ہو جاویگی اور یہہ پل بطور انگریزی بنتا ہی خلق اللہ کو
اِس سی کمال راحت و آسایش ہوگی اگرچہ ہمنی قلعہ مبارک کی
بہت سیر کی مگر اکثر مکان محل خاص کی اور عمارات
سمت جنوبی نہین دیکہی اور جو کچھہ کہ لکہا ہی یہہ وہ کی

چہرہ کا خال بھی نہیں ہی کہتی ہیں کہ محمد شاہ کی
زمانے تک اس قلعہ کی حیثیت نہیں بگڑی تھی اور
عمارات خام اور سکونت عوام کو اسمیں مداخلت
نہیں ہوئی تھی حق ہی جب ملک و دولت میں زوال
آتا ہی تو سب چیز میں اختلال پڑ جاتا ہی نظم

جہان ای پسر ملک جاوید نیست ٭ ز دنیا وفاداری
امید نیست ٭ نہ بر باد رفتی سحرگاہ و شام ٭ سریر سلیمان
علیہ السلام ٭ باخر ندیدی کہ بر باد رفت ٭ خنک آنکہ
با دانش و داد رفت ٭ کسی زین میان گوی دولت ربود

که در بند آسایش خلق بود * بکار آمد آنها که برداشتند *
نه گرد آوریدند و بگذاشتند * بنا اس قلعہ عالی کی
عہد دولت صاحب قران ثانی شہاب الدین
شاہجہان بادشاہ میں بتاریخ نہم محرم ۱۰۴۹ ہجری
کو شروع ہوئی اور ہشتم ہجری مطابق سال ... جلوس
تمام ہوئی اور کتاب مفتاح التواریخ میں لکھا ہے کہ ابتدا تعمیر
بست و نہم ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری ... انتہا
ہجری مطابق سال دوازدہم جلوس ... چہار شنبہ
پانچ گھڑی رات گئی تھی بسعادت احمدی ...

شروع ہوئی اول چار مہینے اہتمام عزت خان میں اسکی
بنیاد کھدی بعد اسکی دو سال و یکماہ اسکی تعمیر عمل الہ وردیخان میں
رہی پہر مکرمت خان کی تاریخ بست و چہارم ربیع الاول
سال بست و یکم جلوس سنہ یکہزار اتہاون ہجری میں
بصرف پچاس لاکہہ روپے کی انجام کو پہنچائی
جس روز یہہ مقام فرّ قدوم بادشاہی سے مشرف ہوا
تو شاہجہاں نے اسمیں جشن عالی ترتیب دیا میر یحیی کاشی نے
یہہ تاریخ اسکی تمام کی نذر گذرانی صلہ میں اسکی
خلعت فاخرہ اور پانچ ہزار روپے مرحمت ہوئے تاریخ یہہ ہے

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد * یہہ قطعہ
اوس زمانی مین قابل دیکھنی کی تہا کہ جب بائیس صوبی
کی آمدنی اسمین لگی صرف ہوتی تہی اور خلقت اسکی
خاک سی زر و جواہر رول لیتی تہی ہم حضرت ظل سبحانی
کی زیارت سی مشرف ہوی عمر شریف حضور اقدس کی
قریب ہشتاد سال کی ہو گئی شعر و غزل خوب کہتی ہین
خط نسخ و ظفر بہت اچھا لکہتی ہین علم موسیقی مین
نہایت کمال رکہتی ہین اس عالم پیری مین ہندوی
بہی خاصی لکہاتی ہین تاریخ میلاد النبی صلعم کی

ابو ظفر سی مستخرج ہوتی ہی اور یہہ تاریخ انکی جلوس
اشرف کی ہوتی ہی تاریخ از نشہ دولت
بہادر شاہی ❊ شد چو رمی طرب افزای دلی بہشت
بخت دولت روز افزون ❊ زہی مسند طرب و دور بہار
دلی ❊ تاریخ جلوس آن شہ والا قدر ❊ آمد طلب چراغ
چراغ دلی ❊ اور انکا سکہ یہہ ہی بسیم و زر
زدہ سکہ بفضل الٰہ ❊ سراج دین شہ بو ظفر بہادر شاہ
یہہ اسما انکی اخلاف عالی درجات کی ہیں ❊ پہلی ولی عہد
سلطنت مرزا محمد دارا بخت ولیعہد بہادر

دوویمی میرزا شاہرخ بہادر ان دونو صاحبزادون نے انتقال فرمایا
سیوم میرزا محمد فتح الملک عرف میرزا غلام فخر الدین بہادر
چہارم میرزا مغل پنجم میرزا عبد اللہ ششم
میرزا قیاش ہفتم میرزا بخت آور شاہ نہم
میرزا فرخندہ شاہ متوفی دہم میرزا محمدی یازدہم
میرزا خضر سلطان دوازدہم میرزا جوان بخت اور
سلسلہ نسب شریف بندگان حضور کا تا بحضرت امیر تیمور
اسطرح پہنچتا ہی ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
بن ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ بن ابو العدل

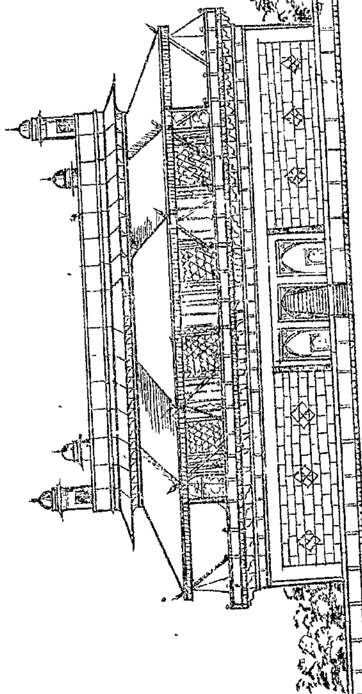
سر تاج الدین محمد شاہ عالم بادشاہ بن عزیز الدین عالمگیر ثانی
بادشاہ بن معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ بن قطب الدین محمد
معظم شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ بن ابو المظفر محی الدین
عالمگیر بادشاہ بن ابو المظفر شہاب الدین شاہجہان
بادشاہ بن ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ
بن ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ بن نصیر الدین محمد
ہمایون بادشاہ بن ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ
میرزا بن سلطان ابو سعید میرزا بن سلطان محمد میرزا
بن سلطان جلال الدین میران شاہ بن امیر تیمور گورکان

مشہور اسمی ان بادشاہوں کی اولاد بہادر شاہ بن عالمگیر
اول میں اور پھر بادشاہ درمیان میں ہوئی ہیں چنانچہ
بعد معز الدین جہاندار شاہ کی محمد فرخ سیر بن عظیم الشان
بن بہادر شاہ مذکور اور بعد فرخ سیر کی شمس الدین
ابو البرکات رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ
مسطور بعد رفیع الدرجات کی رفیع الدولہ ملقب
بشاہجہان برادر رفیع الدرجات بعد انکی ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ
بن جہان شاہ بن بہادر شاہ مرحوم بعد محمد شاہ کی مجاہد الدین
احمد شاہ بن محمد شاہ بعد احمد شاہ کی عزیز الدین عالمگیر ثانی

قلعۂ مبارک کی تصویروں میں صرف ایک شبیہ حضور والا کی نقشہ دیوانخاص میں التقا کیا



دیوان خاص شاہجہان آباد



چونکہ بسبب استماع اوصاف و مدایح معین الدولہ امین الملک
اختصاص یار خان طامس تیافلس متکف صاحب بہادر رزیڈنٹ
دہلی کی راقم بہت مشتاق ملاقات کا تہا یہہ دولت
بہی حاصل کی اور اونکی اخلاق و اشفاق سی سرمایہ فرحت
و انبساط جمع کیا غرض اس شہر کو ہمنی بخوبی دیکہا
واقع مین یہہ شہر تمام ہندوستان کی شہرونکا پیر ہی اور
ہر دیار کا کعبہ لطافت دلپذیر ہمیشہ سی یہہ شہر دار السلطنت
و اعاظم خواقین رہا اور قدیم سی اسکا آستانہ مسجود جباہ
سلاطین ہندوستان ہی جہان کہین شہر خوب اور نامور ہی

اسی درخت کا ریشہ ہی اور جو دیار کہ مرزوم شہر فا در سطا ہی
آباد ہی اسی دریا کا چشمہ ہی جس مقام مین زر وجواہر ہی
اسی معدن کا فیض عمیم ہی اور جس جگہہ علم و ہنر ہی
اسی مدرسہ کا ورد و تعلیم ہی زبان خاص و عام اِسکی فخر
و مباہات پر ناطق ہی اور تحریر کتب تواریخ اسکی و صفونپر
گواہ صادق ممالک ہند مین ام البلاد اسی کو کہتی ہین
اور اقلیم سوم مین اشرف الامصار اسی کو سنتی ہین
اِس شہر کی تعریف کرنی زیادہ ہی آفتاب کی روشنی کا
بیان بیفایدہ شیر کو شجاع کہنا لا حاصل ہی عقل کا کو

واقا کہنا لاحاصل ایک عالم اسکی شرائف و فضائل پر
مقر ہی اور ایک جہان اسکی تفضیل و ترجیح پر مصر
اللہ تعالی نی اِس قطعہ زمین کو ازل سی سعادت بخشی ہی
اور روز میثاق سی برکت عطا کی ہی ہزارون تاجدارونکی
تختگاہ بہی نشین ہی اور لاکہون اولیا کی مولد
اور مدفن بہی سرزمین ہی علما و فقہا سی دار الاسلام
اور صلحا و اتقیا سی سعادت التیام حکما و اطبا سی تختہ یونان
حکام عدالت شعار سی دار الامان امرای نامدار سے
چشمۂ فیضان حسن و جاہت مین طبقہ پرستان

اہل بصیرت جانتے ہیں کہ خوبی بلاد ان نہ صرف آسودگی
خلقت سے نہ کثرت رواج اور بزرگی سے ہیں نہ فقط
وسعت سوق سے نہ بلندی ایوان بلکہ خوبی اور دین
و امنیت سے اور نصفت عدالت اور حسن و یار اخلاق مردم
اور اوصاف خلقت جیسا شوق علم دین کا اس شہر میں ہے
کہیں نہیں جو مقید صوم و صلوۃ کے یہاں ہیں فی الحقیقت
علم حدیث میں اگر اس شہر کو معظمہ کہیں تو بجا ہے
اور فقہ و اصول میں ما وراء النہر سے بہتر سمجھیے تو سزاوار ہے
اور شہر وہیں اتنے کہاں ہیں کہ جسقدر یہاں

دکھلاتی ہیں اور ملک میں ایسی ناظرہ خوان نہیں کہ جیسی
یہاں حافظ قران ہیں اور جو لطف نماز عیدین کا شاہجہان آباد
میں ہوتا ہی کسی شہر میں نہیں ہوتا بادشاہ بہت تزک
و احتشام سے سوار ہوتی ہیں اور تمام جلوس مع جملہ سلاطین
و امرا ہمراہ ہوتی ہیں اور قلعہ سے تا عیدگاہ برابر سلسلہ رہتا ہے
قریب لاکھ آدمی کی نماز جماعت میں شامل ہوتا ہی
توپین اور زنبورکین چھوٹتی ہیں بالاخانون پر
ہزارون آدمی واسطے زیارت سواری حضور پرنور کی
بیٹھتی ہیں عجب طرح کا جلوہ اور کیفیت ہوتی ہی اسطرح

اسیطرح ماہ صیام میں ہر جمعہ اور یوم الوداع کو مسجد جامع میں
بادشاہ کی سواری آتی ہے۔ ذکر مردم شاہجہان آباد
اور زبان یہاں کی جہاں عوام کی اور جہاں کی بعضی
خواص سے بہتر ہے اور متصل دہلی یہاں کی طفل کی [illegible]
کی پیری سے عالم تر تعجب زمین مردم خیز ہے کہ سوای ذکاوت
و ذہانت کی بلادت و غباوت کی یہاں بہت کمی ہے اور
باوجود اس زمانہ ناقدردانی کی ہر ایک علم و ہنر میں
کوشش سے ہے اوضاع و انداز ہر شخص کا بہت پسندیدہ
خوش قرینہ اور پوشاک لباس ہر شخص کا نہایت نفیس

تو دانگرین سے معلوم ہوا کہ یہ شہر سو برس سی طرح طرح کی
حادثات مین مبتلا رہا اور انواع ظلم وجفا سی نشانہ تیر بلا
چنانچہ اول نادرشاہ نے قتل و غارت کرکے دولت تیموریہ سے
اپنی سلطنت کو زیب و زینت بخشی اور زیادہ اسکی حضور دولت
کی مال وجنس یہانسی لیگیا اور بعد اوسکی احمد شاہ
ابدالی نے چند بار اِس شہر مین چہاپا رو پہیری اور
کرورہا روپے کا زر و جواہر لوٹا پہر ماسہا جاٹون نے
مرہٹون نے خراب تباہ کیا اور کسی کی پاس فقرا
اثاثہ او سرمایہ چہوڑا آپ فقط ایک لاکہ روپی سوائی

بادشاہ کی اس شہر میں رونق و برکت سے باستقلال
سرکار انگریزی اور مردم تجارت پیشہ سے صورت رفاہیت
باوجود اس عدم استطاعت اور کمی مداخلت کی
اس شہر کا سا فروغ و جلوہ کہیں نہ پایا اور ایسا شہر کا
نقشہ کسی ملک میں نہ دیکھا شعر گرد جہاں گردیدہ ام
مہر بتاں ورزیدہ ام * بسیار خوباں دیدہ ام اما تو
چیزے دیگری * اکثر اطراف و اکناف کے آدمیوں نے
اسی شہر کا وصف حسن سے میں آیا اور ہر سیاح
دنیا نے ذکر اسی کی فضا و دلبستگی کا معترف پایا

اس شہر کے لوگ باوصف مفلسی ناداری کے اپنی وضعداری کو
ہاتھ سے نہیں دیتے اور بسبب ہمت عالی کے عالم بیکاری
و بے روزگاری میں بھی اپنی آبرو اور سفید پوشی کو نہیں چھوڑتے
اور بخلاف باشندگان راجستان اور ساکنان
ملک جنوب کے شاہجہان آباد کے ہندوؤں میں بھی میرزائیت
پائے جاتی ہے اور بعضے جوہری و بنیوں میں بھی امارت
و ریاست ٹپکتی ہے حسن خطاب و انتظام کلام ہر وضیع
و شریف کی زبان سے مترشح علم مجلس آداب صحبت ہر کہ
و مہ کے انداز سے واضح ✱ ذکر علما و اکابر شاہجہان آباد

ہر چند کہ راقم الحروف چند روز کی شاہجہان آباد میں
علیل ہو گیا اور عارضہ بخار سے تا وقت روانگی وہاں
مشوش و رنجور رہا اس سبب سے ملاقات وہاں کی علما اور اکابر
سے میسر نہوئی اور اونکی فیض صحبت ظاہری سے دولت سعید
نہ حاصل کی مگر مدارج و مراتب سبکے معلوم کئی اور
فضائل و شرائف ہر ایک کی دریافت ہوئی اگر مناقب
و مقامات علماء دین خصوصی متقدمین کے کہ جنہوں نے
رسمیات سینہ و تمیز بحکم کل من علیہا فان سفر
دار البقاء آخرت اختیار کیا ہی اور بعض علماء عصر

قبول ثمرات ایمان کئی جاویں تا جو کہ بالفعل مدرسہ
وجود میں مجتہد ہدایت و تلقین اور مستعد افاضت
و تعلیم میں فرداً فرداً اونکی اوصاف لکہی جاوین
تو ایک دفتر چاہئے اسواسطے دو چار بزرگونکی نام
کہ فی زماننا موجب فخر و باعث برکت شاہجہان آباد
ہین تیمناً و تبرکاً اس کتاب مین لکہی جاتی ہین چنانچہ
مشرقستان شموس دین محمد رسول اللہ خاندان مولانا
شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث شاہجہان آباد
مین ایسا گذرا ہی کہ آجتک ہندوستان مین جہان کہین

کوکب درخشندۂ علم حدیث و تفسیر ہی آپکی نوری
پرتو چہرہ کی آب اوس دودمان فیض بنیان مین
قدوۂ خاصان الٰہی پروردۂ انوار نامتناہی حضرت
ہی المحب اللہ مولوی مخصوص اللہ صاحب ہین انکی
علم و عمل سی آسمانونکو حیرت ہی اور زمینونکو سعادت
اور مولانا اسحاق صاحب کی شاگردان رشیدین
قدوۃ الصالحین مقتدای راہ دین مولوی محمد قطب الدین خانصاحب
ایسی عالم باعمل اور فاضل اجل ہین کہ انجمن اہل اسلام مین
شمع شادمانی اور کاشانۂ دین متین مین چراغ ہدایت انہین کی

[illegible] شایستہ وعظ و نصیحت اور بیان
تفسیر و حدیث بجای مولانای مغفور انہیں سی جاری
رہتی ہیں اور عقود عقاید دینیہ اور دقایق مسایل شرعیہ
وہی حل کرتی ہیں اور خانقاہ حضرت غلام علی شاہ صاحب میں
اخلاف شاہ ابو سعید صاحب میں سی پیشوای اہل شریعت
و طریقت رہنمای جادۂ حقیقت و معرفت اصحاب صورت
و پاک سیرت مولوی عبد الغنی صاحب ہیں کہ اونکی علم کو
ساتھہ عمل کی اتحاد دو وصالی ہی اور اونکی آئینہ خاطر کو جلا
باطن سی رابطہ جیسا کہ صفای روح اونکی یہ ضمایر [illegible]

اور نور اتقا اونکی جبین روشن سی لامع توکل اونکی صدق
اعتقاد سی توام اور قناعت اونکی همت عالی سی مستحکم
اور آفتاب آسمان فضل وکمال مهر سپهر علوم و اعمال
کاشف اسرار منقول معقول حلال غوامض فقه و اصول
واقف رموز حکمت الهی محقق مسائل ریاضی طبیعی امام العلما
اکمل الکملا عمدة الفضلا زبدة الاصفیا علامهٔ عصر لوذعی
دهر چشمهٔ فیض درحضور مولانا محمد صدر الدین خان بهادر
صدر الصدور دهلی که هرچند که اونکی فصاحت زبان سحبان شکست
اعجاز نما اور تحریر هرچند که اونکی نظم و نثر منشیانه سحر آفرین

وبعد تو اصنع فی ریاض عالم میں اونہین کی آبیاری
سے باغ حیرت سے سرسبزی پکڑے اور نہال اخلاق
وگلبن مروت نے اونہی کی نسایم نفوس قدسیہ سے
بوستان جہان میں نشو ونما حاصل کی باوجود ہجوم کار
تنفیذ احکام محکمہ عدالت اوقات اونہی سے عبادت
خالی نہین ہمیشہ درس و تدریس طلبا تفسیر وحدیث
اور تصنیف وتحریر مین مصروف رہتے ہیں زاد اللہ مجدہم
وشرفہم اور مولوی نصیرالدین صاحب اور مولوی محبوب علی صاحب
اور مولوی نظیر حسین صاحب ہمہ تمام علما علم وفضل وتقوی

وطہارت مین اپنا ثانی نہین رکھتی اور شب و روز سوای
عبادت و زہدت اور تعلیم و موعظت کی کوئی کام نہین
کرتی الحمد للہ کہ شاہجہان آباد کا کوئی کوچہ حافظ و مولوی سے
خالی نہ پایا اور کوئی مسلمان کابی نماز نہ دیکھا

ذکر حکماء شاہجہان آباد حکما و اطبا بھی اس شہر مین
یونان سے زیادہ ہین کوئی تلمیذ درس کہتا ہی
اور کوئی شیخ الرئیس اگرچہ حکما ہی نامور اور اطبای
حاذق مثل حکیم شریف خان اور حکیم ذکا اللہ خان
اور صادق علیخان اور عزیز اللہ خان اور اشرف خان

آور قطب الدیخان آور منور خان آور رکن الدیخان
آور شرف الدیخان آور حکیم حسن بخش و حکیم نجف بخش وغیرہ
کہ ہر ایک اپنے کمال میں بو علی و فارابی تہا سب اسی
قرن میں مطب حیات سے دار الشفاء حمات کو نقل کر گئے
در پہو لا شاہجہان آباد میں سر امد حکما آور عمدہ اطبا
ارسطوی زمان افلاطون دوران حکیم امام الدینخان صاحب ہیں
کہ سوای علم طب کی جمیع علوم میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں
آور اس زمانہ میں سقراط و بقراط بیرون قیاس ہیں
آور دوسرے سر دفتر مجموعہ حکمت سراج نسخہ حذاقت

احترام الدولہ عمدة الحکما حاذق الزمان حکیم احسن اللہ خان
معالج بادشاہی ہیں کہ سوای تکمیل علم طبابت اور رتبہ
جلیلہ امارت کی بہت سی صفات حسن اور اخلاق محمودہ سے
متصف ہیں راقم نے اونکی ملاقات سے سرور وافر
حاصل کیا اور اونکی نسخہ سے بہی بہرہمند ہوا اور تیسری
کامل الفضیلت لقمان حس طبیعت حکیم نصر اللہ خان
کہ شفا اونکی دست پروردہ ہی اور صحت اونکی ویرد
دست بستہ اور جو ہیں عالم علم ظاہری و باطنی مسلم الثبوت
خاندان نبوی سید میر محمد علی کہ اونکا نسب رسول

عوارض میں نہایت عاجل ہی اور دوا اونکی
دعا سی شامل اور بانجوین وسیلہ صحت شفا باعث
تقویت ضعفا و مرضی مرشد زمان حکیم علام نجف خان
کہ اونکا نسخہ سرلوح قانون حکمت ہوتا ہی اور مداوا
اونکا دستور العلاج حذاقت خدا تعالی نے عالم
اسباب مین اونکو بہت فضل و کمال بخشا ہی اور
مزاج مین بہی نہایت حلم و رشد عطا کیا ہی اور
عیسی دم مسیح قدم اعجاز الدولہ ارشمیدس الدوران
ارسطوی عصر حکیم عبد الحق خان خلف سقلبیوس الزمان

ذکر حکمای شاہجہان آباد

حکیم حسن بخش خاں ہیں اونکی بھی دکان طبیبی پُر رونق
خلق کا جہان میں شہرہ ہی اور بہت اخلاق حمیدہ و آثار
برگزیدہ سی موصوف ہیں سوای توسل و قدامت پادشاہی کے
انتظام سرکار میں سب کہ اونہیں کی ذات پر مخصوص ہے
شاہجہان آباد میں بہت طبیب تجربہ کار ایسی ہیں
کہ اگر فقط اونکی نام ہی کی فہرست لکھی جاوی تو یہ کتاب
ناتمام رہ جاوی سوای طبیبوں کی ہر عطار کو دیکھو کہ
کہ اپنی دکان پر بیٹھا مطب کرتا ہی ذکر شعرای
شاہجہان آباد اور شاہجہان آباد میں شعرا بھی بہت ہیں

ہر ایک اپنی اپنی انداز خوش بیانی اور طرز شیرین کلامی
مین طالبی و زلالی اور فیضی عرفی ہی مگر میرزا اسداللہ خان غالب
عرف میرزا نوشہ کمال سخنوری مین اپنا جواب نہین رکھتی
اگر رودکی اس زمانی مین ہوتا تو اپنی دیوانکو رود
اشک ندامت مین دہوتا اگر انوری اونکی کلام روشن کو
دیکہتا تو آتش غیرت سی اپنی تصنیفات کو جلا دیتا حقیقت مین
اونکا ہر مصراع مصرعہ مثال آسمان سی بلند تر ہی اور ہر بیت
بیت ابروی خوبان سی خوب تر معانی دقیق گویا تنگی
دہان غنچہ دہانان اور مضمون باریک تر ہی میان نازک بدنان

خیالات میرزا جلال اونکی دامِ زلفِ خیال بندی مین سراپا اسیر
اور معانیِ بلند پروازِ بیدل اونکی نظمِ مسلسل مین پابزنجیر
نثرِ گہربارِ نصیرای ہمدانی اونکی عبارتِ پریشان کے آگی
معترف بہیچمدانی چار عنصر میرزا بیدل اونکی فقرات
موزون کی روبرو نامعتدل انتہی، وحید و ابو الفضل
اونکی رقعات بیبدل کی مقابل مین ذلیل و مبتذل یہ شعر
اونہین کے ہین نظم حسن عنبر کی کشش سی جیتا ہی میری لعبد ، ہری آرام عشق
دل جفا میری لعبد ، خون ہی دل خاک مین احوال پتان پر لکھی
اونکی ناحق ہو ہی محتاج حنا میری لعبد ، کون ہوتا ہی حریف

محو مردافگن عشق * ہی مکرر لب ساقی سی صلا میری بعد

ایضاً دل جگر تشنہ فریاد آیا * پھر مجھی دیدہ تر یاد آیا

یعنی مجنون پہ لڑکپن میں اسد * سنگ اوٹھایا تھا

کہ سر یاد آیا ولہ تیری توسن کو صبا باندہتی ہین ہم بھی

مضمون کی ہوا باندہتی ہین * تیری فرصت کی مقابل ای عمر

برق کو پا بحنا باندہتی ہین ولہ دوست غمخواری مین میری

سعی فرماوینگی کیا * زخم کی بہرنی تلک ناخن نہ بڑہ جاوینگی

کیا * ولہ ہمسی کہلجاو بوقت می پرستی ایکدن *

ورنہ ہم چھیڑینگی رکہکر عذر مستی ایکدن * ولہ

کبھی چمن دلربا رو در کو دیکھتے ہیں کبھی صبا کو کبھی بادِ سحر کو
دیکھتے ہیں ۔ وہ گھر میں آئے ہمارے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم اونکو
کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں ۔ ساقی بادہ لطفِ مضمون
ومعانی پیمانہ پیمای خمخانہ شیرازی و اصفہانی نشہ افزای
مدام سخن سرائی مولوی شیخ امام بخش صہبائی کہ عالم
علم زبانِ فارسی اور استادِ صنایع و بدایع شعری
شاہجہان آباد میں ہیں اور اہل والبس و استعداد
اونکی تصنیفاتِ فیض آیات اور شروح و مسائل کو
حرزِ جان کرتے ہیں اونکی کتابوں کی طبیعت مستطر ساز

دماغ ولبہای نکتہ سنجان اور اونکی نسایم بہار سخن
احسنت پرای خاطر معنی شناسان اور فکر بلند اونکا
کمند گردن ہوش کم بیان اور ہر غزل اونکی تمیمہ
بازوی حوران باغ جنان باوجود مدرسی کی تصنیفات
ایسی جیسی چاہئی ہی اور اوس حالت مین شعر و غزل
ایسی ہوجاتی ہی * سلطان اقلیم سخنوری تاجدار کشور
معنی پروری مقرب پای تخت خسروی شیخ ابراہیم
ذوق دہلوی اساتذای متقدمین پر بھی فائق ہین
اور ہر دیار کی سخن شناس اونکی اشعار آبدار کی مشتاق ہی

انھوں نی کلام اردو کو ایسا قالب فصاحت مین ڈھالا ہی
کہ رتبہ ہندوستانکا اب ایران سی دو بالا ہی و آمیزش
زبان ہندی سی لطف فارسی ہمدوش دیا ہی انکی لطف نی
رنج کو بہا دیا ہی اگر عنصری و عسجدی کو انکی قصاید
غزلکی مضمون بندی نصیب ہوتی تو عیار ہی سلطان
محمود سبکتگین کیا کرتی اگر سعدی و حافظ انکی غزلین
شیراز مین سنتی تو شوق فارسی چھوڑ کی ذوق ہندی
اختیار کرتی صاف بیانی اور محاورہ گوئی انکی اشعار کی
خاص و عام فہم اور رعایت معنوی و مناسبت لفظی

انکی گفتار پر ختم انکی اصلاح سی سیکڑون شاگردون کی
غزلیات کی تدوین ہوگئی اگر یہہ اپنا خاص دیوان جمع کرتے
تو مجلدسی کم نہوتی یہہ چند ریزہ جواہر اونہین کی
معدن طبع سی اس کتاب مرصع مین ترصیع کئی ہین اشعار
سر لوح ذبح اپنا اوسکی زیر پا ہی ہی* یہہ نصیب اللہ اکبر
لوٹنی کی جای ہی* رخصت ای زندان جنون زنجیر
در کہڑکای ہی* مژدہ خار دشت پہر تلوا میرا کہجلای ہی
ان مدد طاقت کہی ہی ضعف سی سینہ مین دم* دیکہی
لب تک خدا کیونکر مجہی پہنچا ہی ہی واہ واہ شور محبت خوب ہے

چہرے کا نمک * استخوان میری ہما کس کس جزمی سی
کہا ی ہی * بس کرم سوز درون ہن جانیکی اور جگر
رحم جوش گریہ پر چہایی میری برا ای ہی * مرغ بن
ذوق کو تیرا ہی جا بس ہی انتظار * جانب در دیکہتا ہی
جبکہ ہوش آجاتی ہی * ولہ تیری کوچہ کو وہ بیمار جسم
دار الشفا سمجہی * اجل کو جو طبیب اپنی مرگ کو اپنی دوا سمجہی
لگا کیا اور غیرہ کیا ہمسو دلکو بلا سمجہی * اسی تیر قضا کے تئیں
پر تیر قضا سمجہی * ولہ بعد مرون ہی خیال چشم فتان
ہی رہا * سبزہ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا

ہیں ہمیشہ عاشقِ پژمردہ حیران ہی رہا * خاک سی روئیدہ
سبزی عشقِ پیچان ہی رہا * ولہ موت ہی سی کچھ علاج
دردِ فرقت ہو تو ہو * غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو
کہتی ہیں شورِ قیامت جسکو وہ اے چشمِ یار * تیری
مستی میں صفیرِ خوابِ غفلت ہو تو ہو * ولہ شوقِ نظارہ ہی
جسکی اوس رخِ پرنور کا * ہی چراغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا
گر لکھوں مضمون اپنی نالۂ پرشور کا * لوں صریرِ خامہ سی
بنیں کا کام بانگِ صور کا * ذکر احمد علی شاہ جہان آباد
شاہجہان آباد میں امرای قدیم بادشاہی بہت ہیں

مگر سعاش بموجب اونکی نام و نشان کی ہرگز نہین ہی
اور جو لوگ کہ کچھہ تہوڑی جاگیر و جاید اد رکہتی ہین
البتہ فی الجملہ آسودہ ہین مگر ایسا کوئی نہین کہ جسکے
سرکار مین ہزار پانسو آدمی متعلق ہو یا اوس سی غربا کو
فیض و خیر پہنچتی ہو امرای اکبر شاہی مین تعریف سخنی محمود خان
اور نواب محمد میر خان اور حسام الدین حیدر خان اور نواب
خادم حسین خان اور راجہ بشیر سنگہہ اور راجہ کیدار ناتہہ
اور راجہ جیسکہہ رای وغیرہ کی بہت سنی تہی مسیحا الملک کی
انتقال کرگئی انکی اخلاف اوصاف سی موجود ہین لیکن

اونکی بھی لیاقت وفضیلت ایک مین ہی نہین پائی جاتی
الا نواب مصطفی خان اپنی خاندان مین آفتاب پیدا ہوی ہین
اور اپنی پدر بزرگوار سی فضل وکمال مین بمراتب شرف
ومباہات لیگئی ہین میرزا مغل بیگخان صاحب سی اتفاق
ملاقات کا ہوا عمدہای شاہجہان آباد مین مغتنمات سی ہین
اور دینداری وضعداری مین منتخب ثقات اور نواب
فتح اللہ بیگخان صاحب بہت بزرگ وقابل ہین باوجود
کبرسنی کی لیاقت سپاہ گری اور علم مجلس مین کامل ہین
اور نواب امین الدینخان صاحب خلف نواب احمد بخش خان بہادر

مشق سخن میں ایسی ترقی ہوئی کہ کسی امیرزادے میں قابلیت
و لیاقت دیکھی فضل و دانش میں بہت جودت اور تقریر
تحریر میں نہایت چستی گفتگو نازک مزاجی یہی اونکی مشہور ہی
اور صفت شعر گوئی میں معروف ہے کہ بیان اونکی بجا ہے
ضیاء الدین احمد خان بہت سلیم الطبع حلیم المزاج ہیں
اور استعداد و علم و فضل میں شہرہ آفاق سواے شعر
و اشعار اور مزاولت تالیف و تصنیف بھی اونکو منظور ہی
بہر حال ہانکی صفت تعریف اونکی بہت کرتے ہیں اور نواب
غلام حسین خان خلف نواب فیض اللہ بیگ خان مرحوم بھی

بھی ملاقات صحبت حاصل ہوئی بہت ہی نفس و صحیح الاخلاق اور امیر درویش صفت ہیں اپنی طبیعت پر بہت ضابطہ و حاکم ہیں چالیس برس ستار میں بڑا طولانی پہنچایا اور پردہ زمین پر اپنی استادی کو بلند آوازہ کیا کہ ہیں کار فلک و جود ہیں میزان مضراب ہلال کی انکا ساتھ نہیں دے سکتا تھا اور تھیکہ نواز صبح با وصف واہرہ آفتاب و بانیہ ماہ کی انکی برابری نہیں بجا سکتا تھا کئی سال سے دفعتاً چھوڑ دیا نواب وحید الدین خانصاحب سے بھی صحبت حاصل ہوئی نہایت معتبر و بزرگ شخص ہیں اور اونکی ذات

وسعت رشتۂ ملوک سلاطین اور قدیم سی اونکا خاندان
امارت و شرافت مین مشہور ہی اور فطانت قابلیت
مین مفتخر اور بھائی اونکی نواب زین العابدین خان
علم حکمت و ریاضی مین اپنی زمانی کی اقلیدس و فیثاغورس ثانی
انکی بہی فضایل و کمالات کا انسان ہندوستان مین
نہین ہی شاہجہان آباد مین رہ رہا جہان ذوی الاقتدار
اور ساہوکاران ذی اعتبار لالہ ابجی داس از قسم
ملاقی ہوئی اونکی اوصاف و اخلاق بیان سی باہر ہین
اور اونکی انسانیت وضعداری ہر امیر و غریب پر ظاہر

ہیں وہ نہیں اس روش و منش کا آدمی نہیں دیکھنے میں آیا
اور اسی طرح ہر صنف کا انسان اس قوم میں نہیں سنا
محمد قاسم الدخان اور محمد عظیم الدخان برادران
منشی امان الدخان اور خواجہ شمس الدینخان عرف
میرزا خواجہ جان شاہجہان آباد میں منشی اور اخلاق
مجسم دیکھنے میں آئی کمال صاحب لیاقت اور جوانان
رشید ہیں اور یار باشی اور دوست نوازی میں ہر ایک
وحید عصر اور یکتای دہر ہی خواجہ موصوف سوای استعداد
علم ضروری کی علم موسیقی اور ستار نوازی میں کمال رکھتی ہیں

اور اپنا خطِ روحانی اور لطفِ زندگانی خواب تنہائی میں
یہہ سبب بزرگانِ صوفیین از قسم پر کمال لطف مہربانی
فرمائی تھی شاہجہان آباد میں اگرچہ ہزاروں اہلِ کمال
اور صناعانِ بیمثال ہر علوم و فنون کی رہتی ہیں مگر یہہ
چند شخص روی زمین پر اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی اول
سید امیر خوشنویس کہ خطاطانِ ایران و توران انکو
خطِ غلامی لکھتی ہیں اور خواجہ رقمانِ ہند و خراسان
انہیں کی فیض قلم سی خوشنویس کہلاتی ہیں اگر بہزاد
ہوتا تو اوسکی دایرہ کی گرد پرکار دار رہتا اور اگر میر علی

اونکا ایک نقطہ پاتا تو بجای سویدا اپنی دل کا بناتا کہتا
آور دوسری غلام علیخان مصور ہین کہ اونکی روبرو
نقاشان چین بھی چین لیتی ہین آور مصوران فرنگ بھی
اونکی کام کو دیکھہ کی دنگ رہتی ہین اگر لوح بناتی ہین
تو لوح محفوظ سی خبر دیتی ہی آور جو نقشہ لکھتی ہین تو صنعت
نگارندۂ قدرت نظر آتی ہی آور تیسری بدر الدین علیخان
وحید العصر مرصع رقم صنایع مہرکنی ہین یکتا ہین آور
اس فن مین بی ہمتا ہو آیر اصفہان و کشمیر کو
اونکی مہرون کی سامہنی [illegible] آور [illegible]

شاہجہانی جہانگیری اونکی ہمعصر تھی یہ دونو مصحف بخط
وہی ہستی اور حضرت قاری محمد علی ہین کہ سوا انکی تحصیل علم تجوید
اور تکمیل القاء خوشنویسی کی لطائف و ظرائف
اور صنائع دونون مین انتہا ہین اور بذلہ سنجی و حاضر
جوابی مین لاجواب ہین ہر شاعر سخن باوہر و نقش سحر شمار
اور نقل ہر حرف چاشنی نشاط انبساطی خوشگوار انکا
ثانی یہی ہندوستان مین دوسرا نہ دیکھا اور جو دیکھا تو
انسی ادنی تھا اس شہر مین اربابِ ہنر اگرچہ بہت ہین
مگر بالفعل جو دو درک کوئی نامور گانی والا نہ سنا

اور اگلی زمانی کا کچھ بیان نہین کیا جاتا البتہ سلطانو
طوائف شیخ خیال اچھا گاتی ہی اگر شاہجہان آباد کی
شیرینیوں کا بیان کیا جاوی تو زبان شاخ نبات
اور دہن کوزہ مصری ہو جاوی اور اگر اوسکی حلاوت
و ذائقہ کا حال لکھنی مین آوی تو قلم ساق عروس
اور کاغذ حلوا سوہن پپڑی بن جاوی * فواکہات
ہر قسم کی وہان بکتی ہین اور میوی ولایت کی بہی اکثر
وہان بکتی ہین سنا کہ آب و ہوا شاہجہان آباد کی
سو برس پیشتر بہت خوب تہی اب خراب ہو گئی ہی اگرچہ

نہایت شدت سے ہوتی ہے بغیر خس کی ٹٹیوں کی فصل
تابستان نہیں گذرتی * ذکر دہلی کہنہ و مزارات اولیا
بعد سیر و تماشای شہر کے ارادہ زیارات کا اور دہلی کہنہ کے
دیکھنے کا ہوا تو اول احرام طواف حریم حرم تعظیم
اور خاک بوسی آستانہ درگاہ عرش تکریم قدم شریف کا باندھا
مقام سے سوار ہو کر لاہوری دروازے سے باہر نکلی اور
چھاونی کی سڑک اور فریزر صاحب کی کوٹھی کے
پشت کوہ کی بہت پر فضا و پر تفریح ہے شہر یا چھاونی
فاصلہ کے پیش نظر رہتا ہے اور میدان چھاونی انگریزی کا

باوصف بعد مسافت کی اوسکا صحن معلوم ہوتا ہی اور
تمام باغات و مزروعات اوس نواح کی گویا اوسیکی
بستان سرا ہی اور دریا جمن اوس سی بہت مسافت
رکہتا ہی لیکن اوسیکی زیر پا ہی اوسکو بالفعل مہاراج ہندو راو
بہادر نی مول لی لیا ہی اور اکثر اوسمین رہتی ہین اور
اونکی باڑہ اور عملی کا مکان قریب اوسکی کچہہ فاصلہ پر علیحدہ ہی
اور جہان تو دہلی اگرچہ بہت بڑی ہی مگر اوسمین کچہہ رونق
نوابادی نہین ہی اور سبزی منڈی بہی نہین ہی کہ اوسمین
تمام باغات کی میوہ آکی جمع ہوتی ہین اور میوہ فروش بستی

لیکن شہر مین آگئی ہین اور اکثر باغہای قدیم بادشاہی
وغیرہ اوسطرف بہت ہین اور منجملہ لاہور کی وڑہ کی
عیدگاہ کہنہ شاہجہانی اور اوس سے پرے کو عیدگاہ ثانی
اوسکو عالمگیر نے تعمیر کیا ہی بالفعل نماز عیدین اوسمین
ہوتی ہی غرض آستان ملایک آشیان موصوف کیطرف
روانہ ہوی وہ مقام اقدس انضمام لاہور کی دروازہ کی
گوشہ جنوب مغرب مین شہر سی بقدر پاؤ کوس کی فاصلہ پر
واقع ہی ۔ ذکر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب
اثنای راہ مین مزار حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ العزیز

کا ملتا ہی وہ زیارتگاہ ہی بہت متبرک نورانی ہی یہہ
بزرگ خاندان عالی سادات اور سلسلہ نقشبندیہ مین
کامیاب ہین اگرچہ انکی کرامت و خوارق متجاوز البیان ہین
اور اکثر اہل احتیاج باعتقاد دو بانسی فایز المرام ہوتے ہین
مگر ایک تصرف و نکا صریح ظاہر ہی کہ چبوترہ اونکی
مزار شریف کا بالکل سنگین ہی اور بلا ظل سایہ ہی کہ سنگ
ہمیشہ تابش آفتاب سی مثل تابہ ہو جاتا ہی اور چبوترہ
عین تابستان کی نصف النہار مین مانند تختہ یخ کی
سرد ہوتا ہی یہہ تاریخ دروازہ جنوبی پر منقوش ہی

نظم خواجه باقی آن امام اولیا * عارف بالله اسرار
نهفت * گلشن بستان سرای انبیا * از نهال حضرتی
خوش گلی شگفت * چونکه بر تخت بقا شد از لقا * محرم حق گشت
و اسرار صفت * رخت بسته زین سرای بی بقا * چون
ندای ارجعی از حق شنفت * سال تاریخ وصالش خسروی
فی البدیهه نقشبند وقت گفت * آه درویش گنه * اولی بالیقین
مزار مبارک پر حرمت هم نظم قبله ارباب یقین کعبه
اصحاب دین * مظهر فیض الهی صاحب علم الیقین * نور وجه
بر جبینش تافت از حق الیقین * شد زمین بیش ز رشک عرش برین

کی تواریخ گفت مدح آن خلاصہ واصلین * ہست ذات
خواجہ باقی رحمت للعالمین * چون کمالش وصل دایم بود
بیحی دلنشین * شد وصال غیب او آخر بسال اربعین
وان زہجرت بعد الف اثنا عشر بودہ سنین * از وفات
قطب دوران تکیہ گاہ مہتدین * ہر کہ آید بر مزارش از سر
صدق و یقین * حاجتش گردد روا ہم مقصد دنیا
و دین * قبر شاہ نظام الدین صوبہ دہلی کی ہی یہین مسجد
اور برابر اوسکی ایک مسجد ہی ستون اور محرغول اسکی
تمام سنگ ابری کی لگا ہی ہین * ذکر درگاہ قدم شریف

بعد اس زیارت کی تھوڑی دور پر درگاہ قدم فیض توام
ہی وہان پہنچی تو ایک قلعہ قدیم دیکھا کہ وہان خدام
لوگوں کی بستی ہی اور اوسکی اندر ایک مسجد ہی اور
جنوب رویہ اوسکی ایک مقام بلند و متبرک بعمارت
سنگین بطور ایوان ہی سلاطین افاغنہ قدیم بنا کیے
اور پیچھے ایک حرم مدور ہی اور اوسکی اندر ایک چبوترہ
سنگ مرمر ہی اور اوسمین تعویذ قبر مثل حوض مرتب ہی
اوسکی بیچمین تختہ سنگ قدم شریف رکھا ہوا ہی اور آسپر
تمام نقش پای مبارک نمایان ہی اوسمین پانی اور پھول

اور کبھی وہ دودھ شربت لبالب ہوتا ہے اوسمین سے
مجاورین بطریق تبرک کے زایرین کو عطا کرتے ہین
حقیقت مین حوض کوثر اوس حوض سعادت مآخذ کا
ایک قطرہ ہے اور چشمہ حیوان اوس عین العیون
کرامت کا ایک رشحہ ہے قدم شریف معجزات نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت صحیح وسندی ہے اسکو
حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت خلیفہ مکہ سے لیکر
ہندوستان کو عہد فیروز شاہ مین آئے تھے اور مکہ سے دلی تک
اپنے سر پر رکھکے لائے تھے حالات سلطان فیروز شاہ مین

ذکر درگاہ قدم شریف

منقول ہی کہ یہہ بادشاہ بڑا دیندار تہا اور علما و فقرا سی نہایت عقیدت و ارادت رکہتا تہا چنانچہ تفصیل اسکی خیر جاریہ کی کتب تواریخ میں اسطرح لکہی ہی کہ اسنی اپنی زمانہ سلطنت یعنی مدت اڑتیس برس چند ماہ میں چالیس مسجدین اور تیس مدرسی اور بیس خانقاہ اور دو سو رباط اور پندرہ قلعی اور حوض ایکسو اور بند آب چالیس اور کوشک ایکسو اور چاہ و پیر سو اور حمام دس اور دار الشفا پانچ اور منارے دس اور مقبرے اور پل ڈیڑہ سو اور باغات بیشمار بنائی ہیں جبکہ اسنے

خبر حضرت مخدوم کی آنی کی سنی تو استقبال کو حاضر ہوا
اور قدم مبارک کو اپنی سر پر رکھہ کر شہر مین لایا اور حضرت
مخدوم کی خدمت سی سعادت دنیا و آخرت حاصل کی بعد
اُسکی دہلی کی شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ نی
سنہ سات سو باون مین انتقال کیا وہ نقش قدم شریف
اوسکی تربت متبرک پر رکہا گیا اوس کتہرے کی گرد یہہ
کندہ ہی * تاریخ چو نور قدم گاہی محمد * مجمر را بتوفیق
خدا ساخت * پی تاریخ اتمام بنالیش * شنیدم ہاتف کفتا
بجا ساخت * اور یہہ شعر بہی کندہ ہی * بزمینی کہ نشان کف پائی تو

بود سالہا سجدہ گاہ صاحب نظران خواہد بود اور پیشانی
دروازہ پر یہہ شعر رقم ہی تاریخ گشتہ ہم از زرا
چو پایک قدم شریف تاریخ ہم برآمد پایک قدم شریف
اب وہ زیارت گاہ خاص و عام ہی اور ہر سال ربیع الاول
مین بارہ دن تک یہان میلہ رہتا ہی اور دور دور کی روسا
و فقرا وہان آکی آستانہ بوس ہوتی ہین اور اکثر علما
و مشائخ وہان جاکی مشرف ہوتی ہین یہہ بھی دہلی کیواسطی
اور شہرون پر بڑا موجب شرف و مباہات ہی کہ یہہ مکان
سعادت توامان تشریف مقدم خیر البشر سی قدم افتخار

تر رکھتا ہی بلکہ یہہ وہ نقش پا ہی کہ عرش ہی اوسکی
تجلی عرش ہونی کو اپنا فخر جانتا ہی ۞ ذکر درگاہ حضرت
سلطان المشایخ ۞ بعد سرافرازی حاصل کرنی زیارت
آستانہ قدم رسول کی ارادہ عتبہ بوسی مزار سلطان المشایخ
قدوۃ الاولیا نظام الملۃ والدین حضرت سلطان نظام الدین
رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا اجمیری دروازہ کی پاس سنگمرمر کا
چبوترہ اور قبر نواب قمر الدین خان وزیر کی دیکھی اور مسجد و
مدرسہ نواب غازی الدین خان کا مشاہدہ کیا پہلی اوسمین
مدرسہ سرکاری تہا اور طالبان علم فارسی و عربی اور طلبا [illegible]

و انگریزی ریختی ہی بالفضل احسن الدین دار الشفا کی آید سرکار
کر سطر فیض بخش یونانی آوردہ و اخانہ متعین ہی اور زندہ
دروازہ کی پشت دیوار پر لوح سنگ مرمر پر یہ عبارت
کندہ ہی جس پر لوح نقش یہ ماند ولیکن سے ہترای
عمل یادگار نام نیک رہا و حسنات نواب ہاشم علی ولد
ضیاء الملک سید نصر علی خان بہادر مہراب جنگ کہ یک لکھ
پچاس ہزار روپیہ برای ترقی علوم در مدرسہ ہذا وقف
و یکی خاص اللہ و وطن خویش بصاحبان کمیٹی انگریزی مدرسہ دہلی
تفویض نمودند منقوش گردید در سنہ ۱۸۹۰ کہ سنہ محمد اسمٰعیل رضوی

اوس سی آگی جبکہ دہلی دروازہ کی پاس آئی تو چھلنی ہے
اور پاگل خانہ سرکاری واقع ہی اور ایک بڑا قطعہ
وسیع ہی اوسمین بند ہوی رہتی ہین اور دوسری طرف
ایک مکان عمدہ ہی اوسکی حجرونمین دیوانی اور مجنون
محبوس مسجون ہین اونکا ہی علاج معالجہ سرکار کی طرف سی
ہوتا ہی ۔ ذکر کوٹلہ فیروز شاہ ۔ فیروز شاہ
کا کوٹلہ مشہور ہی عمارت اوسکی تمام گر پڑی ہی سبب واقع
ہونی لب دریا کی عجب پر فضا و باکیفیت ہوگا اور اوسکی
اندر کی تہخانونکا حال بہت عجایب غرایب بیان کرتی ہین

ذکر کبوتر و فیروز شاہ

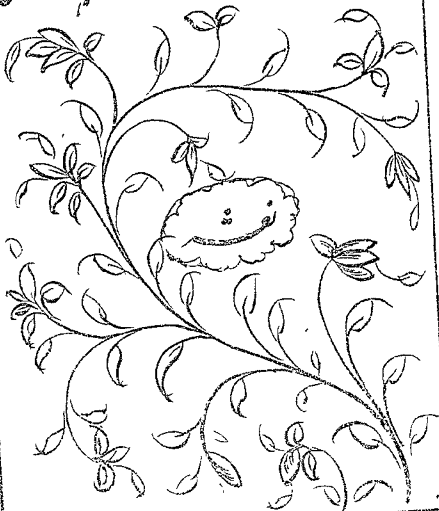
چنانچہ اکثر بعضی جان باختگان درد فرقت اور تشنگان
مرض محبت واسطے طمع نفسانی کے اون شمعوں کی آگ میں
شمعیں جلا کر گئی ہیں اور آخر وہان کی نباتات واقف
جان کو مشتاق ہو رہی ہیں اور جو کوئی وہان بین ایک
بچہ پیدا ہو تو وہ بیان کرتا ہی کہ جسم اوسکی دیکھا
کہ اوسکی بھی وہان رنگ برنگ کی سانپ چلتی ہیں
اور شیر سفید ہیں زنجیر نہیں کہی کر چوپا اشرفی
بزرگ لٹکتی ہیں اور ایک چھوٹا سا سانپ ...
اون کو نا دیکھو کھیل رہا ہی اون لوگوں نی جا کر اس سے

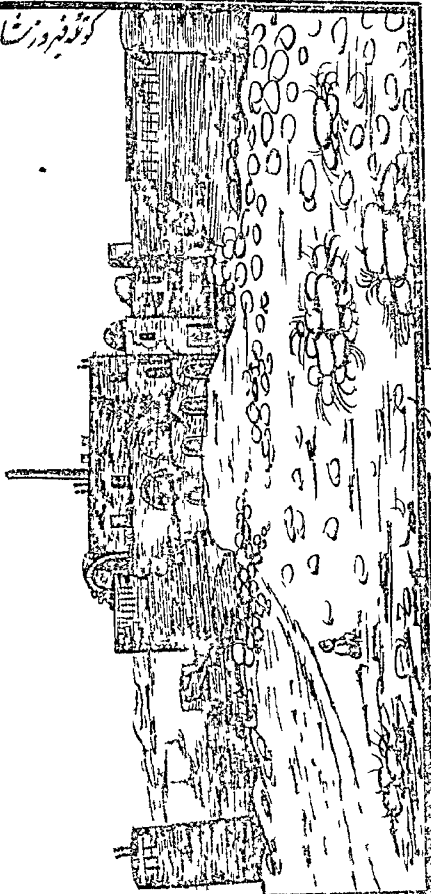
مار ڈالی اور گہٹر میں اشرفیونکی باندہ کر لیچلی جب حجرہ
لیکی نزدیک پہنچی تو اوس سانپ نی ایک فشکار ماری
اوسکی سب پانی ہوکی بہگئی اور ایک آواز ہیبتناک
پیدا ہوئی کہ اگر رستم بہی ہوتا تو اوسکا زہرہ آب ہو جاتا
ہین کہ سب سی پیچہی تہا اور اونکی جرات جبارین شامل
نہین ہوا تہا اوس فشکار مسموم سی محفوظ رہا اور ایک شخص
مہیب ہیئت و عفریت صورت نی مجکو کہا کہ بہاگ
نہین تو تو بہی ہلاک ہو جاویگا مین وہانسی سراسیمہ
و بدحواس ہوکر بہاگا تو اثنای راہ مین زینہ پر آکر بیہوش ہوا تہا

میں نے اوسکو اوٹھا لیا اور باہر آکے دیکھا تو پچیس روپیہ کی وزن کا
وہ ایک روپیہ نکلا اوسوقت اپنی سلامتی جانکے شکر ادا کیا
اور اوس روپی کو صرف میں لایا فقط اور اوس کو قلمی میں
ایک لاٹ نصب ہی اوسکو بھی عجائبات عالم بیان کرتی ہیں
ایک سنگ سی تراشی ہی طول اوسکا اٹھائیس فٹ
اور سطبر بھی اوسکی بیچ کی دس فٹ اور جسقدر زمین سی بلندی
اوسیقدر زمین کی اندر بھی ایسا بیان کرتی ہیں کہ یہہ
دو لاٹین کوہ سوالک میں راجہان ہندو کی زمانہ میں بھی تھیں
اور اشعار ہندو میں ایسا نقش تھا کہ یہہ بہاری اوتار رہیگی

چهد ستی تهین اور ایسی گاو چرانی کیا کرتی تهی اور جس دن
یہہ توت جائیگی قیامت آجائیگی فیروزشاه نی اس اعتقاد کو
باطل جانکی ایک کو توڑ ڈالا اور دوسری کو یہان نصب کردیا
اوسپر کچهہ حروف بهی کنده هین کر پڑهی نهین جاتی ذکر
فیروزشاه فیروزشاه کا حال ایسا لکهتی هین کہ فیروزشاه
بن سالار رجب برادرزاده تغلقشاه پچاس برس کی عمرمین
سنہ ۷۵۲ سات سو باون مین تخت دهلی پر بیٹها خدیو اسلام اسکی
تاریخ جلوس هی * اول دهلی مین نهر وهی لایا تها جو تجهتر
سنہ ۷۷۲ ساتسو بہتر ہجری مین محمد الدین جو ان اپنی عمو کی نام پر

آباد کیا تجدید شہر جو نپور سے تاریخ بنا ہے جون پور ستخرج
ہوتی ہے اور فیروز شاہ کی تاریخ اتھار دلی رمضان
سنہ سات سو نوے میں وفات پائی وفات فیروز
تاریخ وفات فیروز شاہ ہے اور یہ نقشہ کوٹلی کا ہے




کوتله فیروز شاه

وہاں سی آگی بڑھی تو رستہ مین قلعہ کہنہ دیکھا وہ ایک
حصار بلند ہی اور نہایت مستحکم نظم ز بنیادش
فرق نتوان کرد آتش و دیدبان ز اندر رحل
الغرض جا سی اوسکی برج و فصیل منہدم ہوگئی ہین اور
بالفعل اوسکی اندر کچھ دہقین زمیندار لوگ رہتی ہین
مورخین نی اس قلعہ کا حال ایسا رقم کیا ہی
کہ سنہ چار سو چالیس بکرماجیت مین اننگپال
یہان ایک قلعہ بنایا تہا پہر وہ آفات ارضی
سماوی سی خراب ویران ہوگیا بعدہ نصیر الدین ہمایون

اپنے عہد سلطنت مین اسکو از سر نو تعمیر کیا اور اسکا نام
دین پناہ رکھا اور اوسکے اندر ایک مسجد سنگ خارا اور
سنگ سرخ کی بہت خوبصورت و خوش تعمیر ہوائی جبکہ
تختہ سلطنت ہمایون کے منجنیق حوادث روزگار سے
شکست کہائی اور شیر شاہ کے ابواب خلافت دہلی پر
فتح پائی تو اسنے ایک عمارت جہان نما اس قلعہ مین
طیار کروائی اور اوسکا نام شیر منڈل کہا جبکہ
نسیم نصرت و فیروزی باغ اقبال ہمایون پر دوبارہ چلی
اور اسکی کلید کشور کشائی اسی مسجد دربستہ مفتوح ہوئی

اور دوبارہ اپنی قدوم ہمایون سی اس قلعہ کو زیب
و زینت بخشی تو وہی شیر منڈل وسطی آہوی جان
ہمایون کی شیر بیشہ اجل ہو گیا یعنی ایک روز اوس
منڈل ماہ کنڈل پر اوج گرا ہو کر تقاضای شوق اعمال
ریاضی وسیلہ دین سی سیر طلوع مشتری شرف برج
کرتا تھا جو اوسوقت اپنی غروب تھا بیحیات اور ستارہ
کوکب عمری کچھ خبر رکھتا تھا بعد الفراغ کی قصد
اوترنیکا کیا اور درجہ اوسطیں پہنچا کہ موذن کی
بانگ نماز مغرب کو بلند آواز کیا انہونی سنکی واسطی

اور اتابک لا تخلف المیعاد کہکے اوس درجۂ رفیعہ
اور مقام محمود سے عصا پر زور دیکے اوٹہتی تہی کہ وہ متحمل
بسطوت نہو سکا یعنی حریب کی پاؤن کی لغزش کی
اور پادشاہ اوس بام فلک مقام سے مانند اختر بخت ناکام
رفعت عروج کمال سے حضیض نکبت و بال مین گر پڑے
اور زمین نے کہ ایک مدت سے اوس سر اباؤ دولت
واقبال کی آرزومند ہم آغوشی تہی ہاتہون ہات لیا
حقیقت مین وہ موذن داعی اجل تہا اور لغزش حریب
لبیک اجابت مقولہ السمی حالات کی دریافت سے

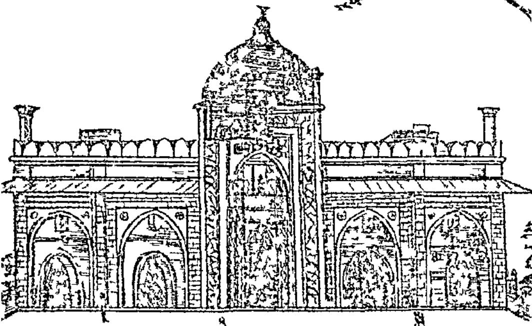
انسان ضعیف البنیان کو لازم ہی کہ دنیا بے ثبات پر
دلبستگی نکری اور ایسی ایسی حقایق گذشتگان سی
عبرت پکڑی نقل تاریخ فناکیتی مین مذکور ہی کہ جب
سلطان محمد بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی عارضہ سل مین
شیشہ حیات کو سنگ ممات سی توڑنی لگا اور تخت
شاہی کو تختہ تابوت سی تبدیل کرنی لگا تو تمام امرا
و عساکر اور جواری و غلام اور اموال و اسباب خزانہ
و جواہر اپنی روبرو منگوایا اور اسکو بنظر حسرت ملاحظہ کیا
اور بے اختیار رو دیا اور کہا کہ یہہ تمام لشکر و مال اور زر

وزیور ایکدم میری عمر کو زیادہ نہین کر سکتی اور عیسٰی
پنجہ شاہین اجل سی میری مرغ جان کو نہین بچا سکتی
بدبخت ہین وہ لوگ کہ خاطر جمعیت اسباب دنیا پر
مصروف کرتی ہین حالانکہ وہ عین تفرقہ ہی ابیات
سکندر کہ بر عالمی حکم داشت ٭ در آن دم کہ میرفت
و عالم گذاشت ٭ میسر نبودش کز عالمی ٭ ستانند
ومہلت دہندش دمی ٭ یہہ قلعہ شہر سی دو تین
کوس کی فاصلہ پر واقع ہی اور یہہ نقشہ اوسی قلعہ
اور مسجد اور مندل کی بنائی جاتی ہین









اور اس قلعہ سے بقدر ایک کوس کی درگاہ شریف
سلطان المشائخ کی ہے ہم وہاں پہنچے آور رستہ
میں ایک آستان میں شرف یاب ہوئے گرد تمام درگاہ
فلک بارگاہ کی چار دیواری سنگین بنی ہوئی ہے
جب ہمنے اوسکی دروازے میں قدم رکھا تو ایک
باولی دیکھی بہت وسیع و عمیق با آب لطیف تمام سنگین اور
اور گرد اوسکے علاحدہ گردش تعمیر محمد شاہ اور اوپر
بروج مقبرے قدیم سلاطین افاغنہ کی زمانے کی بنت
بنی ہوئی ہیں یہہ باولی خاص حضرت کی عہد کی تعمیر ہے

اور اسکی بنیاد اول اپنی دست مبارک سی معہ اپنی
خلفا کی کہودی تہی چشمہ دلکش اسکی تاریخ تعمیری
اور جب انکا عرس و میلہ ہوتا ہی تو اسی باولی پر
اکثر خلقت جمع ہوتی ہی اور عجب لطف و کیفیت
رہتی ہی اور لڑکی بلندی سی اسمین کودتی ہین
اور تیرتی ہین پانی ایسا شفاف ہی کہ جو چیز اوسمین
گرتی ہی اوپر سی نظر آتی ہی اوس باولی سی گذر کے
اندر درگاہ مقدس مطہر کی مشرف ہوی اور فاتحہ
و تکبیر سی ثواب و خوشنودی حاصل کی سبحان اللہ

جیسے ہی روضہ سلطان الاولیا تھی ویسا ہی اونکا صحن
منور ہی بوسہ گاہ ملاء الاعلی بنا یا ہی فرش صحن کا
تمام سنگ مرمر سے محمد شاہ نی ترتیب دیا ہی اور
گنبد مبارک کی گرد بارہ دری اور سنگ مرمر کی
جالیاں لگی ہوئی ہیں کہتی ہیں کہ یہہ گنبد اور بارہ دری
سید فریدون خان نی سنہ ہجری میں بنائی تھی
چنانچہ بالین تربت پر ایک لوح سنگ کی اور
اوسپر یہہ ابیات کندہ ہیں تاریخ شکر کہ
در روضۂ حضرت غوث الانام ۞ از پی تعمیر شد خان فلک احتشام

ذکر روضهٔ حضرت سلطان النظام الدین

۴ ۹ ۱۱

مهر نسب را شرف اوج شرف را شهاب * سید عالی
نسب میر فلک احترام * بانی او هاشمی ساعی او شیخ
آنکه بدوران شان هست سخن را نظام * از پی تاریخ
آن چون متفکر شدم * گفت خرد زد رقم قبله گه
خاص و عام * روی بدرگاه او آر فرید و بعد
شاید از الطاف حق کار تو گیرد نظام * کاتب
حسین احمد چشتی پہر سنہ ایک ہزار ستر میں
فرید خان نی المخاطب بمرتضی خان ایک چھپر کھٹ
صندل کا چڑھایا ہی کہ خوبی میں زر و جواہر سی بہتر ہی

اور صنعت و قدرت مین نمونهٔ قلم قدرت آور اوسمین
یه شعر پرچین کاری صدف سی بهت خوشخط
مرقوم هین قطعه شیخ ولی نظام را و دفرید *
کار دنیا و دین مهیا کرد * یک قدم بر مقام
ثانی داد * یک قدم بر مقام احیا کرد * چون حقیقی حیات
فراز شد او * قبر چون آسمان مهیا کرد *
ابر فیض و زمین از جهان برخاست * دُر یکسته وا شد
و صدف جا کرد * بر جهان کعبهٔ عرش اله او * چار در
از چهار حد وا کرد * عزت مرقد مبارک او * بر زمین

کار عرش اعلی کرد * عرش در پای چار رفقایمہ اش *
چار تکبیر بی محابا کرد * ہر کہ رخ از مقام او تابید *
پشت بر کعبۂ معلی کرد * وانکہ رو در سجود او آورد *
رخ چو آئینہ مصفا کرد * خاکروب مقامش ار باشی
سیوان کار صد مسیحا کرد * سال تاریخ این بنا جستم
صبح شیخ عقل القا کرد * قدر بانی او ز تسبیع گنبد *
ہر کہ این ہفت سقف خضرا کرد * اور ہر زمانے میں
جو امیر با اعتقاد ہوا اسکی ترمیم و تعمیر کو اپنی سعادت
سمجھتا رہا چنانچہ عہد شاہجہان میں نواب شکر اللہ خان نے

ذکر روضہ حضرت سلطان العلماء

اگر اوسکی غلام گردش سنگ سرخ کی کہ جسکے چاروں طرف
ہیں تین صحن ہوتی آور اوسکی محراب اون پر کتبہ
مرقوم کیا کتبہ در عہد اعلیٰ حضرت صاحبقران ثانی
احقر العباد خلیل اللہ خان بن میر میران الحسینی نعمت الٰہی
الحاکم شاہجہان آباد دہلی و این ایوان را بر در روضۂ متبرکہ
مرتب نمود پھر مولانا فخر الدین صاحب نے سنگ مرمر کی
ستون اوس غلام گردش کی واسطے خریدی اونکو نصب
کیا تھا کہ انہوں نے انتقال فرمایا پھر نواب احمد بخش خان نے
اون ستونونکو بجای ستونہای سنگ سرخ قدیم کی لگایا

بعدہ فیض اللہ خاں بنگش نے سنگ سرخکی سقف پر
تختہ ہای مس چڑھواکر اوسکو منقش و مذہب کیا
پھر اکبر شاہ نے اوسکی جو نے کی گنبد کہنہ کو سنگمر مر سے
بنا کلس مطلا ہوا یا اور برابر مزار شریف کی ایک مسجد بڑی عالیشان
سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی کہ اوس مسجد کا بھی رونق
و انداز بہت شوکت و استحکام کی ساتھ ہی قریب
ساڑھی پانسو برس کی عرصہ گذرتا ہی کہ اوسکی کسی شی میں
تغیر و تبدل نہیں ہوا اسیا برابر چ ڑا وکا اور کسی مسجد
و مقبرہ میں کا نہیں دیکھنی میں آیا اوس مسجد کی پانچ گنبد اور تین درجے ہیں

ذکر روضہ حضرت سلطان نظام الدین

۶۹۹

اوسط کا برج بزرگ شاہزادہ خضر خاں بن سلطان علاؤ الدین
خلجی نے حضرت کی روبرو کہ آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا
طیار کروایا اور صحن فرش میں دالانیں دو در رکھی
اور چار گنبد سلطان تغلق یا ولشاہ بن غیاث الدین
تغلق نے تعمیر کیا اور کئی دروازے پر تمام آیات کلام
بخط قدیم کندہ ہیں اور صحن درگاہ شریف میں تمام
سنگ مرمر کی ایسی نفیس فرش لگی ہیں کہ مہتاب ماہ
اونہیں کے عکس پرتو سے منور رہی اور چشم آئینہ اونہیں
صفائی کو دیکھ کے متحیر شاید کعبہ عالم انوار علوی ہی ہے

اور ان جواہر روحانی اونہیں کو کہتے ہیں اگر مجاوروں کا
مرقد نصیب ہو تو حیات سے موت بہتر ہے اور جو اونکا
ہمسایہ میسر ہو تو بہشت سے خوشتر وہ مجاور پاکیزہ حالیوں
اور نسبت کا ایسے ہیولوں کی جمیعت نظر آتی ہیں یا حضرت
روضہ مزار شریف کی احاطہ میں تین مقبرے معلوم ہوتی ہیں
اونمیں ایک مقبرہ مرزا جہانگیر بن اکبر شاہ ثانی کا ہے اور
دوسرا محمد شاہ بادشاہ کا اور تیسرا جہان آرا بیگم
بنت شاہجہان بادشاہ کا اور یہہ شعر اوسکی لوح
مزار پر بخط نسخ کندہ ہے هو الحی القیوم شعر

بغیر سبزه نپوشد کسی مزار مرا * که قبر پوش غریبان همین گیاه

بس است * الفقیر الفانیه جهان آرا مرید خواجگان

چشت بنت شاهجهان بادشاه غازی انار الله برهانه

سنه ۱۰۹۲ هجری

تاریخ وفات محمد شاه * شه فلک حشم و دریش

اختر آنکه از دهر * چو آفتاب جهان جملگی فروغ گرفت

چو شد بجاده فردوس زین سرای سپنج * سرود هاتف

غیبی که بجنت رفت * تاریخ فوت میرزا جهانگیر

قطعه

چون از جهان برفت جهانگیر میرزا * نور نگاه اکبر و سالار دهر بود

شد خامه عقل العقل واسطه * محزون از وفات جوان کامگار

تاریخ فوت او بظہور آمدہ چنین ازکان شفاعت زہی علی بہا
۷۲۵

ذکر حضرت سلطان المشائخ

حضرت سلطان المشائخ کی فضایل و کمالات اظہر من الشمس ہیں
اور تمام کتب تواریخ میں مندرج کہ آپ طبقہ عالی
سادات صحیح النسب حسینی سے تھے اور سلسلہ علیہ عالیشان
چشتیہ میں منتخب حضرت ابتدا سے انتہا تک عالم تجرید
میں رہے اصل آپکی بخارا شریف ہے اور سکونت
آبا و اجداد کی غزنین خواجہ احمد بن خواجہ دانیال پدر
بزرگوار آپکی غزنین سے بداون میں تشریف لائے

بادشاہ نے منصب قضائے بدایون انکو مفوض کیا
اور والدہ ماجدہ انکی بی بی زلیخا صاحبہ ادنی خواجہ
عرب کی بہن سلطان المشائخ بیچ سنہ چھ سو
تینتیس یا چھتیس یا سینتیس کی ماہ صفر بعد طلوع
آفتاب بروز چہارشنبہ آخری بدایون میں پیدا ہوئے
اور پچیس برس کی عمر تک بدایون میں علوم رسمیہ
تحصیل کرتے رہے چونکہ آپکو شوق مباحثہ کا بہت تھا
اور اکثر بحث میں غالب آجاتے تو آپکا لقب نظام
محفل شکن ہوگیا تھا پھر آپ دہلی میں آئے علم تحصیل کیا

اور فیضِ صحبت شیخ نجیب الدین متوکل سے اوٹھایا
بعد تہوری عرصے کے ترک مرادات کرکے قصبہ اجودہن میں
حضرت شیخ فرید شکر گنج کی خدمت سے فیضیاب ہوئے
اور بیعت حاصل کی اور خرقہ خلافت پہنا پہر
چند روز میں دہلی کو مراجعت فرماکر غیاث پور دہلی میں
مقیم ہوے اور تہوڑی مدت میں طنطنہ درویشی
وخدا پرستی اور زمزمہ رہنمائی وراہبری گوش
ہوش عالم میں پہنچایا اور ہر صوبہ وناحیت میں اپنی خلفائے
ایسے ہراکو اصلی تکمیل مقصد اور تائید کاملین بہیجا

انکی بزرگی اور کمالات کی کیفیت سے قلم مقصر ہے اور بیان
اوصاف آپکا طاقت بشر خوارق آپکے اولیا میں مذکور ہیں
کہ ایک فضیلت آپکی یہہ ہے کہ حضرت خواجہ فضیل عیاض
نے سلطان ابراہیم ادہم کو کہ خاندان چشتیہ میں
سے ہیں حقیقت ولایت و کرامت میں ایک روز الہام ہوا
اور غیب سے خطاب آیا کہ ای فضیل عیاض ایک شخص
شیخ محمد نظام الدین اولیا ہمارے خاصان درگاہ سے
تیرے طبقہ مریدان میں پیدا ہوگا اور وہ ہمارا رہنمای گروہ
ایسی تحسین کریگا کہ ہزاران خداشناس اسکی فیض صحبت

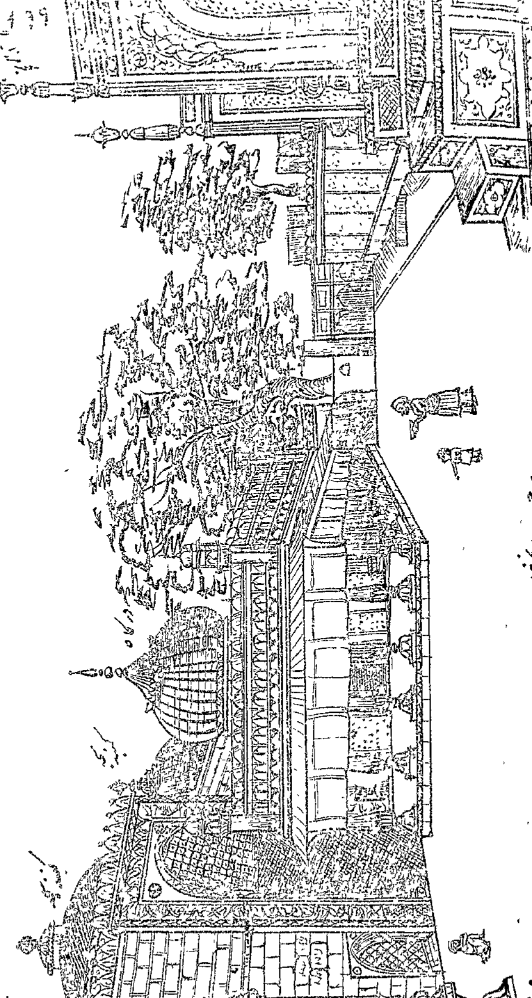
کامل عیار ہونگی خواجہ فضیل اس الہام سی بہت خوشوقت
ہوی اور تادم والپسین انکی قدم سعادت توام کی
منتظر رہی آخر کو اپنی خلیفہ کو وصیت کیا کہ اگر ایسا
ہمای فرخ بال تیری دام ارادت مین آوی تو میرا
سلام پہنچانا اور التماس دعا کرنا یہہ ہی تادم اخیر
منتظر رہی اور ہر وقت انتقال کی اپنی خلیفہ کو
اسیطرح وصیت کرگئی شدہ شدہ جب کہ نوبت
حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پہنچی تو آپکی ناوجود آسمان
سعادت سی ظہور کیا اور شیخ فرید کی دستگیری شرف

انہوں نے خواجہ فضیل سے تا حضرت خواجہ قطب الدین بموجب
وصایا کے سب خلفا کے سلام پہنچائے اور ملتمس دعا ہوئے
اور خرقہ خلافت کہ جو خیاط ازل نے آپکی قامت سراپا سعادت
راست کیا تھا عنایت فرمایا کبھی حضرت فکر
شعر بھی فرماتے تھے شعر از تو نتوانم بریدن کس
بآسانی مرا * گر نمیداند کسی آخر تو میدانی مرا * کہتے ہیں
کہ سنہ سات سو چوبیس میں آپکی طبیعت علیل ہوئی
تو چار مہینے چند روز بیمار رہے اور تاریخ اٹھارہ ویں
شہر ربیع الثانی سنہ سات سو پچیس میں یوم چار شنبہ کو

بعد طلوع آفتاب کی خرقہ وجود کو اوتار کی خلعہ
بہشت کو پہنا اور جہان آپ تشریف رکھتی تہی وہین
مدفون کیا یہہ تاریخ انکی وفات کی ہی * تاریخ
نظام دو گیتی شہ ما وطین * سراج دو عالم شہ
بالیقین * چو تاریخ فوتش بجستم زغیب * ندا داد
ہاتف شہنشاہ دین * یہہ نقشہ آپکی مزار کا ہے

۷۲۵





اور آپکی روضہ سی سمت جنوب کو مزار حضرت امیر خسرو
کا ہی یہہ مزار بہی بہت متبرک و مستحکم ہی اول اسکا
گنبد نہ تہا سنہ ایکہزار چودہ میں محمد عماد الدین حسن
طاہر نی مجہر اور برج سنگ مرمر کا بنا دیا اور اوسکی دیوار پر
یہہ عبارت نظم کندہ کر دی * نظم *

ای خسرو بی نظیر عالم * بار وضہ تو مرا نیاز ست *
تعمیر نمود طاہر آن را * فیض ازلی ہمیشہ باز ست *
تاریخ بنایش عقل گفتا * بار وضہ نکو کہ جای آز ست *
قایل این کلام و بانی این مقام طاہر محمد عماد الدین حسن

بن سلطان علی سبزواری فی ۱۴۱ سنه نحضر ولد شیتر و عبد
الکاتب عبد النبی ابن ایوب آور یہہ بھی تصنیف
حضرت امیر کی وہین لکھی ہین ابیات ای شربت
عاشقی بجامت * وز دوست زبان زبان پیامت
شد سلک فرید از تو منظوم * زانست کہ شد لقب نظامت
جاوید لقاست بندہ خسرو * چون شد بہزار جان غلامت * و لہ مرا نام نیکیست خواجہ عظیم شہہ شین
دو لام و دو قاف و جیم * اگر نام یابی دریں حرفہا
بدانم کہ ہستی تو حر و فہیم * کاتب ملک و زیر شیخ محمد پیر مکہ

آور باہر گنبد کی شمال رویہ ہی خواجہ کی عہد
بابر بادشاہ مین ایک لوح سنگ مرمر پر یہہ تاریخ وفات
حضرت امیر کی کہدوا کر نصب کی ہی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

نظم زمین را ازین لوح شد سر افرازی * بدوران
بابر شہنشاہ غازی * میر خسرو خسرو ملک سخن * آن محیط
فضل و دریای کمال * نثر او دلکشتر از ماء معین نظم او
او صافی تر از آب زلال * بلبل دستان سرای بی عدیل
طوطی شکر مقال بیمثال * از پی تاریخ سال فوت او * چون
نہادم سر بزانوی خیال * شد عدیم المثل یک تاریخ او *

دیگری شد طوطی شکر مقال * ایضاً از حروف وصل

جانان ساده آمد لوح خاک من * طریق ساده لوحی

بس نشان عشق پاک من * ایضاً مهدی خواجه سعید

با جاه و جلال * شد بانی این اساس بی شبه و مثال

گفتم سعی جمیل مهدی خواجه * تاریخ بنای این چو گردید

سوال * حرره شهاب الدین المعمائی الهروی ذکر

حالات حضرت امیر الحال احوال کتب تواریخ

اور تذکروں میں بہت مذکور ہیں اور تمام خاص و عام

میں مشہور مگر تھوڑا سا اس کتاب میں بھی لکھنا ضروری

اصلی نام آپکا ابو الحسن یمین الدین اور والد بزرگوار انکی
امیر سیف الدین محمود سردار قوم ترک ہزارہ ساکن
نواح بلخ تہی زمانہ اشتعال آتش جور چنگیز خانی مین
ہندوستان کو تشریف لائی اور سلک امرای شاہی مین
منسلک ہوی اور قصبہ مومن آباد مضاف بدایون مین
کہ کنارہ دریای گنگ پر واقع ہی توطن اختیار کیا
اور بیچ ۶۵۱ ھ سنہ جسو اکیاون امیر خسرو تولد ہوی
بروز ولادت انکی والد ایک مجذوب کی پاس لیکر انکی
ہمسایہ مین رہتی تہی لیگئی اونہوں نی فرمایا اس شخص کو لای کہ

کہ خطا قائی سے دو قدم پیشتر جا دیکھا انکی والدہ بہت
خوش ہوئی اور انکی تربیت مین مشغول ہوئی جب عمر کو
بیس برس کی ہوئی تو امیر سیف الدین امیر خسرو کو مع انکے
دونون بھائی عزیز الدین علی شاہ اور حسام الدین کے دہلی مین
بیچ خدمت سلطان المشایخ کی لائے اور شرف ارادت سے
مشرف کیا اوسکے انتقال کے بعد امیر سیف الدین
پچہتر برس کی عمر مین جنگ کفار مین شہید ہوے امیر نے
اوس حال مین یہہ شعر کہا شعر سیف از سرم گذشت
دل من دو نیم شد * دریای خون روان شد و در یتیم ماند

بعد اس واقعہ کی انکو امیر عماد الملک انکی نانی کہ اعیان
عصر میں تہی انکو پرورش کیا اور انکو وزیر و زیرکی
و امارت حاصل ہوئی گئی یہانتک کہ انہوں نے سات
بادشاہوں کی صحبت اپنی عمر میں بکمال اعزاز و اکرام اٹھائی
اور اوس عالم امارت میں بہی پیری انکو نہایت عشق
و محبت تہی اور ہمیشہ ریاضات و مجاہدات میں مشغول
رہتی تہی اور چالیس برس برابر روزے رکہی اور سات
سیپارہ کی ہر شب تہجد کی وقت تلاوت کرتی تہی اور حرمین
ساتہہ پیر کی پیادہ حج کیا اور پانچ دفعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ

ذکر حالات حضرت امیر

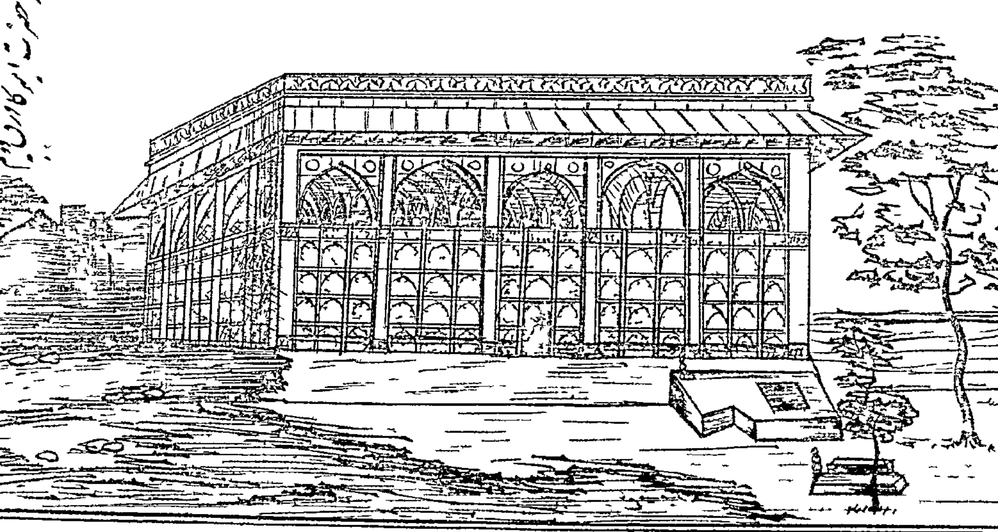
علیہ وسلم کو عالم رویا میں دیکھا اور ایکبار صحبت حضرت
خضر علیہ السلام کی بھی حاصل کی اور حضرت خضر سے واسطے
شرین مقالی کی لعاب دہن کی درخواست کی حضرت
خضر نی فرمایا کہ یہہ دولت تمسی پیشتر شیخ سعدی کو مل چکی
الغرض نہایت مایوس ہوئی اور حضرت سلطان المشائخ نے
ذکر کیا آپنی اپنا لعاب دہن انکی کام و دہان کو لگا دیا
اسکی برکت سی یہہ طوطی ہند ہوگئی کہتی ہیں کہ ایک کم
سو جلد انہوں نی تصنیف کی ہی اور بعضی اپنی مصنفات میں
لکھتی ہیں کہ پانچ لاکھ سی کم اور چار لاکھ سی زیادہ شعر کہی ہیں

سلطان المشائخ کو بہی حضرت امیر سی کمال عشق تہا انکو ترک اللہ فرمایا کرتی تہی اور کہتی تہی کہ قیامت کو ہر شخص کو ہر چیز پر فخر ہوگا مجکو سوز سینہ ترک اللہ سی افتخار ہوگا جب حضرت امیر کی چہتر برس کی عمر ہوئی اور انہون نی واقعہ عالم آشوب سلطان المشائخ کا سنا تو بنگالی سی دہلی مین آئی اور تمام مال اسباب خیرات کر دیا اور نہایت ناشکیبائی سی شب روز گریہ و زاری مین مصروف رہتی تہی اور لباس سیاہ پہن کر اپنی پیر کی مزار پر انوار پر دن رات مجاورت رکہتی تہی اور ہر وقت

ذکر وفات حضرت امیر

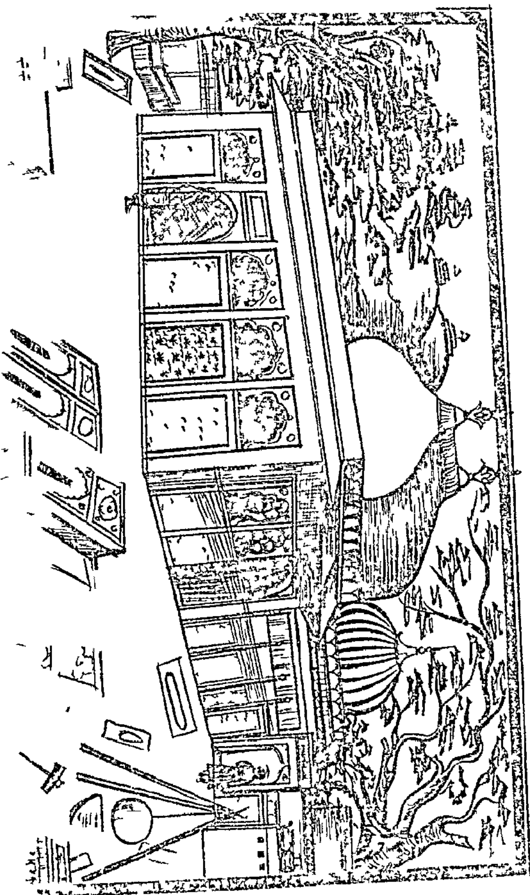
۷۲۵

دعای صالح پاکر لی تہی چنانچہ بعد چند مہینے کی جمعہ کی رات کو
ماہ ذیقعدہ سنہ ۷۲۵ سات سو پچیس میں آپنی انتقال فرمایا حضرت سلطان
المشایخ کی وصیت تھی کہ حضرت امیر کی قبر برابر میری قبر کی بنانا کہ وہ
میری محرم اسرار ہیں اور یہہ بھی فرمایا تھا کہ دور کرنیوالا اسکا نام و نشان
اپنا نہ پاویگا چنانچہ بعد انتقال حضرت امیر کی ایک خواجہ سرا نے
واسطے رفع اشتباہ برابری کی اس امر میں مخالفت کی اور پیر کی پہلو میں
نرکہنے دیا آخر انکو چند قدم دور تر مدفون کیا بعد چند روز کی وہ
خواجہ سرا ملنگ پیر ہوتا تہا کہ شیر اجل نی اسپر ایسا حملہ کیا کہ پہر کسی نے
اسکا نام و نشان نپایا واللہ عالم بعد بقعہ حضرت امیر کی مزار کا



بعد ان زیارات کی باہر آئی تو اور بہت مقبرے و مکانات
امرای قدیم اور عمارات و حویلیان خاموش کے اوس قلعہ کے
اندر دیکھی مین آئین خصوصاً ایک عمارت یک تخت سنگمرمر کی
دیکھی کہ اوسکو چوسٹھ کھنبہ کہتی مین یعنی اوسمین شصت و چار ستون
لگائی مین اس مکان کا بہی ثانی جہانمین نہوگا اوسمین میرزا عزیز
کوکلتاش خان بن میرزا شمس الدین اتکہ خان کی قبر ہی سنہ
ایکہزار چونتیس ہجری مطابق سنہ جلوس جہانگیری مین
انکا واقعہ ہوا اور بعد اوسکی یہہ مقبرہ بنایا گیا چنانچہ
اوسکا یہہ نقشہ ہی

مزار حضرت شاه امیر



ذکر مقبرۂ ہمایون

۱۴

جبکہ احاطۂ حصار درگاہ شریف سے باہر آئے اونکے
تہوڑے سے ایک فاصلے پر ہمایون کا مقبرہ دیکہا سبحان اللہ
اوسکی وسعت و رفعت بیان نہیں ہوسکتی اور اسکی لطافت
و ندرت کی شرح نہیں کیجاتی جو کوئی اوسکو ایک دفعہ
دیکہتا ہے فقط اوسکو دل و جان میں رکہتا ہے اور کوئی
تماشائی اوسکی نظارہ سے اپنی نظر کو سیر ہی نہیں کرسکتا
غنچۂ خاطر افسردگان اوسکی خوب نمائی سے مثل
گل خندان اور صفائی اوسکے سنگ سرخ و سفید کی مانند
ماہ و خورشید کی درخشان حسن عمارات موجب نزہت

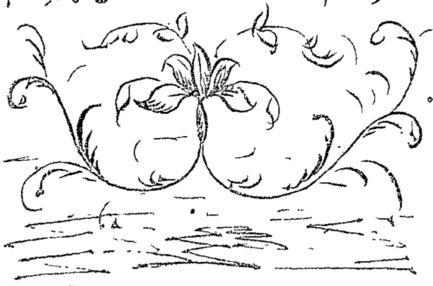
قلوب اہل دلان در لطافت مکانات باعث راحت
خاطر دانش وران تعریف اوسکی در و دیوار کی حد تحریر سے
افزون اور توصیف اوسکی احاطہ کی فراست اہل کیاست سے
بیرون سلاطین تیموریہ کی مقبرون مین اول یہی بنا ہی اور
روضی اسکی تقلید تعمیر ہوئی ہین اگرچہ روضۂ تاج گنج
مین اوس سنگ مرمر اور جمنا کی ریتی اچھا دل اور صفائی
مگر صفا و دلکشی اور شوکت و دلربائی مین یہ بھی اوس سے
کم نہین یہ سنگ مرمر و سنگ سرخ سی بنایا ہی
گویا آب و آتش کو باہم ملایا ہی یا گل و یاسمن کو ایک جگہ کیا ہی

ذکر مقبرۂ ہمایون

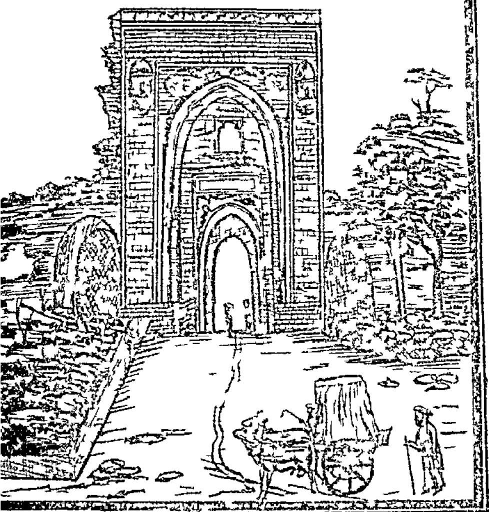
لگا پائی اوسکی سرخی کی خجالت سی چہرۂ شفق زعفرانی
اور اوسکی سفیدی کی شرم سی ناصیۂ صبح ظلمانی
اب باغ و اشجار اور حوض و انہار بالکل ویران خراب
پڑی ہین اگر اسکی بھی خبر و پرداخت کیجاوی تو یہہ بھی
لطف جلد ہی بہار کی کسی شان و شوکت سی اسکی
تعریف مین یہہ شعر بیان واقعی کیا ہی شعر کیا ہی
کہ بستم شکل فردوس بہاری کو جیا این قصر این باغ
ہمایون را بہ این جا ہست مقبرہ وفات ہمایون کی
سنہ نو سو تریسٹھ ہجری مین ہوئی لقب انکا جنت آشیانی

بلی بیی ہمایون بادشاہ اور جلال الدین اکبرنی طیاری
شروع کی اور سولہ برس کی عرصہ مین اسکی اتمام کو
پہنچایا اور پندرہ لاکہہ روپیہ اسپر صرف کیا کہتی ہین
کہ محمد شاہ کی زمانی تک بہی اسمین کچھہ رونق و سرسبزی
باقی تہی اور محافظین و مجاورین رہتی تہی اور عرس
و روشنی ہوا کرتی تہی اور جو خاندان بادشاہی مین
فوت ہوتا تہا اوسکو یہین مدفون کرتی تہی چنانچہ قبرین
حمیدہ بانو بیگم مذکورا اور دارا شکوہ اور اعظم شاہ
اور معز الدین جہاندار شاہ اور محمد فرخ سیر اور شمس الدین ابو البرکات

اور رفیع الدولہ اور عالمگیر ثانی زخیمہ کی
اسی مقبرہ میں ہیں شعر اگر پردہ برگیری از روی
خاک * روی تا بہفتم زمین در مغاک * ہمہ فرق
شاہان سرکش بود * رخ نوعروسان مہوش بود
سراپای گیتی ہمہ عبرتست * پس و پیش او حیرت
و حسرتست * نقشہ اس مقبرہ کا یہ ہے

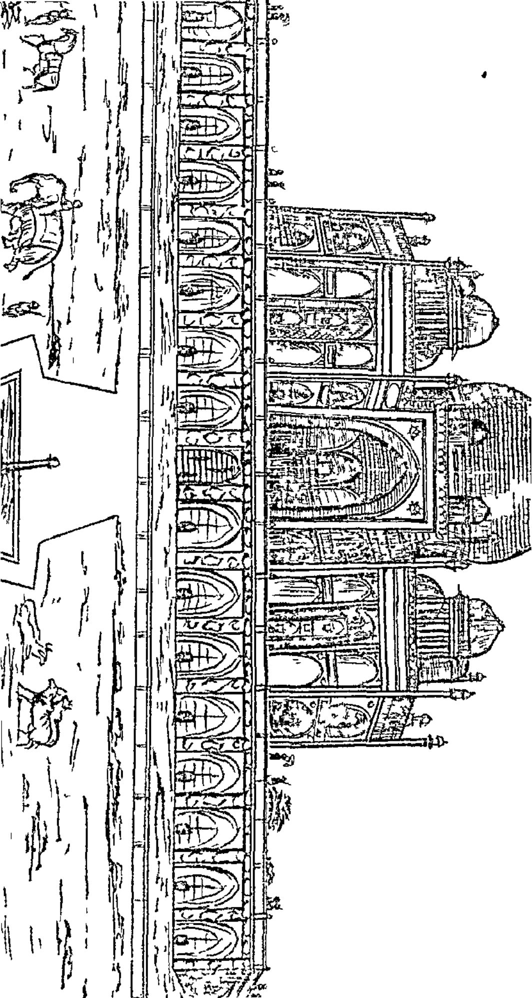


یہہ نقشہ دروازہ جنوب سرا کا ہی اور نقشہ مقبرہ ہمایوں
اور نقشہ مقبرہ کا ورق دوم پر غلطی سی لگگیا ہی



اور ہرا بہر اس مقبرہ کی عرب سرا ہی کہ حاجی بیگم زوجہ
ہمایون بادشاہ حرمین شریفین سی گروہ سادات و مشائخین
یمن سی دو سو بزرگوار ہمراہ لائی تہی اور اونکی واسطی
یہہ سرا تعمیر کرکی اونکو آباد کیا تہا ابتک چند شخص انکی
اولاد سی باقی ہین یہہ سرا بہت بڑی ہی آب اسمین
ہر قسم کی خلقت بستی ہی اور سلسلہ حجرہ ہای بنی ہی
اوسکی ایک دروازۂ شمالی کا یہہ نقشہ ہی





بعد اسکے اتفاق زیارت درگاہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی
کا ہوا کہ شاہجہان آباد سے چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے
راقم نے اونکے آستانہ کو چومکے سعادت دو جہانی
حاصل کی کہتی ہین گنبد آپکی مزار کا عشرہ ہجری مین
سلطان فیروز شاہ نے کہ حضرت سے بہت اعتقاد رکھتے تھے
آپکی زمان حیات مین بنوایا پھر بعد ازان باہر کا صحن گنبد
بعد بارہ برس کی اوسکو بادشاہ ہندوستان نے [illegible] ہجری مین
طیار کروایا پھر بزرگ بڑے ولی کامل اور عارف کامل تھے
دہلی مین بعد سلطان المشایخ کی سجادہ نشین وصاحب فروع

ایسی ہوئی؛ وجہ آپکی لقب کی اسطرح کہتی ہین کہ اصل نام
آپکو نصیر الدین محمود بن شیخ یحیی اور یہی تہا حضرت عبد اللہ
یافعی نی طواف حرم مین حضرت جہانیان جہان گشت سی کہا
کہ آپ دلّی مین کون ولیا ہی حضرت مخدوم نی جواب دیا
کہ دہلی دلّیا مین بہت بزرگ ہی مگر اس زمانی مین نصیر الدین
محمود کہ چراغ دہلی کا روشن ہی تب سی آپکا
لقب چراغ دہلی مشہور ہوگیا گلزار ابرار مین مسطور ہی کہ
شیخ عبد اللطیف جد بزرگوار حضرت کی خراسان سی
لاہور مین پہنچی وہان شیخ یحیی والد ماجد آپکی پیدا ہوئی

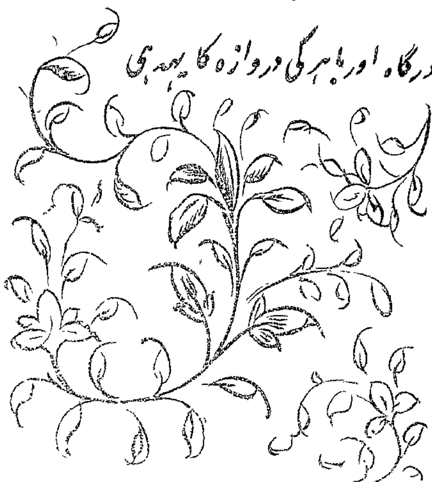
شیخ یحییٰ کی لاہور تھی اودھ میں آکر توطن کیا اسی مقام میں
شیخ نصیر الدین متولد ہوئے بعد نو برس کی آپ یتیم ہوگئے
آپکی والدہ محترمہ نے تحصیل علم میں اکثر مصروف کیا
جب پچیس برس کی عمر ہوئی تو آپ نے ترک و تجرید اختیار
کیا پھر چالیس برس کی عمر میں ارادت سلطان المشائخ
سے مشرف ہوئے آپ بہت تحصیل کمالات ظاہری و باطنی
حاصل کیا سیر العارفین میں شیخ جمالی دہلوی نے ذکر کیا ہے
کہ جب حضرت شیخ المشائخ کی جوار میں جگہ ملی ہوئی
تو روز چار شنبہ اٹھارویں ربیع الثانی سنہ ۷۵۷ ہجری میں

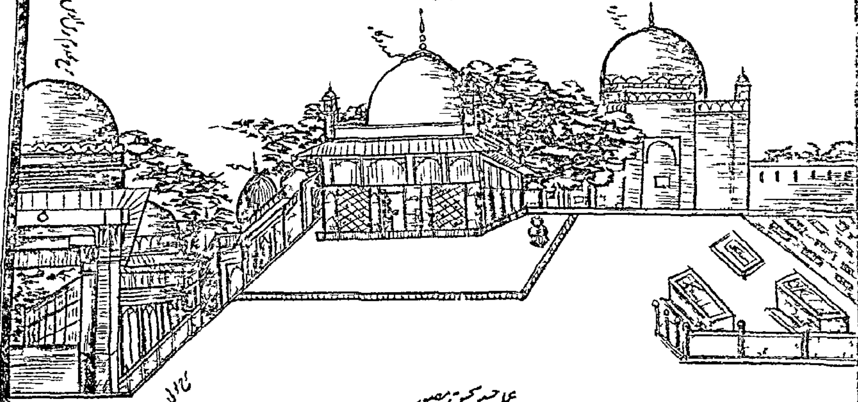
سب خلفا کو جمع کیا اور ہر ایک کو خرقہ خلافت بخشکر
ایک ایک طرف کو روانہ کیا اور حضرت چراغ دہلی کو
خرقہ اور مصلی اور عصا و تسبیح و کاسہ و نعلین چوبی اپنے پیر کا
عنایت کرکے اپنا جانشین فرمایا اور دہلی کی
انکو تفویض فرمائی اور یہہ وصیت کی کہ آزار اعدا و سرزنش
اشرار سے صابر و شاکر رہنا یہہ فرما کر اوسی روز سلطان المشائخ
عالم قدس کو سدھارے کہتے ہین کہ بعد اس واقعہ کے
تغلق شاہ نے اپنی کجمنشی سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو
بہت آزردہ خاطر رکھا اور تکلیفیں پہنچائیں لیکن الہی

کیشون نے عرض کیا کہ جزای کردار بد کیواسطے درگاہ منتقم حقیقی
مین دعای کو شامل کرنا لازم ہی آپنے فرمایا کہ نصیر کو ساتھ اپنے
علیم بصیر کی معاملہ ہی اور اوسکو خود ہر عمل کی پاداش کا
اختیار ہی اس صورت مین درویش کو سلطان کی گرانجانی
پسند کرنی شایستگی مرتبہ رضا و تسلیم سے بعید ہی القصہ
بعد وفات پیر کی انہون نے ۳۲ بتیس برس علم ہدایت سر بلند رکھا
اور خلق اللہ کو راہ خداشناسی بتائی اور جب عمر آپکی
۸۲ بیاسی برس کی ہوئی تو تاریخ اٹھارہ ماہ رمضان
شب جمعہ سنہ سات سو ستاون ہجری مین کسی قلندر کی

تہہ سی بہ ختم کار دانتقال فرمایا بموجب وصیت کی خرقہ
سلطان المشایخ کا سینہ پر اور عصا د نعلین چوبین دونو بغلومین
اور کاسہ زیر سر و تسبیح انگشت شہادت پر لپیٹ کی آپکو مدفون کیا
یہہ شعر آپکی مزار پر لکھا ہی شعر چراغ دہلی از بہر مسیحا
آسمانی شدہ کہ تا خورشید را با خویشتن ہمسایہ گرداندہ آپکی
مزار کی پاس ایک مسجد فرخ سیر کی تعمیر ہی اور آپکی گنبد کی
نزدیک دو برج اور ہین ایک مین نبیرہ حضرت فرید شکر گنج
کی قبر ہی اور ایک مین مخدوم زین الدین آپ کی بہانجی کی
تربت ہی اور مخدوم کمال الدین صاحب ہی کہ سلسلہ مولانا

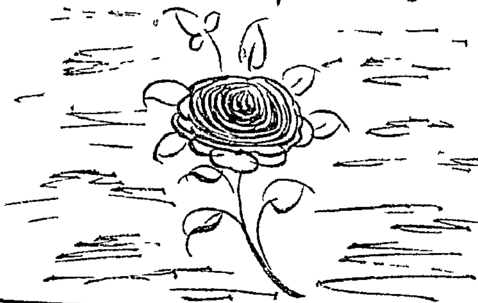
فخر الدین صاحب کا وہانتک پہنچتا ہی دونوں مدفون میں ہر سال
وہان عرس اور میلہ ہوتا ہی اور پاس مزار شریف کے
ایک بستی ہی اوسمین خادم وغیرہ ہر قوم کی لوگ رہتی ہین
محمد شاہ نی اوسکی فصیل بہت خوب بنوا دی ہی نقشہ
درگاہ اور باہر کی دروازہ کا یہہ ہی

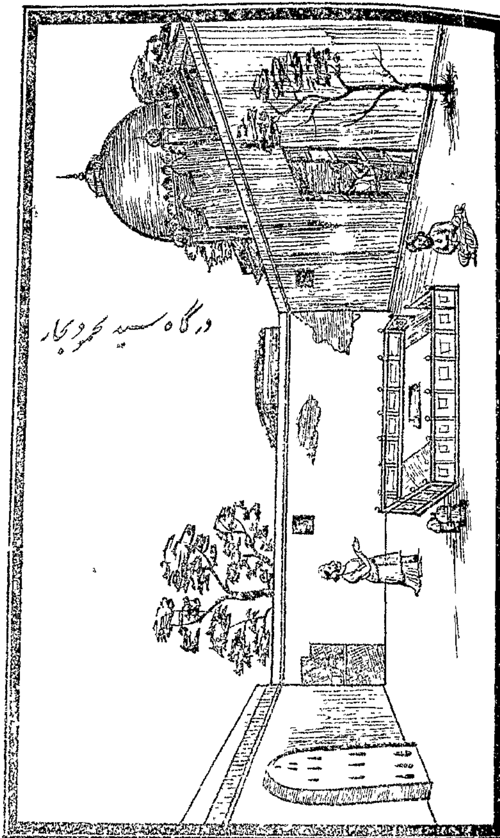



نقشہ درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی
عمل حسین بخش مصور

بعدہ درگاہ سید محمود بہار کی زیارت با برکت سے سعادت اندوز ہوئی
یہہ بزرگ بڑے صاحب درجات مستجاب الدعوات تہے آجتک
اونکے مزار سے ایک عظمت و جلالت اور تاثیر و آثار فیض و کرامت
ظہور کرتی ہین سوای کمال اور عرفان کے عالم ظاہری مین بہی
فاضل اجل و عالم متبحر تہے اسی سبب سے اپکو محمود بہار کہتے ہین
اپکی خدمت مین ایک پیرزال حاضر ہوا کرتی تہی اور اوسکا
بیٹا سفر مین مسافر ملک عدم ہو گیا تہا اور اوسکو بالکل
خبر نہی ہمیشہ اوسکی مراجعت کی دعا آپسے چاہا کرتی تہی آپنے
ایکروز مراقب ہو کر کشف سے دریافت کیا تو فقط اوسکی

...تحوان باقی تھی آدمی بڑھیا کی حال پر ترحم کرکی آنی عاکی
...تعالی نی اونکی دعا قبول کی اور وہ شخص زندہ ہوا اور اپنی
...سی انکی ملا جب سی انکو محی العظام بھی کہتی ہین ششہ ہجری مین
...ہی وفات فرمائی اگرچہ انکی مقبرہ مین کچھ تکلف ظاہری
...مین ہی مگر چونکہ اوسمین ایک شیر بیشہ عشق الٰہی سوتا ہی
...سواسطی اسکا نقشہ بھی ہمنی بنایا ہی




درگاه سید محمود بجار

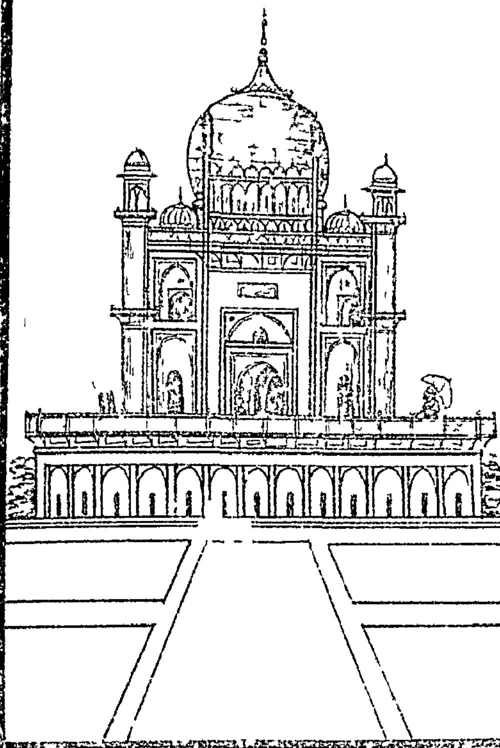
واقع مین دہلی کہنہ بڑا شہرِ غدار اور بلدہ نامدار تہا
باوجود کہ ہم اِن زیارتون کی واسطی کئی کوس پہری کہین
اسکا حصر و انتہا نہ معلوم ہوا اور سوای مقابر و مساجد
اور عمارت و اماکنِ کہنہ کی کہین دشت و میدان نظر نہ آیا
اور بہت سی مقامات و مکانات کا ذکر ہمنی بسبب تطویل
کتاب کی مرقوم نہین کیا اور اکثر مزارات کو بسبب ناسازی
طبیعت کی نہین دیکہا بعد اِن سب زیارات کی منزلگاہ مین
آکی قیام کیا اور وہانسی تاریخ نوزدہم جمادی الثانی کو کوچ کیا
اور اول لاہوری دروازہ کی باہر ڈیرہ ہوا وہان سی درگاہ حضرت

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ شہر سی ساتھ کوس کی
فاصلہ پر واقع ہی ارادہ مصمم تہا کہ مسافران ملک جنوب کی
منزل اول یہی دہلی سی وہین ہوتی ہی اور راقم کو از روی
تقبیل خاک عتبہ عرش رتبہ حضرت عالی منقبت کی یہی اک عرصے
سی لاہوری دروازہ سی سمت دکن کو روانہ ہوئی * ذکر
مقبرۂ صفدر جنگ * رستی مین سڑک بہت مصفا
اور مرتب دیکھنی مین آئی بعد تین کوس کی طی کرنی کی مقبرۂ منصور علیخان
صفدر جنگ کا ملا وہ روضہ یہی انتہا کا عجوبۂ روزگار کہلاتا ہی
اور مقبرۂ ہمایون کا مقابلہ کرتا ہی عجیب مقام دلکشا اور نقشہ

روح افزا ہی کہ روضہ جنت اوسکی ایک ہوا خواہوں مین اور
منجمل آفتاب اوسکی آینہ داروں مین جھلاتا ہی تمام سنگ مرمر
و سنگ سرخ سی بنا یا ہی گویا لعل و گوہر کو ایک برج مین کہا ہی
چاروں طرف باغ و نہر سر سبز و لبالب ہی اور ہر برج اوسکی
بروج چارگانہ احاطہ کا منتخب اور یہ چمن و روضہ گویا عروسان
چمن مین شاہد زیبا اور اوسکی صحن چبوترہ مانند جلوہ گاہ
مہتاب کی نہایت نورانی و مصفا بسبب جاری و جز گیری کی
کہ اونکی اولاد یعنی والیان لکھنو کیطرف سے اوسکی ترمیم و ترتیب
ہوتی رہتی ہی اجتک کہ عرصہ ترتیب سو برس کی ہوتا ہی کہین بہی

اوسمین کہنگی اور شکستگی نہین آئی کہتی ہین کہ جب سترہوین
ذی الحجہ سنہ گیارہ سو سڑسٹھ مین صفدر جنگ نے بعارضہ
دردِ دل سے پاپرگہاٹ مین کہ لکہنؤ سے تین منزل اِدہر واقع ہی
انتقال کیا چند مدت تابوت اونکا اوسی طرح امانت رہا
بعد چند مدت کے اونکی بی بی نے دہلی کو بہیجا اور یہہ مقبرہ
بصرف تین لاکہہ روپیہ کے تعمیر کروایا تاریخ نظم کی
جو اسمین کندہ ہی پہلی اسم احوالِ دوسرا لکہنؤ مین لکہہ
چکی ہین اور نقشہ مقبرہ صفدر جنگ کا یہہ ہی

مقبرہ منصور علیخان



ذکر درگاہ شاہ مردان

نزدیک اس قبرہ کی ایک درگاہ پنجہ شاہ مردان علیہ من التحیہ

والثنا مشہور ہے اور گرد اوسکے ایک احاطہ پختہ

بنا ہوا ہے اوسمین اکثر خدا اور پنجہ زمیندار نذر دیتی ہیں

اور بیچ درگاہ شریف کی ایک مجلس خانہ پختہ

اکبر شاہ ولی عہد کا بنوایا ہے اوسکی یہہ تاریخ ہے تاریخ

بدرگاہ شاہنشہ دوسرا ۔ علی شاہ مردان ولی خدا

بحکم شہ اکبر ثانی بسعی عشرت علیخان بیار است جا

رسید شدہ ہم سایل سال آن ۔ ہمین زد رقم دار ناظر بنا

اور دروازہ نقار خانہ کا اوس درگاہ میں صادق علیخان

بنوایا ہی اوسمیں یہہ تاریخ کندہ ہی * تاریخ

چونکہ صادق علی بنای نفیس * ساخت بر آستانہ حیدر *
سال تاریخ آن بگو صادق * گفت نقارخانہ حیدر *

اس درگاہ مین صرف شیعہ مذہب لوگ مدفون ہوتے ہین اور باہر درگاہ کی ایک احاطہ میرزا اشرف بیگ نے بنایا ہے اور اوسکی قبر بھی وہین ہی اوسکو کربلا کہتی ہین تمام شہر کے تعزیے بھی وہین دفن ہوتی ہین اور عشرہ محرم کو وہان بڑا ہجوم و میلہ ہوتا ہی اور اس درگاہ کی عنقریب مقبرہ نواب نجف خان کا ہی اوسکی تربت پر یہہ مادہ تاریخ کندہ ہی

ایں تربت نجف اور ایک مصرع انکی تاریخ وفات میں
کسی نے ورق لکھا ہی مصرع ایں قدمگاہ شہ مردان
نجف آباد کردہ

ذکر الواح درگاہ حضرت خواجہ صاحب

۱۱۹۶

و ناشی گذرنی کی بعد طی مسافت چار کوس کی شہر سی نکل کر
ہوتا ہی سواد درگاہ حضرت قطب الاقطاب میں پہنچی ایک
عمارت قدیم اور مساجد و مقابر فلک تعظیم الیسی دکھائی دیں
آتی کہ اونکا بیان کرنا توجہ گری ہی اور اونکی شرح مرثیہ خوانی
اوس صحرا میں بشریت سلطنت صوفی ہیں کہ حلقی حق
ہم نجیہ کشور گیر رحل و عقد عالم منحصر تھا آج یہ تاثیر نہیں رکھتی

اور وہ نہنگ بحر شجاعت بڑی ہین کہ جنکے نعرہ آسمان
تہکا دیتی زہرہ ماہی زمین آب ہوتا تہا اب وہ یکدم بہی
نہین ٹہر سکتی ایسی محل بیکسی اور موقع بیچارگی پر سلطان محمد
بن ملکشاہ بن الپ ارسلان فی ابی وقت قریب نزع مین
کہ جب شہ بانو کیا رہین اس دار غرور کی مسند صدور کو
رخصت کرنی لگا تو کیا خوب قطعہ کہا ہی قطعہ بزخم تیغ
جہانگیر و گرز قلعہ کشا * جہان مسخر من شد چو تن مسخر رای بسی بلاد
گرفتم بیک فشردن دست * بسی قلاع گشودم بیک فشردن
پای * چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت * بقا بقای خداست

ذکر مسجد قوت الاسلام و قبر خواجه صاحب

ومالک ملک خدا ہی ۔ غرض اول اوس نواح مین مسجد قوت الاسلام
کو دیکھا کہ اب اوسکی سوا ہی در و دیوار شکستہ اور آثار
و بنیاد و ریختہ کی کچھہ باقی نہین مگر اوسکا عرض و طول و ارتفاع
و پہنائی اور بنانی والونکی ہمت و ریاضت اور ان بادشاہون کی
عظمت و شوکت ایسک اوس سی ظاہر ہی باوجودیکہ
چار بادشاہون نی اپنی اپنی عہد دولت مین اسکی تعمیر
مین سعی مصروف رکھی مگر تو بھی یہہ تمام و کمال کو نہ پہنچی
حقیقت مین ایسی مسجد تمام روی زمین پر نہین ہی اور
اوس رفعت کا کوئی مسجد کسی ملک ولایت مین نہین ہی

اگر اس مسجد کا حصہ اختتام پا جاتی تو یقین ہی کہ ملائک سموات
باجود رفعت مکان طبقات جنات اپنی تسبیح و صلوٰۃ کے واسطے
اوسکو آسمان پر اوٹھا لیجاتی اب بہی اوسکی بعضی محرابیں درکی
منبت کاری اور کندہ گری سی صنعت و قدرت حضرت باری
ثابت ہوتی ہی اور اوسکی محنت و ریاضت عجیبہ حیطہ قدرت
انسان سی زیادہ معلوم ہوتی ہی چنانچہ اوس مسجد میں ایک منارہ
کہ جو قطب صاحب کی لاٹہ مشہور ہی ہنوز سر پا قایم ہی
اوسکی خوبی و صنعت بیان میں نہیں آتی اور اوسکی زیب و زینت
لکہی نہیں جاتی اوسکی دریافت حقیقت دیکہنی سی تعلق رکہتی ہی

ذکر مسجد قوت اسلام و لاٹ منارہ خواجہ صاحب

سنہ ۵۹۴ ھ

اور اوسکی بلندی اوسکی اوپر چڑھنے سے معلوم ہوتی ہے
جو اوسکی درجہ اعلی تک پہنچ جاتا ہی تسخیر عالم بالا کرتا ہی
اگر نبوت ختم نہو جاتی تو اوسپر سے ہر ایک کو معراج حاصل
ہو جاتی اور ہر شخص میں صفت کلیم اللہی آجاتی زمین پر اسکے
دور پچاس گز کا ہی اور انتہا کی بلندی سی دس گز دور ہی
اور ابتدا میں اسکی سات درجے یعنی سات کھنڈ تھے
اوپر کی بسبب تصادم برق و باد کی قائم نہیں رہے
اسکی ساتون درجوں کا ایک زینہ گرد کا تہا اور اب پہر اون
دونوں چہوٹی بالا کی پانچ درجوں کی رفعت اسی گز کی موجود ہی

اور گرد اس لاٹھ کی تمام منبت کاری اور آیات کلام اللہ
کندہ ہین اور یہی تمام سنگ سرخ ہی اور اندر حصہ سنگ خارا
اور زینی اسکی اوپر چڑہنی کی ابتدا سی انتہا تک پانچ
درجون مین سو چہیاسی ہین اور سبب اس لاٹ کی قایم
رہنی کا آجتک یہہ ہی کہ بعد اسکی جتنی بادشاہ
کہ ہمت ہوا اوسنی اس عمارت عجیبہ کو یادگار زمانہ قدیم
جانکر اسکی شکست و ریخت کی درستی مین کوشش کو مصروف رکہا
چنانچہ اول اسکی ترمیم سلطان فیروز شاہ نی کی بعد اوسکی
سلطان سکندر بن بہلول لودہی نی اوسکی بعد سرکار انگریزی

اوسکی دو درجہ مشہد مثہ اعلی ہی اور حرمت کی بنا ہی تہی
سو وہ دونو درجے بسبب آفات سماوی کی نہ ٹہر سکی
اور حقیقت تعمیر اس مسجد و منار کی سید احمد صاحب
مصنف اہلی لی نے آثار الصنادید میں بہت تفصیل و تشریح سے
لکہی ہی اوس سبکو اسمین مکرر لکہنا فضول ہی مگر
جس احمق کی دریافت میں طبیعت متجسس ہوتی ہی اوسکو
کچہ تہوڑا سا لکہا جاتا ہی اول میں اس مقام پر ایک بتخانہ
بنا ہوا تہا اور اوس بتخانہ کا بہی جواب ہندوستان
میں نہ تہا جبکہ سلطان شہاب الدین غوری نے ۵۸۹ھ میں اسکو

ہندوستان کو فتح کیا اور پتہورا کو شکست دی تو اوس
بتخانہ پر مسجد کی بنیاد ڈالی جیسا وہ عظیم الشان و نامور تہا
ویسی ہی یہ مسجد بہی معظم و مکرم حیرت فزای عالم ہونی شروع
کچہہ تہوڑی سی بنی تہی کہ سلطان شہاب الدین نی سنہ
ہجری مین شہادت پائی اس بادشاہ کی نشین پر سلطنت کے
بعد اسکی سلطان قطب الدین ایبک غلام شہاب الدین
تخت نشین دہلی ہوا پہر اوسنی اس مسجد کا اہتمام کیا اور
ناتمام چہوڑا آخر وہ بہی سنہ ہجری مین انتقال کرگیا
اوسکی بعد سلطان شمس الدین التمش غلام قطب الدین ایبک

ذکر مسجد قوة الاسلام واقع دہلی کہنہ قریب قطب صاحب

سے پرا رای کی دہلی ہوا جبکہ بادشاہ ہوا اور چار برس اور آٹھ مہینے
برس سلطنت کی اور اس نے یہاں اس مسجد کی بنا میں بہت
کوشش کی چنانچہ یہ مینار اور بعضے حصے مسجد کے اسیکے
عہد میں بنا ہوئی مگر بالکل تمام نہوئی تھی کہ رستہ آخرت کا لیا
انہونے ہی وفات پائی تب سے اسکی بہت مدت تک
اسکی تعمیر ملتوی رہی پھر ۶۹۵ ہجری میں سلطان علاؤالدین
خلجی بادشاہ دہلی ہوا اور اس نے بیس برس سلطنت کی اور اسنے
اِس مسجد کی بنا میں نہایت سعی کی اور اسکی بنا تک
پانچ درجے کی نوبت پہنچی اور اِس بادشاہ نے اسکی مقابلہ میں

دوسری مینار کی بنیاد شروع کروائی کہ وہ اس سعی
باہمہ وجوہ بزرگ بنتا اس عرصہ میں انہوں نے سنہ ۶۱۵
ہجری میں رحلت فرمائی مینار وہیں تک ناتمام رہا اور مسجد بھی
پوری نہوئی اور بتخانہ بھی ہنوز باقی ہے اگرچہ اہل اسلام نے
اونکی صورتوں میں کچھ کچھ اپنا تصرف کردیا ہے مگر چونکہ وہ مقام بھی
صنعت و ندرت میں قابل دیکھنے کی ہے اسواسطے کسو نے
اوسکو آجتک بالکل خراب و نابود نہیں کیا بعد اوسکی
پھر کسی بادشاہ میں ایسی ہمت و جرات نہوئی کہ اس مسجد کو
اختتام کو پہنچاتا الا اس مینار کی مرمت جن بادشاہوں نے

ذکر لاٹ آہنی پتھورا

۱۸۵۷۹

ظہور میں آئی ہی تحقیق کی ساتھ کچھ نسبی معلوم ہوئی ⁂

ذکر لاٹ آہنی پتھورا ⁂ اور اس مسجد کی درجہ دوم کی

آگی ایک سیخ آہنی بہت صاف و مستقیم گڑی ہوئی

نصب ہی بلندی اوسکی زمین سی بائیس فٹ چھہ انچ اور

مدّوری پانچ فٹ تین انچ اور اصل اس لوہی کی کھمبی کی

اِس طرح مشہور کرتی ہیں کہ نجومیوں نی راجہ پتھورا سی کہا

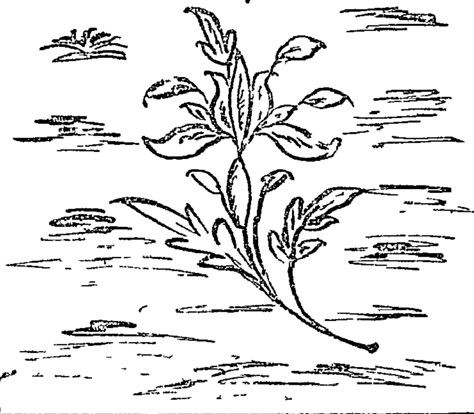
کہ دنیا کا جتنا راج و سلطنت ہی سب راجہ باسک سی

تعلق رکھتا ہی اور وہ ہمیشہ زمین کی نیچی سیر کرتی رہتی ہیں

اور اب چند روز میں زمین دلّی کی نیچی آیا چاہتی ہیں تمکو لازم

اعمال نجوم کی وہ وقت و ساعت معلوم ہی اگر اوس ساعت میں
ایک کیلے اسمقام پر گاڑی جاوی تو میں اونکی سرپر
پہنچی گی اور بہانسی راجہ باسک کو ملنی نہ دیگی جب تک
کہ یہ کیلے رہیگی جب تک راجہ باسک اِس زمین میں نہ جاویگی
اور یہ تمہارا راج اس زمین میں تلی گا اور نسبت بعد
خاندان تک رہیگی راجی بہورا کی اِس طمع مین یہ کیلے
اپنی زمین میں مرجب بچہ میوں کی قول کی اوس ساعت میں گڑوا
بعد چند روز کی راجی بہورا کو اونکی صدق و کذب کی
تحقیق کا توہم پیدا ہوا اور اوس کیلے کی اوکھیڑنی کا اصرار

ہے اوسکی تبدیلی کی اور نقشہ مینار تمام اور ناتمام کا
اور نقشہ بتخانہ متھورا کا کہ جسمین سیکڑون ستون اور
ہزارون مورتین سنگ خارا کی بنی ہوئی ابتک موجود ہین
اور اونکی بعض اعضا کو مسلمانون نے ناقص کردیا تھا
پایا ہی وہ سب نقشے یہہ ہین * نقشہ *



سوا ان مکانوں کے اور بھی مقبرے بعضے بادشاہوں کے اور مزار
اکثر بزرگوں کے اس جا میں دیکھے چنانچہ مقبرہ امام محمد علی
مشہد کا کہ جو امام ضامن مشہور ہیں اور وہ مقبرہ ۹۴۴ھ
ہجری میں برابر دروازہ مسجد قوۃ الاسلام کے بنا ہے اور مقبرہ
سلطان شمس الدین التمش کا اور مقبرہ سلطان علاء الدین
خلجی کا اور مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن کا کہ دہلی
میں بھی بڑا بادشاہ نامور گذرا ہے اصل اسکی ترکستان
سے ہے بعضے اسکو اولاد افراسیاب کی کہتے ہیں اور غلام
اور وہ سلطان شمس الدین التمش کا تھا اور اسکی الغ خان

سلطنت کی اور اسی برس کی عمر میں ۸۹۸ ہجری میں منتقل ہوا اور مقبرہ و مسجد مولانا جامی کہ نام انکا فضل الله ہے اور بڑی بزرگ و صاحب صوفت تھے کہتے ہیں کہ لباس میں فقط ایک لنگ پر قناعت کرتے تھے اور شعرا میں اپنی معاصرین پر تفاخر رکھتے تھے جبکہ انہوں نے مولوی جامی سے ملاقات کی تو تمام بدن انکا کرلو دیتھا اور اکثر گریان رہا کرتے تھے تو جریان اشک سے انکی بدن پر تمام خطوط ظاہر تھے مولانا جامی کو انسے معرفت ظاہری کچھہ نہ تھی جبکہ یہہ برابر مسند کی اس حال خراب سے جا بیٹھے تو جامی نے کہا

کہ میان سک تو چہ فرق ہست جمالی نی جواب دیا کہ یک وجب
جامی نی پوچھا کہ تو کہان سی آیا ہی انہونی کہا کہ ہندوستان سی
پہر جامی نی کہا کہ کوئی شعر جمالی کا ہی تجہکو یاد ہی انہونی
اپنی صورت حال کی مناسب یہ اپنا شعر پڑہا مطلع
ما ز خاک کویت پیراہنیست بر تن * آنہم ز آب دیدہ صد چاک
تا بدامن * جامی کو یقین ہوا کہ جمالی یہی ہی باہم بغلگیر ہوی
اور عذر کیا وفات جمالی کی سنہ ۹۴۲ ہجری میں ہوی اور تاریخ رحلت
خسرو ہند ۹۴۲ مقبرہ انکا کاشی چینی کا نکلکار کی اور
مینت میں اپنا ثانی ہندوستان میں نہیں رکہتا اکثر نقش

لوگ اوسمین سی نقل کرکی تعلیماً اپنی پاس رکھتی ہین اور
مسجد و باولی دولت خان کی کہ عہد سکندر لودی مین
بیچ سنہ ۹ ہجری کی بنائی تہی اور گر گئی تہی معظم الدولہ
امیر الملک اختصاص یار خان طاس شیا فلس متکلف
صاحب بہادر زیب زینت دہلی کی کہ اونہون نے استحکام
بسبب زیادہ بود و باش ہونی بادشاہ کی سوائی کوٹھی اکبر کی
شہر کی ایک بہت عمدہ کوٹھی مقبرہ محمد قلیخان کی کہ جلال الدین
خ...د کی بنائی ہی کہ اوسکی ہوا و فضا باغ ارم کو شرماتی ہی
ان سب مکانون مین جو قابل نقشونکی تہی اونکی نقشی کتاب مین داخل کئے
اور جو بالکل کہندر تہی اونکو چہوڑ دیا چنانچہ یہہ نقشی ان عمارتون کی ہین

ذکر درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین

۵۵

بعد اوسکی درگاہ شریف کی ابادی مین آئی جانب شمال [illegible]

ایک بڑی مسجد ہی و تالاب خدمتگار لوگونکی مکانات آور درگاہ مین [illegible]

آور سمت مشرق کو درگاہ شریف کی اور عمارات بادشاہی بہت سی

بنی ہوئی ہی آور جنوب کی طرف مکانات شاہزادونکی آور بعضی

دریچونکی در حقیقت تعمیر ہین آور تعمیر بازار ہی آور بعضی مین اوسکی

سمت غربی مین ایک بڑا سا پختہ تالاب ہی کہ اوسکو حوض شمسی کہتی ہین

سلطان شمس الدین التمش نی اپنی عہد مین بنایا تہا آور اوسکی اوس سی نام

مشہور ہی آور اوسمین بہت حوض اور ابشار اور مکانات بادشاہی بنی ہوئی ہین

آور پانی جہرنی مین اوسی تالاب سی آتا ہی برسات کی دنون مین

ساون بہادون کی مہینی مین یہان ایک میلہ گلفروشون کا
ہوتا ہی اور عجیب لطف و کیفیت ہوتی ہی تمام کوہ و صحرا
سبز ہوتا ہی اور ہر قطعہ زمین پانی سی ہرو تازہ تمام شہر کی امیر
و غریب جیسے ہوتی ہین جہرنی سی تا میسار ذکور خلقت اوتری
اور تمام بازار و دکانین مرتب ہوتی ہین اور ہر اہل حرفہ اپنی
اپنی گروہ کی ساتھ جہرنی سی پنکہا لیکے درگاہ شریف مین
لاتی ہین اور ہر ایک کی ساتھ ساز و سامان اور باجا اور
روشنی جدی جدی ہوتی ہی تعدد و ررستہ اپنی اپنی مکانو نسی اور
بالا ضافو خلقت بیٹھتی ہی اور ادہر کی احاطی کہو رنگی

اسقدر ہجوم وکثرت ہوتی ہی کہ بیان میں نہیں آسکتی ہی
کہ ایسا میلہ ہندوستان میں رنگین و اُجلا کہیں نہیں ہوتا
اوس وقت کی کیفیت تقریر میں نہیں آسکتی دیکھنی سی تعلق ہی
بعد اوس میلہ کی تمام سال وہ بازار و مکانات خالی پڑی
رہتی ہین اور ایک ویرانہ نظر آتا ہی غرض مسیم وہان راہ
جیسا کہ [illegible] کی مکان میں اوتری اور [illegible] مکان
تخت [illegible] کردیا [illegible] کی استادی کی [illegible]
زیارت درگاہ حضرت خواجہ صاحب کی میسر ہونا [illegible]
آور بڑا دولت کونین حاصل کیا سبحان اللہ عجب مکان پر نور

اور مقام کرامت نشور اور آستانہ فیض گنجور اور بارگاہ
سراسر سرور ہی کہ ہر در و دیوار اوسکی مطلع خورشید سعادت
اور ہر گوشہ اوسکا مشرق انوار ہدایت ہی ہر سنگ اوسکا
سجدہ گاہ سبحان بیت المعمور اور ہر ذرہ اوسکا بصیرت افزای
دیدہ تجلی طور ہر طرف دامی شوارق رحمت رحمانی نور افشان
اور ہر جانب رشحات سحاب لطف یزدانی فیض رسان باوجود کہ ہر ارض آنکا
ایک انبار گل ہی مگر اوسکی خوشبو سے شمیم گل اور بوی مشک
خجل ہی اور باوصف کہ تربت پر کچھہ گنبد و آرایش نہین ہی
لیکن اوسکی عظمت سی سطوت بارگاہ سلطانی اور شوکت

اور شوکت درگاہ آسمانی متصل ہی کہتی ہیں کہ پیشتر اسکی
مزار مبارک کی گرد کچھہ دیوار و احاطہ تہا شیر شاہ نی ایک عظیم
وسیع دروازہ کی اپنی عہد میں بنوائی اور یہہ تاریخ اوس
دروازہ پر کہدوائی تاریخ در زمان آفتاب چرخ دولت
شیر شاہ * شاہ کامیاب کوکب سپہر گردون عالم دین
عظیم القدر درگہ اندر بنا او * صادق آمد قول الباب
سن ز اسلام * نہ و بیست و چار و نہصد سال ہجرت ششم
باہتمام شیخ دین پرور خلیل الحق نام * اور دروازہ غربی
پر یہہ تاریخ مرقوم ہی تاریخ علی کہ درین گنج سعادت خفت

آخر گهر نثار شاکر خان سفت * گفتم چه نویسم رقم تحسین

رضوان بدر اسرار درجنت گفت * تاریخ دروازه جانب

احاطه باروح تاریخ در زبان شهجهان اسلام

شد لب در پیا در سپهر جناب * گرچه صد هست باب جنت را

لیس باب بمثل ذالباب * گرد تحصی بناکه در بابش * بود سقف

تالی از حق است خطاب * چون ز تاریخ نام کردم عرض

گفت درگاه خواجه اقطاب * اور بعد اوسکی فرخ سیر

بادشاه نی قریب مزار مبارک کی جالیان اور دروازی

سنگ مرمر کی لگائی یہہ تاریخ دروازه اندرون پر کنده ہی

تاریخ از سعی کمترین غلامان شهریار با اعتقاد درست مستظهر
کمال الحیدر رفته استعداد فریسان برپا بهشت عنوان تاریخ
یافته صحن بهشت نشان با تمام کمترین غلامان مستظهر
شد چون سرخ شاهی اتمام یافت ... تیری
عبدالله ... تبسم ادریه ... شد ...
گفت ... قطعه از طریق شاهجهان بنصرت نام ...
خواجه دین قطب فلک تعمیر شد بحر زیبا و منتظم
فتح ... شد ... آسمان علام گرد دیگر در ... داد
ملک مانند ... اشرف چون کعبه محترم آب چه ...

سراج الدین بہادر شاہ نی صندل کا کٹہرا گرد مزار شریف کی
لگا دیا ہی اور پائینتی انکی قبر مبارک کی قاضی حمید الدین
ناگوری کی تربت ہی نام انکا محمد عطاء اللہ بہا اولیا ہند میں
بڑی مشایخ وقت سی تہی اول انکو شیخ شہاب الدین سہروردی
اور میر شمس الدین ترکمانی سی فیض خلافت حاصل ہوا
اور ایک سال دو مہینی مدینہ منورہ میں حاضر رہی پہر
حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں مشرف ہوی
بعد وفات حضرت خواجہ کی سنہ ۶۴۳ چہسو چوالیس میں
انتقال فرمایا یہہ عبارت اونکی لوح مزار پر کندہ ہی

نقش ہذا مرقد المنور قطب الاولیا فی الآفاق غوث الاتقیا
بالاتفاق الامام العالم العامل الولی الفاضل الکامل شیخ حمید الدین
نور اللہ مرقدہ المنورہ عمرہ الروضہ خادم الفقرا اسمعیل بن فتح شیخ بختیار
فی سنہ اربع سبعین و سبعمایۃ اور نزدیک آپکے مزار کے
اور بھی بہت بزرگونکی قبریں ہیں اور آپکے دو صاحبزادے بھی
وہیں مدفون ہیں اور سمت غربی میں درگاہ کی دیوار سے ایک مسجد
تمام سنگ مرمر کی بنا کی قطب الدین بہادر شاہ بن عالمگیر ثانی کے
اور مجاور اوسکی قبر کا بھی اوسی مسجد میں ہے اور درگاہ کے باہر
غرب رویہ فاصلہ چند قدم پر حضرت مولانا فخر الدین صاحب کا

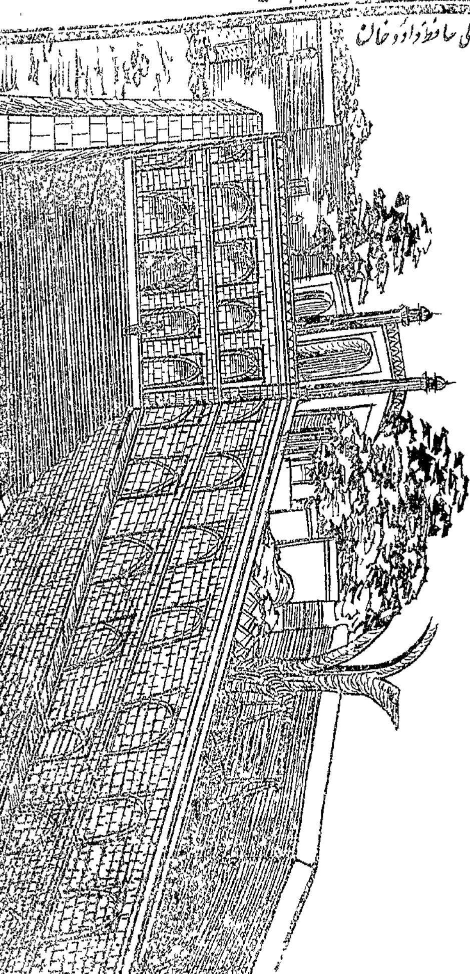
کہ جنکی اوصافِ کمالات وردِ زبانِ خلائق اور وظیفۂ زمین
و زمان ہیں تمام سنگ حرمر مصفا سے بہت مقام متبرک
پر بنا ہوا ہے اور یہہ تاریخ اوسکی لوح پر کندہ ہے بسم اللہ
الرحمن الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہم صل علی محمد
و علی آل محمد تاریخ بگذاشت فخر دین چون مہمان سرای
فانی ✱ بر آستانہ جا داد آن قطب جاودانی ✱ سال وصال
آن مہ زغیب چون بجستم ✱ تاریخ گفت ہاتف خورشید
دو جہانی ✱ مسکلام سید الشرف فخر الدین مقبول الہی
١١٩٩
اور پاس اس مزار کے ایک مسجد سنگین بہت قدیم ہے کہتے ہیں

کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ہات سے مع اور اصحاب و خلفا کے
اس مسجد کو کچھہ بنایا تھا پھر اسلام شاہ نے اپنے عہد میں اور
فرخ سیر نے اپنے زمانے میں اسکی تین درجہ بڑھوا دیے اور
یہہ تاریخ اوسیر کندہ ہی تاریخ سرور و لطف
و عنایات شہ والاجناب ٭ ساخت از روی ارادت
و ز روح اعتقاد ٭ خسرو فرخ سیر شاہ شہ مالک
رقاب ٭ مسجد زیبا بنا و سجدگاہ شیخ و شاب ٭ ہاتف
غیب بالہف گفت در گوش خرد ٭ سال تاریخ بنائیش
بیت رب مستجاب ٭ اس مسجد میں سبب پانی نہونیکی

تکلیف تھی سنہ ۱۲۶۳ ہجری میں ندیم الدولہ حافظ داؤد خان
نی وہاں ایک باولی پختہ بہت وسیع و عمیق کئی ہزار روپیہ
لگا کر بنوا دی اوس سی نمازیوں کو بہت آسایش ہو گئی

یہہ نقشہ مسجد و باولی اور دروازہ درگاہ شریف کا





باولی حافظ داؤد خان

اور کنارہ تالاب مذکور پر بہت عمارات و مکانات قدیم دیکھنے

کہ اونکی شرح لا حاصل ہی مگر ایک اولیا مسجد بہت مقام نورانی

و متبرک ہی کہتی ہین اسکو بہی حضرت خواجہ صاحب نے اور اونکے

خلفا نے اپنی ہاتہہ سی مٹی کی ٹوکریان لاکر بنایا تہا اور وہان

چلہ کشی کیا کرتی تہی اب کسی نے اوسکو چونی سی پختہ بنا دیا ہی

اور نزدیک اوسی تالاب کی مقبرہ شیخ عبد الحق دہلوی کا ہی

کہ انکی حالات و کمالات بہی تعریف انسان سی زیادہ ہین اور تحریر

و تقریر مین نہین آسکتی چنانچہ بائیس برس کی عمر مین جمیع علوم دینیہ

مع حفظ کلام اللہ کی فراغت حاصل کی اور اوسی عالم شباب مین

بجز محبت الٰہی کی جوش مارا کہ تمام تعلقات دنیا کو ترک کر تسلیم

ترکِ مرادات سی تباہ کر کی بیت المدینہ شریف کو تشریف لیگئی اور وہاں

بہت اقطاب و اولیا کی صحبت سی فیضِ باطنی حاصل کیا اور کئی سال

وہاں رہکی علم حدیث بہت تحقیقات سی تحصیل کیا اور پھر

ہندوستان میں آکی ارشاد و ہدایت میں مصروف رہی اور

ایکو جلد کتابیں علم دین اور آداب شرعیہ میں تصنیف کرکی

ہندوستان میں علم حدیث کی پیشتر انہیں سی ترویج پائی

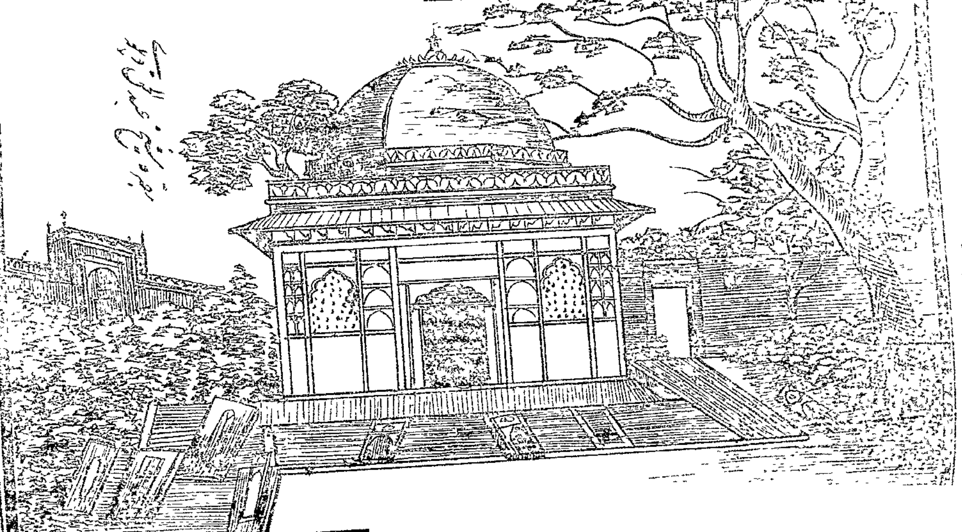
تاریخ ولادت آپکی شیخ الاولیا اور وفات کی فخرِ عالم
958

اور دوسری تاریخ وفات آپکی کمال کی بہی ہی۔ تاریخ

فاضل هند شیخ عبدالحق * حامی شرع و دین به نیک نسق *
عالم و متقی و عارف بود * بعلوم غریبه واقف بود * شرح
مشکوٰة از تصانیفش * تازی و فارسیست تالیفش * عمر او بود و یکصد و
ده سال * کان زمان شد ازین سرای ملال * سال نقلش
خرد عیان و نهفت * بخلایق بهشت معرو بگفت * او رحمه
ا

نقشه انکی مقبره کا هی *





مقبرہ شیخ عبدالحق دہلوی

اب اتھور اسا حالات فیض آیات کرامت و خوارق حضرت
قطب الاقطاب کا بیان کرنا چاہیے کہ اہل طریقت کو اوس سے
ہدایت ہو اور اہل معرفت کو کیفیت ہو اسم مبارک آپکی
والد بزرگوار کا کمال الدین احمد موسی اوشی اوش ایک قصبہ ہی
دیار ما وراء النہر میں ہی اور بعضوں کے نزدیک من مضافات فرغانہ
شجرہ خواجگان چشت میں آپ مرید و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ بزرگ
قطب عالم ہشواے بنی آدم حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی ہین
رسالہ مناقب مشایخ میں منقول ہی کہ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی
تھین کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین شکم مین تھی تو ہر شب بوقت تہجد

شکم مین جنبش ہوتی تہی اور آواز اللہ اللہ کی آتی تہی اور شب
تولد کو آدہی رات کی وقت دیکہا کہ تمام گہر ایک لمعہ نور سے
منور تہا اور مولود محمود و مسعود سر بسجدہ اور اللہ اللہ کہتی تہی
اور وہ نور آہستہ آہستہ کم ہوتا جاتا تہا یہہ حال عجیب دیکہہ کی
مجکو تعجب ہوا غیب سی آواز آئی کہ ای مادر قطب الدین یہہ نور
ہماری اسرار کا ہی اوسکو تیری فرزند کی دل مین رکہتی ہین منقول ہی کہ آپنی
کہ پندرہ سیپارہ قرآن شریف کی شکم مادر مین تعلیم حق سی آپنی
یاد کئی تہی اور سیر العارفین مین مسطور ہی کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین
ایک و نیم سالہ ہوئی تو آپکی والدہ نی انتقال کیا اور والدہ نی کہ انکو

اپنی آنکھوں سے عصمت مین پرورش کیا جب آپ نے قدم مبارک
چار سالگی سے باہر رکھا تو آپکی والدہ مقدسہ نے ایک پیر
صالح کو کہ آپکی ہمسایہ رہتی تھی بلاکر حضرت خواجہ کو ہمراہ کیا
اور حلوای تازہ اپنی ہاتھہ سے پکاکر ایک طبق مین اونکی ساتھہ دیا
کہ میری فرزند کو کسی معلم با خدا کو تفویض کردکہ اسکو کلام اللہ
تعلیم کرے تو پیر صالح انکو لیکے چلا اثنای راہ مین ایک بزرگ
ملاقی ہوئی اونہوں نے پوچھا کہ اس لڑکی کو کہان
لیجاتا ہی اوس پیر نے بیان کیا کہ یہہ لڑکا

ایک خانوادہ اہل صلاح کا ہی

اور جب یہ بزرگوار اسکا دنیا سے گذر گیا اسکی والدہ ضعیفہ نے
آج اسکو مکتب میں بھیجا تھی آن بزرگ نے فرمایا کہ اس لڑکیکو
میرے ہمراہ کرین اسکو ایسی معلم صالح کو سپرد کرون کہ اوسکی
برکت تعلیم سے اسکو کمال ظاہر و باطن کا حاصل ہووے اوسنے
کہا بہتر جو رضا آپکی تو وہ بزرگ حضرت خواجہ کو امام ابو حفص کی
خدمت میں لیگئی کہ وہ ایک معلم با صفا اور ولی کامل تھی
اور کہا بہت عبادت و تقوی میں کامل اور کہا کہ یہ لڑکا
زمرۂ اولیاء کبار میں اور مشائخ نامدار میں سے ہونیوالا ہے
اسکو قرآن مجید بہت شفقت اور کمال توجہ سے تعلیم کرنا چاہیے

امام ابوحفص نے منظور کیا اور بدل مقبول فرمایا جب
بزرگ چلے گئے تو امام ابوحفص نے حضرت خواجہ سے
پوچھا کہ جانتے ہو کہ یہ کون شخص تھا کہ جو میرے پاس
تکوشت کیا ہے آپ نے کہا میں نہیں جانتا ابوحفص نے کہا
یہ خضر علیہ السلام تھے فقط کہتے ہیں کہ چند مدت میں آپکو
یہ حالت پہنچی کہ یکساعت ریاضت و مجاہدہ سے فارغ
نہیں ہوتے تھے اور ایکدم عبادت و اشغال سے فرصت
نہیں پاتے تھے پھر حضرت خواجہ بزرگ وہاں وارد ہوئے
اور خواجہ قطب الدین شرف بیعت اور خلعت خلافت سے

مشرف ہوئی آور رتبہ تکمیل کو عروج فرمایا آور سینہ ان کا
آئینہ ہوئی اور فیض الٰہی حاصل کیا کہتے ہیں کہ
بہت سالکوں نے چند فضائل ظاہری و کمالات باطنی حضرت
خواجہ سے حاصل کیے پھر آپ دہلی میں تشریف لائے اور
متاہل ہوئے اور ہمیشہ عالم استغراق میں واصل باللہ رہتے تھے
اور بہت امرا و سلاطین آپکی خدمت میں شرفیاب ہوتے تھے
اور تمام خورد و بزرگ ایسی عقیدت صادق رکھتے تھے
چنانچہ ایکبار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
اجمیر سے دہلی میں تشریف لائے بعد چند مدت کی پھر اجمیر کو رجوع

تشریف لیجانے لگی تو حضرت خواجہ قطب الدین بھی آپکی
ہمراہ اجمیر کو چلے شہر میں جو حضرت خواجہ قطب الدین کی
جانیکی خبر ہوئی تو ایک غوغائے عظیم اوٹھا اور ہزاروں
آدمی آپکی فراق سے گریان نالان در پے ہوئے اور
سلطان شمس الدین التمش پیادہ آپکی خدمت میں دوڑا
جب خواجہ بزرگ نے آپکی مفارقت میں تمام شہر کا
حال ایسا مضطرب دیکھا تو فرمایا کہ بابا قطب الدین
تمہیں یہاں مقام کرو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری اس جدائی
میں ولایت کے خلق خدا خراب کباب ہو تو جاؤ اس شہر کو

بیٹی تمھاری پناہ میں سپرد کیا آخر حضرت خواجہ صاحب
کی اور اپنی مقام پر تشریف لائی کہتی ہیں باوجود اس
زہد و عبادت کے اوسکو دنیا و مافیہا کا التفات نہیں
جواہر و نفیس اشیاء کی بھی خبر نہ تھی اور کسی چیز کی ایک حبہ
بطریق ہدیہ اور تحفہ نہیں لیتی اور ہمیشہ فقر و فاقہ سے
خوش رہتی تھی چنانچہ انکی ہمسایہ میں ایک مسلمان
بقال رہتا تھا شرف الدین نام اوسکی بی بی انکی بڑی
معتقد تھیں حاضر ہوتی تھی جب آپکی حرم محترم میں
بوجہ احتیاج و ضرورت ہوتی تو اوس سے قسم ماکولات سے

قرض لیکے قوت اہل وعیال کیا کرتی تہین اور بہر ادا کر دیتی
تہین اور حضرت کو اس باب مین کچہہ اطلاع نکرتی تہین
ایک روز اوس زن کم حوصلہ نی کہا کہ ای بی بی اگر
مین تمہارا ہمسایہ مین نہوتی اور قرض نہ دیتی تو تمہین وقت
بہت تنگ ہوتا یہہ بات حرم محترم حضرت خواجہ کو نہایت
موثر ہوئی اور ذکر اسباب کا حضرت کی روبرو کیا آپ
سنکے ذرا تامل کیا اور فرمایا کہ جب احتیاج ہو اس طاق
حجرہ مین بسم اللہ کہہ کی ہات ڈالنا اوسمین سی کاک
نکلا کرینگی اوس سی قوت لایموت عیال و اطفال کا کرنا چنانچہ

ذکر حالات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۹۸ ء

چنانچہ اسی طرح منقول ہے کہ ایک بار بختیار کاکی کی اتنی حیرت ہی آئی کہ

شب کی دنوں اسرار التحیر ملفوظات مخدوم شیخ فریدالدین

تصنیف شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ میں جو مرقوم ہے یعنی

شیخ فریدالدین فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین

عالم تحیر و استغراق میں تھے سو آئے نہ بختیار کاکی کے سطر

متحیر تھے تین روز برابر اسی حال پر گذر گئی اور ہر درویش

جو ان کی خدمت میں ایک دم جدا نہ ہوا اور نہ بیہوشی اور دست بستہ

استادہ رہا آخر شب خواجہ صاحب عالم ہوش میں آئے تو فقیروں کو تنہا

الٰہی حضوری ہو فاضل ہو کہ تناول کروں یا اس حال کو

میں اسی اندیشہ میں تہا کہ آپنی ہات گریبان میں ڈالا اور
ایک کاک نکال کی مجکو مرحمت کیا اور اشارہ اوسکی
تناول کا فرمایا فقیر اس کرامت کی مشاہدہ سی بکمال ضعف پہونچ
قریب تہا کہ مانند نمک کی گہل جاوی کہ اتنی میں آپنی
ارشاد کیا کہ ای فرید اندیشہ مکر قسمت اللہ تعالی اس عالم سی
تو بہی بہرہ یاب ہوگا فوایدالسالکین ملفوظ خواجہ قطب الدین
تصنیف شیخ فریدالدین میں منقول ہی یعنی حضرت خواجہ
قطب الدین فرماتی ہیں کہ ایک روز میں او قاضی حمیدالدین
ناگوری یار ہمراہ مسافر سیر دریا تہی اور عجایبات

قدرت الٰہی کا تماشا کرتی تھی چنانچہ کنارہ دریا پر پہونچی تھی
کہ آثار گرسنگی نے تقاضا کیا اور اس محل پر بہم پہنچنا
طعام کا محال معلوم ہوتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک گوسفند
دو نان یا کلیجا اپنے منھ میں لیے حاضر ہوئی اور ہمارے
پاس رکھکر چلی گئی اس امر عجیب کو دیکھکر جانا کہ یہہ گوسفند
نہ تھی مگر بحکم الٰہی کسی مردان غیب نے یہہ دعوت کی
اس دونوں کو تناول کیا اور شکر ادا کیا اتنے میں کیا دیکھا
کہ ایک گردوغبار برابر شتر کی پیدا ہوا اور ہیبت تجلی کی
مانند باد تند کی چلا جاتا تھا قاضی اور میں متحیر ہوئی اور کہا

کہ یہہ اسکا بی حجابانہ جانا خالی از حکمت نہین ہی اسکی پیچھی
چلکی کشف اسرار کرنا چاہیی ہم اوسکی دنبال ہو لیے قضای کردگار
سے بیچ مین دریا حائل ہوا اور بی کشتی عبور ہونا مشکل پڑا
اور کرد نے سنا کر کی وہانسی گذرنی لگا ہمنی حق تعالی سی
دعا کی کہ الہی اگر بندہ ہمارا کامل و صادق ہی تو اس دریا
سی عبور میسر ہو ایسا ہی ہوا جاتی ہی دریا مین رستہ ہو گیا
ہم خشکی پر اوسکی گذرگئی ایک کرد ہم آگی آگی جاتا ہی اور
ہم اوسکی متعاقب چلی جاتی ہین آخر ایک درخت دیکھا کہ
اوسکی نیچی ایک شخص بیخبر سوتا ہی اور ایک طرف سی ایک سیاہ

نزدیک پہنچا ہی اور قریب ہی کہ اوس شخص کو ہلاک
کری کہ اتنی مین وہ کژدم سانپ کی پاس جا پہنچا اور اوسکی
سر پر بیٹھکر ایک نیش مارا اور اوسکو نیست و نابود کر دیا
اور وہ بھی ناپید ہو گیا جب آدمی اوس سانپ کی نزدیک جاکے
دیکھا تو اوسکا جثہ قیاس سی ہزار من سی کم نہو گا تب شمس الدین نی کہا
کہ یہہ شخص سویا ہو تو اسکی زیارت سی مشرف ہون کہ شاید
یہہ مرد بہت بزرگ ہی کہ حافظ حقیقی نی اسکی بقا ہی چاہا
کیواسطی اوس کژدم کو اس اژدر اجل پیکر پر مسلط کیا اور
اوسکی جان کو بچایا قریب گئی تو کیا دیکھتی ہین کہ ایک شخص

مست شراب ہی آور قی کر کی بحال خراب پڑا ہی انہونی
بحال تعجب کیا اور بہت متحیر ہوئی اوسوقت ہاتف نی آواز
دیکہ ای عزیزان اگر ہمین صالحان و پارسایان را حفظ کنم
پس فاسقان و گنہگاران راکہ حفاظت کند جب وہ شخص
بیدار ہوا تو حقیقت گذرم و مارکی ہمنی اوس سی بیان کی
سنکر اپنی افعال پر بہت شرمندہ ہوا اور اوسوقت
ہمارے ہات پر توبہ کی پہر ہمنی سنا کہ وہ شخص ایک
واصلان حق سی ہوا اور ستر حج پیادہ پا برہنہ ادا کئی
سبحان اللہ ابوجہل از کعبہ می آید و ابراہیم از بتخانہ

کار بعنایت دارد دیگر ہمہ بہانہ * شعر تاکہ از جانب معشوق
نباشد کششی * کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد * نقل
حضرت فرید شکر گنج نقل کرتے ہیں کہ ایک روز فقیر
صحبت حضرت خواجہ میں حاضر تہا کہ ارشاد ہوا کہ لطف ینبغی لہما
معمول الٰہی ایسے بہی ہیں کہ جو جنگل جزائر میں بستے ہیں اور
آپ اونکے گرد اگرد طواف کرتا ہے حاضرین کو اس سخن سے عالم
استغراق و تحیر لاحق ہوا یہانتک کہ اپنی خودی بہی فراموش کر گئے
اور دفعتاً بے اختیار سبکی زبان سے تکبیر اللہ اکبر
جسطرح بوقت طواف بیت اللہ کہتے ہیں صادر ہونے لگی

اور ہر ایک کی اعضا سی فوارہ خون نکا روان ہوا اور جو قطرہ
زمین پر گرتا تہا اوس سی نقش اللہ اکبر بن جاتا تہا بعد
تہوڑی دیر کی سب اپنی حالت اصلی مین بہوش آگئی
تو دیکہا کہ کعبہ ہمارا آ رسی ایستادہ ہی تمام مجلس ادا ب طواف
بجا لائی اور چار دفعہ بیت اونکی گرد پہرتی آتی ہین تا ہاتف سی
آواز دی کہ ای عزیزان حج و طواف شما قبول شد بعد اسکی
کعبہ نظر سی غائب ہوگیا نقل مفتاح الصالحین مین
مکتوب ہی کہ حضرت خواجہ فرماتی ہین کہ ایک وقت حوض شمسی پر
تمام شب مشغول تہا ہین جب صبح ہوئی تو ایک شخص وارد ہوا کہ سوای

کلاہ و شلوار چرم کی کوئی لباس نہیں رکھتا تھا آواز سنی
بانگ نماز کی اور بیٹھ گیا پھر مراقبہ میں مشغول رہا اتنے میں
حضرت خضر علیہ السلام ہویدا ہوئے اور وہ چرم پوش آنکھوں سے اشارہ
اقامت کی طرف حضرت خضر کی فرمایا چرم پوش نے تکبیر کہی پس حضرت
خضر کی انہوں نے اقتدا کیا اور تقصیر کی دو رکعتیں ادا کر کے
بعد سلام وہ چرم پوش غائب ہو گیا پھر حضرت خضر
درود میں مشغول رہے بعد الفراغ درود کے حضرت خضر نے فرمایا
کہ اس چرم پوش کو تم جانتے ہو میں نے کہا نہ حضرت خضر نے فرمایا
کہ یہ شخص تبریز میں صاحب سجادہ تھا ایک روز کوئی ...

حلوا پکا کی انکی خدمت مین لایا آپنی قلیل سا آپ
تناول کیا اور باقی تقسیم کردیا ایک روز انکی گہر مین
حلوا پکا تہا اوسکی خوشبو جو انکی دماغ مین آئی تو وہ
ذائقہ اول یاد آیا اور انکی طبیعت نی اوسطرف رغبت
و میلان کیا یہہ بات انکو نہایت شاق و ناگوار گذری
اپنی نفس سی کہا کہ ای نفس اب تو اس حد کو پہنچا کہ
حلوا طلب کرتا ہی تو سمجہی کہ وہ دو نان جوین جو تجکو
روز دیتا ہون وہ بہی تجہسی باز رکہون اوسی وقت سی
ترک سجادہ بزم مشائخ کرکی بستر گرم کیہ شاہی اختیار کیا

آجتک بارہ برس گذرے ہیں کہ سوائے وہانکی آبادی سے
آگے قدم نہیں رکھتی اور جب بہت عمدہ تماشا ہوتا ہے تو بعد
دو تین روز کی بیانات مشہور اتنا دل کے لیے ہیں چونکہ ہمیشہ کو دیکھتا
رہتی ہیں اس واسطے اکثر شیخ حسین کہتے ہیں البتہ جو کوئی عام
لوگ دیکھتے تھے وہ تالاب میں ایک گہرا چاہ ہے اگلے زمانے میں اسکو
حضرات بعد دیکھا تھا اور چند کرت کو دیکھا اور پھر
معدوم ہیں اور ایک بار حضرت خواجہ غریب ہیں یا آج حوض شمسی پر رفقا کو دیکھا
خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ یہ حوض شمسی بہت جائے متبرک
و با برکت ہے کہ ایسے بزرگوں کے قدم سے اسکی خاک مشرف ہوئی ہے

حلوا پکاکی انکی خدمت مین لایا آنہون نے قلیل سا آپ
تناول کیا اور باقی تقسیم کردیا ایک روز انکی گہر مین
حلوا پکا تہا اوسکی خوشبو جو انکی دماغ مین آئی تو وہ
ذائقہ اول یاد آیا اور انکی طبیعت نے اوسطرف رغبت
و میلان کیا یہہ بات انکو نہایت شاق و ناگوار گذری
اپنی نفس سی کہا کہ ای نفس اب تو اس حد کو پہنچا کہ
حلوا طلب کرتا ہی تو سمجہی کہ وہ زمان جو مین جو تجکو
روز دیتا ہون وہ بہی تجسی باز رکہون اوسی وقت سی
ترک سجادہ و رسم مشایخ کرکی بستر گرم کی شامخ اختیار کیا

آجتک بارہ برس گذری ہین کہ سوا ہی کی وہ ماہونکی آبادی سی
ترقیات نہین رکھتی اور جب بہت عدیم المثال ہوتا ہی تو بعد
دو تین روز کی بات تھی سحر اتھا دلکی ایسی مین جو کچھ
رکھتی ہین اس واسطی اکثر شیخ جیسا کہتی ہین البتہ جو کوئی صاحب
باطن ہوتا تھا وہ ویسا ہی انکا کہہ رہوجاتا ہی اگرچہ نصیحت انکو
خورات بغداد مین دیکھا تھا اور چند گرت کہ سیخ خواجہ
معمور ہین اور ایکبار حضرا یہ خبر لائی ہین یا آج حوض شمسی
خواجہ قطب الدین فرماتی ہین کہ یہ حوض شمسی بہت جائی متبرک
وبابرکت ہی کہ ایسی بزرگونکی قدم سی اسکی خاک مشرف ہوئی ہی

جو شخص کہ اس حوض کے جوار میں دعا و مجاہدہ کریگا انشاء اللہ تعالیٰ
جلد اوسکو تاثیر و کشود ہوگا * نقل * نقل کرتے ہین کہ حضرت خواجہ
بعد نماز عید کے اوس جگہ تشریف لاے کہ جہان اب روضہ مبارک
آپکا ہے اور وہ زمین بہت مصفا اور پاکیزہ تہی آپنے اوس قطعہ کو
دیکھکے فرمایا کہ اینجا مرا بوی دلہا می آید اور فی الحال
اوس زمین کے مالک کو بلا کر اپنے زر خاص سے خریدکر اپنا مدفن
مقرر فرمایا بعدہ ایک روز خانقاہ شیخ علی سنجری مین کہ
آپکے ایک خلفا مین سے تہی مجلس سماع آراستہ تہی اسمین یہ شعر
آپکو وجد ہوا شعر کشتگان خنجر تسلیم را * ہر زمان از غیب جان دیگر است

لکھتی ہین کہ تین روز پہلی آپکو حالت ہوئی صبح اول نماز ہو چکا
تہی اور سجدہ ثانی مین سر نہ ہو جاتی تہی چار شبا روز اسی
حالت مین مستغرق و متحیر رہی جب وقت نماز ہوتا تہا تو آپ
نماز پڑہ لیتی تہی اور پہر اسی بیت کا اشارہ فرماتی تہی قوال
اُنکی بہ تکرار دیتی کہو گاتی تہی اوس زمانہ مین ایک طبیب حاذق تہا
شمس الدین نام دہلی حضرت خواجہ کی بیماری سنکی نزدیک ایا لیکن
ہاتہ دیکہ معالجہ کرنی حکیم نی شناخت کیا کہ دل آپکا کباب ہو گیا
آتش عشق سی اور جگر گہل گیا ہی نیک شوق محبت سی ایجاد
آپکی مقصد شربت دیدار ہی اور علاج معجون وصال کہتی ہین

کہ اوسی عالم وجد مین روز دوشنبہ تاریخ چہاردہم ربیع الاول
۶۳۳ ہجری مین انتقال فرمایا آپکی دو صاحبزادی تھی ایک
شیخ احمد کہ بڑی صاحب جذبات وکمالات ہوئی اور انکی قبر شریف
حضرت کی مزار مبارک کی پاس ہی اور دوسری شیخ محمد کہ انہونی
عالم طفلی مین بعمر ہفت سالگی رحلت فرمائی کہتی ہین حضرت خواجہ
شعر بہی تصنیف فرماتی تہی چنانچہ یہہ نظم آپ ہی کی تصنیف سی
نظم ای بگرد شمع رویت عالمی پروانہ ٭ وز لب
شیرین تو شوریست در ہر خانہ ٭ من بچندین آشنائی میخورم خون جگر
آشنا را حال اینست وای بر بیگانہ ٭ قطب مسکین گر گناہی میکند عیبش مکن

عیب نبود گر گناہی میکند دیوانہ * آور یہ تاریخ آپکی

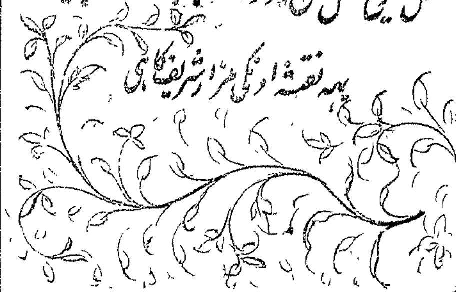
وفات کی ہی تاریخ فیض بخش جہان بصدق

ویقین * قطب آفاق خواجہ قطب الدین * لقبش

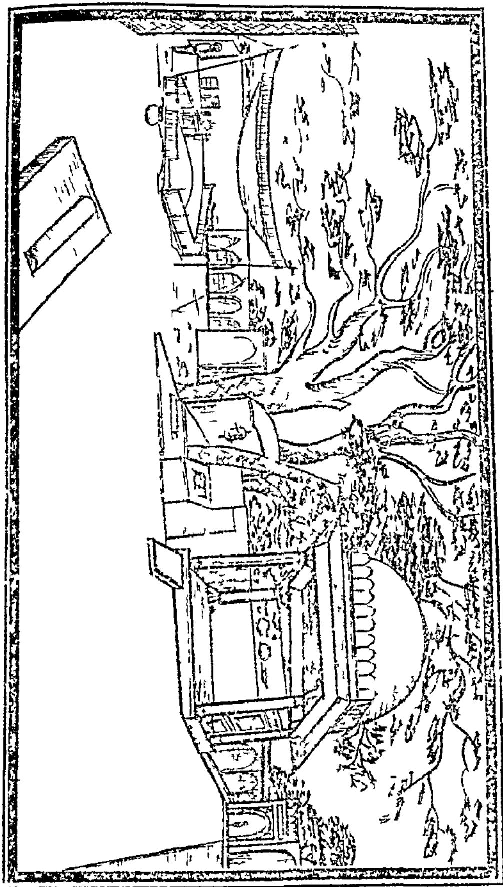
بختیار کاکی دان * چون او بہشتی است او بہشتیش مرجان

از ربیع نخست چار دہم * بود کان قطب شیخ خواجہ نوسم

عقل تاریخ نقل آن محمود * آیہ جنت نقد قطب دین فرمود



مزار شریف حضرت خواجه صاحب.



تین روز تک درگاہ شریف مین ہمنی مقام کیا اور بہت عمارات
وخرابی دیکھی شاہجہان آباد سے یہان تک اور یہانسے تغلق آباد
اور مارہ پلی تک یہہ سب دلی آباد تہی * ذکر ابتدای دہلی
اور ابتدای دہلی کی اِسطرح لکھتے ہین کہ اول اسکو اندرپست
کہتے تہی اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ راجہ اندر کہ وہ بزعم
ہنود بسبب اپنی ریاضت وعبادت اور فضل وکمال کی
آسمان پر رہتے ہین اور سب دیوتونکی سردار ہین کل جگ سی
پیشتر زمین پر یہہ دل کیا کرتی تہی آخر ہی اس سرزمین متبرک پر
آئی سوج دریا دلی مین صدف کف گہر بار سی موتیونکا دان کیا تہا

برت سندھی مین بخشش کہتی ہین جب یہہ مقام اندرپرست مشہور
ہوگیا ہستنا پوری اندرپرست تک تیس چالیس کوس طول مین
یہہ آبادی تہی تہا۔ راجگان پانڈوان رہی بعد انکی خاندان کی
زوال سلطنت کی سنہ تین سو سات بکرماجیت مین راجہ دہلو نی
نزدیک درگاہ خواجہ صاحب کی ایک شہر علیحدہ آباد کیا اور نام
اوسکا دہلی رکھا اور بعضی کہتی ہین کہ اندرپرست کی زمین بہت
نرم تہی اور اوس مین میخ گڑ لی تہی زبان ہندی مین
دہلی دال ہندی سے زمین نرم کو کہتی ہین اسواسطی اس شہر کو دہلی کہتی ہین
اور کوئی بیان کرتا ہی کہ اسکو راجہ دلیپ نی اپنی نام پر بنایا ہی

اور بعضی صنف متی بتا دیل صاحب دہی کرتی ہیں کہ یہ قدیم سے دہلی کو

دہلی ہی کہتی ہندوستان کی بیچ بیچ ہی اس واسطے اسکو

دہلی کہتی ہیں پر حال یہ شہر قدیم سے بیشتر دہلی مشہور تھا

اور اب دلی کہتی ہیں اول دلی میں راجہ انیکپال تنور نی

سمت چار سو انتیس آچار سو چالیس میں ایک قلعہ بنایا

کہ جسکو پرانا قلعہ کہتی ہیں اور تمام لوگوں نی مسمار ہو اسکو کر کی

میں پناہ نام رکھا پھر سمت ایک ہزار دو سو میں رای پتھورا نی

کہ جسکو پتھی راج کہتی ہیں ایک قلعہ تعمیر کیا کہ لال قلعہ کی پاس

اپنا تھا اسکی کچھ بنیاد باقی ہی بعد اسکی جگہ یہ دو دیگر

اہل اسلام سے شرف اندوز ہوا تو سلطان قطب الدین ایبک نے
قلعہ پتھورا میں قصر سفید بنا کیا اور اوسمیں اپنا زمانہ بسر کیا
بعدہ سلطان ناصر الدین محمود نے کہ ۶۴۴ھ ہجری میں
بادشاہ ہوا قصر ہزار ستون بنانا شروع کیا اور سلطان
غیاث الدین بلبن نے اوسکو تمام کیا اور سوا اسکے
بلبن نے ایک اور قلعہ بنایا کہ اوسکا نام مرزغن رکھا
بعد اوسکے سلطان معز الدین کیقباد نے ایک قصبہ بنا کیا
اور اوسکا نام کیلوکہری رکھا کہ جس جگہہ مقبرہ ہمایونکا موجود ہے
بعد اوسکے ۶۸۹ھ ہجری میں سلطان جلال الدین خلجی نے

ایک کوشک لعل تعمیر کیا بعدہ ۶۹۵ ہجری میں سلطان علاء الدین خلجی نے
ایک قلعہ طیار کیا اور اوسکا نام سیری رکھا بعد ازاں سلطان
غیاث الدین تغلق شاہ نے ایک قلعہ و شہر علیحدہ آراستہ کیا
کہ ابتک تغلق آباد کی کچھ عمارت موجود ہیں بعد ۷۲۹ ہجری میں
تغلق عادل شاہ نے عادل آباد علیحدہ معمور کیا جبکہ نوبت سلطنت کی
سلطان فیروز شاہ تک پہنچی تو اوسنے جدا ایک شہر ۷۵۵ ہجری میں
فیروز آباد بنوایا اور کوٹلہ فیروز شاہ مشہور ہے یہی
عمارات دلکشا طیار کی بعد اوسکے سید
خضر خان نے کہ دست نشاندہ امیر تیمور تھا
اپنا تخت نشینی اپنی دہلی میں کنارہ دریا ۸۱۷ ہجری میں

ذکر [illegible]

[illegible]

ایک قلعہ بنایا تھا سنہ ۸۲۴ھ میں مبارک شاہ بن خضر خان
نے قلعہ مبارک آباد تعمیر کیا اسی طرح دہلی کی آبادی
شاہجہان تک ترقی پکڑتی گئی اور آخر کو سب ویران
و تباہ ہو گئی اب نہ وہ قصر ہی نہ بارگاہ فقط ویرانہ ہی
اور عبرت گاہ نظم چنین ست آئین باغ جہان *
گہی نو بہارست و گاہی خزان * بہارے کہ خندد لبش در چمن *
خورد سیلی فصل دی بر دہن * اگر صبح را جلوہ ہای نکوست *
بلای غم شام دنبال اوست * ندانی کہ شمع از چہ رو مضطرب ست *
دم صبح با شمع کین بر سرست * اگر قلعہ داری ز فولاد سخت *

کلاہ گوشہ‌ات گر ز گردون گذشت * چو زیر نگین است بود و کلاہ جم

ترا گر ز انجم فزون شد حشم * بمرو زیکہ فوج اجل سر کشد

ترا فرصت دم زدن کی دہد * بکارت نیاید از ان تاج و تخت

بخاک اندر آئی ز اسباب و رخت * غم و شادمانی نماند ولیک

جزای عمل ماند و نام نیک * کرم پای دار و نہ دیہیم و تخت

بدہ کز تو این ماند ای نیکبخت *

ذکر اسامی راجگان دہلی

چونکہ احوال دہلی کا تمام ہوا تو اب لازم ہی کہ اسامی راجگان دہلی کی
اس کتاب مین مرقوم ہوین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ دنیا
نہایت بیوفا دنی فانی ہی اور اسمین تغیر ہوا محض ای نقشش

ظلم و جفا ہی عجب ہماری غفلت و نادانی ہی کہ سعادت باقی کو
دیکے شقاوت فانی لیتی ہین آور شادی ابدی کی عوض مین
غم سرمدی خریدتی ہین نقل ہی کہ خلیفہ ہارون الرشید نے
اپنی بہائی بہلول دانا سی کہ عالم فقیری مین رہتی تہی ایکروز کہا
کہ تیری بڑی ہمت عالی ہی کہ دنیا سی بہت باسانی گذرا تو
اور اس اسباب پر فریب سی خوش بے حسرت و غم گیا تو
بہلول نے جواب دیا کہ اس فانی ناپایدار سی گذرنا چندان
کار نہین او رمحبت بیوفا کو ترک کرنا بہت دشوار نہین بڑی
ہمت تمہاری ہی کہ باقی سی گذر کی طرف فانی کی دوڑی ہو

اور دوست تو ترکی دشمن سی جو رلی ہو شعر دنیا ہیچ است
کار دنیا ہمہ ہیچ است ای ہیچ برای ہیچ در ہیچ مپیچ ۔ الدنیا
ملعونة وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ تعالی کتاب راج ترنگی میں
لکھا ہی جبکہ ترتیا جگ آخر ہوا تو اخلاف کورو پانڈین کی چہتریں
جنگ عظیم کہ جسکو مہا بھارت کہتی ہیں واقع ہوئی اور اٹھارہ روز
برابر کشت وخون جانبین میں رہا اور لکھہا آدمی طرفین سی
مقتول ومجروح ہوئی آخر کو جرجودہن پسر کورو کو شکست ہوئی
اور مارا گیا اور راجہ جدہشٹر نی فتح پائی اور تخت نشین ہوا
اور اٹھتیس برس بعضی کہتی ہیں کہ سوا سو برس یہہ راجہ سلطنت کرتا رہا

جب راجہ جدشتر مع اپنی چار بہائی اور ایک بی بی کی
یعنی بہیم و ارجن و نکل و سہدیو اور دروپتی کی ترک سلطنت
کرکی کوہ ہمالہ کو برف مین گلنی کی واسطی گیا تو راجہ پریچہت بن
ابہیمن بن ارجن اپنی بہائی کی پوتی کو تخت سلطنت پر بیٹہا گیا
اور وہ بہت عدل و داد کی ساتہہ حکمرانی کرتا رہا آخر کو کسی مرتاضی کے
دعا سی وہی سانپ کی کاٹا اور اوس سی جان بر نہوا کہتی ہین
جب راجہ پریچہت صدر آرای راجگی ہوای تو کلجگ کا سنہ اول
یا سال نہم تہا القصہ راجہ پریچہت کی جنمیجہ بیٹہ کلجگ مین راجہ ہوا
اسنی اپنی باپ کی انتقام خون مین جمنا پر ہوم کرکی ہزارن سانپونکو جلا دیا

اسکے بعد سنہ میں اشمید راجہ ہوا اور اسکے عہد میں جمشید
بادشاہِ ایران مقتول ہوا اور ضحاک اورنگ آرای ایران ہوا
اوسکے بعد سنہ میں اودن راجہ ہوا پھر سنہ میں راجہ جیات
پھر سنہ میں جسرتھ راجہ ہوا اور سنہ میں راجہ دشت ون
اور سنہ میں راجہ اوگرسین اور سنہ میں راجہ سورسین
اور سنہ میں راجہ ست ونت اور سنہ میں راجہ بجی
اور سنہ میں راجہ ست پال اور سنہ میں راجہ نرسردیو
اور سنہ میں راجہ سوکرت اور سنہ میں راجہ جیون اور
شروع سنہ میں راجہ بکرم اسکی عہد میں

ایران سے پیروج کیا اور سنہ ۱۲۲ میں راجہ دہنوان اور سنہ ۱۳۱ میں
راجہ دریبہ اور سنہ ۱۴۳ میں راجہ اوفی جاہی اور سنہ ۱۴۸ میں
راجہ دہنیا اسکی عہد میں واقعہ مسیح ظہور وسلم کی ہاتہہ سی ظہور میں آیا
پہر سنہ ۱۴۹ میں راجہ ابہی اور سنہ ۱۵۰ میں راجہ درشل اور سنہ ۱۵۵ میں
راجہ سمیناک اور سنہ ۱۵۹ میں راجہ کہیم اسکو بیشروا اسکی زیر نے
مار ڈالا اور خود راجہ ہوگیا یہانسی سلسلہ پانڈوان کا تمام ہوا
اور کتاب بہاگوت میں سلسلہ راجگان پانڈوان کا اسطرح سے
لکہا ہی کہ اول جدشتر پہر راجہ پرچہت راجہ جنمیجہ
راجہ سہسرانیک راجہ اسیم کرشن راجہ نیمی راجہ چترتہہ

راجہ کب رتھ راجہ بر شست مان راجہ سکھین راجہ سونیتھ
راجہ چیپلپ راجہ سوتی راجہ میدھاوی راجہ تترپن جی
راجہ نم جی راجہ برہدرتھ راجہ سوداس راجہ ستانیک
راجہ درمنا راجہ بہینر راجہ ونڈپان راجہ چھیمک
غرض ۳۳ سمت میں بشر اور بیر کھیم کو ہارکر اسکا جانشین ہوگیا
اسکے عہد میں منوچہر بادشاہ ایران ہوا بعد ۸۰۰ سمت میں راجہ رسینا
راجہ ہوا اور ۱۱۴ سمت میں راجہ بیر شاہ اور ۹۸ سمت میں راجہ اتنک
اسکے عصر میں نوذر ایران کا بادشاہ ہوا اور ۱۹ سمت میں مجھیتہ دو کم
اور ۱۹ سمت میں راجہ دیر سیہ اسکے عہد میں دلنواز کشمیر بادشاہ

مسخ ہوگیا اور سنہ ۱۹۹ میں راجہ سودہ پال اور سنہ ۲۲۴ میں
راجہ سورت اور سنہ ۵۲۰ میں راجہ سسن جی اسکی زمانہ میں
کیکاوس ایران میں بادشاہ ہوا اور سنہ ۹۱۱ میں راجہ امرجود
اور سنہ ۵۷۱ میں راجہ امین پال اور سنہ ۱۲۸ میں راجہ سترونتی
اسکی وقت میں ایلخان پادشاہ مغل افراسیاب کی ہاتھ سے
کشتہ ہوا اور سنہ ۲۲۹ میں راجہ بدارتھہ اور سنہ ۵۵۲ میں راجہ
بدمل اسکو بھرباہ نامی نی مارکر راج لی لیا سلطنت شیروا کی
خاندان میں ختم ہوئی اور سنہ ۳۳۳ میں راجہ جیات سنگہ
راجہ ہوا پھر سنہ ۳۳۴ میں راجہ شترگہن اور سنہ ۳۳۴ میں ہوئی ست

[illegible]

اور سنہ ۲۳۹۱ مین راجہ مہاپال اور سنہ ۲۴۳۳ مین راجہ سروپ دت

اور سنہ ۲۴۱۱ مین راجہ بیرسین اور سنہ ۲۴۵۸ مین راجہ سنگھدمن اور

سنہ ۲۵۰۵ مین راجہ جیت پال اور سنہ ۲۵۳۵ مین راجہ کلنک چیر اور سنہ ۲۵۶۹ مین

راجہ کال کہن اور سنہ ۲۵۱۱ مین راجہ شترحرون اور سنہ ۲۶۱۹ مین راجہ

جیون جات اور سنہ ۲۶۴۵ مین راجہ بیر بحیک اور سنہ ۲۶۵۵ مین راجہ بیر سین

اور سنہ ۲۶۹۳ مین راجہ اودت کہ یہ راجہ عیش و عشرت مین بہت

مشغول رہتا تہا دست دہیرو دہیر راجی کی ہاتہہ سی مقتول ہوا

پہر اولاد دہیر مین راج رہا اور سنہ ۲۷۱۶ مین دہندہیر راجہ ہو گیا

اور سنہ ۲۷۳۵ مین شیوراج اور سنہ ۲۹۳۴ مین راجہ [illegible] سنگہ اور سنہ [illegible]

راجہ مہا چند اور ۱۲۸۴ میں راجہ ہرناتھ اور ۱۲۹۱ میں راجہ

جیون راج اور ۱۲۹۴ میں راجہ ودی سین اور ۱۳۰۴ میں

راجہ راجپال راجہ ہوا اسکی غفلت و بیخبری سے شکونت والی

کوہ کماؤن نے اسکی ملک پر قبضہ کرلیا اوسکی بعد بکرماجیت

والی اجین ۱۳۴۰ میں شکونت کو ہزیمت دیکی سلطنت دہلی پر

متصرف ہوا بعد سمند پال جوگی ۱۳۴۴ میں مطابق سمت اکیتین

بکرماجیت میں راجہ ہوگیا اوسکی بعد سمت ۱۲ ۱۳۷۰ میں چند پال

اور سمت ۲۱ ۱۳۷۲ میں ہین پال اور سمت ۳۴ ۱۳۷۴ میں ولیس پال اور ۱۳۷۹

سمت ۴۵ میں امرت پال اور ۱۳۸۲ سمت ۴۹ میں سوبہ پال ۵۰ ۱۳۸۴

ذکر اسامی راجہای دہلی
۱۵ نفر

سمت ۹۰۴ مین مدکی پال اور سمت ۹۲۹ مین گوبند پال اور سمت
بینی پال اور سمت ۹۴۵ مین جیمی پال اور سمت ۹۷۰ مین ہرپال اور
سمت ۹۹۵ سمت ۱۰۲۴ مین بہیم پال اور سمت ۱۰۳۵ مین مدن پال
اور سمت ۱۰۵۹ مین کرم پال اور سمت ۱۰۸۲ مین بکرم پال راجہ ہوا اور سمی
ملوکچند والی بیراچ سی شکست پائی اور سمت ۱۱۵۱ مین ترلوک چند
راجہ دہلی ہو گیا اور سمت ۱۱۵۴ مین بکرم چند اور سمت ۱۱۵۵ مین
کام چند اور سمت ۱۱۶۹ مین رام چند اور سمت ۱۱۷۵ مین روپ چند اور سمت ۱۱۹۰ مین
کلیان چند اور سمت ۱۱۹۶ مین بہیم چند اور سمت ۱۲۲۲ مین گوبند چند اور سمت ۱۲۲۳ مین
رانی بہیم دیوی جو کہ [illegible] دیوی لادلہ تھی [illegible] نام ایک [illegible]

سمت مین اوسکی جاے تخت نشین کردیا اوسکی بعد سمت مین
کوبند پریم اور سمت مین گوپال پریم اور سمت ۹ مین مہا پریم راجہ ہوا
اسکو سمت ۹ مین دیبی سین نے گرفتار کرکے راجہ ہوگیا بارہ پشت تک
اسکی خاندان مین سلطنت دہلی رہی آخری اس خاندان کا راجہ سمت ۱۰۲۱ مین
دمودرسین بالکہنی سین ہوا اسکو سمت ۱۰۶۲ مین دیپ سنگہ دہلی بہوالکے نے
قید کرکے خود راجہ ہوگیا اسکی آٹہہ پشت مین سلطنت رہی آخرین
راجہ اس خاندانکا جیون سنگہ انتظام امور ریاست مین بہت
تغافل و تکاہل کرتا تہا پرتہی راج چوہان نے دہلی پر چڑہ کشی کی
جیون سنگہ پر فتح پائی اور راجہ دہلی ہوگیا بہر سمت ۱۱۴۹ مین

سلطان شہاب الدین غوری نے پرتھی راج کو شکست دیکے دہلی پر
تسلط حاصل کیا پرتھی راج پر حکومت اہل ہند نے خاتمہ پایا اور بعضے
روایت کرتے ہیں کہ یہہ پرتھی راج کہ جسنے جیون سنگہ کو شکست دی
یہہ اول تہا اور جو پرتھی راج معروف یہہ پتہورا کہ جسنے شہاب الدین
غوری سے ہزیمت پائی یہہ آخر کو ہوا اور تفصیل اسکی اسطرح لکہتے ہیں
کہ سمت [illegible] میں انینک پال قوم تنور اندرپست کی راج پر مسلط ہوا
اور اوسنے اندرپست کے پاس ایک شہر آباد کیا اور اسکے خاندان میں
بیس راجہ چار سو چھتیس برس ایک مہینے ستائیس روز تک
سلطنت کرتے رہے آخرین راجہ اس قوم کا پرتھی راج نامی ہوا جو کہ راسکے تہا

بسمین اور راجہ جالدیو چوہان مین جنگ واقع ہوئی راجہ بلدیو ٹیکراج
فتحیاب ہوا سنہ ۳۶ مین بلدیو دہلی کا راجہ ہوا اوسکی خاندان مین
مانک دیو اور ارل دیو اور بہرو دیو اور بلدیو ہشت پشت راج کرتی رہی
راجہ بلدیو لاولد تہا مگر نواسہ اسکا پتہورا نام راجہ اجمیر کی نطفہ سی تہا
اور اوسکو اسنی اپنا بیٹا کرلیا تہا بعد راجہ بلدیو کی پتہورا راجہ ہوا
اور بعضی بیان کرتی ہین کہ راجہ انیکپال کی دو لڑکیان تہین
ایک کو راجہ سومیسر والی اجمیر سی بیاہ دیا اور دوسری کی شادی
راجہ قنوج سی کردی سومیسر کا بیٹا پتہورا ہوا اسکو انیکپال نی
اپنا متبنی کرکی ولیعہد کیا بعد اوسکی مرنی کی پتہورا راجہ دہلی ہوا

اور بعد اسکے پتھورا مقتول ہونی پتھورا کی سلطان شہاب الدین غوری نی

دخل دہلی پر داخل ہو گیا مگر بعد فتح کی پہر اپنی دار السلطنت کو

مراجعت کر گیا اور ۶۰۲ ہجری میں منزل دمیک میں شہید ہوا سلطنت

اور اسکی تاریخ شہادت یہی تاریخ شہادت ملک بحر و بر

شہاب الدین کز ابتدای جہان مثل او نیامد یک سیوم

ز غرہ شعبان و سال ششصد و دو فتاد در رہ غزنین

بمنزل دمیک ⊕ کہتی ہیں کہ سلطان شہاب الدین کے

جانی کی بعد گولہ راو پتھورا کا بیٹا دہلی پر پہر قابض

ہو گیا تہا سلطان قطب الدین ایبک نی مرتوب فتح کیا

اور بالاستقلال بادشاہ دہلی ہوا سلطنت سال

بعد او سکی آرام شاه پسر خوانده قطب الدین یکسال
بعده سلطان شمس الدین التمش بست و هشت سال
بعده رکن الدین فیروز شاه بن شمس الدین التمش چند روز
بعده سلطان رضیه بنت شمس الدین سه سال بعده
معز الدین بهرام شاه بن شمس الدین دو سال و یک ماه
بعده سلطان علاؤ الدین مسعود شاه بن رکن الدین
فیروز شاه چار سال بعده ناصر الدین محمود نبیره سلطان
شمس الدین یا بن سلطان شمس الدین نوزده سال
بعده سلطان غیاث الدین بلبن بست سال سه ماه

بعدہ معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بغرا خاں بن غیاث الدین بلبن
تین سال تین ماہ بادشاہ رہا تب تک غوریہ کی سلطنت رہی پھر ششصد ہجری میں
سلطان جلال الدین خلجی بادشاہ ہوا سلطنت سات سال ۲ ماہ بعدہ علاؤ الدین
خلجی ۲۰ سال ۶ ماہ بعدہ شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤ الدین ۳ ماہ
بعدہ قطب الدین مبارک شاہ ۴ سال ۴ ماہ بعدہ خسرو خاں کہ
معشوق قطب الدین مبارک شاہ کا تھا سلطان کو قتل کر کے بادشاہ ہوا
۵ ماہ بعدہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ امراے سلطان قطب الدین مبارک شاہ سے تھا
خسرو خاں کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا چار سال دو ماہ بعدہ
سلطان محمد شاہ عرف فخر الدین جونا بن تغلق شاہ ۲۷ سال بعدہ فیروز شاہ

بن سالار حسب برادر زادہ تغلق شاہ ۶ سال ۳ ماہ بعدہ تغلق شاہ

تغلق شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ یکسال چہار ماہ بعدہ ابوبکر شاہ

بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ ۵ سال ۷ ماہ بعدہ سلطان علاؤالدین

بن سکندر عرف ہمایون شاہ بن محمد شاہ کہ ۴۶ الیوم بعدہ

ناصرالدین محمود شاہ بن محمد شاہ ۲۰ سال ۲ ماہ اسکی زمانہ میں

امیر تیمور گورکان دہلی میں آئے اور فتح و قتل کرکے پندرہ دنمیں

مراجعت کرگئے محمود شاہ جو شکست کہا کے مالوہ کو چلا گیا تہا امرا نے

اسی بہر بلوا کر بادشاہ کیا مگر سلطنت کی تمام حصہ تسلط نہ پایا بعد اسکے

دولت خان لودی چند روز بادشاہ رہا بعدہ سید خضر خان بن ملک سلیمان

کر امیر تیمور اسکو صوبہ ہندوستان کر گئی تھی سنہ ۸۱۷ ہجری میں
بادشاہ دہلی ہو گیا ۷ سال ۲ ماہ بعدہ مبارک شاہ بن خضر خان ۱۳ سال
۱۶ روز بعدہ محمد شاہ بن خضر خان ۱۱ سال کما بعدہ سلطان علاؤالدین
بن سلطان محمد شاہ ۳۹ سال ۷ یا ۱۱۶ روز بعد سنہ ۸۵۵ ہجری میں سلطنت
دہلی انکی دست اختیار سے نکلکر سلطان بہلول لودھی کے ہاتھ آئی
۳۸ سال ۸ ماہ بعدہ سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی ۲۸ سال
۵ ماہ بعدہ سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودھی اسکی عہد میں
ظہیر الدین بابر ہندوستان میں آئے اور پانی پت کی میدان میں
سلطان ابراہیم مقتول ہوا ۲۰ سال ۲ ماہ بادشاہ تخت نشین دہلی کا ہو گیا

ے ۳ سال مع کابل وغیرہ عرصہ ۵ سال بعد ظہیر الدین بابر کی نصیر الدین محمد
ہمایوں نے افسر شاہی سر پر رکھا سلطنت ۱۲ سال بعد چند مدت کے
شیر خان بن فرید خان سور افغان ہمایوں سے سرکشی کر کے ملک بنگالہ پر
اپنا قبضہ کر لیا اور پھر فوج بادشاہی سے مقابلہ کو مستعد ہوا
آخر کار لشکر شاہی نے شکست کھائی ہمایوں تو ایران کی طرف
رونق افروز ہوئے اور شیر شاہ بعز اعیانی حکمرانی دہلی کرتا رہا
سلطنت ۵ سال بعد اسکے سلیم بن شیر شاہ بادشاہ ہوا سلطنت ۹ سال
بعد اسکے فیروز شاہ بن سلیم شاہ صغیر سن کو تخت سلطنت پر
بٹھایا اس طفل کو مبارز خان عدلی بن نظام خان سور

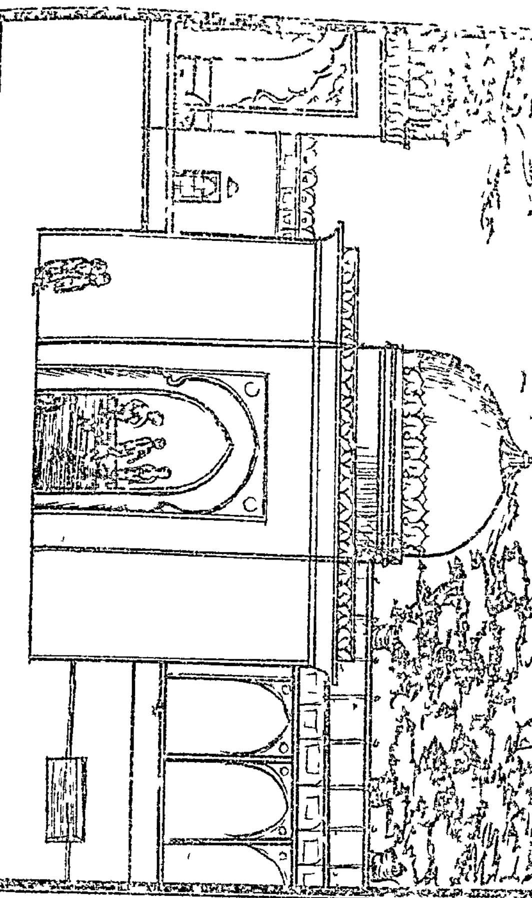
برادر زادہ شیر شاہ یعنی محمد عادل نے فیروز شاہ پسر سلیم شاہ کو
محل میں قتل کیا اور محمد شاہ عادلی اپنا لقب مقرر کرکے
سنہ ۹۶۰ ہجری میں بادشاہ بن بیٹھا قریب دو برس کی بادشاہی کی
اسکے عہد میں بہت فتور و بلا [illegible] ہونے لگے اور اسکا لقب
عدلی بہ لفظ اندلی مبدل ہوگیا بعد چند روز کے ابراہیم شاہ نے
عدلی کو شکست فاحش دی ابراہیم شاہ کو سکندر شاہ ولی نے شکست دیکر
اور دہلی پر متصرف ہوگیا سولہ برس خاندان شیر شاہ میں
سلطنت رہی آخر کو سنہ ۹۶۲ ہجری میں ہمایون بادشاہ پھر دلی میں
تشریف لائے اور سکندر شاہ کو شکست دیکر بالکل سلطنت

ہندوستان پر قابض ومتصرف ہو گئی اور وقت سے
آجتک اونکی اولاد سلامت باکرامت موجود ہی چنانچہ
نسب نامہ اونکا تا امیر تیمور صاحبقران اسلئے مرقوم ہو چکا ہی
اگر ان سلاطین عالیشان کا حال بطور تاریخ کی لکھا جاتا
تو یہہ کتاب سفرنامہ نہی بادشاہ نامہ ہو جاتی اسواسطی
فقط اونکی اسما کی عظمت انتہا پر اکتفا کیا اور ذکر دہلی کا
تمام کیا * تاریخ بیست وسوم جمادی الاول کو خواجہ صاحب سے
کوچ کیا اور دہلی شریف کو رخصت کیا اور چہارسی مین آکی
منزل کی *

ذکر سوہنہ و لوہ وغیرہ

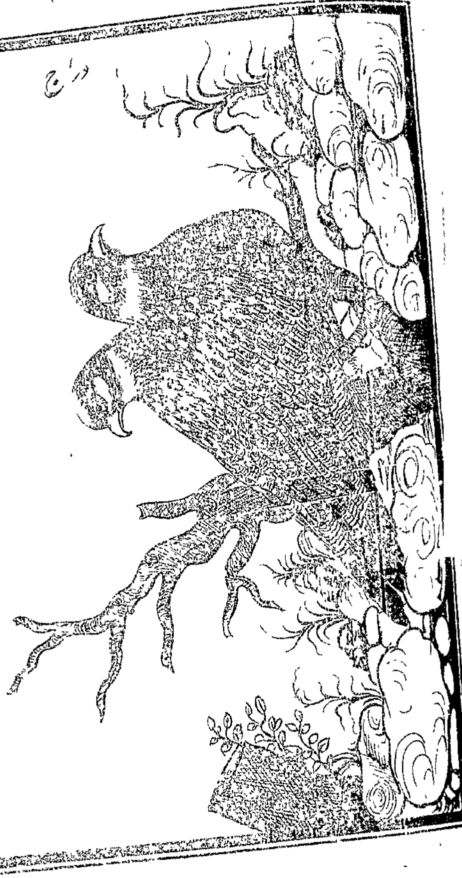
دوسری صبح کو کوچ کرکی سمت میں پہنچی وہ قلعہ ارقوا حکار
کلیمنی پہاڑ میں ایک قصبہ قدیم ہی اور متصل عقبا سباہ سی
اوسمین ایک حوض سنگین ہی اوپر پانی اوسکا ہمیشہ گرم رہتا ہی
شاید نیچی اوسکی معدن گوگرد ہی کہ اوسمین کچھ گندک کی بو آتی ہی
اور لگ اوس پانی سے نہاتے ہیں تاثیر کی معلوم ہوتا ہی مگر چند ان
ظاہر نہین ہی اور چند نقطہ اوس پانی مین مخلوط ہو جاتی
تو اوسکا رنگ کچھ سیاہی و زردی سی متغیر ہو جاتا ہی اوس
وہ چشمہ حوض مسجد تھا چنانچہ برابر اوسکی ایک مسجد قدیم بنی ہو
ہی اور لب اوسکی ایک حجرہ والی مکان بنا ہی ہیں بہ لطف سی حوض کو جی

حوض سه بنه



اور اس قصبہ میں ایک اور مسجد سنگ سرخ کی بہت رفیع و وسیع
سرا کے متصل بنی ہوئی ہے کہ اوسکے مقابل شاہجہان آباد مین
فقط دو تین مسجدین دیکھی ہین اگرچہ اسکی کوئی تاریخ ہماری نظر سے
نہین گذری مگر وہانکی باشندونسے سنا کہ امرای سلاطین
اسلام مین سے کوئی امیرزادی بڑی صالحہ و پارسا تھی اور
اوسکی ملک مین سو کنیزین نہایت وفادار و نیک شعار فرمان بردار
تہین وہ زنِ معصومہ معہ اون کنیزونکے تمام روز چرخہ زنی
کرتی تھی اور شام کو سوت بیچکر وہ مالِ حلال جمع کرتی تھی
اسی سررشتہ سے جب کئی ہزار روپیہ کا سرمایہ ہوا تو اوسی سے

تجارت شروع کی چونکہ نیت اوسکی صلاح و نیکی پر تھی چند سال
مین ایک لاکہہ روپیہ ہوگیا بہر اوس متاع حلال اور مال طیب سے
یہہ مسجد اوسنی طیار کروالی آیندہ دروغ بگردن راوی
شام کو ہواسطی شکار کی سوار ہوئی تو دیکہا صحرا اکثر سنگلاخ ہے
اور کوہ خشک بہی بہت اتصال رکہتا ہی ایک تیتر جانور دونکا
شکار کیا مگر تیتر وہانکی بالکل سیاہ مثل زاغ کوئی دیکہنی مین
آئی بخلاف اور جنگلون کی کہ اگر سیاہ ہوتا ہی تو خطوط
سفید بہی ہوتی ہین یا دراج معروف برنگ خاکی ہوتا ہی
چنانچہ یہہ نقشہ بہی ہمنی اونکا بنا یا ہے


دراج

صبح کو ابوہہ کی نوہ کو روانہ ہوئی تمام راستہ میں زمین بہت سبز
و سیر دیکھی اور کوئی قطعہ ایسا زراعت و تردد خالی نہ پایا سوا
انیوں کی سب طرح کا غلہ پیدا ہوتا ہی اور ضلع میوا لگا ہی یہیں سے
شروع ہوتا ہی غرض اس راہ راحت افزا اور صحرای پر فضا کو
طی کر کی شب کو نوہ میں رہی اور نوہ سی چلکی نگینہ میں پہنچی یہ بھی
ایک قصبہ ہی علاقہ فیروزپور سی کہتی ہیں کہ عہد نواب شمس الدین خان
مرحوم میں بہت آباد تھا اور عمارات و باغات سی نہایت دلکشا
اب بہی اوسکی مساکن محفوظ ہیں اور اہل حرفہ خوشنود زبان درست
روزمرہ معقول

ذکر فیروزپور جھرکہ

ذکر فیروزپور جھرکہ

۱۲۳۳

نگینہ سے کوچ کر کے فیروزپور میں داخل ہوئے یہ بھی ملک میوات میں
ایک چھوٹا سا شہر ہے آبادی بہت ہے عمارات و دکانیں پختہ ہیں
یہ مکان سرکار انگریزی کیطرف سے نواب احمد بخش خان کی جاگیر میں تھا
بعد اونکے نواب شمس الدین خان اونکے خلف کے پاس رہا جب قتل
فریزر صاحب اونپر ثبوت کیا اور قصاص خون میں پھانسی دیا
تب سے یہ پرگنہ داخل علاقہ سرکار انگریزی ہو گیا۔ تاریخ
قتل فریزر صاحب بست دوم ماہ ذی قعدہ ۱۲۵۰ ہجری اور
تاریخ قصاص یعنی فوت نواب شمس الدین خان [illegible]
۱۲۵۱ ہجری [illegible]

اسطرح واضح ہوتا ہی کہ نواب احمد بخشخان زد راجہ بختاور سنگہ
والی الور کی وکیل تہی جب کہ ۱۸۰۳ عیسوی مین لشکر بیرون صاحب
ملازم دولت رای سیندیہ بہادر اور افواج ظفر امواج کمپنی انگریز بہادر
مقام لسواری مین جنگ عظیم واقع ہوئی تو بختاور سنگہ اور احمد بخشخان
برفاقت تا لیان سرکار انگریزی مین تہی بسبب اس خیر اندیشی کی
اور دولتخواہی کی جنرل لیک افسر کل افواج نی چٹہی نیکنامی اور رضامندی کی
انکی واسطی لکہی جسسی سرکار دولتمدار مین راجہ صاحب اور نواب صاحب کی
عزت و توقیر زیادہ ہوئی اور اسکی جلدو مین چند محال راجہ کو
اور فیروزپور جہرکہ لوہارو نواب احمد بخشخان کو سرکار سی مرحمت ہوئی

ذکر شہر فیروزپور و پرگنہ [illegible]

القصہ شہر فیروزپور کی عمارات قدیم زمانہ نواب شمس الدین خان کی

منہدم ہو ویران ہو گئی ہیں مگر عمارات جدید ہر حال خوش و خرم ہیں

بسبب قرب دہلی کے اور بود و باش اہل شاہجہان آباد کی کہ عہد

شمس الدین خان میں وہاں سکونت رکھتی تھی طرز و انداز و گفتگو

ولقریبت صاف و بہشت بہ نسبت اور قصبات کی اوس ضلع کی

پائی جاتی ہی اور نواح سواد بھی فیروزپور کی بہشت روش

دلفضا ہی اور آب و ہوا بھی نہایت خوش اور معتدل [illegible]

[illegible] ہی اور میوہ [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible]

بڑی صاحب کمال اور عارف باللہ تھی اونکی خانقاہ مین ایک بزرگ زنگ علی شاہ اونکی عزیزونمین لقید حیات ابتک موجود ہین اور بڑی مرتاض و مجاہدین فقرا اونکی صورت نورانی اور وضع خاکساری ظاہر ہی ذکر راکھڈہ * فیروزپور سی کوچ کرکی راکھڈہ علاقہ الور مین پہنچی راکھڈہ ایک قصبہ آبادان اور آبادی شادان ہی اوسمین ایک قلعہ خام بہت مستحکم دیکھا بلندی اوسکی دور سی نمایان اور بہ جو نہر اوسکی تو بہا ہی شیر دہان وہان سی کوچ کرکی کوٹ مین مقام کیا وہ موضع ہی خوب آباد ہی اور زراعت اوسکی تمام شاداب * ذکر الور *

وہانسی کوچ کرکی الور مین پہنچی وہ ایک شہر کوچک ہی دامن کوہ مین
فصیل اوسکی تمام پختہ بازار بہت برا دکانین اور حویلیان سب سنگین
ورنگین صورتین اکثر خوش نقش وتمکین مقامات الور مین جہہ نویسی
بہتر کوئی جا ہی نہین نہایت مقام روشن اور مکان فرح معلوم ہوتا ہے
اور اوپر کوہ کی ایک قلعہ جنگی واقع ہی اوسمین اکثر الات واسباب حرب
اور خزانہ وغیرہ رہتا ہی اور باہر شہر کی باغات تکلف کی بنی ہوئی ہین
چنانچہ ایک باغ راجہ صاحب کی زیر موتی ڈونگری موسوم بہ بلاس
نو طیار کیا ہی تمام راجستان مین اوس باغکی سرسبزی اور عجائبکا
جواب نہین ہر قسم کی گل و ریاحین اور اشجار دلکش اوس گلزار مین

لگائی ہین اور مسافت بعیدہ سی پہاڑ کو کاٹ کی اوس باغ مین
نہر لا کی ڈالی ہی ہندوستان مین اس وسعت او فسحت کا باغ اپنی
دیکھنی مین نہین آیا اور اس زیب و زینت کا کوئی گلستان
آجتک اپنی نگاہ مین نہین گذرا کسیطرف تختہ زعفران سی گلِ آفتاب
پژمردہ ہی اور کسی جانب ارغوانسی اخگرِ آتش افسردہ اور اوس
سبزہ زار مین وہ قصر سفید بساط لاجوردی پر جام بلورین نظر آتا ہی
یا فلک مینائی مین قرص ماہ معلوم ہوتا ہی اور دوسرا باغ منشی امول چند صاحب
کا ہی کہ جسمین ہمہ فرو کش ہوئی تھی سبحان اللہ یہہ باغ بھی داغ
سینہ لالہ زار فردوس اعلی ہی اور گلِ چشم نرگستان جنت الماوی

اوسکی فضا اور وسعت سی کثرت مین وحدت معاینہ ہوتی ہی اور جسکی
نظارہ مدرت سی وحدت مین کثرت نظر آتی ہی ہر روش فرحت
و جانفزائی سی عشرت انگیز اور ہر نہر و حوض آب لطیف رواں سے
لبریز قول اگرچہ تمام راجستان مین مردم راجپوت سوا سپاہیگی
اور زمینداری کی کچھہ نظم و نسق اور قابلیت و ہنر سی واقفیت نہین
رکھتی مگر جن سرکارون مین ہندوستانی کارگذار اور اشخاص عقیل
و ہوشیار دخل رکھتی ہین اور وہ سردار بھی جو کچھہ مادۂ دانش و استعداد کا
اور سرمایہ فہم و فراست خدا داد کا اپنی ذات مین پاتی ہین تو البتہ
لطف و عیش زندگی اوٹھاتی ہین اور نتیجہ دولت و ریاست کا

ته حاصل کرتی ہین اور اونکی سرکارین اکثر آراستہ ہین اور لوگ
بھی مرفہ الحال ہین اور رعایا بھی آسودہ ہی اور شہر بھی پاکیزہ ہی
اور خلقت ظلم زبردست سی محفوظ ہی اور ہر شخص معاش سی محظوظ
الور کی باشندگان قدیم اور پیران کہن سی دریافت ہوا
کہ زمانہ سابق مین بددیانتی کارداران ناسپاس اور خیانت وزریا
عمالان ناحق شناس سی یہہ تمام ملک خراب و ابتر تہا اور اہالی
سرکار سب پریشان و مضطر اہل محل خورد و نوش سی حیران اور چاکر
پیشہ وصول تنخواہ مین سرگردان چونکہ راجہ بنی سنگہ بہادر
والی الور مین فی الجملہ مادۂ قدردانی و ہوشیاری کا مستعد تہا
اور بخت و اقبال بہی مستعد انہون نی منشی امون جان صاحب کو

شاہجہان آباد سے بلواکر منصب نیابت اور خلعت مختاری سے سرفراز کیا
منشی صاحب موصوف نے چند سال میں کمال دیانت و امانت
اور فہم و فراست سے اوس ملک کا خوب انتظام و اہتمام کیا اور تمام
سامان و اسباب ریاست از سر نو بنایا اور اپنے آقای نامدار کو
بہت آسایش و راحت دی اور شرط شرافت و نمک حلالی بوجہ احسن
ادا کی اور جراحت مجروحان تیغ ستم سابق پر مرہم ترحم رکھا
اور بنیاد جور و تعدی کو احوال خلق اللہ سے منہدم کیا اور
رعایا و برایا کو عدل اور انصاف سے راضی رکھا اور آوازہ
تحسین و آفرین کا اوسکی ہر ہر طرف سے بلند ہوا اور شہرۂ نیکنامی

اونکی نام نامی پر ہر ریاست سی لکھا گیا اور جو مدارج قدردانی
اور رفقا پروری کی اور لوازم نوازش و عنایتِ خاوندی کی
ہوئی ہین راجہ صاحب سی اونکی نسبت سب ظہور مین آئی اور
آجتک دلمین راجہ صاحب کے اونکی کار نمایان متمکن ہین اور اونکی
خدمت و دولت خواہی ہرگونہ متیقن لیکن طرفہ ماجراہی
کہ راجہ صاحب باوجود اِس دانائی و بینائی کی بسبب بعضی حسود
و غرضکو یونکی کہنی کی اِنکو متہم و ملوثِ خیانتہاءی دور از قیاس کیا
اور کام سی معطل فرمایا اور آخر کار مطابق بدگمانی کی کچھہ وقوع مین
نہ آیا تہوری سی طمع مین اپنی تئین پرورده ازاری پن شہرہ آفاق کیا

تو ای اس لغزش پای دانش کی راجہ صاحب اوصاف مین
متصف ہین ہنر سند پروری اور صنایع پسندی اونکی مشہور
ومعروف ہی آغا صاحب خوش نویس اوس ریاست مین ایسے ہین
کہ ہر حرف اونکا حرف عماد ورشید پر حرف رکھتا ہی اور
ہر قطعہ اونکا قطعہ یاقوت ورقم زہرہ پر شرف لیجاتا ہی
اور نقاش ہیچ مدان ایسی دیکھی کہ اونکی دستکاری کی روبرو
عمل مانی وبہزاد محض بی آب ورنگ نظر آئی آہنگر اوسجا کے
ایسا ید طولی رکھتی مین کہ حدادان فرنگ اونکی ہات کی بندوق
کا نمونہ ولایت کو لیجاتی ہین اور کارد وشمشیر ایسی بناتی ہین

که تبریزی ایرانی و خراسانی اونکا عرض معلوم ہوتا ہی طلائی
تیغی آفتابیہ کا ایک نمونہ ہی اور انکی زرگرونکا اور طبق چرخ
مینا رنگ تختہ مشق ہی انکی میناسازونکا جو اہل کمال کہ راجہ صاحب
کی قدرشناسی سی الور میں موجود ہیں اور شہروں میں ایسی اہل ہنر
عدیم الوجود ہیں جیسا شوق شکار کا راجہ صاحب کو ہی راجگان
ہندوستان میں اسقدر اور کسیکو نہیں ہی تمام قلمرو میں غیر کو
حکم بندوق لگانیکا نہیں ہی اس سبب سی جانور ہر قسم کا
الور کی دشت اور کوہستان میں بہت ہیں اور کوئی صید انسان سے
وحشت و رم نہیں کرتا شیر و گراز اور آہو و گوزن اون جنگلوں

باز اخذ ہین آور بعضی میر شکار اونکی سرکار مین بڑی استاد و کامل ہین
سگان بازار کو پکڑکی طیار کرتی ہین آور شیر لڑوا تی ہین اگرچہ جانور
جنگی اور صید ہی ہر قسم کے وحوش و طیور اوس ریاست مین موجود ہین
لیکن ایک شخص نی شیر کو طیار کیا ہی آور بغیر زنجیر کی اوسکو مثال
چیتی کی بازار مین لئی پہرتا ہی آور اوس سی شکار آہو کرتا ہی اور پہر
اوسکی موہنہ سی چہوڑا کی حلال کر لیتا ہی آور ایک جانور یہان عجیب
و غریب دیکہا کہ اوسی زرافہ کہتی ہین صدر لین صاحب بہادر حیثیت
سابق اوسکو کیپ سی راجہ صاحب کی واسطی بطریق تحفہ لائی تہی
چنانچہ ہمنی اوسکی تصویر بہی کہنچی ہی
تصویر

اور گھوڑے بھی اس سرکار میں اگرچہ بہ قوم اور بہ کمیت کم دیکھنے میں
آئے مگر جو اسپ کہ تیار اونکی اصطبل میں ہیں اسقدر اور ریاستوں
میں نہیں علم موسیقی سے بھی راجہ صاحب کو توجہ خاطر ہے اس فن کے
زن و مرد بہت اچھے لوگ ہیں جسمیں جو چیزیں کہ شایستہ دربار
و ریاست ہوتی ہیں سب مہیا ہیں منشی امو جان صاحب اور محمد فضل العظیم
صاحب اونکے بڑے برخوردار سے ملاقات ہوئی منشی صاحب نہایت عقیل
اور ہوشیار اور متین و باوقار اور وجیہ و ذی اخلاق اور حلیم الطبع
حلیم المزاج معلوم ہوئے اور بڑے اور موصوف ہیں اونکی بہت شرین تقریر
و خوش مذاق اور لیاقت قرین و ذی الاخلاق عظیم فضل ان کے صفت خلق

آور ذکاوت و ذہانت مین بڑا ق مین منزل راقم پر اکثر تشریف
لاتی تہی آور کلمات بشارت سمات سی محظوظ کرتی تہی آور ہمیشہ محامد
اوصاف راجہ صاحب سی عذب البیان ہوتی تہی آور اونکی
قدر دانی او مہرداری کی مشکور و ممنون رہتی تہی آور بیشتر اونکی
شجاعت اور شوقِ شکار آور خوش وضعی و ظرافت طبعی کا ذکر کہتی تہی
ابتک الور مین منشی صاحب کے سبب سی رونق و آراستگی معلوم ہوتی ہے
اور صورت بعضی انسانونکی نظر آتی ہی اور بہت شرفا و نجبا دکہائی دیتی ہین
تمام عملداری الور مین ہر ضلع و شریف کے اور ہر ضلع و قصبہ مین تعریف
منشی صاحب کی اور شکایت کا مداران حال کی سننی مین آئی

اگرچہ یہہ لوگ بہی اپنی نامجوئی و خوش معاملگی مین کب قصور کرتی ہونگی
لیکن نیکنامی و بدنامی من جانب اللہ ہی مگر حقیقتاً یہہ ہی نظم
نکوکار مردم نباشد بدش * نورزد کسی بد کہ نیک آیدش * شرانگیز مردم
سوی شر رود * چو کژدم کہ در خانہ کمتر رود * اگر نفع کس در نہاد تو نیست
چنین جوہر و سنگ خارا یکیست * ابتدا اس ریاست کی اسطرح بیان
کرتی ہین کہ پرتاپ سنگہ پدر راو راجہ بختاور سنگہ چند سوار سی
ریاست جی پور کی نوکری کرتی تہی اور بالعوض چاکری کے
موضع اچرولی انکو معاف تہا ایک زمانہ مین [illegible]
ریاست جی پور کو [illegible]

باہر نکال دیا اُنہوں نے تاب مقابلہ کی اپنے مین نہ دیکھی اور بھرت پور چلے آئے
والی بھرت پور نے انکی وجہ معاش مقرر کر دی اور ڈیگ مین انکو مقام
رہنے کو دیا جبکہ سپہر کینہ ور بر سر آشتی ہوتا ہی اور اختر طالع حضیض کبت سے
اوجِ ترقی پر طلوع کرتا ہی تو پستی خاک سے بلندی افلاک پر پہنچا دیتا ہے
اور بستر فلاکت سے صدرِ امارت پر بٹھا دیتا ہی وہ مکانِ سکونت انکا
بہت شکستہ و کہنہ تہا اُنہوں نے رئیس بھرت پور سے اوس مقام کی
تعمیر و ترمیم کیواسطے التماس کیا اور اجازت حاصل کی اتفاقات سے
خازنِ تقدیر نے کسی زمانہ مین انکی نصیب کا کچھہ خزانہ چشم خلایق سے
مخفی مدفون کیا تہا زمین کہودنے مین وہ دفینہ انکے حضور نکل آیا

اور دفعتاً انہوں نے اوسپر اپنا تصرف کر لیا بیت سفلسی نا کشیدہ بخت در رنج * ہر دش اقبال و بخت بو سر گنج * وہ خزینہ گویا انکا بخت خوابیدہ تہا کہ بیدار ہوگیا یا اقبال گم گشتہ تہا کہ سامنے آگیا

شعر چہ گنجہا کہ نہادند و دیگری برداشت * چہ رنجہا کہ کشیدند و دیگری آسود غرض اوسیوقت انہوں نے جمعیت بہم پہونچا اور کچہہ سپاہ فراہم کر کی حملہ اول مین ماجری کو مارا اور اوسپر بالکل اپنا قبض و تصرف کر لیا جب قرار واقعی اوسپر انکا عمل و دخل ہوگیا اور اس عرصہ مین زیادہ زور و اقتدار پکڑ لیا تو انکی ہمت و جرات نے اور بہی تلاش دستہ درازی چاہی شعر نا قابل ست آنکہ

جو دولت بہم رسد * ورنہ زمانہ در طلب جود قابل ست * انکی یاروں دکارون

نی صلاح دی کہ بالفعل راج گدہ مانند بزم بی اغیار کی خالی پڑا ہی

اور کوئی مانع و سد راہ راجکی طرفسی اسمین ایسا نہین ہی کہ ہمارا مقابلہ

اور مدافعہ کری بہتر ہی کہ اسکو مفتوح و مسخر کرلین پرتاب سنکہ نی کہا

فی الحقیقت اس جایداد قلیل اور موضع کم مایہ پر قناعت کرنی صلاح وقت

و تقاضای ہمت نہین ہی نظم گردن چرا نہیم جفای زمانہ را *

راضی چرا شویم باین کار مختصر * دریا و کوہ را بگذاریم و بگذریم * سیمرغ وار

زیر پر آریم بحر و بر * یا سر چرا و بر سر گردون نہیم پای * یا مرد وار در سر

ہمت کنیم سر * انہونی کچہہ اوسوار و پیادہ نوکر رکہی اور ایک جمعیت معقول

جمع کرکی راجگڈہ حاکمان جیپوری سی لڑکر چھین لیا اور الور پر
بہی قبضہ کرلیا اور باون کوٹ کو جو متعلقہ الور ہین سب پر اپنی
تہانی بیٹہا دیئی اور بالکل مالک ملک ہال اور حاکم باستقلال
ہو گئی **شعر** عروس ملک کسی در کنار گیرد چست * کہ بوسہ
بر لب شمشیر آبدار زند * اسوقت سی یہہ ریاست انکی خاندان مین
چلی آتی ہی یہہ تصویر مہی راجہ بنی سنگہ بہادر کی بنائی ہی





راجہ بنی سنگھ والی الور

الور مین تین شب رہنی کا اتفاق ہوا تاریخ سوم کو وہانسی کوچ کرکی
راجگڈہ علاقہ الور مین آکی ٹہری راجگڈہ بہ نسبت الور کی بڑا شہر ہی
اور عمارات و آبادی بہی اسمین زیادہ ہی جنس ہر قسم کی اہم بہم پہنچتی
رنگریز یہان بہت مشہور ہوتی ہین وہانسی چلکی کوریہ مین مقام کیا
وہ بہی قصبہ معقول ہی آبادی اوسمین بہت ہی کوریہ سی چیتواڑہ
مین پہونچی چیتواڑہ ایک موضع آبادان عملداری جی پور کا ہی وہانسی
کوچ کرکی جی پور کو روانہ ہوی

ذکر جی پور

الور سی تا بہ جی پور راستہ مین سوای شہاب دشوار گذار اور
کتہای بی شمار کی کچہ نہ دیکہا باوجود ایسی بڑی ریاستوں کی سڑک بنانیکی

توفیق کسی مین نہین ہی بجز اپنی راحت نفس کی آسایش
خلق اللہ مین کسیکو سعی نہین غرض جی پور ملک رجستان مین
بڑا شہر عظیم الشان ہی اور گرد اوسکی کوہستان ہی یا ریگستان ہی
ایک ایک ٹیلا ریت کا دور از چشم سوئیان ایسا بلند ہی کہ چہرہ
آفتاب کو غبار آلودہ کرتا ہی اور فلک اوسیکی گرد کی خوف سی تمام اوس
آنکھین چھپاتا ہی اوسکی نواحین گاڑی چھکڑہ تمام دن مین پانچ
چار کوس سی زیادہ نہین چلتا اوس زمین مین بیلونکا زور
خاک نہین چل سکتا اور شہر کی اندر بہی دریای ریگستان بہتا ہی
چلنی والونکی پاؤن تخنی تک غرق ہوتا ہی البتہ موسم برسات مین

اوسطرف کیفیت ہوتی ہی اور بارش سی ریت بالکل دبجاتی ہی القصہ
جی پور مین گہاٹ دروازہ سی داخل ہوئی گہاٹ وہان ایک مقام
دو کوس کی عرصہ پر شہر سی دامن کوہ مین واقع ہی بہت جا ہی پر فضا
اور مقام روح افزا ہی کمر کوہ سی پانی جہرتا ہی درختو نکو سایہ ہر وقت
رہتا ہی اس قطعہ مین ہمیشہ برسات معلوم ہوتی ہی جی پور مین
ہر ایک کو یہی جا خوش آتی ہی کہ اسکی لوگون نی عمارت مندر
بنائی ہین سنیچر کو وہان میلہ ہوتا ہی بہت لوگ سیر و تماشی کو
جاتی ہین اور اون مکانون مین بیٹھتی ہین شہر سی وہان تک سڑک پختہ
دو طرفہ باغات ہین چشمی پانی کی جاری ہین غرض حضرت مولانا

ضیاء الدین صاحب کے درگاہ کی پاس ہوئی کٹہری میں اوتری
یہہ بزرگ مولانا فخر الدین صاحب کی خلفا مین بڑی صاحب
کرامت گذری ہیں اکثر خوارق انکی مشہور و معروف ہین اور دوم
شہر کی دیکہنی کو سوار ہوی یہہ شہر راجہ سوای جی سنگہ کچہواہی
امیر کی متصل بنوایا تہا اور زر خطیر اسپر صرف کیا تہا شاہجہان آباد
بہت بڑا ہی تمام فصیل اوسکی پختہ ہی اس وسعت و فراخی و موزونیت
و دلکشائی کی ساتہہ ہندوستان مین کوئی شہر نہین دیکہنی مین آیا
اور ایسی بازار وسیع عمارات بلند و سڑک مسطح اور دکانہای
دلپسند کا کوئی بلدہ اقلیم ہند مین نہین پایا اس شہر کو چار سو

مثال چوسر کی بنایا ہی ایک چوک بہت وسیع وسط شہر میں قائم کیا ہی
اوسکی چاروں طرف بازار میں ایک ایک چوک ہی اور اوسکے
ہر سمت میں ایک ایک بازار ہی اور ہر بازار میں دو طرفہ دکانیں ہیں
اور اون پر بہت بلند عمارت دو منزلہ سہ منزلہ پختہ چونہ گچ کے
سفیدی سی براق ہو رہی ہیں اور نہایت ترتیب موزون سی شارع
عام کو بیچوں بیچ منصف کرکی مقابل میں جواب و سوال کر رہی ہیں اور جا بجا
مندر سنگ مرمر کی بہت طیار ہی سی ترتیب میں اور چوک کی پاس
ایک عمارت وسیع و رفیع ہی اوسکی احاطہ میں البتہ ربع شہر
داخل ہوگا باہر دکانیں ہیں اور اندر محل اور دربار مکانات بہت عمدہ

اور نادر بنی ہوئی ہین چند محل اور ششمحل اور دربار محل
راجکی رہنے کی مشہور ہین اور ان محلونکی سمت شرقی کو بعد تعمیر شہر کی
راجہ پرتاب سنگہ نے ایک ہوا محل بنایا ہی اگرچہ معمارون نے اوسمین
صنعت دباریکی اور منبت وجالیان بہت بنائی ہین لیکن یہ محل
نام اوسکا بے محل ہی اگر اوسکو بے ہوا محل کہین تو مناسب ہی
تمام عمارات ومکانات جی پور کی روکاری مین بہت سفید
وخوشنما ہین مگر اندر سے سب تنگ وتاریک متعفن ہین بازار کے
سڑکین صحت اور کشادگی مین اسقدر حد سے زیادہ چوڑی رکہی ہین
کہ اوسمین اوچی پہرتی ہوئی منتشر دلی رونق معلوم ہوتی ہین

یعنی جسقدر بازار کی وسعت ہی اسقدر کثرت خلقت نہین ہی شام کی
وقت چوک مین البتہ مجمع کثیر ہوتا ہی اور ہر جنس کی خرید و فروخت
ہوتی ہی بہرحال شہرت خوب ہی اور شہرت اسکی نہایت
مطبوع و محبوب مگر افسوس کہ آدمی جس سے عبارت ہی وہان ایک
نہین نظر آتا اور انسان جسکو کہتی ہین ڈھونڈا نہین پاتا فقط مارواڑی کے
مہاجن و ساہوکار رہتی ہین یا رنگریز و چوڑی والی اور جسقدر کسبی ہین
چھپرہ اب تجارت مین بڑی منڈی ہی ملک جنوبی کی اشیا اجناس
وہان بکثرت آتی ہی خصوصاً شورہ ارنڈی السی وغیرہ جو بہ افراط
کیا گرہ مین کہتی ہی اور چھپرہ کی نواح مین یہ چیزین بہت آ

مشہور ہین اور ہر طرف یہین سی جاتی ہین چنانچہ انگوچھی
اور چوریان اور عمل بید اور چوڑن اور کشتہ جست مگر اسباب
انگریزی کچھ نہین بہم پہونچتا اور چار چیزین مقفا و نالی لوگونین
معروف ہین کہانڈ سانڈ رانڈ مانڈ حقیقت مین مطابق اس قول کے
سب چیزین مشاہدہ مین آئین واقع مین کہانڈ وہان بہت سفید
و پاکیزہ ہوتی ہی اور شیرینی سب قسم کی لطیف نفیس بنتی ہی
اور سانڈ بھی ایسی فربہ اور چیار ہر کوچہ و بازار مین اس خودسری
و بی فکری سی پہرتی ہین کہ گویا جی پور مین انہین کی عملداری ہی
اور اوس شہر کی ساری بھینی اونہین کی رعیت ہین اگر خدا نخواستہ

اونکو کسی جہان میں انگریزی میں گذر ہوا جادو کی تو بہت عزت و توقیر
پاوین اور یا نہ سی مرد و زنک معصوم ہی حقیقت میں رنگ گفتار
جی پر ہیں بہت شوخ و آبدار رنگین ہیں اور زاہد کی معنی خاص شوخ و آ
اربع فی بیان زن فاحشہ کی رکھی ہیں کیت قلم اونکی تحریر تعریف میں
تندی کرتا ہی اور زاہد کلام اونکی بیان احوال میں زندیق جس عورت کو
دیکھا پرقعہ حیا سی معرا ہی اور جسکی آنکھہ دیکھی سرمہ شرم سی مبرا
کسیکا چہرہ نقاب عصمت سی پوشیدہ نہ پایا اور کسیکا جسم
چادر عفت میں مخفی نہ دیکھا وہاں جس گھر میں زن دوازدہ سالہ
او باش نہیں وہ صاحب خانہ نباش نہیں اگر صحبت سی بستہ ہی

تو خود دلی شگفتن ہی آور جو گل شگفتہ ہی ہر دم جویای شگفتن
اگر جوان ہی تو ہیجان مستی مین ہر نفس خندان آور اگر پیری تو حسرت
و افسوس مین دمبدم گریان نعوذ باللہ آدمی کی سایہ کو آسیب ہوکے
چمٹتی ہین عرد کی ہوا راحت روح سمجہتی ہین خصوصاً وہانکی گلفروشین
تو اپنی شقایق و ریحان کو کف دست پر لیی پہرتی ہین آور راہ چلتونکی
گلی کی ہار ہوتی ہین جو پردہ نشین ہین دیوار مین سوراخ کرتی ہین
آور جو بازاری ہین وہ راستی بند کرتی ہین کہتی ہین کہ جی پور مین
ہین سوا آدمی تو قلم بند ہین آور جو فواحش پر بلا ہین وہ علحدہ
ہین ہر صبح فوج شیاطین جی پور کا آگی طواف کرتی ہی

اور وہانکی مرد و خبر ناکتخدا بیر ابلیس کہلاتی ہی غرض جی پور
فسق و فجور کا ایک گنج ہی اور فاسقین کی واسطی بہشت بیرنج
شعر بہشت آنجاکہ آزاری نباشد * کسی راباکسی کاری نباشد *
علی ہذالقیاس مرد بہی وہانکی بہت بی تمیز و بی غیرت ہین عیب کو
عین ہنر جانتی ہین زن و مرد صحرا مین یکجا مقابل یکدیگر بول و براز
کرتی ہین اور سنا ہی کہ وہان تیجو نکا میلہ اور دیوالی اور گنگور کا
ہنگامہ بہی بہت خوب ہوتا ہی ایک میلہ غلطان جی کا مشہور ہی
جو شخص وہان جاوی تو اوسکا دیکہنا بہی ضرور ہی غلطان
ایک مقام پرستشگاہ کا نام ہی پہاڑ مین ایک گا دکہہ بنا ہوا ہی

آور اوسمین سی پانی گرتا ہی آور نیچی ایک حوض و گرد مکانات
بنی ہوی ہین اتفاقاً اوس روز ہم بہی وہین تہی آوسکی
دیکہنی کو سوار ہوی دروازہ شہر سی دو کوس تک خلقت کا اژدہام تہا
آور سڑک پر انبوہ خاص و عام سیکڑون سوار تہی ہزارون پیادہ
کوئی پہرتا تہا کوئی کہڑا تہا راجہ رام سنگہ والی جی پور کو بہی
اوسی میلہ مین دیکہا جلوس ریاست کچہہ ہمراہ نتہا نہ کوئی سامان
راجگی اونکی ساتہہ نظر آیا نہ کسیطرحکا تزک و احتشام دکہائی دیا
اگرچہ یہہ بات اونکی سادگی طبیعت اور بی تکلفی عادت پر محمول
ہوتی تہی لیکن اونکی بشری سی کچہہ وحشت و خفقانیت بہی پائی

جاتی تھی سنا کہ شہر میں اور محل میں کم رہتی ہیں ہمیشہ شکار
میں اور دیہات میں بسر کرتی ہیں اور کہیں ایک جا بھی خواب بھی نہیں
کرتی کسی شب کہاٹ پر ہیں تو کسی شب آمیر میں اور کبھی جنگل میں ہیں
تو کبھی آبادی میں اور بعضی خلقت یوں روایت کرتی ہی کہ یہ مدام
توحش و آوارگی انکو بسبب خوف جان کی رہتی ہی اور لال جی
بالکل ریاست پر محیط و مختار ہیں اور راجہ صاحب سراسر بیکار
و بی اختیار ہیں اور جے پور کی رسم قدیم کی اندیشہ سے
جان چھپا لی پھرتی ہیں اور راجہ بیچارے سوای اطاعت لال کی
کسیکو اپنا ممد و معاون نہیں پاتی ہیں اور یہ بھی کہتی ہیں نا شتہ

کاسہ سر شد قدح از گردش گردون مرا * دار در این دیر خراب آباد

سرگردان مرا * اور کبھی یہہ شعر پڑھتی شعر روزی من میشود

آخر نصیب دیگران * طالع برگشتہ ہمچون آسیا داریم ما *

الغیب عند اللہ کہتی ہین کہ راجگان جی پور اولاد راجہ نل

مرزبان نرور سی ہین بعد خرابی ملک موروثی کی امیرین ریاست

اختیار کی اور تنزل سی ترقی پکڑی اور بعض روایت سی

ایسا دریافت ہوا کہ والیان جی پور قوم کچھوایہ راجگان سورج بنسی مین

بڑی عالیخاندان ہین اور وجہ تسمیہ کچھوایہ اسطرح مشہور کرتی ہین

کہ راجہ رامچندر کی بی بی ایک روز واسطی اشنان کی دریا پر گئین تہین

اوس جگہ ایک رومی لیکن عابد خدا پرست بیٹھا تھا اور یاد الٰہی کر رہا تھا

اوس بی بی نے اپنی لڑکی کو اس زاہد کے پاس لٹا دیا اور خبردار

لڑکی واسطے غسل کے پانی میں گئی اتنے میں دیکھا کہ ایک بندریا اپنی بچہ کو

پیٹ سے چمٹائی ہوئی بی تحف اس درخت سے اوس درخت پر آئی اور ایک دیوار سے

دوسری دیوار پر کودی پھرتی ہے اوس بی بی نے اس بندریا سے کہا

کہ اے احمق تیری اس بیساختہ جست بازی سے مجھکو تیری بچہ کی

چھوٹ جانیکا اندیشہ معلوم ہوتا ہے اور تجھکو اوسکا کچھ درد و خوف

نہیں آتا ہے بندریا نے کہا کہ میرا بچہ تو میری چھاتی سے لگا ہوا ہے

اے احمق تو ہی کہ اپنی بچہ کو اتنی دور چھوڑ آئی ہے تو بیٹھ کر ...

معقول بی اسکی دلپر اثر کیا یہہ جلد بی سی اوٹھکر اپنی لڑکی کو دہنسی
اوٹہالا یی اور مرتاض کو اپنی اشغال زہدت مین اس حال کی کچہہ
خبر نہوی بعد تہوری دیر کی جو زاہد نی انکہہ کہولی تو اوس لڑکی کو
دیکہا یہہ بہت اپنی دلمین منفعل ہوا کہ اوس نیک بخت کی امانت مجہسی
تلف ہوی ہین اوسکو کیا جواب دونگا اوسیوقت اسنی ایک تہوری کہاس
جمع کرکی ایک پتلا آدمی کا بنایا اور جناب کبریا مین دعا کی قدرت
الہی سی اوس پتلی مین جان پڑگی اور شکل و شمایل اوسکی مانند طفل
سابق کی ہوگی اتنی مین وہ بی بی غسل سی فارغ ہوکر آی تو دوسرا بچہ
ہمصورت اپنی بیٹی کی دیکہا اور متحیر ہوکر اوس زاہد سی پوچہا کہ ای مرد حق

یس کتخدا کا لڑکا ہی کہ صورت اسکی بعینہ میری نور چشم سی
مشابہت رکہتی ہی اور مستجاب الدعوات نی کہا کہ ای نیکبخت یہہ
فرزند بہی تیرا ہی آخر اوس بی بی نی حقیقت اصلی اوس نادر الوجود
موجود ہونی کی روشن ہوئی تو اوسکو بہی عطیہ الہی جانکر اپنی گہر
لیکئی اور دونوکو برابر پرورش کیا اور دونو اولاد راجہ کچہواہہ
مشہور ہوا چونکہ زبان شاستری مین کچہوا کہاس کو کہتی ہین
اسواسطی اوسکی اولاد کچہواہہ مشہور ہوئی کہتی ہین کہ اول اجداد
راجہان جی پور مین راجہ سوڈہ دیو نامی سمت ۱۰۲۳ ایکہزار تئیس مین
ملک ڈہونڈار پر کہ جسکی اقطاع مین جی پور واقع ہی قابض ہوکر

مسند آرای راجگی ہوا اسکی بعد وَل رای جی اسکا بیٹا
صدر حکومت پر بیٹھا بعدہ کوکل جی نی راج کیا اوسکی
بعد راجہ ہنونت سنگہ بعد ازان راجہ نر دیو پھر راجہ بجون جی
اوسکی بعد راجہ ملیسی بعد اوسکی راجہ بجل دیو اسکی بعد راجہ جلّ دیو
امیر اسینی آباد کیا بعد اسکی کیلن جی راجہ ہوا پھر کیلن دیو
راجہ ہوا اسکی بعد کنتل جی راج پر بیٹھا بعد اسکی جونسی
راجہ ہوا بعدہ اودی کرن بعد اوسکی نرسنگ جی اسکی
بعد ہیر جی بعد ازان اودی رل راجہ ہوا اسکی بعد جیبدر سین
بعدہ پرتھی راج اسکی بعد پورنمل راجہ ہوا کہتی ہیں کہ شیر شاہ سے

اسی راجہ کی لڑائی ہوئی تھی اور ہمایون سی اسینی دغابازی
کیا تھی آخر اکبر بن ہمایون نی اسکو اپنا مطیع و فرمان بردار کیا
اسکی بعد راجہ بھیم پورن مل کا بھائی راجہ ہوا بعد اسکی رتن سنگہ نے
راج کیا پھر راجہ آسکرن اسکا بھائی گدی پر بیٹھا بعد آسکی
راج سنگہ راجہ ہوا پھر راجہ بہارہ مل تیسرا بھائی پورنمل ٹھکور کا
صدرنشین ہوا اور اپنی بیٹی اکبر کو دی نورالدین جہانگیر اسکی
بطن سی پیدا ہوئی اور انکی خاندان مین بادشاہ کی بہت اطاعت
وحکم برداری کرتی رہی بعد بہارامل کی بھگوانداس اسکا بیٹا
مسند آرا ہوا اور نوکری اکبر مین ہمیشہ سرگرم رہا بعد راجہ بھگوانداس کی

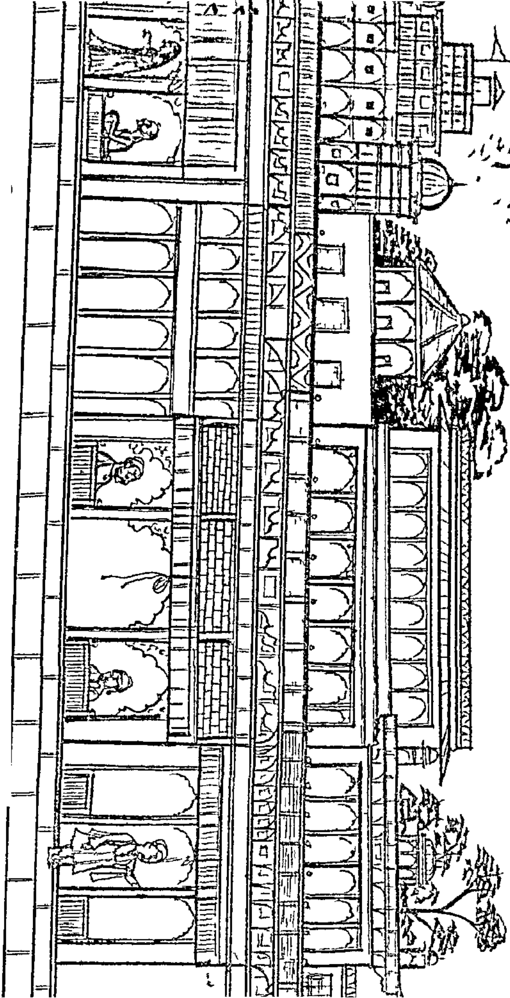
راجہ مان سنگہ ریاست موروثی پر قایم ہوا یہہ راجہ مان سنگہ
شجاعت و دلاوری مین بہت مشہور و معروف ہی بادشاہ کے
طرفسی اکثر جنگ و مصاف مین مصدر تردداتِ نمایان اور مورد الطاف
خسروانہ ہوا اور خدماتِ بزرگ اور انعاماتِ شایان سی بار ہا ہمچشمون مین
گوی سبقت لیگیا چنانچہ کارزار گجرات اور جنگ رانا پرتاب سنگہ
والیِ اودیپور مین بڑا نام کیا اور حدودِ کابل مین محمد حکیم میرزا
برادر اکبر پر فتحیاب ہوا اور تنبیہِ افاغنہ یوسف زئی اور انتظام
کابل پر متعین رہا بعدہ صوبہ بہار اسکی نام پر مقرر ہوا اور سنہ ۳۴
چونتیس جلوسی اکبری مین منصب پنجہزاری اور خطاب راجگی سی سربلند ہوا

بعد تسخیر ممالک اوڈیسہ اور نظام صوبہ بنگالہ مین بہت
شرف و مباہات حاصل کیا اور سنہ پچاس جلوسی مین منصب
ہفت ہزاری اور خطاب فرزندی سی رتبہ عالی پر پہونچا اور
بعد اکبر کی زمانہ جہانگیر مین مہمات دکن پر مصدر امورات عظیمہ
اور مورد تفضلات شاہانہ ہوا آخر کو سنہ نہم جلوس
جہانگیری مین جنگ ایلچپور مین فوت ہوا مان ساگر تالاب
اور نولکھا محل اسی نی بنایا تھا بعد مان سنگہ کی بہاو سنگہ
بجای پدر سرافراز ہوا اور مادہو پور آباد کیا اور عہد شاہجہانی مین
مہمات دکن پر متعین رہا اور مخالفین کو مغلوب کرتا رہا چونکہ بہاو سنگہ

لا ولد تہا قریب وفات راجہ جی سنکہ اپنی بہتیجی کو مسندِ حکومت پر
قایم مقام کرگیا بعد اسکی راجہ رام سنکہ اسکی بعد راجہ کشن سنکہ
بعد ازان راجہ جی سنکہ سوائی زمانہ محمد شاہ مین صدرنشین ہوا
اور بادشاہ کیطرف سی صوبہ مالوہ بہی رہا اور اجین مین جی سنکہ پورہ
اور جنتر منتر بنوایا اور جی پور کو اسینی معمور و آباد کیا کہ آجتک
خوش وضعی اور شہرت مین اپنا ثانی نہین رکہتا اور بہار کو
کاٹکی شہر مین نہر کو ڈالا ہی اور بادشاہ کی اجازت سی خیر اللہ
مہندس کو دہلی سی بلوا کی جی پور مین زیج محمد شاہی بنوائی ہی
چونکہ علم نجوم سی اسکو بہت شوق تہا ایک کتاب بہی بان شاستر مین

سمی بچی ہیں و تصنیف کروائی ہی بعد جی سنگہ سوائی کی ایسری سنگہ
گدی نشین ہوا اور اسنی مادہو بلاس محل اور موتی ڈونگری کا قلعہ
اور شہر سانگانیر مع فصیل تعمیر کیا اوسوقت مین سانگانیر
بڑا شہر آباد تہا اوسکی نیچی سرستی ندی جاری ہی مکانات
وعمارات قدیم شکستہ و کہنہ باقی ہین راجہ ایسری سنگہ کی بعد
راجہ پرتاب سنگہ مسندنشین ہوا ہوا محل اسینی بنوایا اونواب
وزیر علیخان اسکی عصر مین جی پور مین آئی تہی اور اوسکی پناہ
مایوس ہوی تہی بعد اسکی راجہ جگت سنگہ راجہ ہوا اوسکی بعد
راجہ جی سنگہ راج پر بیٹہا اسکو جہوتا رام مختار نی مار ڈالا اب

راجہ رام سنگہ فرمانروای جی پور موجود ہین اور جی پور مین اہل اسلام مین سی کوئی نامور نہین ہی مگر نواب واحد علیخان بن نواب نجف علیخان ولد نواب ہدایت بہادر اس شہر مین اور دربار مین ہی اونکی عزت و تعظیم قدیم سی ہوتی ہی اور کچھ جاگیر بہی اونکی معاش کیواسطی راج سی مقرر ہی جز رس و بہت ہین راقم سی اتفاق ملاقات کا ہوا نہایت ثقہ اور وضعدار ہین چونکہ جی پور کی مکانون مین گہات اور بازار اور ہوا محل بہت عمدہ قابل دیکہنی کی ہی اسواسطی ہمنی ان تینو مقامونکی نقشی اس کتاب مین مندرج کئی ہین * نقشہ *



جی پور سے کوچ کر کے موضع کونڈیل میں آکے منزل کی اور وہاں سے چاکسو میں آ اور چاکسو سے نوائی میں یہاں تک عملداری جی پور کے اور نوائی سے بگڑی عملداری ٹونک میں مقام کیا اور وہاں سے ٹونک میں پہنچے۔ ذکر ٹونک ٹونک ایک چھوٹا سا شہر دامن کوہ میں کنارہ رود بناس پر واقع ہے فصیل اوسکی پختہ ہے عمارت و حویلیاں بکثرت ہیں اکثر ہنود و مہاجن سکونت رکھتے ہیں اوسمیں ایک بازار مستطیل کم عرض ہے اور دکانیں دو طرفہ مرتب اشیای خورد و پوش وہاں سب قسم کی بہم پہنچتی ہیں جسجگہ اہالیان سرکار کمپنی بہادر نے نواب امیر الدولہ امیر الملک

محمد امیرخان بہادر کی واسطی جاگیر تجویز کی، تو منجملہ اور پرگنات
و محالات کی ٹونک بہی اوسمین شامل تہی نواب مغفور نی بسبب
قرب جی پور وغیرہ کی اس مقام فرحت التزام کو پسند کرکی
ایک قلعہ اور شہر واسطی اپنی بود و باش کی آباد کیا اور بازار
وسیع ترتیب دیا اور امیر گنج اوسکا نام رکہا ٹونک سی
تا بہ قلعہ ایک کوس کی طول مین عمارات و دکاکین بہی بنا دال ہین
اور عمدہ ترین اماکن مین تعمیر نواب مرحوم کی وہان نظر باغ ہی
کہ مناظر نظارگیان کو اوسکی نظارہ سی نضارت و شادابی
حاصل ہوتی ہی الحمد للہ کہ بالفعل ہندوستان مین یہہ شہر بہی

ذکر ٹونک

[illegible]

وجودِ سعادت آمود اور ذاتِ سراسر محمود دلنواب قدسی انتساب
وزیر الدولہ امیر الملک بہادر سے منبع علوم دین اور موطن شرع متین بنا
کہلاتا ہے چونکہ اساسِ عرش مماسِ کاخِ دینِ رسول اللہ اور
نورِ سعادت ظہورِ آفتابِ ملتِ بیضا اونکی معماریِ ریاضاتِ
علم وعمل اور تجلیِ سواطعِ عبادات ومجاہدات سے یہ شہر معمور
ومنور ہے اسواسطے وجودِ علما اور نفوس فضلا اس دار الاسلام
نمونہ دار السلام میں اکثر جمع ہیں اور انکی فیضانِ ذوات
بابرکات سے ہر شخص شہر میں ملایک سیرت اور بہشتی صورت
نظر آتا ہے اور سیاستِ درّہ عدالتِ شرعی اور انتظام قانون

نہری سی یہہ معمورہ ہندوستان میں دار الامان مشہور ہی
اور ہر امیر و فقیر دین و دولت سی محظوظ و مسرور ہی جس زمانہ میں
کہ راقم وارد ٹونک ہوا تو نواب ممدوح بسبب بغاوت و سرکشی
زمینداران لاوہ کی کہ قدیم سی مطیع و محکوم روسای ٹونک رہا کرتا تھا
اور اوس وقت میں ربقۂ انقیاد و ربقۂ فرمان برداری سی باہر کر
قدم جادہ اطاعت سی وادی ضلالت میں رکھا تھا واسطی تنبیہ
و تادیب اشقیای پر خسارت کی مع فوج ظفر موج مجاہدین اسلام کے
تشریف لیگئی تھی چونکہ راقم کو ملاقات نواب معظم الیہ سی
مشرف ہونا واجب و لازم تھا اور کبھی تماشا بھی محاربات و قلعہ کشائی کا

نہ دیکھا تھا آخر اسطی مسافت ہفت کروہی طی کر کی نبردگاہ میں
پہونچا اور سعادت صحبت نواب مظفر الدین سی مستفیض و بہرہ مند ہوا
اور دیکھا کہ لشکر نصرت اثر نی حصار گردون آثار کا محاصرہ کر رکھا ہے
اور نشانہ ہای گولہ توپ سی تمام دیوار و برج کو مثال غربال کر دیا ہے
اور جوانان تہور شعار اور بہادران شجاعت آثار داد دلاوری
دی رہی ہیں اور شرط جانبازی ادا کر رہی ہیں اور جبرا یہاں کے
محصورین اور بندوقچیان مخذولین بہی بحکم اذا رہی جانبازی کو
دیکہا رہی ہیں کوئی نقب لگا رہا ہی اور کوئی مورچہ بنا رہا ہی
اور ادہر کا فرِ فاجر سیدہم آتش جہنم ہو رہی ہیں اور ادہر شہدائی اسلام

سیر جستہ کرتی ہیں عجب ہنگامہ مردانہ تھا اور معرکہ دلیرانہ

راقم نے قلعہ لاوہ بھی وسیلہ دوربین سے بخوبی دیکھا اس

حصار کے دو درجہ ہیں درجہ اول کہ وسیع و فراخ ہے اوسمین

رعایا وغیرہ رہتی ہیں اور درجہ اندرونی میں خود کرن سنگہ

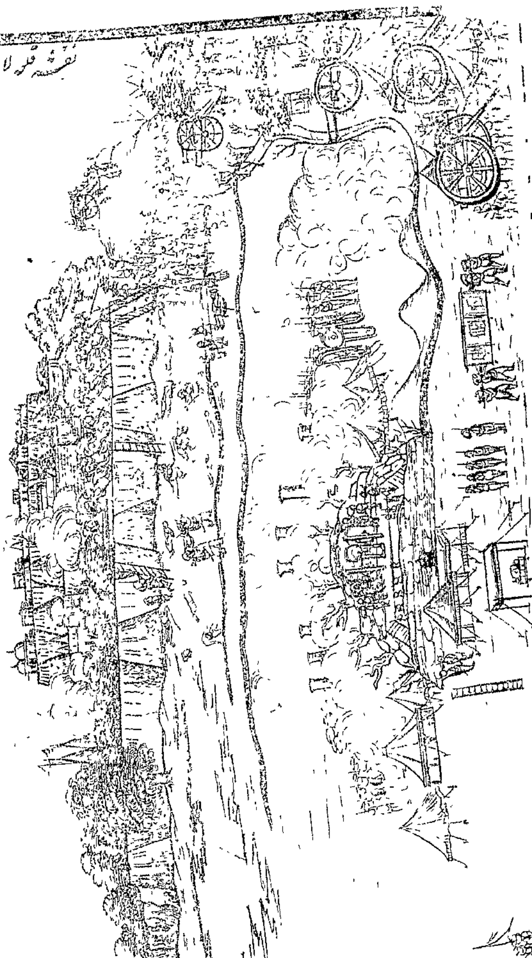
مرزبان لاوہ مع قبائل وعشائر رہتا ہے اور گرد خندق ہے

یہہ قلعہ اگرچہ سراسر خام ہے مگر اثار اوسکا بہت چوڑا ہے

اور استحکام میں حکم قلعہ اہنی کا رکھتا ہے چنانچہ نقشہ اوس قلعہ کا

اور مقام سلامت کو جو نخاہمنی اس کتاب میں بنایا ہے




نقشه قلعه لا

لشکر مین ایک مقام کر کی اور نوابصاحب سی مرخص ہو کر
ٹونک مین مراجعت کی اگرچہ ٹونک سی ہمکو بخط مستقیم اتفاق
اپنی دار الریاست کا ہوا اور اوسطرف سی سمت مالوہ کو روانہ ہوئے
مگر چونکہ اس سفر سی پیشتر راقم کو اتفاق سفر کوٹہ بوندی
اور زیارت اجمیر شریف کا بھی ہوا ہی اسواسطی تھوڑا ایک
احوال ان شہرونکا بھی اس اثنامین لکھنا واجب جانا اور
ٹونک سی تا وطن مالوف بعد ایسکی موقوف رکھا

ذکر اجمیر شریف

اجمیر شریف شہر قدیم ہی زیر کوہ
آباد کردہ راجہ آج اور میر ہندی مین کوہ کو کہتی ہین اسواسطی

ذکر اجمیر شریف

۸۱ فو

اجمیر مشہور ہو گیا کہتی ہین کہ اولاد راجہ نہنک پال مین تہی راجہ
امرت پال اجمیر کا راج کرتی رہی آخر کو کہنڈیرا ویر تہی اجکا بہائی
اجمیر کا راجہ ہوا اور اوس سی قطب الدین ایبک نی بزور شمشیر
چہین لیا اوسوقت سی اجمیر اہل اسلام کی قبض و تصرف مین آیا اور
ایک حاکم بادشاہون کیطرف سی وہان رہنی لگا اور کبہی ضعف
سلطنت اسلام مین راجگان مارواڑ کی ہی قبضہ مین آگیا تہا
آخر کو مہاراجہ سیندیہ نی بہی زمانہ شاہ عالم مین اجمیر کو لی لیا تہا
بالفعل سرکار انگریزی کی زیر حکومت ہی غرض یہہ شہر بستا آبادہی
اور گرد فصیل پختہ اکبر کی بنائی ہوئی موجود ہی اور [illegible]

اور قیام صاحب رزیڈنٹ راجپوتانہ اور حاضر باشی کلاسی
زیادہ تر اوسکی رونق و آبادی ہوگئی ہی اور اوسمین ایک بازار
جدید بہت وسیع و پاکیزہ مثال جی پور کی تعمیر ہوگیا ہی اکثر
اوسمین مہاجن و ساہوکار بستی ہین اور بیشتر اس شہر کی عزت
و تکریم بسبب مزار متبرک مطہر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کی ہوئی ہی ✠ ذکر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کتاب چار گلشن مین مرقوم ہی کہ ولادت باسعادت معین الحق
والدین حضرت حسن سنجری کی سنہ پانسو سات ہجری مین قصبہ سنجر
مضافات سیستان مین ہوئی ہی اور سیر العارفین مین مسطور ہی

کہ سجستان میں آپ تولد ہوئی اور خراسان میں نشو ونما پایا اور
والد بزرگوار آپکی خواجہ غیاث الدین حسن سنجری نہایت صلاح
و تقوی سی آراستہ تہی جب عمر حضرت خواجہ معین الدین کی پندرہ برس کے
ہوئی تو خواجہ غیاث الدین نے انتقال فرمایا حضرت خواجہ میراث
پدری سی باغ و ملک بہت رکہتی تہی اور اسمیں اپنی اوقات
شریف بسر کرتی تہی اوس مقام میں ایک بزرگ تہی مجذوب کہ اونکو
ابراہیم قندزی کہتی ہین اتفاقاً ایک روز انکی باغ میں تشریف لائے
حضرت خواجہ نے انکی طرف دیکہتی ہی استقبال کیا اور دست بوسی
مشرف ہوئی اور آپکو درخت کی سایہ میں لا کر بیٹہایا اور خوشی انگور کی

آپکی روبرو حاضر کئی اور خود مودب ہو کی دو زانو بیٹھکے
ابراہیم قندزی نی ایک خرما اپنی پاس سی نکالا اور اپنی
دندانِ مبارک سی چباکر اپنی ہاتہ سی حضرت خواجہ کی مونہہ مین دیدیا
بمجرد اوسکی کہانی کی ایک نور باطن انکی قلب مین پیدا ہوا اور
آتشِ عشق انکی سینہ مین مشتعل ہوئی اور جب دنیا سی دل انکا
بالکل سرد ہو گیا تمام املاک و اسباب کو بیچ کر نصیب درویشان
کردیا وہ خرما گویا تخم تہا نخلِ محبت الہی کا یا نورِ اول تہا انوارِ عشق
نامتناہی کا انہوں نی ثمرقند و بخارا مین قران شریف حفظ کیا
اور تمام علم ظاہری پڑہا وہانسی عراق عرب کو عزیمت فرمائی اور نواح

نیشاپور مین حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سی ملاقات کی
اور دو نیم سال اونکی خدمت مین مجاہدات و ریاضات مین
مشغول رہی انیس الارواح مین مسطور ہی کہ ایک روز بغداد
شریف مین حضرت خواجہ خدمت شیخ عثمان ہارونی مین حاضر
ہوی اور تمام مشائخ کبار اوس مجلس مین موجود تھی شیخ نی
تمام شجرہ حضرت خواجہ سی پڑہوایا اور بیس دفعہ کلمہ تمجید کہلوایا
اور ہات پکڑ کر طرف آسمان کی نگاہ کی اور فرمایا تجہکو رسانیدم
اور آپکی موی سر کو اپنی ہات سی مقراض کیا اور کلاہ مبارک
سر پر رکھی اور گلیم خاص عطا فرمایا اور ایک شبانہ روز

مجاہدہ کا حکم دیا بعد فراغ شب بیداری کی خدمت شیخ میں
حاضر ہوی فرمایا کہ نظر بالا کن انہوں نے اوپر دیکھا کہا کیا دیکھتا ہے
خواجہ نے عرض کیا ہفت طبقہ آسمان تا عرش عظیم پھر فرمایا
کہ نظر در زمین کن حضرت خواجہ نے نیچے دیکھا فرمایا کیا نظر آتا ہے
عرض کیا ہفت طبقہ زمین تا تحت الثری پھر فرمایا کہ سامنے نگاہ کرو
حضرت خواجہ دیکھنے لگے فرمایا کہ کیا معلوم ہوتا ہے عرض کیا تیرہ
ہزار عالم پھر فرمایا کہ الحمد للہ کار تو تمام شد پھر حضرت خواجہ آپکی
خدمت میں ایک مدت حاضر رہے اور بیت اللہ کو ہمراہ آپکی
تشریف لیگئے اور زیر ناودان کعبہ حضرت خواجہ کیواسطے شیخ نے

مناجات کی اور خدا کو سپرد کیا آواز آئی کہ معین الدین حسن سنجری
را قبول کردم پھر وہانسے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور سلام
کروایا آواز آئی کہ بیا ای قطب المشائخ جب یہہ آواز آئی تو فرمایا
بحمد اللہ کہ اکنون بمرتبہ کمال رسیدی پھر وہانسے مراجعت کی اور
بدخشان کو آئے اور پھر بخارا میں پہونچے اسیطرح دس برس
ہمراہ شیخ کی مسافر رہے پھر بغداد میں آئے بعد چند مدت کی پھر ساتھ
شیخ کی سفر اختیار کیا شیخ کی ابریق اور جامہ خواب اور مطبخ
اپنے سر پر رکھکر پھرتے تھی بعد دس برس کی پھر بغداد میں
پہونچے اور عزلت اختیار کی ہر روز خدمت شیخ میں حاضر ہوتے تھے

آور جو خلوت میں ارشاد ہوتا تھا انیس الارواح میں قلم بند کر لی
تھی پھر آپ باجازت شیخ ہند میں تشریف لائی آور اجمیر میں قیام
فرمایا نقل ہی کہ حضرت خواجہ معین الدین عالم مسافرت میں
شہر سبزوار میں پہونچی وہانکا حاکم محمد یادگار نام بہت درشت مزاج
وکج طبع تھا آور فسق وفرض میں مشہور ومعروف سب اصحاب رسول
پر ملا کرتا تھا آور جسکو ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کا ہمنام
پاتا تھا بہت رنجیدہ کرتا تھا اوسنی ایک حوض وباغ اور عمارت
مکلف واسطی سیر وبادہ نوشی کی طیار کیا تھا اتفاقاً حضرت
خواجہ اوس باغ میں فروکش ہوئی آور اوس حوض میں غسل کیا

اور دوگانہ ادا کیا اور تلاوتِ قرآن کرتے تھے کہ ایک خادم نے
عرض کیا کہ محمد یادگار اِس باغ میں آتا ہے اور فراش اوسکے
تا بدروازۂ باغ پہونچے ہیں مصلحت یہہ ہے کہ حضرت خواجہ یہاں سے
تشریف لیجائیں آپ نے کچھہ التفات نکیا اتنے میں فراش حاضر ہوے
اور انہوں نے ایک طرف حوض کی فرش ہموار کیا اور حضرت خواجہ کے
عظمت وہیبت سے کچھہ دم نمار سکے اِس اثنا میں محمد یادگار بھی
وہان آپہنچا حضرت خواجہ نے ہرگز اپنے مقام سے جنبش نفرمائی
جونہی حضرت خواجہ کیطرف دیکھا مع مصاحبین کے لرزہ اوسکے
اندام پر پیدا ہوا اور دست بستہ ہوکے دور جا ایستادہ ہوا جیسے کہ

حضرت خواجہ نی اوسکی طرف نظر اوٹہاکی دیکہا فی الحال
بیطاقت ہوکی گر پڑا اور حاضرون نی اس حال کی معاینہ سے
سر اوپر زمین کی رکہا بعد تہوڑی دیر کی حضرت خواجہ نی اوپی
خادم کو ارشاد کیا کہ تہوڑا پانی اس حوض سی لیکر اسکی مونہہ پر ڈا
چنانچہ درویش نی اوسیطرح کیا محمد یادگار ہوش مین آیا اور
سر آپکی قدمون پر رکہا خواجہ نی باواز بلند فرمایا کہ توبہ کی تو ا
اوسنی بعجز تمام عرض کیا کہ توبہ کی مینی اور جو عقیدہ زشت
کہ میری نہاد مین تہا اوس سی گذرا مین بعد ازان فرمایا کہ وضو کر
اور دوگانہ شکرانہ ادا کر پہر آپنی اونکو مع مصاحبین کی

شرف ارادت سے مشرف کیا محمد یادگار نے تمام مال و ملک
اور کنیز و غلام اور خدم و حشم کہ بجور و ظلم جمع کئے تھے
سبکو واپس کیا اور آزاد کر دیا حتی کہ دو بیبیان رہین نہین
اونہین بے مطلقہ کر کے رکاب سعادت خواجہ مین ہمیشہ حاضر رہا
اور واصلان حق سے ہو گیا حضرت خواجہ قطب الدین فرماتے ہین
کہ بیس برس ملازمت خواجہ بزرگ مین حاضر رہا کسیکو اونکے خلوت مین
گذر نہوتا تہا مگر جبکہ مطبخ مین کچھہ نہ رہتا تو خادم حاضر ہوتا آپ گوشہ
مصلا کو اوٹھا کر فرماتے کہ بقدر مصارف دو روزہ کے
اسمین سے اوٹھا لے اور جو کوئی عرضی لاتا تہا وہ اپنی مراد کو

پہنچ جاتا تھا وقت رخصت کی اوسکی قسمت کا جو زیر مصلاسی
ہاتھ مین آتا اوسکو مرحمت فرماتی نقل ہی کہ ایک مسلمان
ملازمان راجہ پتھوراسی آپکی خدمت مین بارادہ ارادت حاضر ہوا
حضرت خواجہ نی اوسکو بیعت کیا اوسنی پتھورا کی روبرو گلہ کیا
پتھورا نی آپکو کہلا بھیجا کہ اِس شخص کو اپنی مرید کیون کیا آپنی
فرمایا کہ یہہ شخص متابعان حق سی ہین اور لوح محفوظ پر اہل
فارسی لکھا ہوا ہی پتھورا یہہ سنکر آشفتہ ہوا اور کہا
کہ حضرت خواجہ تمام سخن غیب کی بیان کیا کرتی ہین انکو کہو
کہ میری شہر سی نقل فرما جاوین آپنی جوابمین کہلا بھیجا

کہ ہماری تیری درمیان مین تین روز کی مہلت ہی یا تو جاؤ نگا
یا ہم جاینگی کہتی ہین کہ تیسری روز پتہورا لشکر سلطان معز الدین
سی گرفتار ہوا اور وہ مسلمان کہ بیعت کرنی آیا تہا دوستی
خود اپنی ہتہین غرق دریا کیا نقل خواجہ قطب الدین فرماتی ہین
کہ حضرت کو خلا و ملا مین کسی پر غضبناک نہین دیکہا مگر ایک روز
آپ صحرا تشریف لیجاتی تہی دیکہا کہ ایک شخص قرضخواہ
اپنی مرید شیخ علی پر تقاضای شدید کرتا ہی ہر چند حضرت
خواجہ نی اوسکو منع کیا ہرگز اوسنی نہ مانا آپنی اوسوقت غصہ سی
اپنی ردای مبارک دوش سی اوتار کی زمین پر ماری تمام زمین

پر از دینار ہوگئی فرمایا کہ اوٹھا لی اسمین سی جسقدر کہ تیرا قرض ہی
کہتی ہین کہ اوسنی اپنی حق سی کچہہ زیادہ طمع کی ہین ہات
اوسکا خشک ہوگیا فریاد و توبہ بلند کی پہر حضرت کی دعا سی
ہات اوسکا بدستور ہوگیا نقل ہی حضرت خواجہ معین الدین حسن
اپنی اصحاب کے ساتہہ مجلس مین بیٹہی تہی ایک شخص وارد ہوا ظاہرا
بارادہ ارادت آور باطن مین بقصد ہلاکت جبکہ وہ شخص
آپکی روبرو سرنگون بیٹہا تو حضرت خواجہ بار بار اوسکی طرف
دیکہتی تہی اور تبسم کرلی تہی بعدہ فرمایا کہ ای عزیز جو درویشونکی
پاس آتا ہی اہل صفا سی ہوتا ہی یا صاحب خطا سی آخر جو تیری

نیت ہی اِن دو لوگوں سی اختیار کر پہر کسکا انتظار ہی
یا جفا سی یا وفا سی اوس شخص نی اوسیوقت آلہ حرب کہ مخفی
اپکی واسطی لایا تہا روبرو رکہدیا اور اپنی غدر و مکر پر اقرار کیا
اور صدق دل سی مرید ہوا آخر کو ایسا کمال کو پہنچا کہ پچاس
حج بجا لایا اور وہین جان بحق ہوا اور کعبہ مین مدفون ہوا
فواید السالکین مین نقل ہی کہ حضرت خواجہ ہر شب خانۂ کعبہ مین
ہوتی تہی اور لوگ اُنکو ہمیشہ طواف مین دیکہتی تہی اور جماعت کو
اب ظاہرا اجمیر شریف مین معتکف ہوتی تہی رسالہ مناقب
مشائخ مین مذکور ہی کہ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نی

ستر برس خواب نہین کی اور پشت آپکی زمین سی نہین لگی
اور وضو آپکا بغیر قضای حاجت کی باطل نہین ہوا اور دایم
چشم بستہ مراقبہ مین رہتی اتی اور جب چشم واکرلی اور کسیۓ
نگاہ ڈالتی تو اوسیوقت واصل باللہ ہوجاتا تہا اور جس فاسق پ
آپکی نظر پڑجاتی تہی توبۂ نصوحا کرکی پہر گرد گناہ کی نہ جاتا تہا
راحت القلوب مین مرقوم ہی کہ آپکی قرب انتقال مین ایکو کئی اولیانے
خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا فرماتی ہین
کہ دوست خدا معین الدین سنجری آتا ہی مین اوسکی استقبال
کو آیا ہون اور بعد وفات کی آپکی پیشانی نورانی پر یہہ الفاظ

بقدرت الٰہی سے منقوش دیکھی حبیب اللہ مات فی حب اللہ عمر
حضرت خواجہ کی تین کم سو برس کی ہوئی اور تاریخ ششم ماہ رجب
۶۳۳ ہجری میں وفات فرمائی آفتاب ملک ہند انکی تاریخ
وفات ہے اور ایک تاریخ نظم مخبر الواصلین میں اسطرح
نظم کی ہے تاریخ جمعہ و ششم رجب بود * کز جہان
خواجہ نقل فرمودہ * نود و ہفت سال عمرش بود * کاں زمان
نقل از جہان فرمود * سال نقلش بعزت و تمکین * کو سراج جہان
معین الدین * روضہ پاک اوست در اجمیر * زایرش جن
وانس واز در و شیر * اور کیفیت ابتدای روضہ متبرکہ کی

اسطرح مرقوم کرتی ہین کہ ایک شخص خانجہان وزیر سلطان
ہوشنگ بادشاہ مانڈو کا تہا اوس وزیر کا ایک بیٹا تہا
محمود نام نہایت رشید و شجاع بعد وفات ہوشنگ کی ایکبیٹا
اوسکا بہت صغیر سن تخت نشین ہوا بسبب اوسکی نادانی کے
امور سلطنت برہم ہونی لگی محمود مذکور نی مصلحت وقت
جانکی اوس بادشاہ نادان کو تیغ بیدریغ سی مقتول کر کی
اپنی نام پر لوای سلطنت بلند کیا اور اپنی مدت دولت مین
بہت کارہای نمایان بروی کار لایا چنانچہ عمارت مزار
حضرت خواجہ بہی تالاب کہجوارہ پر اوسیکا آثار ہمت ہی

واقع مین ایسی درگاہ نور آگین عرش اشتباہ اور زیارتگاہ
ملوک و ملایک سجدہ گاہ کہین نہین اور اوس درگاہ شریف مین
بہت مکان آراستہ ہین چنانچہ اول ایک دروازہ سنگین ہے
اور اوس سی آگی ایک صحن ہی اور اوسکی دروازہ پر نقارخانہ ہے
اوسپر ایک جوڑی نقارہ کی رکھی ہی اور دوسرے دروازہ پر شش مین
کندہ ہی اوسی کی قریب شہید شہید کی قبر ہی اور دوسری
دروازہ کی نزدیک پیر نصیر الدین کی تربت ہی اور کئی دیگین
رکھی ہین ایک دیگ تین سو من کھانا پکتا ہی دوسری ہین
ساٹھہ من اونمین ایک دیگ نذر کردہ جہانگیر بادشاہ کی ہی

اوسپر یہہ مصرع کندہ ہی ع بدنیا باد دایم نعمت دیگ جہانگیری
اور ایک دیگ گذرانیدہ سرکار ملکہ بہادر ہی اور اکبر بادشاہ نے
بعد فتح چیتور کی ایک گہنٹہ اور ایک شیام چراغ غنیمت
چیتور سی درگاہ مین چڑہایا ہی اور روضہ سی جانب مغرب کو
مجلس خانہ بہت وسیع وعالیشان ہی اور اوسمین دلبادل
خیمہ کہڑا ہوتا ہی اوسکی کلس طلائی ہین اور آگی اوسکی
بیچ مین کڑی کی چوب کا شامیانہ کہڑا ہوتا ہی اور اوسکی
نیچی چار شامیانی کمخواب کی ہوتی ہین جو تین اونکی سب نقرہ
مین فرش ہی علی ہذا القیاس بہت اچہا ہوتا ہی اگر سوز نقرہ سلگی پنہ

بوقت قل اور فاتحہ کی کئی چھ بار وہ حصا بروار جو بہا میں نقرہ
کی کہڑی ہوتی ہین اوسی مقام پر ایک مسجد ہی اوسمین جہار
فانوس و قنادیل و شیشہ آلات بہت لگائی ہین وہین لنگر خانہ کا
مکان ہی ایک طرف عالمگیر کی مسجد ہی اوسکو صندلخانہ کہتی ہین
اوسکی طرف پائین کو اولیا مسجد ہی اور بیگم کا دالان مشہور ہی
اور وہین نواب میرخان کا شامیانہ استادہ ہوتا ہی
اوسکی صحن مین ایک دہلدار کی مرصع طور کی ہوئی چھپی جہانگیر وخرم
شاہجہان کی لگی ہی یہہ بیگم حضرت خواجہ سی نہایت ارادت
رکہتی تہی کہتی ہین کہ اپنا تمام زیور اور کلام اللہ خدام درگاہ کی

نذر کر دیا تہا وہ توشہ خانہ مین ابتک رکہا ہی ایک دروازہ مین
چوری مثت دہات کی فیض اللہ تعالیٰ بنگشر کی چڑہائی ہی اور ایک دروازہ
خاص مین چہوڑ کندہ کی چوری مثت دہات کی چڑہی ہوئی ہی اوسپر
یہہ شعر کندہ ہی شعر رکہی ہمیشہ تری تیغ کارِ کفر تباہ *
بحق لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ * اور مقبرہ حضرت کا بنا کردہ میرزا علی کا
تمام سنگ مرمر کی ہی اور سقف اوسکی لداوی طیار کی ہی
اور اوسکی گنبد پر کلس ہی طلائی اکبر و شاہجہان و عالمگیر
وغیرہ امرا کی نصب کئی ہوئی موجود ہین اور روضہ مبارک کا
چاندی کا کٹہرہ اور اوسمین دروازہ ہی اور اندر اوسکی دوسرا کٹہرا ہی

آور یہیں مزارِ فیض آثار حضرت خواجہ صاحب ہی آوسکی اوپر
صندل کا ہنگلہ ہی آور اوسپر کار صدف بہت عمدہ کیا ہی آور
اوسکی اوپر ایک شامیانہ زر نصب رہتا ہی آور مزار میں
حضرت کی ایک لعل جڑا ہوا ہی آور اوس درگاہ میں قبر پوش
وشامیانی مزار طلا روپلی کی موجود رہتی ہیں اور ہوا ہی اسکی
اور اسباب نقرہ وطلا ہوا ہی جیحو وہیں معتقل رہتا ہی اور
دروازہ اوسکا نواب احمد خان اُرکاٹی کی بنوایا ہی اور
اوس دروازہ پر یہہ مصرع کندہ ہی مصرع
باد دائم قائم این فرخ بنا ۔ آور صندل خانہ میں وہ زمین

ایک حضرت ابو صالح آپکی فرزند ارجمند کا اور دوسرا
حضرت ابو صادق آپکی خسر پورہ کا اور درگاہ سی قبلہ رو ایک
مسجد ہی بنا ی شاہجہانی سی تمام سنگ مرمر کی نہایت نورانی
و پاکیزہ اور ایک قصیدہ طالب کلیم نی اوسکی تعریف مین
بہت خوب کہا ہی اور اوسکی محرابون پر بخط نسخ کمال خوشخطی سے
لکہا ہی اوسکی آخر کی یہہ تین بیتین جو مرقوم ہوتی ہین ابیات
وادی حرمت اجمیر را فیض حرم * سرنوشت ساکنانش
نیست جز خط امان * زین محل فیض بر حاجت کہ میخواہی بخواہ *
میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان * مسجدی

مسجد ہی کان کعبہ ثانی است تاریخش بود * کعبہ حاجات دنیا
مسجد شاہجہان * اگرچہ اور بہی مساجد وعمارات زمانہ اکبری
وہان قایم ہین مگر جو برکت ونورانیت مکانات شاہجہانی مین
پائی جاتی ہی کسی مین نہین کہتی ہین یہہ مسجد سنہ ایک ہزار
سینتالیس ہجری مین بصرف چالیس ہزار روپیہ کی اختتام کو پہونچی
ایک تاریخ اوسکی یہہ ہی تاریخ نوشتند تاریخش الیقین *
بنای شہنشاہ روی زمین * عرض درگاہ حضرت خواجہ کی دس دوازدہ
اور باہر درگاہ شریف کی حضرت حافظ جمال جناب خواجہ صاحب کے
صاحبزادہ کی تربت مبارک اور جہنی بیگم کی قبر ہی

اور اوسکی نزدیک پرانی بادشاہی محل ہین آب و فین میکہ زین
سرکاری رہتا ہی اور باہر شہر کی آناساگر تالاب ہی اور اوسکی
کنارہ پر حضرت خواجہ کا چلہ اور اوسکی نزدیک سعدی دیوکا
مکان ہی کہ جسکو حضرت خواجہ نی مسلمان کیا تہا اور آدمی
تالاب کی گرد و نواح ہین اور ہی بہت مزار ہین چنانچہ سالار مسعود غازی
کا چلہ اور حضرت خواجہ کی ہاتہہ کا بنایا ہوا دالان خام اور
مقبری شہیدونکی اور تربتین ولیونکی اور نظام سقہ کی قبر
کہ جسنی ہمایون کی عہد مین چام کی دام چلائی تہی اور میر حسین
انگوری وزیر کا سولہ کہنبا اور دولت آباد اور سہلونکا بازار

اور پہاڑ کی بیچ میں درگاہ حضرت پیران پیر کی مشہور ہی سرکار
سیندسیہ کیطرف سی اوس درگاہ کی مصارف کو ایک گاؤں
مقرر ہی اور درگاہ کی آگی پیچھی دو مسجدیں ہیں شاہجہان کی
ایک مسجد میں یہ مصرع کندہ کروا دیا ہی مصرع کی قبلہ
رو ویکی قبلہ پشت * دریافت ہوا کہ اجمیر شہر میں تخمینا چار ہزار
گھر ہنود کی آباد ہیں اور تین سو گھر محمدیوں کی اور باقی
پیشہ وروں کی اور معاش اونکی اگرچہ نذر و نیاز درگاہ شریف سی ہوتی ہے
لیکن ساری سات گاؤں جاگیر کی بھی قدیم سی مقرر ہیں اور بائیس گاؤں
خرچ درگاہ شریف کی واسطی معین ہیں آمدنی چالیس ہزار روپی

اوسکی آمدنی کی آلتی ہین ٭ **ذکر مزار میران سید حسین**

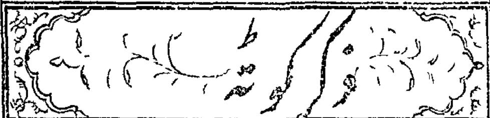
اجمیر شریف سی تہوڑی فاصلہ پر بر سر کوہ ایک قلعہ واقع ہی
اوسکو قلعہ گڈہ بیتلی کہتی ہین اور تارہ گڈہ بہی مشہور کرتی ہین
اور بانی اوس قلعہ کا پتیل کو بیان کرتی ہین اوسمین مزار
میران سید حسین خنک سوار مشہد یکا زیارت گاہ خاص عام ا
یہہ بزرگ بسبب اخفای حال کی لباس دنیا داری مین زمانہ
سلطان شہاب الدین غوری مین اس قلعہ کی شق دار تہی اور
سلطان قطب الدین ایبک کی وقت مین بہی وہانکی حاکم
رہی آخر جنگ کفار مین وہین سعادت شہادت حاصل کی

کہتے ہین کہ حضرت خواجہ معین الدین نے اپنی مریدوں کی ساتھہ
وہان پہونچکر اونکی جنازہ کی نماز پڑہی اور وہین مدفون کیا
اونکی روضہ متبرکہ کی نزدیک ایک مسجد ہی اور باہر روضہ
مبارک کی دالان وایک دروازہ بہت بلند تعمیر ہی اور اوسپر
نقارخانہ رہتا ہی اوس دروازہ کی تاریخ کاخ دلکشا
مرقوم کی ہی اور وہان دو دیگین ایک چہتیس منکی پختہ کی
اور دوسری تیس منکی پہر روکی قلاکی بنوائی ہوئین دہری ہین
اور اوس درگاہ کی صحن اول مین ایک امام بارہ اور مزار
روشن ضمیر درویش کا واقع ہی اور درجہ دوم مین آپکا روضہ

اشرف ہی فرش و جالیان اوسکی سنگ مرمر سی اعتبار خان
لی بنوائی ہین ایک دالان کی محراب پر یہہ قطعہ کندہ ہی

قطعہ معدنِ جود و منبع اسرار * ہست درگاہِ شاہ خنگسوار *
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت * راو کوہانجی سیندیہ بوفا *

اور بعضی مکان یہ دالان یا لار اور انگلسیہ لی بھی بنوائی ہین اور ایک دروازہ
سنگ مرمر کا بھی بائیصاحبہ مہارانی مہاراجہ دولت راو سیندیہ
بہادر نی اوس مقام اجمیر مین بہت عمدہ اور بلند طیار کروایا ہی



اجمیر شریف سی طرف کوٹہ کی اتفاق ہوا کوٹہ ایک بڑا شہر آبادان

اور بلدہ شادمان کنارہ رود چمبر پر واقع ہی نہایت عجیب
و فرحت انگیز عمارت تمام پختہ و سنگین انبوہ کثر خلائق حوروش
سی فردوس قرین جو کوچہ و بازار مہاجن ساہوکاروں کی
دکانوں سی زر ریز اور ہر رہگذر خرام سہی قدان فتنہ انگیز سی تجلیات خیز
تمام رعایا و برایا مرفہ حال و آسودہ آفت و اندوہ و ہمان پژمردہ
و افسردہ مگر بازار اوسکی کثرت آبادی سی مانند موی میان
نازنینان کی نہایت خورد و باریک اور مکانات اوسکی
و فور عمارات سی مثال دہن مہ پالیدہ خوبان کی بمحال تنگ
و تاریک فصیل اوس شہر کی ایسی پختہ بنائی ہی کہ گولہ توپ

اوسکی سنگینی سی شکست کہا ئی ہی نواح کوٹہ مین باغات
اسقدر دیکہنی مین آئی کہ تمام راجستان مین کہین نہین ہین
گل ہر رنگ کا وہان پیدا ہوتا ہی اور میوہ ہر قسم کا میسر آتا
رنگترہ کی وہان ایسی افراط ہوتی ہی کہ غیر ملک کی لوگونکو
بہی سیری حاصل ہوتی ہی ایک مکان مہاراو صاحب
سرکوہ برلب ندی موسوم بہ اہرلوا زبنایا ہی حقیقت مین
گویا بہشت جاوِدان زمین پر اتر آیا ہی اوسکی خوبی دیکہنی
تعلق رکہتی ہی اوسکو دیکہہ کی باغ ارم سی بہی نگاہ رم کرتی
صحن اوسکا تمام دریا صحرا ہی شکار اوسکی ہر رنگ و گیاہ سی پیدا

وہ مقام معجز نظام عجب فرحت انجام ہی کہ شکار شیر و آہو
کشتیوں میں بیٹھکی دریا میں کھیلتی ہیں اور صید نہنگ و ماہی
محلوں میں بیٹھی بیٹھی کرتی ہیں کشتیوں میں اکطرف شکار پر
غرض کوئی وزبان و تفنگ ہی اور دوسری طرف تماشا
رقص و سرود و صدای زنگ ہی غرض جہاز و غیرہ
داد لطف زندگانی دیتی ہیں اور مزا حیات کا خوب
خوب اوٹھاتی ہیں قطعہ خوش ست زمین و صحبت و باغ و
بیت ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست ٭ ہر وقت
خوشی کہ دست دہد مغتنم شمار ٭ کس را وقوف نیست کہ

انجام کار چیست ❊ چو نیند عمر بسته بمو ئیست هوشدار ❊ غمخوار خویش
باش غم روزکار چیست ❊ معنی آب زندگی و روضه ارم ❊
جز طرف جویبار و می خوشگوار چیست ❊ مستور و مست
هر دو چو از یک قبیله اند ❊ ما دل بعشوه که دهیم اختیار چیست
قول واقع میں جس انسان کو خدا تعالی اسیر گردانی اور
قدرت و استطاعت عطا کر ے تو اوسکو لازم ہے
کہ اپنی روح لطیف و جان عزیز کو کہ بہا ہی ملک دنیا
اور متاع بحر و کان سی ارزان ہی راحت و آسائش
میں رکہی اور تکلیف بیفائدہ ہرزہ گردی و صحرا نوردی میں

اسکو کاہش و بی آرامی نہ ہو اور نہ ایسا غفلت و عیش رانی مین
مصروف ہووی کہ دنیا و عقبی کی خبر نہ رکہی اور نہ اسراف و
فضولیین کام جانِ شیرین کو تلخی قرضداری سی
تنغص کری اور گوہر بی بہای دین و ایمان کو سنگِ
عصیان سی برباد کری چاہیی کہ ہر امر مین درجہ اعتدال پر
رہوی کہ خیر الامور اوسطہا دانشمندانِ حکمت اساس
اور حکیمانِ حقیقت شناس نی تدبیر منازل مین لکہا ہی
کہ اربابِ دین و دولت کو واجب ہی کہ خرچ بموجب
اندازہ دخل کی کیا کرین اور قدم سیادت حدِ قدرت سی

یاد رکھیں کہ اولی ترین یہہ ہی کہ اپنی آمد کو چار قسمت پر
منقسم کریں اور تین میں سی دو حصہ واسطے اپنی تزک و احتشام
اور راحت و آرام کی صرف میں لاوین اور ایک ربع واسطے
خدا کی بذل ذوی الحقوق و صلحا و مساکین و گوشہ نشینان کی کریں
اور حصہ چہارم بنظر دوراندیشی واسطے مایحتاج ضروری جیسا
مثل شادی و غمی و عسرت و کمی کی جمع اور پس انداز کریں

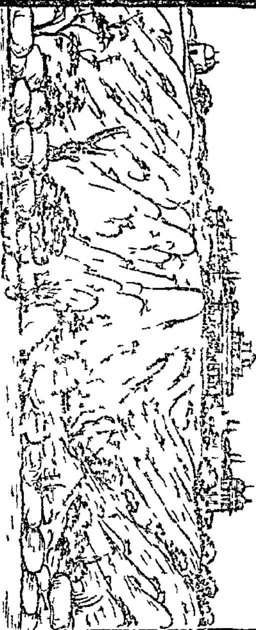
شعر

باحوال آن کس باید گریست ⁂ کہ دخلش بود نوزدہ خرج بیست

اور اوسی مکان عشرت نشان میں
ایک مسلہ مشتمل سہ محوار کا تمام سادہ میں بیٹھی یہن

ہوتا ہی شہر کی تمام زن و مرد کا جمع ہوتا ہی کوئی اوس
مقام کو مندر کا اکھاڑا اور کوئی پریونکا دو تار اکہتا ہی
اوسکے کیفیت کو دیکھہ کی آدمی وحشی و دیوانہ ہوجاتا ہی
اور اوس طلسم تماشہ سی اپنی آپی مین نہین رہتا ہی
اور ایک میلہ وہان ماہ کاتک مین دیرہ مہینے تک ہوتا ہی
اوسمین ہر اطراف و جوانب کی خلقت جمع ہوتی ہی
اور ہر قسم کی چیزونکی خرید و فروخت رہتی ہی اور
دوسی طرف کنارہ ندی پر ایک سل کئی سنگی ایک
چھوٹی سی پہر پر مانند کمہار کی چاک کی پتھری ہی

اوسکو کرامت مولا علی مشہور کرتی ہیں وہان بہی خلقت کا
مجمع کثیر ہوتا ہی اور اوسکو دہرہپلے کا میلہ کہتی ہیں
ہمنی یہہ نقشہ اعزنواز کا واسطہ مشاہدہ ناظرین کے بنایا



اس شہر کا حال ابتدا اور حقیقت اصلی مع اسامی
واحوال راجگان عظمت نشان کا راقم کو بوجہ احسن متحقق
نہیں ہوا اور اونکے وکیل نے جو ہمسے وعدہ ارسال کتاب
تاریخ والیان کوٹہ کا موثق کیا تہا تا اختتام اس
کتاب کے ایفا نکیا اب سکو جو وہانکے خاص و عام
دریافت ہوا اوسکو قلم مین لاتے ہین مشتہر
راجگان کوٹہ کا دارالحکومت بوندی تہا اور
قدیم سے وہین بود و باش رکھتے تہے اول
راو مادہو سنگہ نے یہانکی زمین کو پسند کرکے

بنیاد کوٹہ کی ڈالی بعدہ راو بہیم سنگہ بہی زیادہ تر
اوسکی ترقی و آبادی مین سعی فرمائی اور راو بہیم سنگہ کا
حال اسطرح پر سنا کہ یہہ شجاعت و دلیری مین
بہت مشہور تہی اور بہائی اونکا بوندی مین
صدر آرای ریاست تہا اور ہمیشہ انسے خائف
و اندیشناک رہا کرتا تہا اور ہر وقت اونکی ہلاکت
سعی مین بہت کوشش مصروف رکہتا تہا
چونکہ اوس زمانہ مین یہہ تمام راجگان مطیع
فرمان سلاطین دہلی تہی اتفاقاً ایکبار فوج

شاہی کو تسخیر قلعہ لوہاگڑہ درپیش ہوئی واقع میں وہ قلعہ بہت
سخت تھا اور اوس قلعہ کی کشایش میں کسی کا ناخن
تصوری تیز نہوتا تھا اور اوسکی فتح الباب میں جسکے
کلید جرأت کی دندان تراشش ہوتی تھی والی بوندی نے
تدبیر و حکمت سی بہم فتح قلعہ مذکور ٹھیکہ سلطانی
بنام اپنی پدر بہیم سنگہ کی مقرر کروائی اور منشا اوسکا
یہہ تہا کہ اس حیلہ سی حصار وجود بہیم سنگہ بجانب قلعہ
لوہاگڑہ میں منہدم ہووی اور وہ روئین تن
فولاد بازوان رستم دستی نشانہ تیر قضا بجاوی

مگر خدا و قدیر نی اوسکے دیوار ہستی کو آہن سی بھی سخت تر
بنایا تھا ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست
تدبیر بدخواہ نی کچھ اثر نکیا اور حسب حکم [illegible] قلعہ کو فتح کرلیا
بادشاہ اونکی دلاوری و جسارت سی بہت خشنود ہوی
اور اونکو مورد الطاف خسروانی فرمایا اور اوسکا نیابا
جلدو میں پرگنہ کھنڈور عنایت کیا اونہونی اوس مقام
تاکہ اپنی زور شمشیر سی بہت تا آخر عمر اپنی قبض و تصرف میں
کرلیا اور بعد اپنی برادر کی مسند نشین ریاست ہوی
تھی اور گڑہ کو خوب آباد کیا ریاست گڑہ

انہین کی اولاد مین چلی آئی ہی جبکہ نوبت مسند نشینی کوٹہ
راو کھان سنگھ تک پہونچی تو اونکی عہد مین ظالم سنگھ
جہالہ نی ریاست کو نہایت اصلاح پائی اور اختیار بہی پیدا
حاصل کیے یہہ شخص بڑا عقیل و منتظم تہا اور جہان مین
ایسا ہوشیار اور عالم علم معاش کوئی کم ہوا ہو نہین
ہوا بلکہ یہہ شخص قابل بندوبست سلطنت تہا جبکہ
مہاراو کھان سنگھ بیکنٹھ باشی ہوئی تو اونکی
خلف الصدق مہاراو امید سنگھ کو مسند نشین کیا
اونکی عصر مین ظالم سنگھ کی نظم و نسق سی کوٹہ کی [illegible]

بہت آباد اور سیر حاصل ہوا اور اوسنی فصیل شہر کو

بصرف چار لاکہ روپی کی معرفت دلیر خان کی موسوم

بامرکوٹ طیار کروایا جبکہ اسید سنکہ نی بہی اپنی حیات سے

قطع اسید کی تو اوکی جاے مہاراو کنور سنکہ زینت بخش

صدر ریاست ہوئے اونکی زمانی مین ظالم سنکہ نے

بسبب کبرسنی اور ضعف پیری کی جالاکہ باوجود

اپنی آہولی بیٹی کو نیابت ریاست پر اپنا قائم مقام

کری اور کنور سنکہ والی ریاست کو منظور ہوا کہ

گوردہن سنکہ بڑا بیٹا ظالم سنکہ کا مختار ہو

یہہ امر موجب نزاع و نقیض فیما بین رئیس و نائب کی ہوا
چنانچہ اس ضد و فساد مین ظالم سنگہ نی گوردہن سنگہ
اپنی بڑی بیٹا کو گڈہ سی نکالدیا وہ ایک مدت دہلی مین
جا کی رہا یہہ بات کنور سنگہ کو نہایت ناگوار گذری
اور درمیان رئیس و نائب کے جنگ عظیم واقع ہوئے
اور نوبت توپ گولی کی پہونچی چونکہ ظالم سنگہ
تمام فوج و ملک پر محیط و حاوی تہا اور ہر کہہ و مہ پر
اسکا حکم نافذ تہا کنور سنگہ مع پرتہی سنگہ اپنی
بہائی کی کوٹہ سی منہزم ہوئی اور ظالم سنگہ

مظفر و منصور کوٹھہ مین چین کرتی ہی بعد چند مدت کی
کشور سنگہ نی پھر کچھ جمعیت بہم پہونچا کر کوٹھہ پر فوج کشی
کی اِس اثنا مین صاحبان انگریز بہادر نی انکو بہت تہرایا
کی کہ مالک تمہی ہو اور مسند نشینی تمہاری ہی واسطی زیبا ہی
اور تمام خورد و بزرگ ریاست تمہاری ہی مطیع و فرمان بردار
ہین اور جنگ و جدل محض بیفائدہ ہی بس ہم افسر کرکی اور
گدی پر بیٹھو اور مادھو سنگہ کو اپنی طرف سی مختار کرو
کشور سنگہ برتھی سنگہ نی ہرگز منظور نہ کیا اور کہا کہ
ابو تخت ہی یا تابوت * ببینم کہ تا کردگار جہان

درین تگار راجه دار وثمان ۴ چونکه کاتب تقدیر نے آیت
فتح لوح پیشانی مختار پر مرقسم فرمائی تھی حضور برات
ہزیمت بنام نامی مهاراو کشور سنگه کی خط شکسته سی
لکھی تھی جنگ دو بار میں ہی تاب مقاومت نه لا سکے
اور بهادر سنگه دس لڑائی میں کمال شجاعت و مردانگی
سی بچہ احاطہ کارزار سی سرک با شمشیر جوش چونکه او نسبت
میں کوکب اقبال کشور سنگه بجا دو حضیض وبال میں
تها گردش فلکی سی مانند طالع برگشته کی دو برس تک
سرگردان و پریشان پهرتی رہی آخر بتدبیر صا

ظالم کی کہ اوسکو سرکار انگریزی مین بہت رسوخ و اعتبار
تہا کہین انکی شنوائی نہ ہوئی ع زروز کار نکایت
بکرد کار بسر شہ کہ بہ معاملہ با قاضی آشنا باشد آخر
ظالم سنگہ نے کہ برا مرد دانا اور دور اندیش تہا انکو مالک
حقدار سمجہہ کر بقہاسیش تمام بلوایا اور راجکا مالک کردیا
انہون نے اپنی روبرو بہار او رام سنگہ خلف بہی سنگہ انکو
برادر زادہ کو کہ سنگہ کو گدی پر بٹہا دیا اور باد ہو سنگہ بن ظالم
مختار کیا بعد تہوڑی مدت کی سر لشکر اجل نے جابر عناصر
کشور سنگہ پر بہی اپنا تسلط کرلیا اور حصن حصین وجود ظالم سنگہ کو

بھی پامال موکب فنا کردیا اور دیوان قضا سے مادھو سنگھ
بھی کا مدار ملک عدم ہو گیا ❊ رباعی ❊ تا کی طلب روزی
ہر روزہ کنی ❊ اسباب طرب ز لعل وپیروزہ کنی ❊ در
چشمۂ حیوان اگر آید اجلت ❊ مہلت ندہد کہ آب در کوزہ
کنی ❊ بعد مادھو سنگھ کی اونکی خلف رشید مدن سنگھ
نائب ریاست ہوئی بعد چند مدت کی یہاں بھی
ہمون آتش در کاسہ ہوئی یعنی مہاراو صاحب کی
علیحدگی وبیدخلی مدن سنگھ کی کوتہ سی منظور ٹھہری
اولیای سرکار کمپنی بہادر بموجب تحریر عہد نامہ ہائے

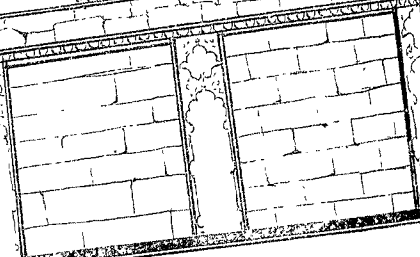
قدیم کی ملک کوٹہ سی ریاست پاٹن مقرر کردی
ہرچند کہ مہاراو صاحب کو بہت ناگوار ہوا
مگر لاچاری کو کون مٹا سکتا ہی چنانچہ پرتھی سنگھ بن مدن سنگھ
بن مادہو سنگھ بن ظالم سنگھ اجتک برسر ریاست پاٹن فرمان روا ہین
اور مہاراو رام سنگھ بہادر کوٹہ مین بکمال عدل وداد
رونق افروز رہتی ہین اگرچہ راقم کو ہنوز دولت
ملاقات ظاہری میسر نہین ہوئی مگر ذریعہ مراسلات
محبت آیات سی اساس روابط وضوابط ربط روحانی جانبین
مین مستحکم ہی اور راقم اونکی عنایت واخلاق پر

نہایت مشکور و شرمندہ ہم واسطے علم و وجاہت و متانت

مہاراو صاحب کی یہ شبیہ یادگاری بنائی جاتی ہے

شبیہ مہاراو صاحب والی کوٹہ





ذکر بونڈی بونڈی ایک شہر ہی کوٹہ سی دس
کوس کی فاصلہ پر نیچی پہاڑ کی اگرچہ کوٹہ سی عرض
و طول مین بہت کمتر ہی مگر باعتبار اعزاز امتیاز کی
زمرہ راجگان مین حکام کوٹہ سی روساے بونڈی
زیادہ تر تین طرف بونڈی کی فصیل پختہ ہی
اور ایکطرف پہاڑ واقع ہی آبادی و آسودگی
بونڈی مین بہی بہت ہی اور باغات اوسکی نواح مین
بکثرت انار بونڈی مین بہت تحفہ ہوتا ہی اور
رنگترہ بہی اکثر ستا بکتا ہی قوم راجگان کوٹہ

دبوندیکی بارہی آسپوسطی اوس ملک کو ہاڑوتی کہتی ہین بوندی
کی پنچی اگرچہ کوئی ندی نہین ہی مگر ایک تالاب دیدا وسیع
وخوب ہی کہ دریا ہی اوسکی روبرو کی آبرو ہی نام راجہ بوندیکا
ہی رام سنگہ کہتی ہین * ذکر راہ اول * آب عنان
کمیت قلم کو طرف اوسی راہ کی منعطف کیا جاتا ہی کہ جہانسے
گریز کی تہی اور خط مستقیم سی طرف زوایا کی میل ہوئی تہی
غرض ٹونک سی ہم کوچ کر کی ٹوڑی مین پہونچی ٹوڑہ ایک
قصبہ قدیم ہی متصل کوہ کی عملداری جی پوری کہتی ہین پیشتر
خوب آباد تہا اب اوسمین بہت مکان ویران وخراب

پڑی ہین اور بعضی مکانات کہنہ اوسمین قابل دیکھنی کے
بھی ہین اور متصل اوسکی ایک پہاڑی ہی برسات مین وہان
بہت کیفیت ہوتی ہی اوس جگہ سی ناسردہ مین آکی منزل کیے
اور ناسردہ سی کوڑکاوین مین آتو وہانسی چلا پہر آگی چلا سیتاپورہ پہنچا
آگی پھر ذکر شاہ پورہ شاہ پورہ ایک چھوٹا سا شہر قدیم ہے
بازار و مکانات تمام آباد فصیل ساری پختہ ہی باہر خندق تمیز
بھرا رہتا ہی زیر شہر ایک تالاب وسیع ہی اب برسات
اوسمین دوازدہ ماہ لبالب رہتا ہی مگر اوس شہر کی خلقت کے
دلومین خوف و اندیشہ نواب امیر خان کی زمانہ کا ایسا بیٹھا ہے

آج تک ان شہر کی دروازی شام سی بند ہو جاتی ہیں
راجہ شاہ پورہ کی راجوت کہلاتی ہیں بالفعل رئیس وہاں کا
راجہ جگت سنگھ بن مادھو سنگھ بہت خورد سال ہی اور یہ
رئیس شاہ پورہ کی راجہ بھیم سنگھ والی اودی پور کو منسوب ہی اس
شہر کی راجہ کی باپ دادا کی چھتریاں ہیں اور وہاں
ایک عمارت عالیشان نہایت مصفا و پاکیزہ تعمیر ہوئی ہی سنگ مرمر
کی صورت وہی اوسمیں فقرای ہنود گروہ رام سنیہی بستی ہیں
اور وہ جا ہی اونکی صدر کی مشہور ہی اوس فرقہ کی گرو
ہی اوسمیں رہتی ہیں راقم نی اونکو دیکھا بڑی مردی اخلاق

وموحد مذہب مین آورانکا طریقہ حضرات صوفیہ کی بہت مشابہ
رکھتا ہی اورنکی لیش مین کسی دین سی تعصب نہ پایا اورانکی
مجاہدات وریاضات اورتجرید وعبادات مین اونکو بہت
کامل دیکھا تسیم شاہ پور ہ سی کوچ کر کی موئی مین داخل
ہوی اور دوسری روز بہیلوارہ مین پہونچی بہیلوارہ
عملداری اودی پور مین ایک بڑا قصبہ ہی اور ہر قسم کی
لوگونسی آباد ہی وہان بہرت کی کلیان اور حقی اورچلمین
اور ابخوری قلعی کی منقش بہت تحفہ و پایدار بنتی ہین اور
غیر ملکون مین بطریق تحفہ و ہانسی جاتی ہین بہیلوارہ سی چلکر

حمیر گڈھ مین مقام کیا یہہ بہی عملداری رانا صاحب مین
ایک قصبہ آباد ہی اور اوسپر قلعہ کوہ کی ایک چہوٹا سا
قلعہ ہی حمیر گڈھ اوسی کو کہتی مین آمد باہر قصبہ کی ایک
بڑا تالاب عمیق ہی اور قریب اوسکی ایک بنگلہ انگریزی
واسطی فرودگاہ کی بنا ہوا ہی راقم رہا ہی شب کو
وہین منزل کی **ذکر منزل چتور** صبح کو وہانسی کوچ کرکی چتور گڈھ
پہونچی وہان بہی ایک بنگلہ ہی اگرچہ خیمی تیار تہی مگر اوسمین
فرودکش ہوی اوسکی نزدیک ایک بڑی ندی جاری ہی یعنی
اوپر اوسکی ایک پل سنگین قدیم کا بنا ہوا قایم ہی اور شہر

زیر دامن کوہستان اور اوپر پہاڑ کی قلعہ چتوڑ واقع ہی
پانچ کوس میں اوسکا عرض و طول بیان کرتی ہیں باوجود اس
وسعت کی تمام فصیل پختہ بنائی ہی کہتی ہیں ہندوستان میں
اور قلعہ اوسکی مقابل میں نہیں ہی کوئی کہتا ہی یہہ قلعہ
راجہ چترنگ موری کا تہا اور بعضی کہتی ہیں قوم پنوار تہا
عہد بکرماجیت کی پہلی پنوار تہا اور بعضی جہلا روایت
کرتی ہیں کہ راجہ اندر کا بیٹا آسمان سی اوترکی ایک شب میں
اس قلعہ کو طیار کر گیا تہا غرض اوس قلعہ کی روبرو
حصار بلند گردون بہی پست نظر آتا ہی اور برج ثابت آسمان

اوسکی کنگرہ جہان نما کی آگی منقطع معلوم ہوتا ہی قاف
قلہ قاف کا اوس کی قاف سی قل ہوتا ہی اور اوسکی
شمسہ بروج فلک فرسا سی چراغ آفتاب گل ہوتا ہی درجہ
آسمان کو اوسکی سامنی ایک دقیقہ کہتی ہین اور رفعت
کیوان کو اوسکی بلندی کی آگی بالکل پست کہتی جو اوسکی دیوارکو
دیکہتا ہی مانند صورت دیوار کی محو حیرت ہو جاتا ہی
اگر موم کی دلمین اوسکی سنگینی کا خیال آجاتا تو پتہر
بن جاتا ہی الفاظ گہر اوسکی تعریف سی متانت و استحکام
معانی کو اوسکی ستایش مین حصول سربلندی فلک

اوسکی غبارِ خاک زیر کو طوطیای چشم کواکب کرتا ہی
اور سپہر اوسکی کنگرہ فصیل کا ارہ ہر وقت اپنی سینہ پر
کہنچتا ہی واقع مین کنگری اوسکی دندان شکن گردون
گردان ہین اور دیوار اوسکی از واز سقف آسمان نہین کم
کنگری اوسکی پنجۂ آفتاب سی ہم پنجہ رہتی ہین اور سدرہ چونے
ہر وقت اوسکی فصیل کی ارہ سی مانند بید کی لرزا کرتی
ہین اوسکا حلقۂ در آفتاب تاباں ہی اور کلید اوسکی
ہلال آسمان نظم حصارے جو گردون گردان بلند
گہ رفعت ز برجیش بود و بہرہ مند دیدہ العدا رش بگردد چو آب

کمند دیدہ بالای او آفتاب * ازان قلعہ تا گشتہ صورت پذیر
شدہ شیشۂ آسمان دیو گیر * نیاید سر او بگردون فرو
کہ ہر کنگرہ گردون بود برج او * شدہ تارہ صنعتش
فلک سر را نہادہ و باغ بلند * وہ قلعہ سوای عمارات و مکانات
کی ایک محال وسیع ہی کہ قابل زراعت ہی وہان
بھی ہی تالاب باولیان اوسمین بیشمار ہین اور محل
و مکانات راجگان قدیم برقرار آب بالکل ویران پڑا ہی
سوای درندہ و گزندہ کی وہان کوئی نہین رہتا ہی یہ قلعہ قدیم
آباو اجداد رانای اودی پور کا کہلاتا ہی اور اب بھی وہین کے

قبض و تصرف مین پایا جاتا ہی اور راجہ رتن سین ہی اسی قلعہ کا مالک ہوا ہی کہ جسکی عشق کا قصہ رانی پدماوت کی ملک محمد جایسی نی نظم کیا ہی* ذکر عشق راجہ رتن سین با رانی پدماوت اوس افسانہ کا خلاصہ یون ہی کہ جب راجہ رتن سین نی چتوڑ مین شہرۂ حسن و جمال رانی پدماوت دختر راجہ سراندیپ کا اس خوبی سے سنا کہ لالہ و گل اوسکی عارض رشک چمن کی روبرو خط بندگی لکہتی ہین اور مہر و ماہ اوسکی چہرہ نورانی کا داغ غلامی اپنی جبین پر رکہتی ہین زلف عنبرین اوسکی

کمند گردن جان پری پیکران عالم اور گیسوی مشکین
اوسکی دام طایران روح جن و آدم هلال ابرو اوسکی
محراب سجده گاه فرشتگان اور چشم جادو افرین اوسکی
سحر آموز ساحری کیشان هندی هند اوسکی شاخ گل بوستان
خوبی گوش نازک صدف بحر محبوبی لب و دندان یا عشق
شکستگی بازار یاقوت و گوهر بلکه وه لعل و دردان بخش
شفق و اختر اوسکی تنگی دهن سی دل غنچه تنگ پرخون
اور اوسکی چاه ذقن زندان دلهای یوسف طلعتان
سیجون بیاض گردن تاج تو صبح سعادت صفا

تاراج فرمای متاعِ لطافت ظہورِ نار نورِ پستان
حباب دریای نور شکم ملایم خمیرۂ گل یا سودہ کافور تیرو
دوش اوسکی بالشِ یاسمن و نسرین اور گرداب ناف
اوسکا مرکز دایرہ ماہیین پشت مصفا اوسکی تکیہ کاہ نور
ہے اور صورت کمر رگ جان سی باریک تر و صفت مقام
مستور مین سرِ قلم شق ہوتا ہی اور اوس نقش موہوم کے
بیان سی جیسی شرم مین بال آتا ہی انگشت دستِ رنگین
اوسکی گویا پنج ہلال خونِ شفق مین غوطہ خوردہ اور پای
نگارین اوسکی جون برگ سمن عصارہ گل مین آلودہ

اوسکی سایۂ قامت سی فتنۂ قیامت برپا اور اوسکی معدنِ
گفتار سی لعل و گوہر پیدا سراپا سی لطف فرقِ موی سر
آن ماہ جبین روی نگار * خط را شبِ معراج و دل مشکِ تتار
از سر ابروی پر غمزۂ او لوحِ جبین * نیم مہ از شکلِ قوس
عیان گشتہ ببین * خالِ پیشانی او نقطۂ صبحِ اقبال * یا سویدای
دلِ حورِ بہشت است این خال * زیرِ محرابِ دو ابروش نہ بینی تمثال *
ناودانِ حرمِ کعبۂ حسن است و جمال * چشم نور البصر دیدۂ آہوی ختا * اوسکی
مژہ چون ریشۂ سوفار و نشترِ جلادِ قضا * نگہش تیرِ قضا سرمہ
دمِ تیغِ جفا * غمزہ آشوبِ بلا عشوہ قیامت آرا * گوش اوہم

ترا از برگِ گل باغ جنان * زلف آشفته ترا از خاطرِ این شیفته جان * عارضش جلوه گهی قبلهٔ انوار صفا * نظرِ اهل جهان در طلبش قبله نما * مه به تمثیلِ رخش بر تن خود بالیده * چون نگه کرد بانصاف بسی کاهیده * چهره تابنده ترا از مهرِ درخشانِ سما * جعد او تیره تر از طالعِ خوابیده ما * خالِ مشکین که برخسارهٔ پرنورست * اخترِ سوخته بخت من مهجورست * لبِ یاقوت که جان و دل ما را قوت است * سبزه پشت لبش چون رقمِ یاقوت است * لعلِ نوشین که مسیحای دلِ محزونست * خنده موجِ شفقِ عکسِ می گلگونست

جز سر تار نظر در دهنش جا نکند * غنچه ایست که صد
باد صبا وا نکند * عکس دندان و لبش گاه تبسم بنظر *
بحر و کان کرده گریبانش ز لعل و گوهر * بوی جیب دهنش
رشک شمیم ختنش * چشمه خضر جگر تشنه چاه ذقنش *
گردنش مشرق و در پیش همه قرص خورشید * یا که شمع ست
بر چشم چراغ امید * آنکه چو سینه صافش دو گهر ساخته اند
زهره و مشتری از چرخ قمر خاسته اند * بازو دست نگارین
بقد حور نژاد * شاخ گل تازه دستیدار و بن شمشاد و پیش
بیضش ید بیضا چو کف دست گدا * ماه نو از خم انگشت شد

انگشت نما * سینه چون مهر و شکم ماه و بغل برق طپان *
ناف سرچشمهٔ حیوان و کمر رشتهٔ جان * شکم از جوهر آئینه
و موج کهرست * ناف چون نقطهٔ پرکار مدار قهرست *
هرکه دیدست قدِ فتنه وهم موی کمر * ایمن از بیم صراط است
و ز روز محشر * کمر اسم است وجودش چو معانی معدوم * کفل
از یک فلک حسن دو کوکب منظوم * زیر نافش که نشانیست
چو نقش بر آب * شده برابر و والف چین جبین مهتاب *
بسته اندام نهانش که ز عالم پنهان است * گره رشتهٔ ابریشم
خامست عیان * رانش از جسم لطافت و ستون ساختهٔ الله

عاشقان جان خودش بر درِ آن باختہ اند * ریخت وفا نہ لیست
ساقی چو طبیعت اجزا * سیم از ماہ برآورد و زخورشید طلا
کفِ پا کرد دلِ برگ سمن را پامال * حلقہ در گوش فلکندہ است
پری را خلخال * جس جا سے وہ گذرتی ہے وہ زمین
تختہ صندل ہو جاتی ہے اور جب وہ پان کہاتی ہے
تو صراحی گردن اوسکے گردنِ مینا سے بادہ گلرنگ
ہو جاتی ہے اور جہان وہ نشستی ہے تو بہونری مثلہ
پروانوں کی گرد شمع کے پہرتی ہیں اور اوس نازنین کو
ان صفتوں سے ہندوستانی پدمنی کہتی ہیں اوسکا حسن و شمائل

مقبول الهای عالم ناسوت اور عصمت و پارسائی اوسکی نگار
عقیبان خلوتکدہ ملکوت فی الحال راجہ رتن سین کی سینہ
مین شعلہ شوق عشق پدماوت بی اختیار مشتعل ہوا اور تیر محبت
بیکان اوسکی توتہ دل سی صاف گذر کیا اور اوس
آتش ہوکا وصف گرمی حسن اوسکی گوش سی برق خرمن
جان ہوکیا اور بیتابانہ یہ شعر پڑہنی لگا شعر
یاد روی جمال او عمر منش بر لب سمر زوہ تا کشتہ
بسر دید این دانہ چنین باید * گہ گریم و گہ خندم گہ
ریزم و گہ چینم * از حالت خود حیران استاچنین باید *

کیا
نا چار تھی بدولت

غرض رتن سین نے عشرت سلطنت سے صحبت محبت کو
اختیار کیا اور سودای تاج شاہی پاس گدائی سر پر رکھا
اور تمام ملک و حشم سے بھایون کو سونپا اور ہمراہ
چند رفقای یکدلی سر از پا نشناختہ طرف سراندیپ کے
روانہ ہوا اور وادی شوق و بیابان تمنا میں باوجود
اشک و علم آہ شب و روز قطرہ زن رہا آخر بعد مصائب
ہزار نوائب سختی راہ و شدائد سفر طی کرکے عبور دریائے
شور کیا اور اپنے غبار خاک کو ہوای کوہ سراندیپ
تک پہنچایا اور اپنا یہ احوال سراسر ملال اوس

بری تمنا کی سمع اقبال تک پہنچایا شعر سراپا سوز
عشقم پا تا سر چشم گریانم ✠ گلم داغم نسیم شبنم
زیب گلستانم ✠ بیا وجلوه حسنت بچندین رنگ سوزانم
شرارم شعله ام طورم سپندم برق جولانم ✠ چونکه
عشق اسکا صادق تھا اور عہد واثق شعر محبت
سجاده دارد نهان در خلوت دلها چو تار سبحه گم گردید
اپنی ره زیر پر لیا اوس شمشاد باغ خوبی کی بھی
خیابان خاطر میں اوس سرو جویبار آرزومندی کا
نہال الفت ریشه دوانی کرنی لگا اور ہر دو آتش یکدگر کی یاد میں

اسکا شعلۂ آہ جگر سوز داغ تازہ لگانی لگا اگرچہ اسکی تفصیل
اس قصہ کی بہت طویل ہی مگر خلاصہ مختصر یون ہی کہ
رتن سین ایک مدت لباس جوگیانہ مین خاک نشین کوہی
طلب رہا اور پدر پدماوت ہر طرحسی بہ خاش وانحراف
کرتا تہا آخر کو تائید الہام غیبی اور حکم تقدیر ازلی سی غنچہ
مراد رتن سین شگفتہ ہوا اور اوسکی کف امید نی گوہر
مقصود حاصل کیا یعنی راجہ سراندیپ نی دست مدعا
رتن سین کو حنای اجابت سی رنگین اور عروس امید کو
ہم آغوشی حصول سی نشاط آگین کردیا اور رتن سین پدماوتسی

شادی کرکی بہت تجمل و تحشم سی اپنی ملک موروثی مین
داخل ہوا اور عیش و عشرت مین مصروف رہنی لگا نظم
تا شب نروی روز بجای نرسی * تا غم نخوری بغم گسار
نرسی * تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہ ارہ * ہرگز بسر زلف
نگاری نرسی * اب تفرقہ پردازی فلک ناتوان مین
اور فتنہ انگیزی چرخ بر کین سنا چاہیے شعر فلک را
غیر ازین خود نیست کاری * کہ یاری را جدا سازد ز یاری
تمہید اسکی یون ہی کہ ایک برہمن منجمین سی راجہ رتن سین کا
بڑا ندیم و جلیس تھا کسی حسی راجہ کو اوسکی صحبت منغص ہوئی

یہانتک کہ اوسنی بود و باش چتوڑ سی جلا وطنی اختیار کی
وقت رخصت کی وہ شخص رانی پدماوت کی بہی پاس گیا
رانی اگرچہ اوسکی حال پر بحال شفقت و التفات تہا لیکن
وہ بہی راجہ سی اوسکی شفاعت خواہ نہو سکی اور نہ اوسوقت
کچہہ زر نقد سی اوسکی ساتہہ مسلوک ہوئی مگر اپنی پاون سی
ایک پازیب مرصع اوسکو مرحمت کی اور کہا کہ اسکو بیچکر
تو خرچ عیال و اطفال اور اپنا زاد راہ کیجیو اسنی اوس
پازیب کو اپنی پاس رکہا اور طرف دہلی کی روانہ ہوا
اوس زمانہ مین سلطان علاؤالدین خلجی بادشاہ دہلی تہا

اور تمام سرداران مملکت ہندوستان پر مسلط چونکہ یہہ
برہمن بہت قابل و نامور تہا بوسایل امرا باریابِ دربار
بادشاہی ہولی لگا اور صحبت خلوت مین ہی پہونچنی لگا غرض
ایک روز برہمن مذکور نی حضورِ بادشاہ مین تذکرہ حسن
وجمال پدماوت اور کمال صورت و معنی اوسکا بہت مفصل
وشرح بیان کیا اور وہ پازیب ہی بغل سی نکال کر
ملاحظۂ بادشاہ مین گذرانی بادشاہ اوس پری کی افسانہ کو
سنتی ہی دیوانہ و شیدا ہو گیا اور اوس پازیب کو
دیکہتی ہی عشق پدماوت کو اپنا طوق گردنِ جان کر لیا

اور غنیمِ شوق کی راہِ کوشش سی حریمِ دلِ بادشاہ مین ایسی
نقب لگائی کہ قلعہ دارانِ عقل و مستحفظانِ دیانت سی
کوئی بات بنت آئی سلطان کی علاج اِس مرض کا اول بجز
نسخہ تحریر فرمان کی کوئی نہ دیکھا چنانچہ ایک منشور عظمت مسطور
بکمال سطوت و صولت شاہانہ سی طلب پدماوت مین اِس مضمون کا
مرقوم فرمایا **فرمان** بسمع اقدس ہمایون ما رسیدہ
کہ از بدہ راجگان عقیدت نشان کنیز خوش جمال فرخندہ
خصال از جزیرہ سرانذیپ آوردہ است باید کہ آن تحفہ صنعت الٰہی
و نمونہ قدرت ایزدی را بزودی روانہ درگاہ فلک اشتباہ ما ساز

هر آئینه بظهور این خدمت شایسته و ارادت بایسته
مورد تفضلات شاهی و مطمح نظر الطاف خسروی تواند بود
و در صورت انحراف و نافرمانی بپاداش کردار خود خواهد رسید فقط

جب یہ فرمان راجہ رتن سین کی پاس پہونچا شرافت
وغیرت سی دل مین بہت پیچ و تاب کہایا اور جواب شنعت آگین
مضمون عرضی کا اسطرح لکھوایا   عرضی بر ضمیر انبا نظیر
آنخدیو کشورگیر مخفی نخواهد بود که شاهان دیندار و خواقین معدلت شعار
حرمات محترمات و مخدرات محصنات فدویان خاص و جان
نثاران با اختصاص را ننگ و ناموس خود تصور می فرمایند

بذات قدسی صفات خویش را ظل الحق دانسته مخلوق
الهی را بزیر سایه حفاظت و انسیت خود نگاه می دارند نه
باغوای نفسانی و ترغیب شهوانی از حد حق پرستی و دایره خداشناسی
بیرون شتافته راه ناواجب طی می نمایند حیف است
که مسیحا کار دجل فرماید و خضر طریقه گمرهی نماید پاسبان را
دزد شدن نشاید و راعی را گرگ بودن نشاید و اگر نسبت
حق تولیت همین اقتضا میکند تبسم این گوی و این میدان

شعر
بیا و نوش کن پیمانه چند * فدای مقدمت میخانه چند

لیکن معلوم است که در عالم غیرت و ناموس

ذره با خورشید همچشمی میکند و مور با سلیمان مقابل میشود
اینک رخش همت و مردانگی ما در صف و سر شجاعت
و شیردلی بر کف شعر وقت ضرورت چو نماند گریز * دست
بگیرد سر شمشیر تیز * زیاده حد ادب فقط بادشاه اس جواب
تُرشی سے بہت برافروختہ ہوا اور آتش قہر کو کانون سینہ
مین مشتعل کیا اور اُسیوقت کمربندی فوج کا حکم صادر فرمایا
اور عساکر نصرت مآثر کو طرف چتوڑ کی روانہ کیا اور خود بھی
ساتھ لشکر ظفر مظہر کی اوس قلعہ پر پہونچا کہتی مین کہ چھہ
مہینی برابر توپ گولہ چلتا رہا اور بازار کارزار گرم رہا

آخر کو سپاہ شاہی سے وہ قلعہ مفتوح نہوا اور جنگ و جدال طول کھینچا تو سلطان نے بموجب الحرب خدعۃ کی نیت صلح سے راجہ رتن سین کو گرفتار کر لیا اور ہمراہ اپنے لیکر دہلی کو روانہ ہو گیا وقوع اس واقعہ حیرت افزا سے چیتوڑ میں ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا یعنی خسوف ماہ طلعت رانی پدماوت کی آنکھ میں تمام عالم تیرہ و تار نظر آنے لگا اور اوسکی قید سے اسکا دل دونو جہان سے آزادی پانے لگا اور غم جانکاہ فراق اسکو دمبدم گھٹانے لگا شعر فلک از رشک نگذارد بحال خود دو ہمدم را ❊ سبک از یکدگر سازد جدا بادام توام را

گوہر اشک سی دامن بہر کرنی لگی اور آہ سرد دل پر درد سی بہرنی لگی وہ محل عشرت اسکو غمکدہ حسرت ہو گیا اور عیش شیریں اسکی کام جان مین تلخی کرنی لگا کبہی وہ شمع انجمن خوبی گریہ سوزناک کرتی تہی اور کبہی وہ مطلع دیوان محبوبی یہہ اشعار پڑہتی تہی اشعار کجا شد سرو مین یارب کہ در بستان نمی بینم * شدم مشتاق چون بلبل گل و ریحان نمی بینم * اگر باغست ہمان باغست اگر سایہ ہمان سایہ * اگر غنچہ ہمان غنچہ گل خندان نمی بینم * اور یہی حال رتن سین کا تہا کبہی زبانہ مشعل آہ سی دامن فلک شعبدہ باز مین آگ لگاتا تہا

اور کبھی نسیم دم سردی آتشِ قعر جہنم کو کرۂ زمہریر بناتا تھا
اِس غم و اندوہ میں نہ دیکھتا تھا مگر بجائے لب خشک
اور اُس عالم میں پانی آنکھ سے نہ دیکھتا تھا مگر سرشک دیدۂ تر
کبھی وہ بلبل شیدائی باغِ شفقت کے نالہ و فریاد کرتا تھا اور
کبھی وہ مقطع غزلِ عاشقی ان شعروں کو پڑھتا تھا شعر
زلال نیست بکام غم آن کس دارم * کہ بمیرم و بکامِ دگران گذارم
اور * شعر شب ہجر بیدلی را کہ اجل رسیدہ باشد * چہ درد
مردہ باشد کہ ترا ندیدہ باشد * شعر غمہا سے مردہ در دلہا
زندہ ساختیم * گویا شب فراق تو روز قیامت ست شعر

شبہا کہ من زفرقت آن ماہ میکشم * تا روز گریہ میکنم و آہ میکشم * شعر بعلم اللہ کہ مرا از تو شکیبائی نیست طاقت روز فراق و شب تنہائی نیست * جب ایک مدت اسی طرح گذری وہان عاشق کی جان ناتوان ہاتھہ جانی لگی اور اوہر نوبت پدماوت کی ہلاکت کو پہونچی تو مادر رتن سین نی اسکی بہائیونکو بلوایا اور داغ ذلت سر اپنی سینہ سی دکہلایا اور کہا کہ حیف ہی کہ بہائی تمہارا اسیر طوق و پابند زنجیر ہو اور تم سر نخوت پر دستار عزت باندہو اس سی تو بہتر ہی سر پر اوڑہنی اوڑہو اور ہاتونین

چو زیان پیش آمد ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید

رتن سین کی بھائیون کو اِس بات سی نہایت غیرت آئی اور اونکی رگِ حمیت حرکت میں آئی دانشوران ہوا خواہ و خردمندان حقیقت آگاہ سی اِس بات میں صلاح و مشورت کی آخر گرہ کشائی اِس مہم لاینحل کی ناخنِ تدبیر زود ویر پر قرار پائی شعر

مصلحت از رای دین داران کامل عقل جوی * مشورت با مردم نزدیک و دور اندیش کن *

چنانچہ انہونی خدمت پادشاہ میں پدماوت کیطرف سی ایک عریضہ اِس مضمون کا لکھا اور بر سبیل اتفاق دہلی کو بھجوایا عرضی شعر خلافِ رای سلطان رای جستن

بحُرانِ خویش باید دست شستن * واقع مین جو نافرمانی کہ
رتن سین سی ظہور مین آئی اپنی کردار نا صواب کی پاداش کو
پہونچا اور جیسی سرکشی اوسنی کی ویسا ہی اپنی پاسی دریایا شعر
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد * ساعد سیمین خود را رنجہ کرد *
اب لونڈی آستانہ بوسی پرستاران حضور مین حاضر
ہوئی ہی اور رتن سین کی استخلاص عفوِ تقصیر کی آرزو
رکہتی ہی شعر چو زنہار خواہد زنہار دہ * کہ زنہار دادن
زہی کاربہ * اگر بغیر مرگِ رقیب کی وصل حبیب حاصل ہو تو بہتر ہے
اور درصورتِ قدرتِ انتقام عفو میسر ہو تو خوشتر رتن سین ہے

ایک مطیعان درگاہ بادشاہی سی ہی اور وابستہ دامن
دولت شاہی شعر ہر شاخ پیدا رکہ از تست سر بلند مشکن
بدست خویش کہ آنہم شکستہ تست ۔ جب یہہ عرضی پہونچی تو
سلطان علاؤالدین اِس مژدہ وصال محبوب سی کمال خوشدل ہوا
اور آب زیر کاہ پر کچہہ بہی نہ لیگیا اور جواب میں اُس عرضی کے
یہہ رقعہ لکہہ بہیجا رقعہ شعر قد تو عمر دراز ست و سرو گلشن ناز
بیا و سایہ فگن بر سرم بعمر دراز ✱ محبوب رعنا میرا ان بسر و چشم
منظور ہی کہ تیری عدم حضوری سی یہہ مہجور نہایت مجبور ہے
رہائی رتن سین کیا مشکل ہی اگر تو کہی تو صرع روح کو بہی

قفسِ تن سے ازاد کر دوں اور جو تیرا اشارہ ہو تو ہمای
سلطنت کو بھی مثال زاغکی تیری اورسے صدقے کرکے
چہوڑدوں شعر ہمای اوج سعادت بدام ما افتد*
اگر ترا گذری برمقام ما افتد* زہی طالع اس بے نصیب کے
کہ تجہہ جیسا رشک ماہ اس کلبۂ تاریک میں طلوع کرے
اور اس حزن خانہ محزون کو جلوہ گاہ عروس شادمانی
فرماوے کیا عجب ہے کہ میرا باغ امید خزان رسیدہ
غیرت بہار ارم ہو جاوے اور بلبل جان گم کردہ آشیان
چمنِ تن میں پہر آجاوے شعر بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم*

پس از انکہ من نماندم بچکار خواہی آمد * اگر سعادت ترے مقدم ہمایون کے اس شہر پر پرتو انداز ہو گی تو زمین دہلی اوج آسمانی نہ کریگی اور یہہ پادشاہ مانند گدا کی ہمیشہ تیرا ممنون منت رہیگا اور یہہ افسر شاہی ہر وقت تیرا فرش راہ ہوویگا
شعر کمری بر میان جان بندیم * جان کمر وار بر میان بندیم
زیادہ شوق ست پس فقط پادشاہ نی یہہ رقعہ لکھکر روانہ کیا اور پدماوت کی واسطے محلو نکو خالی کروایا اور ایک بستان سرای خاص واسطے اوس رشک گل کی اراستہ ہوا اور خود نرگس وار انتظار پدماوت مین چشم براہ بیٹھا

اب یہا نکا حال سنو کہ برادران رتن سین نے سو محافے
بہت تکلف کے طیار کروای اور ہر ایک مین دو دو جوان مسلح
و مکمل معرکہ دیدہ و کار آزمودہ کہ ہر واحد سہراب و رستم کا تھا
بیٹھلای اور ظاہر مین مشہور کیا کہ سواری پدماوت کی خدمت
بادشاہ مین جاتی ہے اور انہین مے ایک ڈولا خاص
رانی پدماوت کا نام زد کیا اور باقی محافونکو کنیزونکے
منسوب کیا اور کچھہ سوار و پیادے بھی بحیلہ محافظت سواری
کے ہمراہ لیے اور رستے مین کہوڑونکی ڈاک بٹھلاتی چلی گئی
سبحان اللہ ادہر تو بادشاہ کو امداد پدماوت مین گھرمان

کتنی کنٹدی تھی آور چیتور میں پدماوت انتظار رتن سین میں
بیٹھی تھی غرض جبکہ بیہ خبر اس زن تک آئی کہ لشکر اسپی (ریس) دہ
قریب دہلی کی پہونچی تو پدماوت کیطرف سی باوشاہ کو کہلا بھیجا
کہ یہہ کنیز تو ذیل پرستاران حضور میں حاضر ہوئی لیکن
شرط اتنی ہیے کہ ایکبار رتن سین سی بہی ملاقات کرنی
اون اور کچہہ کلمات ضروری اوس سی کہکے اوسکو وداع
ورخصت کرون پہر ویسا اتفاق نہوگا اور وہ مجہکو کا ہیکو
دیکہیگا بادشاہ کہ فریفتہ شوق پدماوت تہا اور اوسکی عشق
ومحبت مین والہ وشیدا اوس سادہ لوح لی تو ہی یہہ شرط

نہ دریافت کیا اور اس بات کو بھی مقبول کر لیا او شہر سی
باہر خیمیں ایستادہ کروا کر رتن سین کو بھجوا دیا **قطعہ**

قضا شخصی ست پنج انگشت دارد * چو خواہد کسی کامی برآرد *
دو را بر چشم بگذارد دو بر گوش * یکی بر لب نہد گوید کہ خاموش

غرض جب وہ سواریاں اوس خرگاہ پر پہونچیں تو وہاں
بند وبست زنانہ بادشاہ کیطرفسی ہوگیا اور پاسبانان
سلطانی کو وقتا لوگوں بیٹھ گئی آو سوقت اندر خیمہ کی وہ دلیران
سلح پوش مانند شیروں کی اون پنجروں سی دفعتا نکل آئی
اور جو زرتن سین کی آہنی بیڑیاں پنجہ فولا دبا زو سی توڑ ڈالیں

اور قنات عقب خیمہ کو چیر کر سب کے سب نکل گئی اور
رتن سین کو ڈاک کی گھوڑی پر پیشتر روانہ کر دیا اور
اسطرف چوبدار و خواجہ سرا ڈیوڑی پر منتظر بیٹھے ہین اور
اور ہر دیدہ دل بادشاہ فرش راہ ہو رہا ہی جب عرصہ
بہت گذرا تو ایک خواجہ سرا اندرون یکی گیا اوس جگہ
بجز خالی محافونکی کچھہ نہ پایا اپنا مونہہ پیٹا اور سر پر
خاک ڈالی زندگی سی ہاتھہ دہو ہی آخر یہہ خبر وحشت اثر
بادشاہ کو پہونچی ایک تیر تہا کہ سینہ سی پار ہو گیا اور
غش کہا کی تخت سی گر پڑا اور گویا آتش افسردہ کو بہڑکا دیا

اور داغ بر شدہ کو اس نے سلگا دیا بعد افاقہ کی
فوج کو حکم تعاقب کا بتعجیل تمام فرمایا اور سواران بادپا
طابق النعل بالنعل روانہ کیا اور خود بھی نعل در آتش
متعاقب لشکر کی سوار ہوا کہتے ہیں کہ فوج شاہی نے انکو
رستے میں آن لیا اور رتن سین گھوڑونکی بدلی کرتا ہوا
آگے نکل گیا لکھتے ہیں کہ بہائی اسکی مع محافظ نشینان
حرم سیدان کی بچا کر سلطانی جنگ کرتے ان کرنی چلی آتے تھے
اور داد شجاعت وجوانمردی دیکر حق نمک رتن سین ادا کرتے تھے
حتی کہ تا بہ منزل مقصود تمام رفقاے رتن سین نے اپنی حرم کو پہنچے

لقمہ برق تیغ فنا کر دیا اور کسی کی کشتی عمر کی موج آب
شمشیر سے عبور نکیا آب معرکہ پردازی سپہر کینہ ور اور
حکم اندازی لکھاندار قضا و قدر سُنا چاہیے کہ جس روز رتن سین
چتور میں پہونچا اور اپنی ما درِ شفقت اور زوجہ محبوبہ سے ملا
تو انہوں نے ایک ایک اپنا رنج فراق اور اضطرار اشتیاق
بیان کرنا شروع کیا پدماوت سے جملہ نقول و حکایات
میں یہہ بھی مذکور درمیان آیا کہ بعد تیرے راجہ بہنبرہ نے
تجکو مقید اور مجھے بے وارث جانکر پیغام طلب بھیجا تھا
اور مجھسے عقدِ مواصلت چاہتا تھا آپکے سنتے

آتشِ غضب سی دیگِ سینۂ رتن سین جوش مین آئی
اور تمام لذتِ عیشِ زندگیِ اسکی کام و زبان مین تلخ
ہو گئی اگرچہ ہنوز اوسنی میل اکل و شرب نہ کی تہی مگر
بجای کہانیکی غصہ کہایا اور پانی کی جای خونِ جگر پیا
اور اوسیطرح کمربستہ اوتہہ کہڑا ہوا اور کہا کہ جب تک
اوس سی اِس گستاخی کا انتقام نلی لونگا آب و دانہ
زبان پر نرکہونگا ہرچند اوسکی ہواخواہون نی بہت سمجہایا
لیکن کہنا نہ مانا شعر آنکس کہ نصیحت زعزیزان نکند گوش
بسیار بخاید سر انگشت ندامت ٭ اوسی ساعت چتوڑ سی سوار ہوا

اور مقام مخالف پر جا پہونچا حریف بھی اس فتنہ کو سنکر
خواب غفلت سے بیدار ہوا اور بافوج گران و لشکر بے پایان
میدان میں آیا صفوف سپاہ طرفین آراستہ ہوئیں اور جماعتیں جنود فریقین کی
آراستہ ہوئیں اور نوک سنان و پیکان جان ستان
اپنی دلونمیں خون عاشقانکی مزی پینی لگیں اول رتن سین
گھوڑا دبا کر میدان میں آیا اور اپنی عدو سے باواز بلند کہا
کہ خصومت دعوی محض میری اور تیری ذات خاص سے
ہے اس سپاہ بیگناہ سے تقاضای شجاعت و مروت نہیں
کہ ان بیچارونکا خون ناحق اپنی گردن پہ لیوین اور قیامت میں

ہزار ونکی مواخذی مین وہ شخص پکڑی جاوین بہتر یہی ہی کہ مین
اور تو اپنی نفس نفیس سی جرات نمائی و شجاعت ازمائی کرین
اور آب دم تیغ سی کارنامہ رستم و اسفندیار کو صفحۂ روزگار سے
دہووین دیکہین کسکا اختر بخت اوج ترقی اقبال سی طلوع کرتا ہی
اور کسکا کوکب طالع عروج ارجمندی سی حضیض ادبار مین
گرتا ہی نظم بیا تا نبرد دلیران کنیم * درین رزم
جنگ شیران کنیم * ببینیم کرا بلندی کراست * درین رزم
فیروزمندی کراست * حریف نی جو یہہ سخن سنا تو صدا اوز
کی اور بہت پسند کیا اور گہوڑی کی باک لی اور میدان مین آیا

اور اپنی خادمونسی اسطرح فرمایا نظم زرہ و جوشن من
بیار تا در پوشم * کین کار من فتاد و در کوشم مقابلت
بمصاف گرز سپر بدوشم * من غیرت و ننگ را بجان نفروشم
غرض ان دونو جوانان قمر طلعت نے نیزہ ہای درخش
سنان بدست بجنہ تاب خورشید میں بلند کیے گویا ماہ میں مہر
و ماہ میں شہاب ثاقب رکہدیئے پہر تو دونو طرفسی نیزہ بازی
ہونے لگی اور تسلیم قضا نقش اجل دونو کی پیشانی پر کہینچنی لگی
برچھی پر برچھا پڑنی لگا نیزہ جدال و قتال پر کہنی لگا
سی الی کہرکہی لگی لی لی کی صدا کرنی لگی جب بانس پر بانس آ

ایک شرارہ آتش کرہ زہریر سی گذر جاتا تہا اور سنان سی
سنان لڑ جاتی تہی تو برق سی چشم نظارگیان مین چمک
جاتی تہی کہوڑی مانند کبوتران گرہ گیر کی ہوا پر لوٹتی تہی اور
دونو مجروح اپنی زخمون کو مرہم تحسین سی بہرلاتی تہی
کبہی بہرام فلک طبق چرخ فیروزہ فام مین کو ہرانجم اونکی دست
وبازو پر سی نثار کرتا تہا اور کبہی ید بیضا اونکی پنجہ اعجاز
قرین کو لب اوپن سی چومتا تہا حقیقت مین اون دونکی
نوک سی لوکہ نلتی تہی بلکہ بزم رزم کی شمع سی شمع
روشن ہوتی تہی یا دو آفتاب ایک آسمان پر متصل تہی اونکی
کرن سی کرن لڑتی تہی سہاتا اوسوقت اجل بہی اونکی جانبازی

برایگان پرکف افسوس کہڑی ملتی تہی اور امید فتح
دونونکی شکست عہد وفا کررہی تہی شعر درین صندل سرای
آبنوسی * گہی ماتم بود گاہی عروسی کہتی ہین کہ چار گہڑی تک
اسیطرح بازار کارزار سرگرم رہے اور اون دونونکا
تن نازنین زخمہای کاری سی گلدستہ تازہ بہار بن گیا
آخر جلاد فلک اون خون گرفتگان معرکہ عشق کو ذبح کرسکا
اور صفاک روزگار اون دونونکا تشنہ خون ہو گیا
اور ساقی اجل نی جام بادۂ کل نفس ذائقۃ الموت کو
لبالب کیا اور صیاد قضا نی اون اسیران دام محبت کو

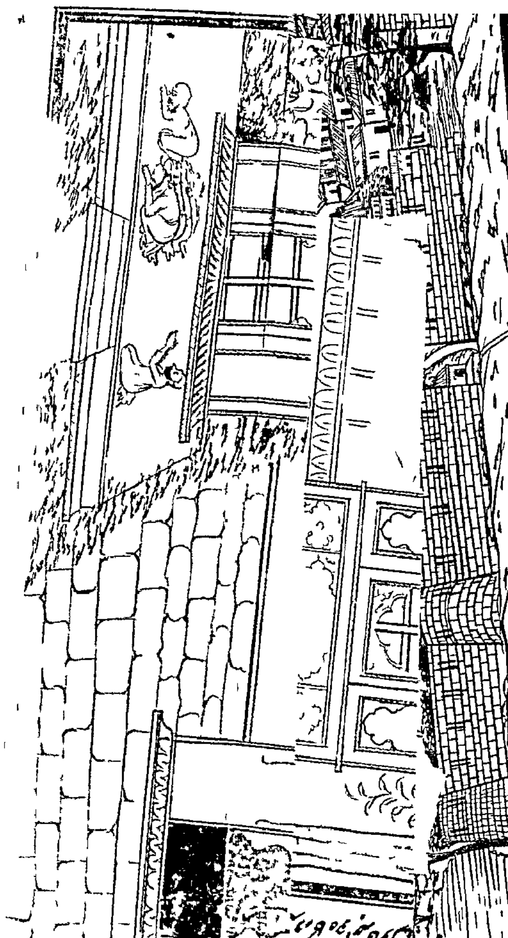
بیک گزدو فاختہ کرلیا یعنی اودہر نیزۂ رتن سین سی
کوشکِ سینۂ رقیب ستمگر چشمِ حسرت دلِ مایوس بن گیا
اور ادہر مرغِ روح رتن سین اپنی نشیمن تک پہونچکر
چاکِ قفسِ تنِ مجروح سی آزاد ہوگیا شعر ازین سر دآمد
این کاخ دل آویز * کہ چون جا گرم کردی گوید خیز *
ایک زمانہ اون کشتگانِ خنجر بیدادِ عشق پر بسمل تہا
اور فلک بہی اپنی ستم شعاری پر نہایت خجل و منفعل
نظم بجای وفہ شد دہ ناہید سینہ و زانو * باب داده
عطارد ز گریہ صد دفتر * زبس بخاک فکندند خویش از فلک

زمین بہ بست زبانِ فرشتگان یکسر * حقیقتیں آتش عشق
وہ بلا ہے کہ جسنے ایک چنگاری سے ہزاروں گھر جلا دیے
اور غیرتِ محبت وہ قتال برچھا ہے کہ اوسنے لاکھوں سر
مثال گہاس کی کٹوا دیے اشعار کیا ہیں اس کا قصہ
ہمیش کا احوال کہوں * یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا
خون * زار کردیتا ہے انسان کو یہہ اور زبون * رفتہ
رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت جنون * یہی خونخوار تو خونریز
اف تو بچا * دیں کہوتا ہے کافر ہے مسلمانوں کا کہتے ہیں
کہ ایک روز پدماوت اور ناگمتی رتن سین کی زوجہ اول

اوسکی لاش کی ساتھہ ستی ہو گئی اور وہ شعلہ روزبانہ
نارسی نور وفا اپنی نام پر روشن کر گئی نظم جسکو ہو التفات
عشق نصیب * ہی وہ مہمان چند روز غریب * ایسی
تقریب ڈھونڈلاتا ہی * کہ وہ ناچار جیسی جاتا ہی * کون
محروم وصل یہاں سی گیا * کہ نہ یار اوسکا ساتھہ اوسکی گیا
بیان کرتی ہین کہ جس روز پدماوت ستی ہوئی اوسی دن
سلطان علاؤالدین بہی اپنی لشکر کی متعاقب چتوڑ مین
آپہونچا جب اس خبر وحشت اثر سی مطلع ہوا تو بی اختیار
دیوانہ وار گریبان اپنا چاک کیا اور سر پر غرور کو دست بی مقدور سے

پیٹنی لگا اور بہت سی تخم اشک ندامت و دیدہ حسرت سی
خاک پدماوت پر گرای اور نہال نالہ و آہ و تخم جانکاہ سی
اوس زمین پر لگای مگر کچھہ نتیجہ نہ پایا اور کوئی ثمرہ
نہ اوٹھایا ناچار اپنی دار السلطنت کو مراجعت کیا اور
داغ حسرت دل مایوس پر لگیا اوس وقت سلطان کی آنکھوں مین
آنسو تھی اور زبان پر یہہ شعر تہا شعر از در دوست
چہ گویم بچہ عنوان رفتم ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان
رفتم * کہتی ہین قریب چند سال کی بعد بہی اسی غم جانکاہ سی
جان بر نہو سکا اور تخت اوسکا تختہ تابوت ہو گیا شعر





کتب تواریخ مین مذکور ہی کہ راجگان چیتوڑ سورج بنسی ہین
اولاد راجہ لوہ خلف راجہ رامچندر سی سلسلہ سلطنت و حکومت
قدیم سی انکی خاندان عالی مین چلا آیا ہی اول صوبہ
اودہ راجہ لوہ سے تہتک اس طبقہ اعلی کا پایۂ تخت رہا
جبکہ اس قوم اشرف کا نیر اقبال اوج اجلال سی
پستی زوال مین آیا تو اجہدہیا سی جلاوطن ہو کی
سورت مین انکی ریاست نی صورت پکڑی ہی اور ایک
مدت وہانکی فرمانفرمائی انسی متعلق رہی آخر نا مساعدت
بخت نی انکو وہان بہی نہ رہنی دیا اور فلک بے مہر انکی

آفتاب اقبال کو وہاں بہی نہ دیکہہ سکا کہتی ہیں کہ بیٹا نوشیروان
عادل کا ساتہہ فوج عجم کی عبور دریا کر کی ان پر یورش لایا
بعد جنگ عظیم کی ایرانیوں نی سورت کو فتح کر لیا اور
یہہ تمام رئیس منہزم و مقتول ہوئے سوای ایک رانی
بیسوتی کی کہ وہ حاملہ ہی کوئی زندہ نہ بچا یہہ
رانی کوہ مالیہ میں جا کی چہپی اور وہیں رہی لکی
ووسی جا ہی اسکا وضع حمل ہوا اوس مولود کا نام
اسنی گوہ رکہا جب وہ لڑکا سن تمیز کو پہونچا
اور شجاعت و دلیری میں یکتا ہوا تو اپنی ماں مہربان سی

حال اپنی اباء کرام کا پوچھا اوسنے اپنی علو خاندانی اور
ملک حشم موروثی کو مفصل بیان کیا چونکہ اصل سی
نجیب تہا اور ماوہ نجیب رکہتا تہا تمام لشکر منتشر
اور خدم متفرق کو جمع کیا اور تمام ملک جزیرہ اندر کو
فتح کرلیا اور وہیں رہنی لگا اور اپنی دارالریاست کا
نام بہی گوہ مقرر کیا اور اوس مملکت مین بلا اندیشہ
اغیار حکومت کرتا رہا بعد اوسکی اٹھہ راجون نی
پشت بپشت اوسکی اولاد سی وہان راج کیا آخر منتہی
راجہ کو بہیلون نی اوسیکی رفقاء نی مار ڈالا اور ایک شخص

مالک ریاست ہو گیا اُس راجہ کا ایک چھوٹا بہائی
پرتا نام صغیر سن تہا اوسکی مادر مشفقہ خوف جانسی
اوسکو لیکی بہاندر کی پہاڑون مین جا چہپی اور وہین
پرورش کرنی لگی جب پرتا ہوشیار ہوا تو چوپائی کرتا تہا
اور گلہ بانونکی ساتہہ اپنی اوقات بسر کرتا تہا جب
یہہ بالغ و ہوشیار ہوا تو مانی اوسکی روبرو اوسکا
حسب نسب اور سرگذشت ماضیہ بیان کی اور کہا کہ ای
فرزند یہہ سو چیتور ہین حاکم مین یہہ تری ہی اباو اجداد کی
متعلق ولوگ ہین اوسوقت اسکی اصالت شجاعت جبلی نے

جوش کیا اور جانب چتوڑ روانہ ہوا اور عوام میں
اپنی دودمانِ عالی کو روشن کیا اور جمعیت لشکر
جمع کرکے چتوڑ پر عزم کیا اور تھوڑے عرصہ میں اسکے
چتوڑ کو فتح کرکے اپنی سکونت وہیں اختیار رکھی
اس خاندان میں اول چتوڑ کو اسی نے مفتوح کیا کہتے ہیں
کہ اول اہل اسلام میں سے محمد قاسم برادرزادہ حجاج
سنہ ۷۱۵ عیسوی میں اس قلعہ پر آکر پاسی لڑا اور بے نیلِ
مقصود پھر گیا اور پاپا کی چوتھی پشت میں راجہ کہمان
بڑا شجاع و دلیر گذرا ہے وہ چوبیس لڑائیاں فوج خلیفہ

مامون رشید سے لڑا اور غنیم سے اپنے قلعہ کو بچا رکھا
اور رتن سین بن بہیم سین انہیں کی اولاد مین ہوا
بعد رتن سین کے اس خاندان کے راجہ زیر حکومت
سلاطین دہلی رہے جبکہ بعد فیروزشاہ کے شاہان دہلی
مین ضعف آگیا تو اس خاندان کے راجہ حلقہ اطاعت
سے نکل کر خودسر ہوگئے چنانچہ راجہ ہمیر نے تمام ملک میوار پر
اپنا قبض و تصرف کرلیا پھر اس خاندان مین راناسانگا
بڑا راجہ عظیم الشان ہوا سنہ ۹۳۳ نو سے تینتیس ہجری مین
دو لاکھ سوار کی جمعیت سے ساتھ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے

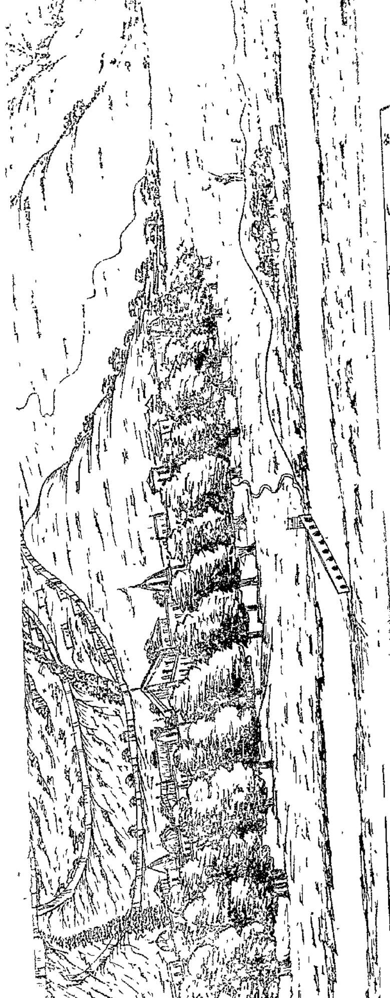
موضع کانوہ پرگنہ بیانہ میں خوب لڑا آخر کو فوج اسلامیہ
سے شکست پائی پھر ۹۴۱ سنہ نو سو اکتالیس میں بہادر شاہ
بادشاہ گجرات نے بھی چتوڑ کو فتح کر لیا جبکہ ہمایوں بادشاہ
سے نواح مندسور میں بہادر شاہ گجراتی سے جنگ واقع ہوئی
اور بہادر شاہ نے ہزیمت کھائی تو راجہ کرن نے پھر چتوڑ میں
اپنا دخل کر لیا بعد اوسکے راجہ مالدیو ۹۴۷ سنہ نو سو سیتالیس
ہجری میں شیر شاہ سے لڑا اور ہمایوں سے وعدہ کمک کر کے
اندیشہ شیر شاہ سے درد سر پہنچائی پھر سنہ نہصد و ہفتاد
و پنج ہجری دوازدہم سنہ جلوس میں اکبر نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا

آور راناادو دی سنگه بن مالدیو سی جنگ عظیم واقع ہوئی
جیمل فتا کہ جو بڑی سردار نامور راجہ چیتوڑ کی تہی اسی
لڑائی مین مارے گئی کہتی ہین یہہ قلعہ کسیطرح فتح نہوتا تہا
آخر کو ایکطرف نقب لگائی اور اوسمین اتفاقات سی
بی ارادہ آگ لگ گئی ہزارون آدمی طرفین کی اوس
نقب سی اوڑ گئی اور پچاس کوس تک اوسکی آواز گئی
اور سنگ اوسکی تا بہ کئی فرسنگ پہونچی اور جو سپاہ
کہ اوس برج پر سرگرم کارزار تہی اونکی اعضا ہرطرف
متفرق و متلاشی ہوگئی قریب تیس ہزار راجپوت کی

بعد شکست لعنتی کی فوج شاہی سی مقتول ہوئی آخر
بہت محنت مشقت سی اس قلعہ کو اکبر نی مفتوح کیا
میرزا اسیری نی اس قلعہ کی تاریخ فتح اسطرح
لکہی ہی **تاریخ** چو کلکون اندیشۂ بادشاہ * سوی
عزم چیتور کرد مد زین * باندک زمان فتح آن قلعہ
کرد * کہ بادا جہانش بزیر نگین * چو تاریخ پرسیدم
از عقل گفت * ندارد کسی یاد فتح چنین * اور ایک
مادہ تاریخ یہہ ہی **تاریخ** دل گفتہ کہ شد ورود ی
چیتور * بعد اس فتح کی اکبر نی اجمیر شریف کو

دسہرہ کی دن ایک گوہر کی دیلی نقلی بنا لی ہین اور جو راجا
اوس عہد مین ہوتا ہی واسطی شگون نیک کی اوراپنی
ہوس پوری کرنی کی اوسپر یورش فرماتا ہی اور بفعل
سم سمند جہان بہا ہی اوسکو برابر کرتا ہی اور اوس
فتح کی مبارکباد ہوتی ہی اور بڑی خوشی کی ساتھہ
وہانسی سواری پھرتی ہی الحق لولا الحمقا لخربت الدنیا
اگرچہ صاحب ریاست و حکومت مین کم نہایت
عاقل اور مضمون اس سخن سی خبر اسعد عاقل قطعہ
برو رفت الگر حج نعمہ فلک ست ٭ چہ شاہ معرکہ حرخ

تا من و ما وجو دست * بغض دانکه کاه نزول تیر قضا *
حصار محکم تو ہچو دامن صحراست * بزور دولت
اگر مسکن تو ہامونست * سرا کشاد کی ظل دامن خضراست *
تو کار نیک و بد خویش کن بحق تفویض * بروز نکبت
دولت که کار کار خداست اب قلعہ چتوڑ ویران
پڑا ہی اور اوسکی محلوں سی حسرت وعبرت برملا ہی کچھہ
سپاہی واسطی پہری چوکی کی رانا صاحب کیطرفسی
رہتی ہیں اور اندر اوسکی درند وگزند بستی ہیں یہہ
نقشہ قلعہ چتوڑ کا بنایا ہی



چتور سی کوچ کرکی نیمہ سرئیں داخل ہوی نیمہ ہمرا
ایک قصبہ ہی ملک موازین پرگنات نواب زبیرالدولہ
بہادر کی گرد اوسکی شہر پناہ پختہ ہی اور اندر ہر قسم کی
عمارت سنگین و مکانین قایم ہی بازار میں اشیاء
ماکولات و ملبوسات ضروری میسر آتی ہی آبادی
مناسب ہی ہندو مسلمان ہر قوم کی لوگ بستی ہیں
اور عامل و حاکم سی تمام ساکنین خوش و خرم ہین
ہم وہان ایک حویلی وسیع مین فروکش ہوی عمال
و تحصیلدار حاضر ہوی دعوت بہت تکلف سی ترتیب دیا

کاہو چارہ کی کسکو شکایت ہوئی شب کو وہان
آرام کرکی صبحکو جہاوی گنج مین پہونچی اور اپنی کوٹھی
مین کہ قدیم سی راقم کی مملوکہ و مقبوضہ ہی مقام کیا
دوسری دن صاحب الاسناف مشفق مہربان
لارنس صاحب اور رزیڈنت لکہنو سی سرفت
ملاقات حاصل ہوئی انکی اوصاف حمیدہ اور
اخلاق پسندیدہ سی بہت فرحت ونشاط میسر آئی اور
مشفقی حاجی محمد خان ولائتی میر منشی رزیڈنتی سی بہی
اتفاق ملاقات کا ہوا لیاقت وشرافت مین بیمثل ہین

آور محبت و اخلاق مین بی بدل ہی جہانوی عہد
نصیر الدولہ جنرل اختر لونی صاحب بہادر مین طیار ہوئے
ہی اس جہانوی مین تلنگونکی دو پلٹن آور دو توپ
خانی آور ایک رسالہ ترکسوار ونکا رہتا ہی اس
جہانوی مین دکانین پارسی سوداگرونکی بہت ہین
اسباب انگریزی ہر طرحکا بہم پہونچتا ہی یہہ پارسی
وہ لوگ ہین کہ جب فوج اسلام نی خلیفہ دویم کی وقت مین
ملک عجم کو فتح کیا آور یزدجرد شہنشاہ منہزم ہوا تو کئی
ہزار آتش پرست ولایت ایرانسی خانہ ویران ہوکر

گجرات دکن میں وارد ہوئی وہ آئی گجرات کی بشرط
اختیار کریں بعضی رسوم ہنود کی مثلا بیاہ شادی بطور
ملک ہند کیا کریں اور پوشاک میں کلاہ و قبائی ایرانی
ترک کرکی انگرکھہ پہنا کریں اور دستار گجراتی باندھا
کریں اور سلاح کسی قسم کا اپنی پاس نہ رکھیں اور پیشہ
تجارت کیا کریں انکو اپنی ملک میں رکھا چنانچہ انہوں
سب شرطیں منظور کیں تو مذہب اپنا وہی آتش پرستی کا رکھا
اوس زمانہ سی اب تک اونہیں لوگوں کی اولاد و نسل بقیہ
چلی آتی ہی اس گروہ میں حسن بہت ہی تمام سرخ و سفید

ہوتی ہین عورات کو پردہ ہین رکھتی ہین اس قوم کی
لوگ سورت و بمبئی ہین بہت رہتی ہین اور ہزارون
لاکھون روپیہ کی تجارت کرتی ہین اور غریب اس جہاونیکی
قصبہ سے علحدہ ہی بازار و دکانین اوسمین بھی بہت ہین
صراف و ساہوکار بستی ہین ہر چیز میسر آجاتی ہی
غرض جہاونی مین ایک مقام کرکی روانہ ہوئی
قصبہ ملہارگڈہ مین پہونچی ملہارگڈہ ایک پرگنہ ہی
محالات راجہ مین سی سمت شمال سی مالوہ اوسکی
زمین سی شروع ہوتا ہی شب کو وہان منزل کرکی

روز دویم مندسور مین پہونچی ذکر مندسور
مندسور مالوہ مین کنارہ شیوہ ندی پر ایک بڑا شہر
قدیم ہی گرد اوسکی فصیل پختہ بنی ہوئی ہی اور بیچمین
ایک قلعہ کہنہ وشکستہ واقع ہی دکانین بہت
آباد ہین ہندو مسلمان ہر قوم کی لوگ رہتی ہین احوال
مندسور کا اگرچہ کسی کتاب تاریخ سی ہمکو صحیح بہم نہین
پہونچا مگر وہانکی باشندگان قدیم کی روایات سماعی
سی ایسا دریافت ہوا کہ یہہ شہر اول راجہ جسرت
پدر راجہ رامچندر نی بسایا تہا اور نام اسکا جسرت پوری

رکہا تہا بعد ایک مدت دراز کی یہہ شہر اولٹا گیا
اور وجہ اسکی اولٹنی کی اسطرح بیان کرتی ہین
کہ ایک فقیر صاحب کشف وکرامات دہونڈہری
دہال نام اسکی نواحین آکے فروکش ہوا وہ ہمیشہ
اپنی چیلی کو واسطی گدائی کی شہر مین بہیجا کرتاتہا
کہ وجہ قوت حاضر کیا کری مگر خلقت اس شہر کی
ایسی خسیس ولئیم تہی کہ ہرگز اسکو ایک چٹکی آٹی کی
نہیں دیتی تہی بلکہ جہوٹی ہاتہ سی کبہی کوئی نہ مارتی تہی
اور دینی کی نام کہرکی کواڑ ہی بند کرتی تہی وہ چیلہ بیچارہ

جنگل سی لکڑیان کاٹ کر لاتا تہا اور اوسکو بیچکر
ایک تین کی کہر اپنی مرشد کی کہانیکا سرانجام کیا کرتا تہا
مگر مرشد کو اسحال کی اصلا خبر نہ دیتا تہا ایک روز
اوس درویش کی نگاہ اوس چیلہ کی سر پر جا پڑی
تو اوسکی کہوپری پر ایک بال نہ پایا اوسنے پوچہا
کہ تیری سر کی بال کیا ہوئی اوسنی بعد بہت
حیلہ وانکار کی بحال اصرار مرشد سی تمام سرگذشت
بیان کی وہ درویش مستجاب الدعوات اس حکایت
سن لی سی بہت غیظ وغضب مین آیا اور دعا بد

زبان قضا نوامان پر لایا سوا ہی اوس تیلن کے
گہر کی تمام شہر ادلتگیا اور نیست و نابود ہوگیا اور
ایک مدت مدید تک اوسیطرح خراب و ابتر پڑا رہا
قول نعوذ باللہ بخل کیا بری صفت ہی اوصاف
رذیلہ سی اور نہایت خصلت مذموم ہی خصائل
قبیحہ سی حکما لکہتی ہین کہ بخیل تہوڑی نفع کی امید مین
اپنا بہت سا نقصان کرتا ہی اور ایک پیسی کی
بچانی مین ہزار روپی کہو دیتا ہی مثال اوسکی
ایسی ہی کہ گویا ایک حوض مین ہر طرفسی پانی اتا ہی

اور اوسمین جسطرح ہوتا ہی اگر اوسمین مانند مدخل کی کوئی مخرج
نہی ہی تو وہ حوض بہی سلامت ہی اور اوسمین پانی موجود ہی
اور اگر اوسمین کوئی مجری و ماخذ نہین ہی تو ضرور پانی
اوسکا ہر طرف زور کریگا اور ہر گوشہ مین رخنہ زن ہوگا
اور آخر کار دفعتاً وہ پانی تمام دیوار و نکو خراب ویران کرکی
بالکل باہر نکل جاویگا جسطرح کہ اوس زمانی کی خسیسان مندسور
نی ایک چنگی آنی کو عزیز کیا اور اپنا تمام جان و مال برباد و ویا
شعر مال کز وی بخیل بہرہ نیافت ٭ دست تاراج داد بر باد وفش ٭
افلاطون کا قول ہی کہ بخیل در دنیا مطعون و بدنام است
و در عاقبت ملعون و بد سرانجام اور یہہ بات بہی بہت صحیح ہی

کہ بخیل کا کوئی دوست نہیں ہوتا اور سخی کا کوئی دشمن نہیں
دیکھا ۔ کہتے ہیں جب کہ سلطان علاؤالدین خلجی سلطنت
ہندوستان پر مسلط ہوا تو اوسنے ارادہ فتح دکن کا کیا
اثنای راہ میں ایکروز نواح مندسور میں مقیم تھا کہ تفریحاً
واسطے شکار کے سوار ہوا اور سگان تازی کو ایک خرگوش پر
رہا کیا جب خرگوش وسط زمین مندسور میں کہ جہاں قلعہ کہنہ
اور بری ہوئی مشہور ہے پہونچا تو مُڑ کر دم ہلایا اور کتّے کی مقابل ہو
اور اوسپر اپنا پنجہ اوٹھایا اس حرکت عجیب کو دیکھ کے
بادشاہ کو حیرت ہوئی اور فرمایا کہ اس خرگوش کی ادای
غریب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ زمین بہت شجاعت خیز و تہور
انگیز ہی ضرور اسجگہ ایک شہر و قلعہ بنانا چاہیے اور اپنا نام

نامی اِس خاکدان فانی مین باقی چہوڑنا چاہی چنانچہ
اوسیوقت حکم بنانی شہر و سیع کا ایک امرای شاہی کو
صادر فرمایا اوسنی موافق اپنی کوتاہمتی کی خلاف رای
سلطانکی ایک چہوٹا سا شہر اور مختصر سا قلعہ طیار کروایا
جبکہ بادشاہ نی دکن سی مراجعت کی تو اوس شہر کو مطابق
اپنی فرمان کی وسیع و فراخ نہ پایا تو اوسکو مہتمم تعمیر کو
مورد عتاب کیا اور ایک برج مین اوسکو زندہ چنوا دیا
غرض اوسوقت سی یہہ شہر از سرِ نو آباد ہوا اور شاہان
دہلی کی قبضہ مین رہا کہتی ہین کہ زمانہ اکبر مین مندسور جاگیر
شاہزادہ محمد سلیم مین رہا اور عہد شاہجہان مین دارا شکوہ کی

جاگیر مین تہا اور عالمگیر کی عصر مین فرزند عالیجاہ محمد اعظم شاہ
کی پاس تہا اسیطرح محمد شاہ تک سلاطین ہندوستان کی
عمل مین رہا جبکہ سلطنت اسلام مین ضعف آیا تو راجی راو
پیشوائی ملک مالوہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور پہر راجی سیندیہ کو
منجملہ محالات و پرگنات مین مندسور بہی دی دیا جب سی
اُجتک والیان گوالیار کی تحت و تصرف مین قایم ہی
پیشتر مہاراجہ سیندیہ کیطرفسی اسمین میرزا عبدالرحیم بیگ
صوبہ تہی اونکی عہد حکومت مین مندسور خوب آباد تہا
اور بہت امنیت تہی بعد اونکی میرزا کلشن بیگ اونکی
بہتیجی مندسور کی حاکم ہوی اونکی بعد عزیز بیگ حکومت کرتی رہی

اونکی بعد سنا جو ونکی پاس رہا آپ مندسور مین ہندو مسلمان
بہت رہتی ہین البتہ تین چالیس ہزار گہر تخمینا اسمین معہ پاکے
پورونکی بستی ہین ادہر اون پورونکی بیشواہے لوک بہت رہتی ہین اور
شہر کی اندر شرفا مین شیخ انصاری اور بعضی قضات و پیرزادے
سکونت رکہتی ہین اور مسجدین بہی اکثر ہین اور نمازی بہی بیشتر
ہین شہر مین ایک مسجد جامع ہی اوسپر یہہ تاریخ عبارت
نثر مین کندہ ہی تاریخ در عہد حضرت خلیفہ جہان شہاب الدین
محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی سیادت پناہ
ولقابت دستگاہ سید شاہ علی صاحب جاگیردار سرکار مندسور
ودیر امام ساختہ مسجد بنا کرد بست و یکم شہر رجب
سنہ ۱۰۴۲ ہجری اور محلہ ہری پولی مین مسجد بنا کردہ

اوسپر یہ تاریخ کندہ ہی تاریخ مسجدی کرد بنا دراہ
دین * میرزا مومن کہ با صدق و صفا ست * سال
بنیادش ز دل جستم کہ چیست * گفت این سجدہ گاہ
التقیا ست * اور ایک مسجد دروازہ قلعہ پر میر جان نائک
۱۰۶۱
نی بنائی ہی اوسکا قطعہ تاریخ یہہ ہی تاریخ ورا
نائکی لوده مدح خان ہنگجو * بوده مسلم ہمه کہ این بندر سورش
ابرو * بر در قلعہ تکیہ کی بود اوبر نماز * چو میر جان نائک
بنا ہی مسجدی بنهاد او * مند سور میں مزار ہی بعضی
بزرگان صاحب تصرفات واولیاء کامل کی ہیں
اور اونکی خوارق وکرامات آجتک ظہور میں آتی ہیں
از نام اون بزرگان اہل مزار کی یہہ ہیں چندن حسینی صاحب

ولایت اور دودن شہید صاحب دیوان لادر
بخشی بخشو شہید صاحب اور عبداللہ قادری صاحب
ان تمام بزرگوں کی عرس میلی ہمیشہ ہوتی ہیں اور
اکثر اہل حاجات اونکی برکات روح مقدس سی
مستفیض ہوتی ہیں اور جمال چشتی صاحب اور محمد
شہید ثانی اور سعید محمد صاحب اور گودڑ شہید
صاحب اور باہر شہید صاحب اور حسن شہید صاحب
اور نیلم پیر صاحب اور ابو الحسن شہید صاحب اور
احسان شہید صاحب اور بہولن شہید صاحب اور
میاں عنایت شاہ چشتی صاحب کا مزار وہیں ہی
اور مندسور میں اگرچہ سا ہوکار و مہاجن اکثر ہیں لیکن

بہوری بستہ ہین اور مالوہین اسی شہر سی شروع ہوئی ہین بہوری ایک قوم ہین گروہ اسلام سی ظاہر اونکا تشرع و تورع سی بہت آراستہ ہی اور باطن سراسر تخالف و تباغض سی پیراستہ یہہ فرقہ شیعہ و سنی سی خارج ہی حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ تک قائل امامت ہین اور یہان تک مذہب امامیہ سی متفق ہین اور بعد حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی امام محمد کاظم رضی اللہ عنہ کو امام نہین جانتی اور تا بہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سب ائمہ کو برحق نہین سمجہتی بلکہ اونکا بغض و عداوت روا رکہتی ہین اور امام جعفر الصادق کی بعد اسمعیل بن امام جعفر الصادق کو اور اونکی اولاد کو

امام پیچانا صحیح ہو تو اردیتی ہیں واسطی سب اسی ہمہ گروہ شیعہ مشہور
ہی رفض و تبرا انکی مذہب میں ثواب جانتے ہی جواب
قوم میں ملا اور مجتہد ہوتا ہی اوسکو امام اور حاکم جانتے ہیں
اور اوسکی اطاعت اور فرمان برداری رسول سی کم نہیں کرتی
اور اوسکی حکم میں وحی آسمانی سی فرق نہیں سمجھتی اگر وہ
نکلی کرتا ہی تو اوسکی ڈولی کو وہ تو میں نیکی لی جاتی ہیں
اور انکھو نہیں ملتی ہیں اور اوسکی طرف پشت کرکی نہیں
چلتی اور نزاع مقدمات میں سوای ملا کی کسی حاکم
رجوع نہیں کرتی اور اوسکی خاک پا کو سرمہ چشم کرتی ہیں
اور انکا بڑا ملا سورت میں رہتا ہی حسن حسین شہر میں

بہوری رہتی ہین دانسی اپنی اپنی زرِ خاص سی فیصدی دو نیم
روپیہ ہر سال واسطی ملاکی بہیجتی ہین اور سوای اسکی نذرانی اور جرمانی
کا بہی روپیہ ملاکی پاس آتا ہی اسیطرحسی ملا کہون روپی کا مقدور رکہتا ہی
اور یہہ لوگ نماز عجب طرحسی پڑہتی ہین سوای اپنی مسجد یا ندی کی کہین
سجدہ نہین کرتی جب نماز مین قیام کرتی ہین تو اول دعا مانگتی ہین
پہر بی رکوع وسجود بیٹہجاتی ہین اور درمیان نماز کی ادہر
ادہر دیکہتی جاتی ہین اور نماز مین باتین کرنیکو مفسد نماز نہین
جانتی بلکہ نماز پڑہتی ہوی چہل قدمی بہی کرلیتی ہین اور
جو شخص صبح اور شام کی نماز کو مسجد مین نہین حاضر ہو تو
اوس سی ملا جرمانہ لیتا ہی اور جب انمین سی کوئی مرتا ہی تو ملا

اوسکی ملک سی کچھ روپیہ لیکر بہائی جبرئیل کو سفارش نامہ
لکھدیتا ہی کہ اس شخص کو بہشت مین اتنی قصر اور اتنی
درخت دینا اور یہہ لوک بیاہ شادی مین اپنی گہر رقص وسرود
نہین کرواتی اگر غیر کی گہر محفل ہو تو مفت مین دیکھنی کو
منع نہین جاتی اور تجارت ودوکانداری ہر جنس کی کرتی
ہین الا مسکرات کی نزدیک نہین جاتی بلکہ حقہ کو بہی ہاتہ
نہین لگاتی جو کوئی اپنی بی بی سی ناخوش ہو کی طلاق
دیتا ہی تو چپکی سی پانچ روپی اوسکے دامن مین باندہ
دیتا ہی جب وہ دیکہتی ہی تو معلوم کرتی ہی کہ مجھکو
طلاق کیا پہر وہ اپنی والدین کی گہر چلی جاتی ہی

اور یہہ لوگ پوشاک بہت نفیس پہنتے ہین انگرکھا سیدھا چین دار انگرکھا اور تنگ مہری کا پاجامہ اور محمد شاہی دستار رکھتے ہین سر پر بال کسی کے نہین ہوتے ریش سب دراز رکھتے ہین اور اپنے مذہب کی فقہ و حدیث بھی پڑہتے ہین یعنی کلام اللہ کی جو جا ہتے ہین سو کہتے ہیں محرم مین مجلس عزا و مرثیہ خوانی اور روشنی خوب کرتے ہین اور غیر مذہب کو اپنے وقت خاص مین دخل نہین دیتے فقط

ذکر گلشن آباد عرف جاورہ

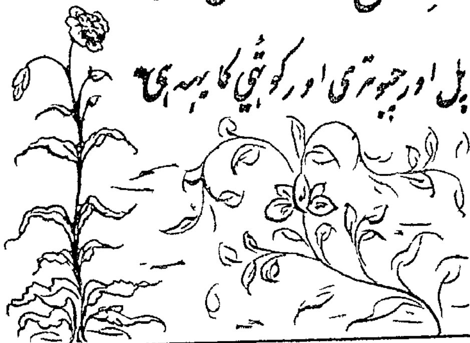
سند سو رسی ہسسم اپنے دار الریاست جاورہ مین بتاریخ پنجم ماہ رجب یکشنبہ بارہ سو اٹہہ سنہ ہجری بعد چار گہڑی دن گذرے مع الخیر والعافیت داخل ہوئی اور

اور غبارِ ملال مہاجرت چہرہ حال سی ساتھ آبِ زلالِ وصال
عزیز و احبا کی رفع کیا جاوره اگرچہ ایسا شہر عظیم الشان
اور مصر وسیع المقام نہین ہی کہ ہماری خامۂ انصاف پسند
اور قلم راستی رقم اوسکی تعریف دیارِ ہند و بلادِ مشرقی کی مقابل
مین لکہی مگر جو بات کہ واقعی ہو اور کذب و مبالغہ سی خالی
تو اوس سی بہتر ہی کوئی نہین چاہیی چنانچہ پیشتر
ازین جاوره کنارهٔ ندی پر ایک قصبہ کوچک آباد تہا
اور اوسمین ایک ٹہاکر اور چند گہر ٹہاکرون و سپاہیون کی
اور کچہہ بنیی و غیرہ بستی ہی جبکہ یہہ جاگیر سرکار مہاراجہ
ہلکر بہادر سی بوساطت و وکالت اہلیان سرکار کمپنی انگریز بہادر کی

بنام ناجی نواب غفران مآب والد ماجد مرحوم کی معزز
و علحدہ ہوئی تو انہوں نے تعمیر بازار جدید و مکانات بود و باش
خود بدولت میں سعی فرمائی اور اکثر جو ملیان ان اطراف
واسطے عزیز و رفقا کی بنوائی اور بہت اہل پیشہ اور صاحب تجارت
دور دور سے بلوا کر بسائے اور بعد اونکی رفتہ رفتہ جمعیت عزیز
و اقربا اور فراہمی شرفا و نجبا اور سکونت اہل فضل و ہنر
اور تعمیر و ترتیب بعضی عمارات و بازار و دکاکین و گنج
و باغات و باوری وغیرہ میں بیشتر ہمت مصروف رکھی
اور پلٹن و سوارونکی واسطے چھاؤنی اور توپخانی کا مقام
اور کوٹھی اور محل اور چبوترہ کوتوالی بموجب اپنی بساط اقتدار کے

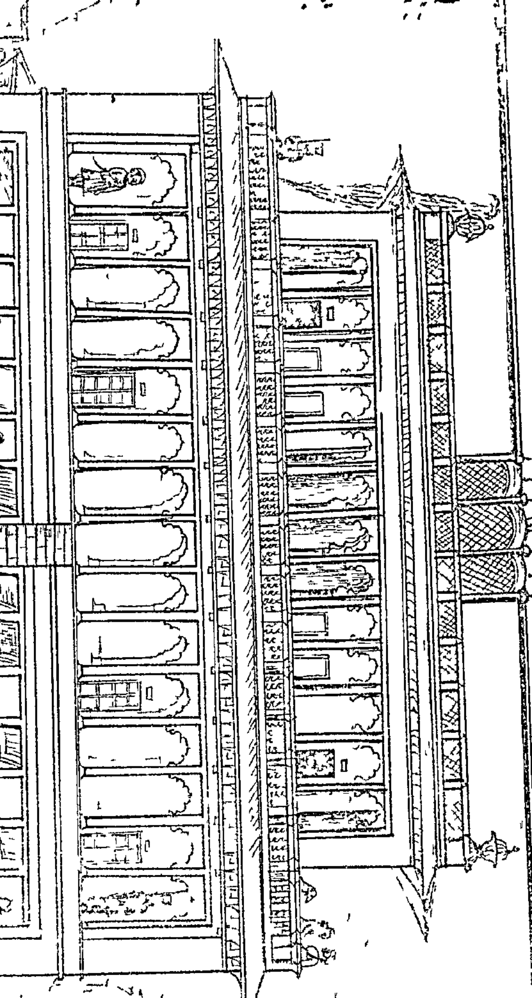
تعمیر کیا اور بعضی دیہات بہی نئی آباد کئی جاورہ نسبت
اور شہرون مالوہ کی بود و باش مردم ہندوستان سی پرتوہ
دہلی و اکبر آباد و رامپور دیتا ہی اور پوشاک و لباس
مین شرفا ہی شاہجہان آبادسی مناسبت رکہتا ہی اور
بالفعل جاورہ مین دو عمارتین البتہ قابل دیکہنی کی ہین اول
پل نہری کہ اوسکی حسن و استحکام کو ہندوستان مین بہی
کوئی پل نہین پہونچتا یہہ تاریخ اوس پل پر کندہ ہی
تاریخ چون محتشم الدولہ بانین نکو * پل ساخت بہر
سیم و زر بہر لب جو * جستم ز سروش سال تعمیرش گفت
پر چشمہ سلسبیل پل بستہ نکو * دوم چبوترہ کوتوالی

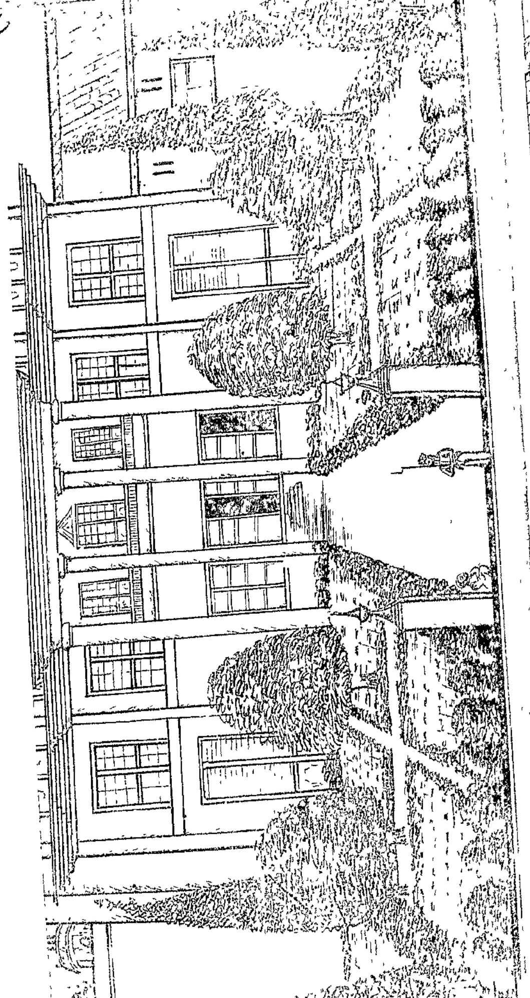
که اوسکی بہی عمارت بلند اور ترکیب دلپسند بہت خوشنما
ہوو ہویں بہی نقط آور کوٹہی پر تعمیر راقم پر یہہ تاریخ
کندہ ہی تاریخ محتشم الدولہ کہ بخشش دہر *
تہنیت جاہ خدا داد گفت * ساخت بنای کہ فلک
بدرش * حلقہ زدہ و ہیر بجا داد گفت * سال بنایش
خرد نکتہ سنج * خانۂ عیش و طرب آباد گفت * نقشہ
پل اور چبوترہ اور کوٹہی کا یہہ ہی *

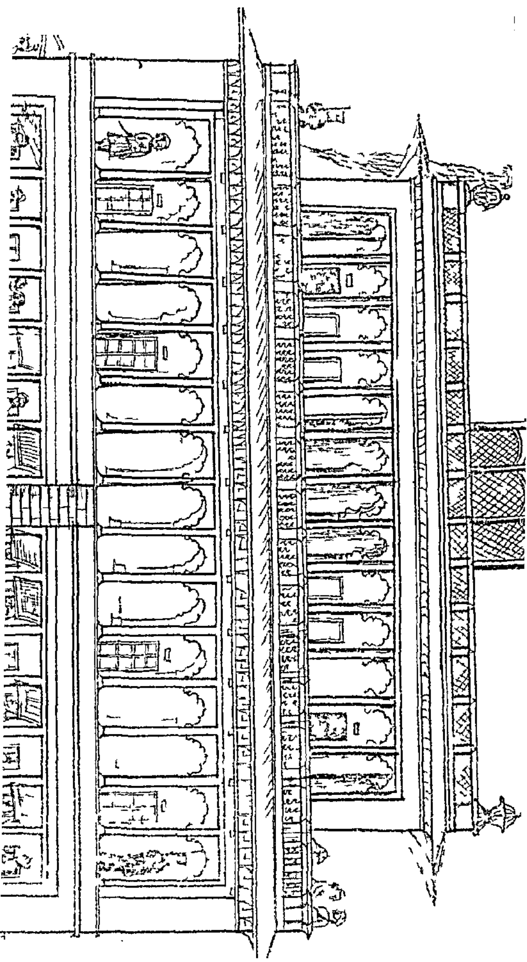


کہ اوسکی بہی عمارت بلند اور ترکیب دلپسند بہت خوشنما
دو دوربین ہی فقط اور کوٹہی پر تعمیر رقم پر یہہ تاریخ
کندہ ہی تاریخ محتشم الدولہ کہ بخشش زبیر *
بنیت جاہ خدا داد گفت * ساخت بنای کہ فلک
بہ مدمش * حلقہ زدہ دیر بنا و گفت * سال بنا پس
خرد نکتہ سنج * خانہ عیش و طرب آباد گفت * نقشہ
پل اور چبوترے اور کوٹہی کا یہہ ہی











ذکر اُجین

اب ہم احوال اون شہروں کا لکھتے ہیں کہ جو اس سفر میں پہلی مرتبہ دیکھی ہیں اور مالوہ میں وہ شہر بہت مشہور و نامور ہیں ازانجملہ ایک اجین ہے کہ مالوہ میں بلدہ قدیم یہی ہے اور ہمیشہ سے دار الحکومت راجگان عظیم الشان رہا ہے وہ ایک شہر سپرا ندی کے کنارے پر بہت وسعت و فراخی کے ساتھ واقع ہے تمام بازار پختہ و سنگین ہیں آبادی در دل بکثرت ہے مگر سڑکیں بازار کی نہایت تنگ ہیں حویلیاں اور بالاخانے بہت بلند ہیں ہر قوم کے لوگ وہاں بستے ہیں خصوصاً برہمن اور مرہٹے اکثر رہتے ہیں صناع و کاریگر ہر طرح کے ملتے ہیں کہتے ہیں کہ اول یہہ شہر

یہانسی دو تین کوس کے فاصلہ پر ہیرون کدہ کی
متصل بستا تہا اور اوسکو اونتی پوری کہتی تہی پہر
شیو پوری کہنی لگی وہانسی ویران ہوکر یہان آباد ہوا ہی
اور بہ نسبت رونق و آبادی سابق کی بہت رو بکمی رکہتا ہے
فصیل شہر ہی اکثر جا ہی خراب و شکستہ پڑی ہی
لیکن مذہب ہنود مین بسبب سرا ندی کی قدیم سی
اس شہر کو اور دیار پر فخر و بزرگی ہی اور سرا ندی کی
استقام پر اسواسطی متبرک و محترم جانتی ہین کہ اول
دتاتری ہی اور تری رکہی ہین پر یہان اس ندی کی
کنارے آ کی بیٹہا تہا اور سا لہا ہی بیشمار یاد الٰہی مین مشغول رہا

بنک وت کا اکہاڑا اوسی جا ہی مشہور ہی آسی
وقت سی اس شہر کی ابتدا او رہنیاد پڑی ہی اور اس
ندیا کی کنارے پر بہت سی گہاٹ اور مندریں ہوی ہیں
ایک گہاٹ کہ اوسکو بجاس موچن کہتی ہین ایک زمانہ مین
بجاس آدمی بعد مرنیکی بہوت خبیث ہو گئی تہی اور خلق اوسکو
ہراسان ہو چلی تہی اونکی وارثوں نی اسجگہ پہنچکی اونکا کریا
کرم کیا وہ بہوت نابود ہو گئی تب سی اوسکو بجاس موچن
کہتی ہین اور اس گہاٹ پر شب و روز میلہ زن و مرد کا رہتا ہے
اور جو شہر مرتا ہی اوسکو اسی ندی پر لا کی جلاتی ہین
اور کریا کرم بہی اوسکا نہیں کرتی ہین ہر سال جیسا کہ
کنکہنا اس ندی پر میلہ ہوتا ہی اور بارہ برس کی بعد

اسی مہینی مین کم کی میلہ پر صدہا کوس سی ہر فرقی کی
جوگی سناسی و بیراگی و کنا مین و نانگی وغیرہ لاکہا آدمی
جمع ہوتی ہین اور یہانکی نہانیکو بڑا ثواب عظیم جانتی ہین
وہ میلہ بہی قابل دیکہنی کی ہوتا ہی اور اس شہر مین چوراسی
مہادیو کی مقام قایم ہین اور تین مہا کال مہادیو سبکا
سردار ہی بہ نزدیک ہنود کی یہہ مہادیو قدیم ہی اور کتب
تواریخ سی ثابت ہوتا ہی کہ زمانہ راجہ بکرماجیت مین نصب
کیا ہی پہلی اسکی عمارت بہت عمدہ تہی سلطان شمس الدین
التمش کی عہد مین اہل اسلام نی اوسکو منہدم کردیا
بالفعل بہی اوس مندر کی عمارت بہت وسیع و عالیشان ہی

اور ایک مہا دیو کا نام ناگ ناتہہ اور ناگ چند ایسری
اسکو ہنود کوتوال کہتی ہین اور اگست ناتہہ ہی اسکو دیوان
بیان کرتی ہین غرض اس شہر مین ہنود کی پرستگاہین بہت ہین
شعر ہر قوم راست دینی راہی قبلہ گاہی * من قبلہ راست
کردم برسمت کجکلاہی * اور محاذی مہاکال کی پرسدی کا
تالاب ہی اور ایک گوکا شہید کی ٹیکری مشہور ہی اوسکی
نیچی کہیر ساگر تالاب واقع ہی مولف چار گلشن محمد شاہی
لکہتا ہی کہ سپرا ندی کا پانی ہرسال ایکبار دودہہ ہوجاتا ہی
اور آناً فاناً رہتا ہی مگر اوسکا کوئی دن معین نہین
چنانچہ ایک میری آشنایون مین سی روایت کرتا تہا
کہ مینی ایکدفعہ بچشم خود دیکہا کہ یہہ ندی جوئی شیر تہی اور اوس وقت

جو لوگ وہان حاضر تہی انہون نی مخروف بہر لئی اور اپنی
گہر مین لاکی بجای شیر صرف کیا حسب عند اللہ
اور ندی کی پار محاذی شہر کی علی خان بہائی کا باغ ہی
وہ باغ بہی ہالوین لاجواب ہی کہتی ہین کہ علی خان
وانکا سقہ تہا سبب اوسکی ترقی اقبال کا یہہ ہوا کہ جب
لشکر اہل جنوب نی فوج احمد شاہ درانی سی ہزیمت اوٹہائی
تو بہاجی سفید بہادر لی بہی تہا میدان مغلوبہ سی فرار حسب
فرمائی ایک والی نی اونکی گہوڑی کا ساز و سامان طلائی
ونقرہ دیکہہ کی بہالی پست سی پیچہا کیا اور متہرا تک تعاقب
کرتا چلا آیا وہان پہونچکی اونکو مار ڈالا دیکہنی سی اپنی سب

ولایتی کو ملا دیا اور ایک ضرب طبرسی اونکی ٹانگ کو
زخمی کرکی گرا دیا اور اونکی گہوڑی کو مع سامان زیور
لیکر اولٹا پہر گیا اوسوقت رانی خان اونکی پاس پہونچا
اور اونکو اپنی گہر مین اوٹھا لایا اور بہت خدمت تیمارداری
اور خوب مرہم پٹی کرکی اچھا کیا اس احسان کی سبب سی
بہاجی سیندہیہ لی اوس ستی کو بہائی رانی خانکا خطاب دیا
اور امیر بنا دیا اسیطرح جبکہ حضرت جنت آشیانی
ہمایون بادشاہ کو شیرشاہ سی شکست ہوئی اور جمعیت
لشکر مین پریشانی پڑی تو گہوڑا انکا بسبب جراحات
کاری کی عبور دریا مین مقصر تہا اور بادشاہ اوس حالت مین

کمال مضطر اوسوقت نظام سقی نی اپنی بیل پر ہمایونکو
سوار کر کی دریا سی پار کیا کہتی ہین کہ جب ہمایون نی
دوبارہ سلطنت ہندوستان پر تسلط پایا تو نظام سقہ کو
بموجب اپنی عہد وپیمان کی اڑہائی دن بادشاہ کیا اور اوسنی
اپنی مشک و پکھال کی قرص کثیر کی چام کی دام چلائی

قول سبحان عہد اگلی زمانی کی لوگ اپنی وفای عہد
ایفای وعدہ مین کیسی ثابت و واثق تہی اور اپنی قول
وسخن پرکسطرح کی راسخ وصادق بخلاف اس زمانی کی
کہ غرض ومطلب پر تو غلام ہوجاتی ہین اور بعد کار برآری
کی سلام ہی نہین لیتی حکما لکہتی ہین کہ جو شخص چاہی کہ دوست کو

دشمن بنا وی اور اپنی شرافت کو رزالت سی منسوب کری تو شیوہ وعدہ خلافی اور طریقہ عہد شکنی اختیار کری غرض اوجین سی تہوڑی عرصہ پر بہرون گڈہ ہی اوسجگہ بہرون ناتہہ مہادیو اور سدہ بر مہادیو اور سیس جی مہادیو مین اور شہر سی باہر دو تین کوس کی فاصلہ پر سمت جنوب کو بہ سدی اور نیل گنگا اور تربینی وغیرہ تیرتہ مین اور ہر تیرتہ پر جا بجا پجاری اور برہمن بیٹہی ہین اور نذر و بہیٹ سی عیش و عشرت کرتی ہین اوجین اور بہرون گڈہ کی وسط مین ایک اونچا سا ٹیلہ ہی اوسکو بکرماجیت کا قلعہ بیان کرتی ہین اور مکانات راجہ بہرترہری کی

ہی وہ نہیں کہتے ہیں بالفعل سوای مٹی کی کچھ نہیں معلوم ہوتا
مگر ایک تہ خانہ باقی ہی اور وہ تا یہ چنار کدہ پہونچتا ہی وسکو
بہرتری کی گوپہا ہی نامزد کرتی ہیں اور اوس ٹیلہ پر ایک پتھر
بشکل تکیہ افتادہ ہی اور اوسپر کچھہ حرف کندہ ہیں مگر مفہوم
نہیں ہوتی اوسکو بکرماجیت کی مسند کا تکیہ کہتی ہیں
اور قول وہانکی باشندونکا یون ہی کہ اول یہہ تکیہ کپڑیکا تہا
جبسی ہنواڑونکی سلطنت میں زوال آیا اوسوقت سی
یہہ پتھر کا ہوگیا ہی اور سپرا ندی اجین کی قلعہ سے
بیرون کدہ کی نیچے پہونچی ہی اور زیر مسند ریا پانی کی بہت
عمق وپہنائی پائی ہی وہان مچھلیاں اور کچھوی پانیکی دیر

کہاٹ کی کناری تیرتی پہرتی ہین اسجگہہ کوئی ٹھکانا نہین
کہیلتا اور اوس سی اگی ایک مقام سپرا ندی پر واقع ہی
اوسکو کالیا دیہہ کا محل کہتی ہین اسمین بہت حوض فواری
اور مکانات و حمام وغیرہ بہی ہوئی ہین اور پانیکو اسجگہہ طرح طرح
سی روان کیا ہی وہ مقام بہی عجب دلچسپ پر فضا ہی کوئی
اوسکو کہتا ہی کہ باز بہادر نی بنوایا ہی اور کسیکی روایت ہی
کہ یہہ اکبر کی تعمیر ہی مگر صحیح یہہ ہی کہ اول سلطان ناصرالدین
بن غیاث الدین خلجی بادشاہ مانڈو نی اس مقام کو بقصد
سیر کی واسطی تفریح کی تعمیر کیا تہا بہرحال جس بادشاہ کو
اسطرف گذر ہوا اوسنی اس جاکو زینت دیکر جانکی سیر کا مکان

ہوا یا بعضی مکانوں کی بنیاد و نمود باقی ہی اور بعضی بالکل
زیر خاک نابود ہو گئی اس ندی کی بیچ مین جو عمارت
قایم ہی ایکطرف اوسکی دیوار پر یہہ عبارت کندہ ہی
عبارت بتاریخ سنہ سال الٰہی موافق سنہ کہ رایات
ظفر آیات عازم تسخیر دکن بود باینجا عبور افتاد قطعہ
نامی ز فلک دوش دلم کرد سوال کز رفتہ و آیندہ
بیان کن احوال گفتا چہ خبر ز رفتگان ہست اثر
آیندہ چو رفتہ دان حیف از زر و مال رقمہ محمد معصوم نامی بھکری
اور دوسری طرف یہہ تاریخ کندہ ہی عبارت بتاریخ
سنہ الٰہی موافق سنہ حضرت خلافت پناہ جلال الدین محمد اکبر

اکبر بادشاہ ملک دکن و خاندیس را فتح کردہ مراجعت
فرمودند قطعہ لمحررہ فتح خاندیس و دکن چون کرد شاہ*
عازم نزہت گہ معمور شد* یکعدد نامی عروۂ انگاہ گفت*
شاہ والا عازم لاہور شد* آورد و محل سرائین بحکم
شاہجہان سنہ اکہتر اتیس مین قریب باؤلی چشمہ کے
بلندی کوہ پر طیار ہوئی مین آویکی دروازہ پر یہہ تاریخ
کندہ ہی قطعہ بحکم شاہجہان ساخت این دو عزت گاہ*
حسن بعہد جہانگیر ابن اکبر شاہ* بہشت روی زمین
یافت عقل تاریخش* کہ سروران جہان راست منزل دلخواہ
اوجین مین ایک جنتر منترا ورجی سنگہ پورہ راجہ جیسنگہ کا

دکراچین
۱۰۵۰

ہوا یا ہوا ویران برای آور اسکی جانب شمال کو
ایک مدرسہ و مسجد اور ایک باغ کہنہ افتادہ ہی اب
اون مکانات عالیمین مردم اسفل رہتی ہین اور اوسکی
سمت مغربمین باغ و مقبرہ مختار خانکی ہی چاردیواری
اوسکی سوای دروازی کی تمام گر پڑی ہی اور گرد مقبرکی
یہ اشعار کندہ ہین قطعہ سعد ان فضل و کرم مختار خان
حامی دین مالک تیغ و نگین * آسمان قدر یکہ مہر و ماہ نشد
گرد روشن سر بسر روی زمین * آن سہی سرو ریاض مصطفی
آن گل بستان خیر المرسلین * رحمت چون فردوس
رنگ روضہ * گلشن بیمثل بر روی زمین * مر کشش

رشک بہار جنت ست * بلبلانش در ترنم بی قرین *
در طراوت رنگ گلزار ارم * از صفا ارامگاہ حور عین *
حی ترا وداز زبان ہر گیاہ * ذکر طبتم فادخلوہا خالدین *

اجین مین عہد اسلامیہ کی بہی عمارات اور مساجد وسرا وغیرہ شکستہ و کہنہ موجود ہین اور اکثر حکام غیر دین نی توڑ بہی ڈالین ہین ایک مسجد شکیب کی بہت بلند اور سنگین شکیب پوری مین قایم ہی اور پانچ چہہ کوس کے فاصلہ پر اوجین سی ایک گاؤن فتح آباد مشہور ہی وہان عالمگیر اور راجہ جسونت سنگہ دارا شکوہ سی لڑی تہی جبکہ عالمگیر نی سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین فتح پائی تو اوس قریہ کا

نام فتح آباد رکہا اور ایک مسجد بزرگ تعمیر کروائی
وہ مسجد ابتک قایم ہی کتب تواریخین مرقوم ہی کہ اول
اجین مین کوئی راجہ نربہا تہا مگر مہیسر و کہم نگر
مالوہ کا دارالحکومت تہا اول اجین کو راجہ جیتی دیج سورج
بنسی اولاد ارجن نی اپنا دارالریاست مقرر کیا اوسکی
خاندان مین راجہ تال چند اجین مین بڑا جلیل القدر
راجہ ہوا بعد ایک مدت دراز کی اس خاندان سی ریاست اجین
راجہ دہن جی پر منتقل ہوئی اوسنی سو برس راج کیا
بعد اوسکی جیت چند نی چہتر برس ریاست کی پہر
سال باہن نی ایک سال بعدہ نرباہن نی سو برس

بہر سیتراج نی صد سال بعد اوسکی اودت بنواڑ نی
ہفتاد و شش سال ہفت ماہ بعدہ برہم راج نی سی و ہشت
سال بعدہ اودت برہم نی نود سال پہر سید ہر وسکنی
ہشتاد سال آور پہر تہہ نی یکصد سال بعضی پہر تہہ کو
راجہ دہار نک کہتی ہین کہ جسنی دہار آباد کیا کند ہر سین
اوسکا بیٹا تہا جبکہ پہر تہہ نی اس جہان کو بدرود کیا
لوکند ہر سین اوسکی جاہی سریر آرا ہوا ہنود کہتی ہین
کہ اوسی پہر تہہ نی دوبارہ پیکر انسانی مین حلول کرکی
کند رپ سین نام رکہا اور سی و پنجسال راج کیا بعد اوسکی
بکرماجیت راجہ ہوا اوسنی تمام ممالک ہندوستان پر اپنا قبضہ کرلیا

کہتی ہین بکرماجیت کو سحر وغیر نجات مین بہت دخل تہا اور اکثر
طلسمات عجائب وغرایب جانتا تہا اسکو دس برس
راج کیا بعد اسکی چند سین نی ہشتاد و شش سال
و سہ ماہ بعدہ کہرک سین نی ہشتاد و پنجسال بعدہ کرم چند
یکسال بجی نند شصت سال بعدہ راجہ بہوج کا حال
راجہ رہ بیان کرتی ہین کہ جب راجہ بہوج تولد ہوا
تو اہل تنجیم نی اسکی زایچہ طالع کو بہت شوم و نامسعود دیکہا
خصوصاً والدین پر نہایت زبون منحوس لکہا بعدہ راجہ
بجی نند نی اسکو ایک صحرای لق و دق مین ڈلوا دیا
از جبوقت کہ راجہ بہوج تولد ہوا تہا ایک لڑکا برہمن کا بہت

خورد سال برج نام کہ عالم خوردی مین کار بزرگی کرتا تہا
اور عہد طفلی مین دانش بہری رکہتا تہا زبان مکتب
نشینی مین ماضی ازل سی استقبال ابد تک خبر دیتا تہا اور
ایام کی سواریمین توسن خرد کو فلک الافلاک پر دوڑاتا تہا
مصرعہ بعمر طفل و بہ تدبیر پیر صد سالہ * اپنی ماکی ساتہہ
حرم سرای راجہ مین ایا اور کہیلتا ہوا راجہ بہوجکی زادگاہ
بہی چلا گیا اور ایک زغال سی دیوار پر طالع نامہ جو
بہوجکا بخلاف منجمین اول مخبر درازی عمر و طالع سلطنت
وسعت مملکت لکہہ گیا بعد چند روز کی راجہ
کی بہی نند کی نظر جو اوس دیوار پر پڑی تو نوشتہ راجہ

تلاش ہوئی معلوم ہوا کہ برج نی لکھا ہی راجہ کی پاس
اوسکو حاضر کیا اور احوال اوسکی طالع کا مفصل پوچھا
اوسنی کہا کہ اسطرح ہی کہ جیسا میننی لکھا ہی اگر تمکو یقین
نہین ہی تو جس جای اوسکو ڈال آئی تھی وہان جا کی
دیکھو با وجود گذرنی چند روز کی انشاء اللہ تعالی زندہ
و سلامت موجود ہوگا راجہ واسطی امتحان صدق و کذب
اوس برہمن زادی کی خود جنگل مین گیا اور راجہ بہوج کو
صحیح و سالم وہان پڑا دیکھا بہت خوش ہوا اور اوسکو
اوٹھا لایا اور اوسکو پرورش کیا اور اوسکی
تربیت مین بہت سعی فرمائی آخر بعد پدر کی زینت آرای

صدر حکمرانی ہوا کہتی ہین کہ راجہ بہوج علم شاستری
مین اپنا ثانی نہین رکھتا تہا اور پانسو مرد دانشمند
وحکمای ستودہ صفات اسکی صحبت مین حاضر رہتی تھے
اور اون سبکا سردار بانڈی برج تہا بعضی کہتی ہین
راجہ بہوج نی تین برس راج کیا اوسکی بعد جیترکوٹ
نی ایک سال جیچند نی دو سال جیت پال نی پانچ
برس رانا راجو نی پچیس برس مہندرپال نی سات برس
رانا جاجو نی بیس برس بعد اسکی کیارہ تن نی اور قوم
راج کیا اول گنگ سین نی ہشتاد و شش سال جیند پال
نی صد سال رانا پاجو رنی یکسال رانا جی نند نی سی سال

رانا بہادر نی پنجاہ وپنجسال راج کی مکت مل نی پنجسال راج کی
سکن مل نی پنجسال راج کی کرت پال نی شش سال راج کی
انیک پال نی شصت سال راج کی کنور پال نی یکسال اسکی بعد
گیارہ شخصوں نی اور قوم سی راج کیا اول راجہ جکوا نی
دس برس بہر جکنا تہہ اسکی برادر زادہ نی دس برس
ہردیو نی گیارہ برس باس دیو نی سولہ برس سری دیو نی
پندرہ برس دہرم دیو نی چودہ برس مہسل دیو نی [illegible] برس
مانک دیو نی نو برس گیرت دیو نی گیارہ برس بہور اور اسکی
قوم سی بیس برس مالدیو نی نو برس بعد اسکی نو آدمی
اقوام مختلف سی حکومت کرتی رہی تیج شاہ ہفتاد سال

بہم راج سو دربست سال کمال الدین شاہ دوازدہ سال
جیت پال بیست سال ہرچند دو سال کیرت چند دو سال
اگر سین سیزدہ سال سورج نند دوازدہ سال نر سین دو سال
بہادر شاہ ماہی چند ولادر خان بیست سال ہوشنگ شاہ
سی سال محمد شاہ یکسال سلطان محمود عم ہوشنگ شاہ سی چار
سال سلطان غیاث الدین سی دو سال سلطان ناصر الدین
یازدہ نیم سال سلطان محمود بیست شش سال قادر شاہ
شش سال شجاعت خان دوازدہ سال بعدہ باز بہادر
بن شجاعت خان ایک مدت حاکم مالوہ رہا اوسکو فوج
جلال الدین اکبر کی شکست دی وہ مالوہ سی منہزم ہوکر

طرف گجرات کی چلا گیا آور مالوہ قبض تصرف اکبری ہا
اور مجمل احوال حکام اجین و مالوہ کا ایک کتاب میں
اسطرح لکھا دیکھا کہ بعد راجہ دہنجی کی پانچ راجہ اوسکے
خاندان میں راجکرتی رہی بعد اونکی پرمار راج تی اور اوسکی
اولاد و احفاد نی دو سو سات برس اجین میں راج کیا
اونکی بعد حکومت اجین پنوار دہنین آئی چنانچہ دہارہک
پنوار اول راجہ ہوا اور دہار بہی اوسی نی آباد کیا اور
ابنا دار الحکومت قرار دیا اجین میں راجہ بیرکرماجیت
اور راجہ بہرتری آور بہوج اوسکے اولادوں میں جب
انکی سلطنت میں زوال آیا تو پہر توروں نی چند دن راج کیا

بعد انکی چوہانوں کی اقبال کی ترقی کی جب انکا بھی دور انجام ہوا تو اقوام متفرقہ کی حکومت اجین کی اور تاریخ مالوہ میں اسمای راجگان مالوہ ابتدای زمانہ سی اسطرح مرقوم کئی ہین اول سورج بنسیو مین راجہ کشب بن ۱ پانچ بن برہما ۲ راجہ پوسوال عرف سورج ۳ راجہ منو عرف سراودہ لیو ۴ راجہ مال چند عرف مالو ۵ راجہ اکسواکہ ۶ راجہ بیکیسی ۷ راجہ پوران عرف اندر بان ۸ راجہ انتین ۹ راجہ برتہو ۱۰ راجہ تبو کند ی ۱۱ راجہ چیندر ۱۲ راجہ یونامس ۱۳ راجہ ساوست ۱۴ راجہ ساوسی ۱۵ راجہ برہ وسو ۱۶ راجہ کبل یاسو عرف دہندمار ۱۷ راجہ درودہاسو ۱۸ راجہ بیسو ۱۹ راجہ نکنبہ ۲۰ راجہ کرسا سو ۲۱ راجہ سین جیت راجہ یوناس

راجہ مانڈہاتا راجہ برکش راجہ سنبوت بہوپ راجہ سدساکرناج
راجہ تروہتا راجہ تروہتا رون راجہ پرہس یہانتک کہ ج منبی
تہی اب راجگان چند ربسی شروع ہولی راجہ ہی یا راجہ دہام
راجہ کانتہہ راجہ ساہج راجہ مہیس مان راجہ بہدرسین راجہ
راجہ کنک راجہ کیرت برج راجہ سہس ارجن راجہ سورسین
راجہ سورکشن راجہ کرشن لوکہنہ راجہ کرشن راجہ جنبی
راجہ مال جنک راجہ بہک ساصر راجہ جلد شتر راجہ برکہمہد
راجہ جمیجہ راجہ اسمید راجہ اوہن راجہ مہاجی راجہ
راجہ دست وان راجہ اوکرسین راجہ سورسین راجہ
راجہ اسمی راجہ برجہل راجہ سوہنہ پال راجہ اہودلو راجہ
سوجرتہ پال راجہ بہوپ راجہ سوس عرف سوہن راجہ منڈہار

راجه سهرون [٦٦] راجه بهیکم [٦٧] راجه بندبهه [٦٨] راجه سوان [٦٩] راجه بدولی
عرف اولی [٧٠] راجه منجی [٧١] راجه دریال [٧٢] راجه وندپال [٧٣] راجه سیناک [٧٤] راجه
کیم [٧٥] راجه کہمن برادر راجه کیم [٧٦] راجه ونجی از خاندان دیگر است [٧٧] راجه جیسدر
[٧٨] راجه سالباہن [٧٩] راجه نرباہن [٨٠] راجه منسراج [٨١] راجه بہم راج از خاندان
دیگر است [٨٢] راجه اتہ برتہه [٨٣] راجه سدبرسنکه [٨٤] راجه بہرتری بن
از خاندان دیگر
کهندبرسین بن راجه اندر [٨٥] راجه بکرماجیت بن کندرپ سین
[٨٦] راجه وکرچتر [٨٧] راجه کهمات [٨٨] راجه کشنک عرف کنک سین
[٨٩] راجه سیور [٩٠] راجه ست [٩١] راجه اجی بهوپال [٩٢] راجه مہی پال
[٩٣] راجه مهندپال عرف مدن پال و مهدوپال [٩٤] راجه جانوپال
عرف چیندرپال [٩٥] راجه اودی پال [٩٦] راجه سمیرپال [٩٧] راجه شیوسندپال

وکراچین

۱۰۶۵

عرف سندہول وسندولار راجہ منج عرف سنجا

۹۹ راجہ جی چند ۱۰۰ راجہ بہوج ۱۰۱ راجہ اودیکرن ۱۰۲ راجہ
بہیم کرن ۱۰۳ راجہ ست کرن ۱۰۴ راجہ شیوکرن ۱۰۵ راجہ شارہان

۱۰۶ راجہ ہوش ۱۰۷ راجہ بچہہ ۱۰۸ راجہ سری بچہہ ۱۰۹ راجہ سد بچہہ

۱۱۰ راجہ دہربچہہ ۱۱۱ راجہ سری پت ۱۱۲ راجہ نرپت ۱۱۳ راجہ اسپاکود

۱۱۴ راجہ سنک رای ۱۱۵ راجہ منگل رای ۱۱۶ راجہ دیونک ۱۱۷ راجہ دیوی سین

۱۱۸ راجہ مگ ۱۱۹ راجہ بہوارسنک ۱۲۰ راجہ چہاروابلک ۱۲۱ راجہ بدرت

۱۲۲ راجہ میرسور ۱۲۳ راجہ چیندر ۱۲۴ راجہ مہہ چندر ۱۲۵ راجہ چندر دیو

۱۲۶ راجہ سری چندر ۱۲۷ راجہ سیام چندر ۱۲۸ راجہ

ملرای ۱۲۹ راجہ میرسال ۱۳۰ راجہ اودیاوت ۱۳۱ راجہ جگدیو

١٣٢ راجه رام دیو ١٣٣ راجه انند دیو ١٣٤ راجه جیت پال تونر ١٣٥ راجه
رانا راجو ١٣٧ راجه رانا باجو ١٣٦ راجه رانا چیدر ١٣٨ راجه رانا بهادر
١٣٩ راجه رای بهاک پل ١٤٠ راجه رای سکن پال ١٤١ راجه رای کیرتهه پال
١٤٢ راجه رای نهنک پال ١٤٣ راجه کنور پال چوهان ١٤٤ راجه جگدیس
١٤٥ راجه جلنا تهه برادر جگدیس ١٤٦ راجه رای بر دیو ١٤٧ راجه باسدیو
١٤٨ راجه رای سری دیو ١٤٩ راجه رای ورم دیو ١٥٠ راجه بلدیو
١٥١ راجه مانک دیو ١٥٢ راجه کیرت دیو ١٥٣ راجه رای بهور ١٥٤ راجه
رای پال دیو ١٥٥ راجه نرباهن از خاندان دیگر ١٥٦ راجه هیرسال
١٥٧ راجه پورنمل ١٥٨ راجه هرنند ١٥٩ راجه جیت پال ١٦٠ راجه هرچند
١٦١ راجه کیرت چند ١٦٢ راجه اوگرسین ١٦٣ راجه سورج نند ١٦٤ راجه مترسین

راجہ کرک سین [۱۶۵] راجہ سوالک عرف سکت جہہ [۱۶۶] راجہ مردیو [۱۶۷]
راجہ کوکا فقط [۱۶۸] کہتی ہین اہل اسلام سے اول سلطان شمس الدین
التمش بادشاہ دہلی نے اجین کو فتح کیا اور بتخانوں کو منہدم
کیا اور مہاکال کو توڑ کر مہادیو کی مورت کو دہلی بہجوادیا اور
زیر زینہ مسجد اسلام اوسکو گڑوادیا بعد سلطنت غوریوں کی
علاؤالدین خلجی نے مفتوح کیا اوسوقت سے یہہ ملک سلاطین
افاغنہ دہلی مین رہا اور بعد اونکی زوال کی اونکی صوبوں کی
تحت مین رہا اوسکی سلاطین چغتا کی قبض و تصرف مین آیا
اور محمد شاہ تک اونکی پاس رہا جب شاہان چغتائی کو
انحطاط ہوا تو باجی راو پیشوا نے مالوہ پر اپنا تسلط کر لیا اور

سنیدہیہ کو تفویض کردیا اوسوقت سی آجتک اجین وغیرہ
خاندان سنیدہیہ بہادر کی پاس ہی بالفعل اجین حکومت
سری سنت مالو سری بیجا بائی صاحبہ مہارانی عالیجاہ
دولت راو بہادر سی آباد و رونق پذیر ہی سدا اوجین مین مزار
اولیا کی بہی اکثر ہین چنانچہ درگاہ مولانا مغیث الدین
خلیفہ حضرت سلطان نظام الدین کی سپرا ندی کی کنارہ
پر واقع ہی یہہ بزرگ سنہ ہجری کی طرف اجین کی
تشریف لائی اور اسی ندی پر زہدت وریاضت مین
مشغول رہی اونکا عرس وسیلہ ہر سال بڑی دہوم سی ہوتا ہے
اور مزار شیخ موسی اور ابراہیم لوزی اور شیخ راجہ
محمد عیسی کا بہی ونہین ہی اور مزار شاہ ارزانی

صاحب کا بہی شہر مین زیارت گاہ خلائق ہی*

ذکر شہر دہار

دہار ایک بڑا شہر قدیم ہی اوسکو بہی دہارانگری بہی کہتی ہین اول اسکو راجہ دہارنگ جد راجہ بکرماجیت نی آباد کیا تہا اور ایک قلعہ اوسمین بنایا تہا اب نہ وہ شہر ہی نہ قلعہ ہی تمام خرابہ و ویرانہ پڑا ہی شہر قدیم کی سمت جنوب کیطرف قریب تین ہزار گہر کی ایک آبادی ہی اور بالفعل دہار وہی کہلاتا ہی بلندی اوسکی سطح سمندر سی ۱۹۰۶ انیس سی آٹھ فٹ بیان کرتی ہین *

باولی و تالاب وہان بکثرت ہین ساجد و مزار اولیا کی صدہا ہین
ایک مسجد سنگین تعمیر سلطان محمود خلجی کی بڑی عالیشان ہے
مگر اوسکی تاریخ و کتبہ بسبب کہنگی کی بی نام و نشان ہی
اوسکی دروازہ پر ایک لاٹ آہنی بڑی ہی اوسپر یہہ
عبارت کندہ ہی ✠ در زمانیکہ اعلی حضرت خاقانی
ظل سبحانی مظہر حق شاہ اکبر تعالی شانہ اللہ اکبر عازم
فتح دکن بود بتاریخ ہشتم اسفند یار سنہ ۴۴ جلوسی
موافق سنہ ۱۰۰۸ ہجری درینمقام نزول اجلال فرمودند
عمل داود کندہ کار ناجی کرہالی شریف محمد معصوم ✠ معمار
اس مسجد کی جانب غروب مین عبد اللہ شاہ چنگال کا مزار ہے

اوسکی دروازه پر یه ابیات کنده هین اگرچه ان کتبونکی
لکهنی سی کچهه فایده نهین هی اسواسطی که بسبب شکستگی عمارت کے
کهین حروف ثابت هین اور کهین محو هوگئی هین کما حقه لطف الفاظ
ومعانی حاصل نهین هوتا اور عبارت مهمل معلوم هوتی هی
مگر جسطرح اوسکی اصل پائی گئی ویسی هی اسکی نقل کر دی گئی
امید که صاحبان مطالعه کتاب راقم کو معاف فرماوینگی

ابیات
بخشد اجر آن مردان دین را * پس از گشتن
بجای گرد مستور * چو وقت آمد که خورشید حقیقت *
شود طالع درین یلدای دیجور * بنور شمع روشن گشت
این قصر * رسوم شرک شد معدوم و مقهور * چو نور انگشتگی

هموار گشتند * نماند پشته بر هیچ معمور * شه فرخ رخ سلطان قادر * بذیل و گهش خاقان مغفور * غلام دین و دنیا بوالمظفر * علی الاعلی بنظر الله منظور * سر قبر من چو وسعت بود حاضر * شد این قبر بنا مضبوط معمور * مقامی در شمالی حجره او * پی شغل نماز و ذکر مذکور * نشست سالکی با خاطر جمع * و هم فارغ زغم با دوست مسرور * چو زد جامی ز دست ساقی غیب * شوند آن سالکین سرمست و مخمور * جنود و ملک او یابد لقای * همه بوا ببعض گشته مشکور * خدایا تا جهان باشد بنا دار * بنای خیر بسته دار معمور * گدای درگه شاه و درویش *

بنظم اگر رسید این دُر سطور * کہ در رحمہ و دریوزہ خوبان
شو و محمود خشت رکن مذکور * آورده ہی قبلہ رو مولوی
جمال الدین کا مزار ہی اوسپر یہہ عبارت کندہ ہی عبارت
سلطان نصیر الدین بایزید مدرس المدرولی المومنین نظم
این روضہ رضوان بحسن زیب جمال * وین قبہ پرنور
چنین حسن و جمال * اسکی آگی کا مصرعہ جاتا رہا ہی مصرع
سوم یہہ ہی با پردہ سنگ و خانہ آب زلال * وان
حصہ در دو خانقاہ و مسجد * با گرد شک و باکنکرہ چو ہلال
ہم از پی اسایش سر اہل دل است * ہم از پی مشغولی ارباب
حال * در عہد ہمایون خود آن شاہ جہان * محمود

شہ خلجی خورشید مثال * در ہفتصد و شش و یک آراستہ دلپذیر
آراستہ باد قصر عمرش ہمہ سال * بر درگہ این دو شاہ دین
و دنیا * محمود گداعتادہ در حقیقت حال * چون نیست
صلاح عام و دین در ہمہ راہ * باشد کہ شود و دوکس گوئید
قتال * اوس درگاہ کی پاس قبر مولانا حسام و محمود
خلجی اور نور جہان اوسکی ہمشیرہ کی مع ایک مسجد کی موجود ہے
اور درگاہ بندی جنور کی وہان بہت مشہور ہی اور شیخ ذکریا
اور شیخ صدر جہان اور مولانا غیاث اور شیخ جوہر اور
شیخ سعد اللہ اور سوا ای ان بزرگون کی اور بھی اولیاء اللہ کے
بہت مزارہین چنانچہ پیران دہار شہور ہین اور یہ تعیینی دیار سے

متعلق ہیں مانڈو سیتھیہ بدناور گوکسی دہرم پورے
بخت گدہ شیش پور مگرارہ کیشور پچور سلطان
محمود پور خیرآباد بیرسیہ سندریسی ✠ دہار قدیم
اکثر راجگان کا دارالحکومت رہا اور کبہی راجگان اجمیر کے
زیر حکومت تہا چنانچہ راجہ بہوج نے بہی اوسکو پایتخت
بنایا تہا بعد اوسکی سلاطین دہلی کی قبضہ میں آیا اور محمد شاہ
چغتائی تک داخل ممالک اہل اسلام رہا جبکہ باجی راؤ پیشوا
مالوہ پر متصرف ہوا تو دہار مع اوسکی متعلقات کی راجہ
انند راؤ پوار اولاد راجہ بکرماجیت کو عوض تنخواہ فوج کے
دیدیا اوسوقت سی اونہیں کی خاندان میں ریاست دہار

چلی آتی ہی چنانچہ بعد انند راو کی جسونت راو صدر نشین ہوئی
اور اونکی بعد کہندی راو مسند پر بیٹھی پھر انند راو ثانی نی
محفل ریاست کو زیب و زینت بخشی بعد ازان رام چندر راو ملک
موروثی پر قابض ہوئی اونکی بعد راجہ جسونت راو سی
چراغ دودمان پنوار روشن ہی * ذکر شہر مانڈو
مانڈو مالوہ مین ایک شہر عظیم الشان ہی کہ طول اوسکا
بارہ کوس مشہور کرتی ہین اور بعضی تمام دورہ اونیس میل
کہتی ہین پشت کوہ پر فصیل کہینچکر ایک قلعہ بنایا ہی
اور غارہای کوہ اوسکی خندق ہی اول ایک لاکہ
مکانات امیر و غریب کی اوسکی اندر آباد تہی اور

اور ہر علم و فن کے لوگ یہاں رہتے تھے یہ مقام ہمیشہ
راجگان ہنود و بادشاہان اسلام کا دار السلطنت رہا اور
سکونت امیر و امرای افاضت دستگاہ و وجود علما و فضلا سے
خانہ دین آور بود باعث حکما و عقلا سے در ملک چین
عمارات و مکانات خوش اسلوب سے ثانی جنت الماوی
اور مساجد و معابد متبرک سے مساوی خانہ کعبہ اور خانقاہ
سے ماوراء النہر و بخارا مقابر و مزارات سے فاضل مرتبہ
جنت البقیع رونق و آبادی اسکی دنیا دوم تھی اب
انقلاب دہر ناپایدار اور گردش لیل و نہار سے ایک صحرا
لق و دق ہو گیا ہے اور مثال جنگل بے رونق کے پڑا ہے

نہ اون بادشاہوں کا وہاں نام ہی نہ اون امیروں کا نشان
ہی اون محلوں میں صرف بوم وجغد کا اشیان ہی
ایک بستی خراب آباد ہی یا شہر ویران ہی شعر میکند
ہر دم بجای بلبلان فریاد بوم * الحذر ای عاقلان زین
وحشت آباد الحذر * اوسکی ہر زبان کنگرہ حصار سی
ندا ہی ھذا عبرۃ للناظرین آتی ہی اور ہر ابروی
محراب سی اشارت کل من علیہا فان پائی جاتی ہی
قطعہ در ضیاع اوکہ ہریک بود شہری معتبر * گور
آہو است مسکن شیر و روبہ را قرار * باغ چون
زاغ عش خراب وکشت چون دشت سراب * زاغ این را

باغبان وقار آنرا آبیار * اگرچه فنا و زوال بر حدوث کی ساتهه لازم
ملزوم هو اور ترقی کو تنزل و عجب و غرور هی جیسا شعر اقبال را
بقا نبود دل بر و منه * هر که در غرور گذاری تیبا بود نیست
باورت زیش این نکته شریف * اقبال راجو قلب کنی لابقا بود *
لیکن الدنیا مزرعة الآخرة جن لوگون نی اس جهان مین کمال سعی سی
اور تصفیه باطنی حاصل کیا اور جن بادشاهون نی عمل صالح اور نیکنامی اور
انصاف و عدالت اختیار کیا وه ابد الدهر زنده هین اور صورت
اونکی آئینه اعمال سی باوجود عدم کی موجود هی مصرع
زنده است نام فرخ نوشیروان بعدل گرچه بسی گذشت که
نوشیروان نماند * حکایت اکثر مورخین صداقت قرین

ذکر سعدلت آثار مکارم اخلاق سلاطین والاتمکین مین یہ
حکایت دلنشین سلطان محمود سبکتگین کی اسطرح مرقوم کرتے
ہین کہ ایک ترک ستم شعار لشکر سلطان عاقبت محمودکی
نصف شبکو ایک غریب کی گہر مین آیا اور اوس بیچاریکو
تندی و درشتی سی گھر سی باہر نکالا اور اوسکی اہل بیت کو
اپنی تحت و تصرف مین لایا وہ درویش دلریش سراسیمہ دادخواہ
درگاہ سلطان مین پہونچا سلطانکو مانند بخت مقبولونکی
نیم شب مین بیدار پایا اور شمہ اپنی قصہ پر غصہ سی التماس کیا
بادشاہ اوسکی حکایت سراسر شکایت نہایت متالم و پریشان ہوا
اور اوس ہنگام شب مین مثل شمع کی کمال سوزان و گریان

چونکہ جانِ شب بلب رسیدہ دمِ صبح تھی اور وقت سحر
اوس ناسزا کا ہات سی جاتا رہا تھا دستِ ظلم رسیدہ کو دست
ملاطفت سی بہت مستمال کیا اور اشکِ غم اوس سزا الم دیدہ کی چشم
پرنم سی ساتھہ دامنِ ترحم کی پاک کیئی اور بطریق تسلی و تشفی
اوسکی فرمایا کہ جب وہ نابکار اجل کا گرفتار بار دیگر تیری گھر
اگر مرتکب اس قباحت کا ہووی اور ایسی حرکت ناشایستہ
اصرار کری تو تو اوسکو مجکو خبر دینا القصہ بعد تین روز کی
وہ تیرہ بخت عصیان پرست مستِ شرابِ نفسانی اور دیوانۂ
شہوانی میں اوس درویش غیرت کیش کی گھر میں پھر آیا وہ
دردمند اوسکو دیکھتی ہی اوٹھا اور اوسیوقت بارگاہِ

خسروی مین پہونچا۔ دیکھا تو باب خوابگاہ شاہی وا تہا
اور چشم سلطان عادل باز بادشاہ اوس مظلوم کو
دیکھتی ہی بی تامل اوٹہہ کہڑا ہوا اور ساتہہ چند مخصوصان محفل
خلوت کی ہمراہ اوس شخص کی روانہ ہوا اوسکی گھر پہونچکر
دیکھا تو وہ ستمگار وہان موجود تہا اور اپنی فرق عصمت پر
خاک معصیت ڈال رہا تہا بادشاہ نی جلد ہونا اوس ظالم
واجب القتل کا اوسجای معلوم کیا تو اول صاحب خانہ کو
واسطی گل کرنی چراغکی اشارہ کیا اور پہر مشعلہ حیات
اوس سر حلقہ اشرارکا آب تیغ عدالت سی منطفی فرمایا
الحق لولا السلطان العادل لاکل الانسان بعضہم بعضا

گر نبود سطوت سلطان زمان * خانہ مظلوم بگیرد دخان
پھر بادشاہ نے چراغ روشن کروایا اور چہرہ اوس مقتول سر کا
دیکھا بعد معاینہ کے دو نفل شکرانے کے ادا کیے اور اوس درویش سے
کچھ شے خوردنی طلب فرمائی وہ غریب اوس حرف عجیب
نہایت مشغول ہوا اور ایک نان جوین مع سرکہ کے کہ اوسکے
گھر میں اوس وقت موجود تھی حاضر کی بادشاہ نے وہ روٹی
کمال میل و رغبت سے تناول فرمائی اور بعد انفراغ اکل و
شرب کے اوس شخص سے رخصت چاہی اوس مظلوم
دادرسیدہ نے بعد دعا و دوام سلطنت اوس شاہ معدلت گستر کی بکمال
تضرع و زاری سے سوال کیا کہ اے بادشاہ اول صبح
قتل کروانیکا کیا سبب تھا اور پھر مشاہدہ سر مقتول کی بعد

نقل پڑہنی کا کیا باعث ہوا اور یہہ موجب سیل فرمانی
اس فقیر کی نان جوین کا کیونکر اتفاق پڑا اگر یہہ بہی اس
خاکسار پر بہی آشکار ہو گا تو تیری حسن اخلاق خداوندی
بعید ہو گا بادشاہ نی فرمایا کہ ای درویش اول سبب چراغ
گل کروانیکا یہہ ہوا کہ مجکو گمان تہا کہ شاید ایسی حرکت کیجو
میری بیٹہونسی نہ کی ہو اسواسطی اطفای چراغ کا اشارہ
کیا کہ مبادا اوسکی مونہہ کو دیکہہ کی محبت پدری اور رگ ابوت
حرکت کری اور اوسکی قتل سی مجکو باز رکہی تو ہر آئینہ مجہسی
خلاف آئین عدالت و شریعت ہووی اور محمود ہمیشہ
اس گناہ میں معضوب و معتوب الہی رہوں قطعہ
جلیست عدل اگر بگذری ز فضل الہی نکنی از طریق شرع عدول

شرع انصب عین خود سازی * چشم زغیر آن نیندازی * اول از الشرع سازی راست * آنکه رای بجای بی کم وکاست * زانکه میزان معدلت شرعست * شرع اصل ست غیر آن فرع ست * غرض جب میں اسکو دیکہا تو معلوم ہوا کہ عمر ہی اور میری پیشوانی نہیں ہی تب میں سجدہ شکر جناب باری میں ادا کیا اور بہشت طلب طعام یہہ تہا کہ جسدم میں یہہ حال میری کونہ گذر ہوا تہا حرارت عشقم وشدت غم سی رغبت طعام دانقطل تہی اور اپنی وطعن نوپی اپنی بھی سد کیا تہا کہ اب دوکا جب تک اوس قسمتی کو لذت خوب طعام چکہا لونگا میل

وخواب نکرو نگا آپ الحمد للہ کہ میری مراد حاصل ہوئی
شدت جوع نے مجھے تنگ کیا اسواسطے متکلف احضر ہوا
اور اپنی نفس نے آپکو مطمئن کیا فقط پس مقام انصاف ہی
جو لوگ ایسے نیک نام و فرخندہ کام اور لائق حق پرستی
مین اسطرح تیز گام ہونگے وہ کیونکر نہ بعد ممات کے زندہ الحیات
ہونگے اور جو شخص کہ اوصاف حسن اور فکر جمیل سے
محروم ہیں وہ زندہ بھی مردہ ہیں اور وجود مین بھی ناموجود ہیں
قطعہ اگر صحیفہ اعمال خود بچشم خرد * کنی مطالعہ خود را
بزرگ نشماری * تواضع است بزرگی و سیرت محمود * نہ کبر و
سلطنت و سرکشی و جباری * غرض وجہ بنائی قلعہ ادوی

شیخ ابو الفضل نے شکرف نامہ مین اسطرح مرقوم کی ہی
کہ سمت دوسو اکیاسی یا تین سو بہتر بکرماجیت مین راجہ جیسنگہ
بن بنوار سنگہ اس سرزمین کا راجہ تہا اوسکی رعایا مین سی
مانڈون ایک امن کر رہتا تہا اور درانتیان بنا کر کہیاروں
ہاتہہ بیچا کرتا تہا ایک گیاہ فروش اوسکی پاس سی درانتی
بنوا کر لیگیا اور دوسری روز واپس لایا اور کہا کہ ای شخص
تو نی یہہ کیسی لوہی کی درانتی مجھکو بنا دی ہی کہ روز اول
اسکا مونہہ کہانس سی مڑ گیا یہہ درانتی مجھکو بدلدی آہنگر
نی وہ درانتی رکہلی اور دوسری درانتی اچھی لوہی کی اوسکو
طیار کردی دوسری دن وہ گیاہ فروش پہر آیا اور کہا

کہ اسکا یہی حال ہی یہہ کیسا ملایم لوہا ہی کہ جس سی
گھانس بہی کٹتا ہی مین دو روز سی اپنی کار سی عاجز ہون
اور روزی سی محروم رہتا ہون جب تو اوس لہار نی
درانتی کو بغور دیکھا اور اوسپر ایک چوٹ لگائی تو صاف
معلوم ہوا کہ طلای احمر ہی ماندن اوسکو دیکھہ کی متعجب ہوا
اور گھسیاری سے پوچھا کہ تو نی اس درانتی کو کسی سنگ سے بہی
لگایا تہا یا نہین اوسنی کہا البتہ ایک پتہر پر درانتی تیز کیا تہا
ماندن کو یقین ہوا کہ وہ پتہر سنگ پارس ہی اوس گھسیاری سے
یہہ راز ظاہر نہ کیا مگر اوسکو کہا کہ وہ پتہر ذرا تو چلکر مجکو دکہا
یہہ قصور اوسی پتہر کا ہی کہ ہر روز تیری درانتی کو خراب کرتا ہی

وہ کیمیا گر اوسکو اپنی ساتھہ جنگل مین لیگیا اور جہان
وہ پتھر چھپا تھا اوسکو بتلادیا باندو نی کہا فی الحقیقت
یہہ سنگ دشمن جان ہی اگر یہہ ہمین پڑا رہیگا تو اور کیمیا گرونکی
بہی کہر بہی ویرانیان نکند کریگا اور اونکی روزی مین
خلل ڈالیگا اسکو یہان چہوڑنا چاہئی غرض باندو نی
اوس دولت بی زوال اور خزانہ لایزال کو دوشی
اوٹھالایا اور کیمیا گرکو ایک اور دوانتی دیکر رخصت کیا
اور خود راجہ جیسنگہ کی پاس گیا اور صورتحال استحصال
پارس کو مفصل بیان کیا اور کہا کہ خدا تعالی نی یہہ معدن زر
اور گنج بیقیاس عنایت کیا ہی اسکو ایسی جاگہی صرف کرنا چاہئی

کہ جس سی اس دنیای فانی مین نام نیک و ہمت بلند باقی رہی
اور خلق اللہ کو بہی کچھہ فیض و منفعت پہونچی جو کار خیر کر جاویگی
وہی ساتہہ لیجاویگی اور یہہ ملک و دنیا تو اسی طرح دست
بدست چلی آئی ہی اور یونہین چلی جائیگی نہ کوئی رہا ہی نہ رہیگا
ابیات چنین گفت شوریدۂ در عجم * بکسری کہ ای وارث
ملک جم * اگر ملک بر جم بماندی و بخت * ترا کی میسر شدی
تاج و تخت * اگر گنج قارون بدست آوری * نماند مگر
آنچہ بخشی خوری * بہتر یہہ ہی کہ اس میدان سر کوہ پر
ایک قلعہ تیار کیجی اور اپنا ادر میرا آثار جو صلہ عالی
و ارادہ بزرگ کا جو اس جہان گذران مین یادگار آیندگان چہوڑی

راجہ نی اوسکی یہہ بات بہت پسند کی اور پہاڑ پر ایک حصین حصین و قلعہ متین بارہ برس پانچ مہینے کی عرصے مین تیار کروایا اور نام اوسکا مانڈو رکھا اور سوا اوسکی مانڈو سی تیس کوس کی فاصلہ پر ایک اور قلعہ تورمال اور تیسرا قلعہ و نگار ناتھہ کی پہاڑ پر کہ پہلے مانڈو تالی تعمیر کیا تہا اور وہ خراب ہوگیا تہا از سر نو بنوایا اور مانڈو کو خوب آباد کیا اور اپنا دارالریاست قرار دیا اور ایک مدت دراز اوسکی اولاد کی قبض و تصرف مین رہا اور رفتہ رفتہ قبضہ اہل اسلام مین آیا ہوشنگ شاہ غوری نے اوسکی بہت درستی کی اور بعد اوسکی جو بادشاہ ہوا اوسنی

اسکی ترمیم و آراستگی مین کوشش اکہی چنانچہ عالمگیر
اورنگ زیب تک اِس قلعہ کی غور و پرداخت ہوتی رہی
مانڈو کی بارہ دروازے ہین اونمین ایک دہلی دروازہ شمال رو
عالمگیر کی بنوایا ہی اوسکے پیشانی پر یہہ نظم کندہ ہی
نظم در زمان شاہ عالمگیر خاقانِ جہان * از سرِ نو گشت
بر پا این درِ گردون نشان * در ہزار ہفتاد و نہ آغازہم
انجام یافت * زِ اہتمام خان عالیشان محمد بیگ خان *
در جلوسِ این شہنشاہِ جہان اورنگ زیب * بود سال
یازدہ از روی تحریر و بیان * اور ایک تالاب بہادر شاہ
گجراتی کا بنایا ہوا موجود ہی اور اِس قلعہ مین بہت چشمین

اور تالاب چھوٹی بڑی ابتک ظاہر ہین اور ایک مکان کہنہ
بہت عمدہ جانب نربدہ واقع ہی اور اکثر اوسمین آثار
عمارات قدیم قائم ہی چنانچہ ایک حوض ہی اوسکو ہوہو
ریواکنڈ کہتی ہین اور اوس مکان کی دروازہ پر یہہ عبارت
بخط قدیم لکھی ہی مگر اچھی طرح پڑہی نہین جاتی ہمنی ہوبہو
اوسکی نقل کردی ہی کتبہ شاہ الخلجی بن خان السلطان
الاعدل الاعظم الخاقان الاعلم سنہ ۹۱۱ ہجری یہانسی
پاؤ کوس کی فاصلہ پر روپمتی محبوبہ باز بہادر کی مسمار
پڑی ہین اوسکی ایک دالان مین سنگ سیاہ پر
خط نسخ سی یہہ عبارت مرقوم ہی جو الفاظ قائم ہین اونکو

تحریر کیا جاتا ہی کتبہ بازمیان رحمان علیخان حاکم
اور متصل قلعہ کی دیوار کی ایک چھوٹی سی مسجد ہی
اوسکی دروازہ پر یہہ عبارت کندہ ہی مگر بعضی حروف
اوسمین سی ٹوٹ گئی ہین کتبہ این مسجد میرزا علیخان
جاہد رابط حافظ مسند عالی حسام الدنیا والدین
اعظم ہمایون الخاقان المخاطب بشاہ عالم خلدت ملکہ
بتاریخ الثامن والعشرین من الآخر عشرین وثمان
مائۃ ایک چہار محل ہی وہ بہی تباہ و شکستہ پڑا ہی
اوسمین دو تالاب ہین ایک کومن تالاب اور دوسرکو
تمبور تالاب کہتی ہین اوسکی نزدیک سندول محل اور طولا محل

وہ بھی شکستہ ہو ای قریب اوسکی جیسا باولی ہی وہ بھی
گری پڑی ہی آدہا ساگر تالاب کی پاس ایک مسجد کہنہ کی دروازہ پر
یہہ چند اشعار بخط نسخ لکہی ہیں نظم بفال خوب *
وقتِ سعد و فرخ سال رحمہ النور * چہارم ماہِ شہر اللہ و روز
جمعہ اکبر * سنہِ این بی و پنج و نہصد ست از عالم ہجرت
شمردہ بود آذر از حکم عرب یکسر * کہ شد این مسجد اسلام ابنیا
در عالم * کہ سقفِ گنبد او مستوی با گنبد اخضر * بنای
سند عالی مغیث الدین والدنیا * الغ اعظم ہمایون خلد
ہفت اقلیم و ہہ کشور * ز دست ہمت او شد قریب انچنین
مسجد * کہ کس دار الامان خواند کسی کعبہ گہہ باور *

مرتب شد بسلخ ماه شوال این بنای خیر * که باد این خیر اندر نامهٔ اعمال خان مصر * مانڈو مین ایک مسجد جامع سنگ سرخ کی بڑی عالیشان ہی کہ اوسکا ہی جواب مالوہین بی نشان ہی اکثر جا بی شکستہ ہوگئی ہی اور بعضی جا سی اوسکی کتبی کی عبارت پڑہی نہین جاتی چنانچہ مصرعہ اول بالکل اڑ رہی مصرعہ دویم سی لکھا جاتا ہے نظم ہست ہر رکن حطیمش نسخہ بیت الحرام * از در تعظیم قدرش چون کبوتر در حرم * قدسیان اندر طواف او ہمہ عز و کرام * ز اقتضای حادثات سیم زاو صانع فلک * چون برآمد آفتاب عمر او بالای بام * در ترقیہای

عمرانات و دفع دشمنان * میکنم بر تو وصیت من بجهد و اہتمام
صورت الطاف حق سلطان علاء الدین کہ ہست * مظہر انوار
دین مرآت حاجات انام * کرد در تاریخ سال ہشتصد و
پنجاه و ہشت * ہم بحکم این وصیت این عمارت را تمام *
اور محاذی اس مسجد کی مزار حضرت عبد اللہ شطاری پیر ہوشنگ
شاہ غوری کا ہی اوس پر بقلم جلی لکھا ہی هو محیی
العظام اور اس قبر کی پاس دوسری قبر پر لفظ
ہو اللہ بخط نستعلیق ہی اس عبارت کی گنبد ہی عمارت شنبه
یازدہم ربیع الثانی ہزار صد و ہشت و اند و دو ... حسب
اور عقب میں مسجد جامع کی ہوشنگ شاہ غوری کا مقبرہ گنبد دار

مرتب شد بسلخ ماه شوال این بنای خیر * که باد این خیر
اندر نامهٔ اعمال خان مضمر * ماندو مین ایک مسجد جامع
سنگ سرخ کی بڑی عالیشان ہی کہ اوسکا ہی جواب
مالوی مین بی نشان ہی اکثر جابی شکستہ ہوگئی ہی اور بعضی
جاسی اوسکی کتبی کی عبارت پڑہی نہین جاتی چنانچہ مصرعہ
اول بالکل اڑ رہی ہی مصرعہ دویم سی لکہا جاتا ہے
رطب است ہر رکن حطیمش نسخہ بیت الحرام * از تعظیم
قدرش چون کبوتر در حرم * قدسیان اندر طواف
او ہمہ عز و کرام * ز قضای حادثات ہم زاو صانع
فلک * چون برآمد آفتاب عمرا و بالای بام * در ترقیہای

عمرانات و دفع دشمنان * میکنم بر تو وصیت من بجهد و اہتمام
صورت الطاف حق سلطان علاء الدین کہ ہست * مظہر انوار
دین عرات حاجات انام * کرد در تاریخ سال ہشتصد و
پنجاہ و ہشت * ہم بحکم این وصیت این عمارت را تمام *
اور محاذی اس مسجد کی مزار حضرت عبد اللہ شطاری مشہور
شاہ چنگی کا ہی اور سر تعلیم جلی لکھا ہی وہی قدیم
العظام اور اس قبر کی پاس دوسری قبر پر لکھا
ہو اللہ بخط نستعلیق ہی اس عبارت کی لکھد یعنی شنبہ
یازدہم ربیع الثانی ہزار و صد و ہشت و اقعہ دو دہ کلاحسن شہید
اور عقب میں مسجد جامع کی ہوشنگ شاہ غوری کا مقبرہ گنبد دار

بہت نادر و نتحارہ سنگ سرخ و مرمر کا بنا ہوا ہی اور اوس
مقبرہ میں پانی جھرتا ہی اوسی کرامت ہوشنگ شاہ ہی
عوام لوگ گمان کرتی ہین اور نزدیک مسجد کی ایک تالاب ہی
اوسمین چند جھونپڑی بھیلونکی واقع ہین بھیل ایک قوم ہی
اس ضلع میں صحرانشین وحشت آئین اکثر جہاڑی
و کوہستان میں رہتی ہین رنگ اونکی سیاہ اور صورتین
بہت مکروہ ہوتی ہین گہر اونکی نزدیک ایک دوسری کی
نہین ہوتی دور دور متفرق رہتی ہین اور بغیر تیر و کمان کی
دست خالی کبہی نہین رہتا کمان اونکی صرف بانس کی
تیر بہی سرکنڈی کی اور پیکان آہن خام کی ہوتی ہین

مگر بانو نہیں رکھتے نشانہ ایسا لگاتے ہیں کہ جرا نچکتی ہی
اور جاتی ہی پیشہ اونکا چوب فروشی یا قزاقی و رہزنی ہے
اول آدمی کو تیر سے مارتے ہیں بعد اوسکے تلاشی کرتے ہیں بعضے
کچھہ زراعت بھی بموجب اپنی احتیاج کے کرتے ہیں اور شراب
سے کی بہت پیتے ہیں اور لباس میں سوای ستر پوشی کے
اکثر برہنہ رہتے ہیں کہتے ہیں کہ خاص ہندی سرزمین
ہندوستان کے یہی ہیں اور ہزارہا سال سے انکی سکونت یہیں ہے
اور سوای انکے اور لوگ غیر ملکوں سے آئے ہیں بالجملہ
ایک قلعہ سوہن گدہ ہی اوسکی نزدیک پتھر پر ایک تحریر
یہہ عبارت کندہ ہی عمارت ہذا العمارت بعہد سلطان الاعظم

الخاقان المعظم العادل جلال الدین ابو الفتح محمد اکبر شاہ خلد اللہ ملکہ کتبہ فرید دون وردی حسن ابن حاجی ۹۷۸

اور اس قلعہ کی نزدیک تہوڑی نشیب میں ایک مقام بہت دلچسپ در حوض دلکش ہی اور اکثر عمارات عمدہ اور مکانات فرحت افزا موجود ہیں اور ایک مہا دیو کی صورت ہی اوسکو نیل کنٹھ مہا دیو کہتی ہیں اوسکی دروازہ پر یہہ شعر کندہ ہی

شعر لوان کردن تمام عمر را مصروف آب و گل * بیاید کہ می صاحب منزل * اور نام اچھی طرح پڑہا نہیں گیا شاید مظفر خان یا نصر خان سے انجا

ہی سنہ ۹۸۵ اور دوسری طرف دروازہ کی یہہ مرقوم ہے سنہ ۲۴ الٰہی

موافق سنہ ۹۸۷ ہجری بعہد کان اعلی حضرت جہان پناہ فلک بارگاہ

ظل الله متوجه فتح دکن بودند باینجا عبور افتاد رباعی
تا کی گوئی بحجر شد خانہا * خندند ہمہ بر دل دیوانہ ما *
زفسانہ دیگران بیا عبرت گیر * زان پیش کہ شوند افسانہ ما *
اور دوسری طرف یہ لکھا ہی کتبہ بتاریخ سنہ ۱۰۰۹
حضرت اکبر شاہ فتح دکن و خاندیس نمودہ مراجعت فرمود
رباعی دیدم جغدی نشستہ در صبح پگاہ * بر کنگرہ
مقبرہ نوشیروان شاہ * فریاد کنان ز روی عبرت میگفت
کو آن ہمہ حشمت و جلال و آن جاہ * اور دروازہ پر قلعہ کی
ستارہ گھاٹی مشہور ہی اور سیدھا پانی کو جو ہی راہ
جاتی ہی وہاں بخط عربی یہ کتبہ لکھا ہی کہ

درزمانِ دولت وسلطنتِ ظلِ الٰہی ابن فقیر حقیر طاہر محمد
عماد الدین حسن بن سلطان قلی شیروان تحریر یافت
سنہ ۱۰۱۱ جو حرف اصل نہیں پایا وہ اسمیں ہی رہگیا
غرض ہندوی تعلیم تک بلکہ تعلیم سے تا بہ دہار صدہا
سرائین اور مسجدین اور مقبری اور محل خرابہ ویران پڑی
ہین اور ہر ایک پر کتبی اور تاریخین بخط طغرا و نسخ و نستعلیق
شکستہ ریختہ کندہ ہین اگر سبکو قلم بند کیجے تو طوالت
کتابت سے دم بند ہوتا ہے شعر کار کتبہ تمام نکرد
ہرچہ کیرید مختصر کیرید کہتے ہین ہندوا بتدای آبادی سے
قبض و تصرف راجگان اجین میں رہا مگر اہل اسلام مین

اول سلطان شمس الدین التمش کی تعریف میں
ماندو پر عزم کیا راجہ سوالک والی ماندو بہت شجاعت
و دلاوری سی لڑا آخر کار شکست کہائی اور منہزم ہوا اس
فتح کی تہنیت میں امیر روحانی نی یہ شعر لکھکر
بادشاہ کی پیشکش کی نظم خبر بہ اہل سما برد
جبرئیل امین ⁂ ز فتحنامہ سلطان عہد شمس الدین
کہ ای ملائکہ قدس آسمانہا را ⁂ بدین بشارت بندید بکلہ
دائین ⁂ کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام ⁂ گشاد بار دگر
قلعہ سپہر آئین ⁂ شہ مجاہد غازی کہ دست تیغش را
روان حیدر کرار می کند تحسین ⁂ تب سلطان ممدوح کی

یہہ قلعہ اہل اسلام کی ہات سی بہر نکلگیا سنہ ہجری مین
دوبارہ ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش
نی مالوہ کیطرف نہضت فرمائی راجہ جاہر دیو پانچ ہزار سوار
اور دولکھہ پیادہ مسلح ومکمل سی مقابل ہوا اہل اسلام
اس دفعہ بہی فتح کرلیا بعد ناصر الدین کی پہر راجگان
مالوہ کی قبضہ مین آگیا بعدہ سنہ ہجری مین عین الملک
ملتانی سلطان علاء الدین خلجی کیطرف سی مہم فتح مالوہ پر
مامور ہوا اوسنی اجین ومانڈو اور چندیری وہار مفتوح کرلیا
اوسوقت سی یہہ ملک سلاطین دہلی کی تحت حکومت رہا
جب کہ سلطان محمد بن فیروز شاہ وارث تاج وتخت

دلی ہوا تو اوسکی دلاور خان کو اعتماد شہاب الدین محمدی
سے تھا حاکم مالوہ کیا بعد قتل سلطان محمد کی دلاور خاندکور
مالوہ کا حاکم باستقلال ہوگیا بعد اوسکی ہوشنگ شاہ
بن دلاور خاں مذکور مانڈو کا بادشاہ ہوا اوسکی بعد سلطان
محمد شاہ بن ہوشنگ شاہ نی تاج شاہی سر پر رکھا اس
بادشاہ کو محمود خان خلجی نے مسموم کیا اور خود بادشاہ ہوگیا بعد سلطان
غیاث الدین بن محمود خلجی سلطنت مانڈو پر مسلط ہوا
بعد ازاں سلطان ناصر الدین خلجی بن غیاث الدین نی حکومت مالوہ کو
زیب و زینت بخشی بعد اوسکی سلطان محمود اخر شاہی سے مفتخر
و مباہی ہوا اس بادشاہ سے بہادر شاہ گجراتی نی مانڈو

چھین لیا اور حکومت مالوہ کو ملک گجرات پر اضافہ کیا
پھر نصیر الدین ہمایون سی بہادر شاہ گجراتی بمقام مندسور پر
معرکہ آرا ہوا آخر کو ہمایون منصور و مظفر ہوا جب سلطنت
ہمایون میں تزلزل واقع ہوا تو اوس وقت میں ملو خان
غلام شاہان مانڈو نی اپنی تئین بنام قادر شاہ ملقب
کرکی مالوہ پر اپنا تسلط کر لیا جب شیر شاہ کی سلطنت کو
استقلال و اطمینان حاصل ہوا تو اوسنی قادر شاہ سے
مانڈو کو چھین لیا اور شجاعت خان کو مالوی کا
صوبہ کر دیا جب شیر شاہ و سلیم شاہ نی جہان فانی
سی عالم باقی کو رحلت فرمائی تو شجاعت خان

ہی بادشاہ مستقل بن بیٹھا اسکی بعد باز بہادر اسکا بیٹا
تخت نشین مالوہ ہوا اسکو فوج جلال الدین اکبری مالوہ سی
منہزم کرکی از سرنو مالوہ کو داخل ملک محروسہ کیا اوسوقت
سی محمد شاہ تک شاہان دہلی کی پاس رہا بعد اونکی پیشوا دکہنی
پنوار ونکو پہونچا فقط

ذکر شہر اندور

اگرچہ احوال بشارت منوال اندور کا اور اخبار عظمت آثار
وہانکی فرمان روایان ذی احتشام کا کتاب باغ نوبہار
یعنی نصرنامہ عالیجاہ انجم سپاہ مہاراجہ دیراج سرمنت
جسونت راو ہلکر جی بہادر دام ملکہم وجاہہم اور تاریخ مالوہ میں
منشی صاحب تجمیع فضل و کمال اشرف السادات کرام سید کریم علی صاحب

ہی بہت مفصل و مشرح لکھا ہی کہ چونکہ وہ شہر ابنائے
ملاذ و ملجا ہی اور حق نعمت خداوندی اور سپاس الطاف
الٰہی اوس عہد والانِ رفیع البنیان کا ہمیں واجب ہی
اسواسطے مندرج ہوا کچھ حالات مسرت سمات اوس بلدۂ فیض آیات
اور اذکار خوشگوار اوسکی صدرنشینانِ نامدار کا اس کتاب
سراپا نگار میں موجبِ اعتبار و افتخار سمجھا اور تہوڑا ایک
بطریق ایجاز و اختصار کی اس نسخۂ دلنواز میں لکھا بی تکلف
شہرِ مندو ملکِ مالوہ میں کمالِ امنیت و آبادی میں اپنا نظیر
نہیں رکھتا اور کثرتِ علم و ہنر میں روم و خراسان کو خیال
میں نہیں لاتا حقیقتاً قطعۂ مندو چارسوی مالوہ میں گویا طاقِ جان

پاک ہی قفسِ عنصرِ لطیف میں یا دلِ روشن ہی شبستانِ
تنِ نظیف میں اوسکی صبحِ نورانی کی روبرو رخِ اضاءہ
شدہ رو اور اوسکی شفقِ شام کی چہرہ شبِ یلدا سرخرو
دلکشائی صحنِ آسمان اوسکی فضا کی جانفزائی ہوا خواہ
در فراخی عرصۂ عالم اوسکی ہر کوچہ و بازار کی فرشِ راہ سرسبز
نفیس نفائس کارخانۂ موجودات سی وہاں موجود اور عدم
سی اشیا نشان میں سی اوسمیں مفقود عمارات او و باس
خواص و عوام ہمسایۂ قصورِ جنان ہمسر ہر بلند پایہ مقام
اوسکا بامِ کبریائی آسمان دروازہ و دریچۂ فلک فرسا
بالا قدری
کہ نو تعمیر مہاراجہ صاحب ہی اوسکی بلند پروازی عنقا کی

نظر اوسکی کنگرهٔ رفیع ہی آشیانہ بند قصور نارسائی
اور اوسکی حسن و لطافتِ عمارتِ ہفت منزل سی منازل سبع
سیارہ سرنگونِ شرمساری ہر بازار اوسکا دکاکین دو طرفہ
رشکِ تختۂ گلستان ہر گذرگاہ اوسکا انبوہِ خلایق سی
دریای او میان صرافہ میں زر سرخ و سفید سی انبار شمس
و قمر ہر طرف نمایان بزارخانہ میں بوقلمونی پارچہ رنگا
رنگ سی ہر جانب بہار بی خزان جواہر زواہر جوہریان
جوہری بازار رشک زن چشم انجم رخشان طوایف
بار بد ہترانہ زہرہ جبین نغمۂ دلکش و نگاہ جان گسل سی رہزن
دین و ایمان نظم چہ اندور آب روی ہفت اقلیم*

فرنگ و چین بر دامنش بہ تعظیم * فلک در عرصۂ ایجاد
و تکوین * ندید ہمچین شہری بہ زمین * کہتی ہین کہ
ابتدا مین اندور ایک چھوٹا سا قریہ تھا اس مقام کو ہمت
اہلیہ بائی صاحبہ نی کہ بزرگان خاندان مہاراجہ ہلکر بہادر سی
بڑی صاحب عظمت و شوکت اور منتظم حکومت و ریاست
تہین شہر کی اسکی تزئید آبادی مین بہت سعی فرمائی بعد
اونکی مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر بہادر نی اچھی بہبود و آسائش
کی اس شہر کو زیادہ رونق و ترقی بخشی پہر مہاراجہ
مہار راؤ ہلکر بہادر اونکی خلف رشید کی زمانہ مین بہت ہی
معمور و آباد ہوا مگر جیسا کہ دریولا اس مقام محمود

اور بلدہ معمورہ میں عہد ہمایوں عہد مہاراجہ صاحب
والا جاہ خلائق پناہ فلک بارگاہ کواکب سپاہ کیوان ہمت
بہرام صولت خورشید جناب ہلال رکاب گوہر بحر سخاوت
و کرامت جوہر شمشیر شجاعت و فتوت رافع اعلام فتح
و نصرت قامع بنیاد ظلم و بدعت فلاطون فطرت نوشیروان
عدالت کی گلستان ملک مالوہ اونکی سحاب فیض
انتظام سی باغ ہمیشہ بہار اور ریاض شہر اندور اونکی
تخلبندی نصفت و معدلت سی گلشن بہار عرصۂ فخار
اونکی بخشش بیحد و حصر سانی کی آگی عرق غیرت سی پانی پانی ہو
آسمان اونکی دست جود و کرم کی غم حسرت میں اشک فشان

ہر نیالی آونکی دور سیاست و انصاف مین مورکو
عیش سلیمانی ہی اور اگر کو منصب کہہ پائی اونکی دربار
قدردانی او حقیقت کی ہی مین علم کو دستار فضیلت ہی
اور ہنر کو قبای عزت نظم امیری جسم قدر رستم
توانی * فریدون و کیکاوس شانی * سکندر شکوہی دارا
کلاہی * عنصر سطوتی آہو نگاہی * یعنی مہاراجہ
تکوجی راو ہلکر بہادر مین اصلاح اور سلیقہ پائی ہی کبھی نہتھی
اب نصیب ہوئی ہی جسکی کبھی تہی جو کلہ مہاراجہ بہادر کی
اور جو آرایش و خوبی اس شہر کو واسطی مصفات مین
عقل خلقی اور امتیاز جیسے واقع ہوئی ہی اسواسطی
بعد سیاحت ہندوستان اور مشاہدہ عمارات اون

ممالکِ جنت نشان کی اُس شہر کی ترتیب و تزئین
و وسعتِ بازار و انتظامِ ملک و رفاہیتِ مخلوقات
مین بہت توجہ فرمائی ہی اوسکی رونق و آبادی سی دم
و شام مین ذرات کی مفارقت ہی اور اوسکی نزہت
و تازگی سی بہشتِ برین مین زمین و آسمانکی مباعدت
کنارہ شہر بسمت مشرق کو دو ندیان آکی ملی ہین
اور ایک ہو گئی جانب شمال کو روان ہوئی ہین اوس پر
ایک پل سنگین بہت مضبوط و مستحکم بہیا بائی صاحبہ
بنت راجہ جسونت راو ہلکر بہادر کی حسب الانشاء و حساب
لی
عالیشان نوشیروان زمان مسٹر رابرٹ تاربہت کا

ہملٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ اندور کی ہوا یا ہی آور شہر سی
کوس بھر کی فاصلہ پر چھاونی انگریزی ہی اور تین
صاحبکلان بہادر ممدوح کی کوٹھیاں ہی آور چوبیس پرگنہ دریاست
اندور کی متعلق ہین اونکی نام یہ ہین ستاون پر دیپالپور
بیتمان حاصل پور کانکوٹ مہیسر جھلکرہ بجاگڈہ
لہرگون راتی پور عالم پور حسند پور رام پورہ
بھان پورہ گھراور اشرمی مناسہ حمیند پور آ
کروت نراین گڈہ سنڈواسی تشیل کتھری کا
ترانہ زیرا پور راجل پور کانتھا پور بہادر پوج
برگاون سندری تلین لاسرمی سنارہ پیروہ

جا رہ کیجا ورہ کو کوسیر بتا ندلہ چکلا وہ مہیسر اس علاقہ
مین دریای نربدا کی کنارہ پر بہت قدیم شہر ہی تعمیر راجہ
مہس مان اکثر یہہ مکان ریاست گاہ حکام رہا ہی خصوصاً
اسلاف مہاراجہ صاحب بیشتر وہین سکونت رکہتی تھے
چنانچہ مہاراجہ جسونت راو ہلکر بہادر بیشتر وہین رہتی تھے
اوسمین ایک قلعہ بہی واقع ہی اور درمیان قلعہ اور
دریا کی ایک کہاٹ سنگین اور مندر بڑا وسیع و بلند
بہت تکلف و آرایش سی اہلیہ بائی صاحبہ نی بنایا ہی
ویسا کہاٹ و مندر مالوہ مین کسی نی نہین بنایا ہی کہتی ہین
کہ جتنی دیوتا بنارس مین ہین اونہین اوسیقدر مہیسر مین ہین

جنیدورہ ایک قصبہ ہی آبادی اوسمین کم ہی اوس
سی شرق رو ایک کوہ ہی اوس پہاڑ کو تراش کے
بہت مکان و دکانین بنائی ہین آب اکثر شکستہ ہوی
ہین مگر ایک مندر ثابت و قائم ہی گہر گون بہت
آبادی اوسمین مزار و خانقاہین بیشتر ہین وہان
ایک درگاہ موسی شہید کی ہی اوس مقام پر ایک
پتہر پڑا ہی اوسپر یہہ نظم کندہ ہی * نظم
در جہان داوری شاہجہان * کہ جہان یافت از دو
زینت و زیب از محمد شہ اورنگ آرای * چون ظفر یافت
درین ملک حسین * ساخت این روضہ پس اندیشی *

چه وکاخش همه شد منصب عین * بو که اینجا برسد
اہل دلی * لحظه وا رسد از کلفت شین * بدعا
یاد کند از ره لطف * خیر هنیا و برب الثقلین * زد رقم
پیر خرد و تاریخش * ابدی گلشن فردوس حسین سنه ۱۱۰۵
آب روضہ موسی شہید کا گر پڑا ہی فقط مسید الجن
ایک قبر باقی ہی اوسکا چبوترہ سنه ۱۱ ہجری میں
بنا ہی اوسپر یہ شعر کندہ ہی شعر گچی
آراستہ درگاہ شہید اکبر * در عمل راو طہار بناجی لکہ *
راجم پورہ علاقہ اندور میں بڑا شہر قدیم ہی مگر اب اکثر
ویران ہو گیا ہی گرد اوسکی شہر پناہ بنی ہوئی ہی ایک قلعہ بہی

دہان شکستہ پڑا ہی خلقت ہر قوم کی رہتی ہی و آلات
آہنی و فولادی مثل تلوار و کٹی وغیرہ اور بعضی اسباب
نقرہ عطر دان و گلاب پاش و تہالی خوب بنتی ہین یہان
کی رہنا کی اولاد مین ایک دیوان ملہر سنگہ باقی ہین سرکار
ہلکر بہادر سی کچہہ جاگیر رکہتی ہین * بہانپورہ متعلقہ اندور
ایک چہوٹا سا قصبہ بہت آباد ہی مہاراجہ جسونت راو
ہلکر بہادر نی یہین وفات پائی ہی اونکی چہتری یہ
بہت عمارات عالیشان سی یہین بنی ہوئی ہی جسکے
اور اوسمین اونکی مورت رکہی ہوئی ہی ہر روز اوس مورت کو
غسل دیتی ہین اور زیور و پوشاک پہنا کر دربار درست

کرتی ہین اور چوبدار و عصا بردار اور ہاتھی گھوڑے سوار
دبار پی حاضر ہوتی ہین اہل مجلس کو عطر پان ملتا ہی
اور یکشنبہ کو سواری ہوتی ہی اوس مورت کو پالکی مین
بیٹھا کر مقام انتقال پر لاتی ہین اور تمام جلوس ہمراہ ہوتا ہی
پھر چھتری مین لاکر رکھدیتی ہین اور یہان پورہ سی
سات کوس کی فاصلہ پر اوپر پہاڑ کی سنکلاج گڑہ کا
قلعہ ہی مگر اب ٹوٹا پڑا ہی مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر بہادر
اسی قلعہ مین توپین ڈہلتی تہی اور سرکار انگریزی کی
ساتہہ لڑنی کا ارادہ کیا کرتی تہی اوسی کی حرارت سی
اونکی دماغ مین خلل پیدا ہوا اور اونکو دیوانہ ہوگئی اور

ذکر اندور
۱۱۵۰

اور انتقال کر گئی اُن کی تواریخ کی احوال و رخی شمال
اس خاندان عظمت توامان کا اصطلاح مرقوم کیا کہ
کہ اصل اجداد ہلکر بستی ملک دکن میں ایک شخص مالجی
ہلکر تھی باشندہ موضع ہل کی اور کر زبان مرہٹی ساکن کو
کہتی ہیں تو ہلکر کی معنی ہیں رہنی والی ہل کی غرض
مالجی ہلکر کی دو فرزند نامدار پیدا ہوئی خلف اولین کو
کنداجی ہلکر اور پسر دومی کو ہوکاجی ہلکر کہتی تھی سنہ
گیارہ سو تیرہ میں کنداجی ہلکر کی کاشانہ جاہ و جلال سے
ملہار راو ہلکر کی ظہور کی چراغ دودہ اقبال ہلکری کو
روشن کیا جبکہ انکی عمر چار برس کی ہوئی تو کنداجی کی

عالم فانی سے سفر جاودانی اختیار کیا بعد چند روز
کے انکی والدہ ماجدہ بسبب ناسازی قبائل توہر کی
اپنے برادر حقیقی نراین جی کے پاس خاندیس کو چلی
گئیں وہ اپنے وطن میں ایک زمیداران معزز و
نامور سے تہے انہوں نے ملہار راو ہلکر اپنے خواہر زادے
کی غور و پرورش میں بہت سعی و کوشش روا رکہی
اور کچہہ کار زمینداری بہی انکو تفویض کیا کہتے ہیں
کہ ابتدای عمر و عالم طفولیت سے آثار عظمت و آیات حشمت
ملہار راو بہادر کی جبین اقبال آگین اور چہرہ جلالت
قرین سے چشم دوربین قیافہ شناسان فراست آئین پر

نظر آتی تھیں چنانچہ اکثر جنگلوں میں بسبب تسلسل
ریاضات کی اس بیداربخت سے خواب غفلت نے غلبہ کیا
تو اوسی میدان دشت میں اوسی روی رشک کو مقابل
آفتاب کر کے سو رہا تھی ہیں ایک مار قوی جثہ پیدا ہوا
اور ایک کفچہ برباد کو آفتابی بناکر اوسکی رخسار خورشید
ضیا پر سایہ کر کے کھڑا ہو گیا کہتے ہیں کہ اکثر لوگوں نے
یہہ ماجرای عجیب بچشم خود دیکھا اور یہہ شعر پڑھا
شعر ای در رخ تو پیدا انوار بادشاہی * در فکرت تو
پنہان صد حکمت الٰہی * جب یہہ شگون ترقی
دولت و اقبال اور فال فرخندہ مآل مہاراو بہادر کی

اسوکی سمع میمون مین پہونچا تو زیادہ تر نوازش
و الطاف انکی حال پر جایز رکہا اور بہت تربیت تعلیم
انکی حق مین مصروف رکہی اور کچھ سوار نراین جی کی
بسر دار باندیا مرہٹونکی ملازمت مین رہتی تہی اون
سوارون کی افسری انکی نام نامی پر مقرر کردی چونکہ
حکیم علی الاطلاق نی عقل و دانائی اور شجاعت بہوری
مہاراو بہادر کی خلقت مین بالطبع پیدا کی تہی اور
اوسکو قدرت ہی کبہی وہ ذرہ کو آفتاب کرتا ہی اور
کبہی کاہ کو کوہ بناتا ہی شعر جاہی کہ بود سایۂ فکن
پرتو مہرش * خورشید بود در ملک ذرہ چو ماہ چندہ ور پیش

انسی ہیبت کار نمایان ظہور مین آئی خصوصاً نظام
الملک والی حیدرآباد کی جنگ مین کسی سرداری انکی
ہمت سی جام شہادت نوش کیا اوسوقت انکا کوس
اقبال زیادہ تر بلند آوازہ ہوا اوس زمانہ مین راین جیسے
نی اپنی دختر نیک اختر کی شادی انکی ساتھہ کردی اور
اپنی عروس عزت کو انکی دامادی سی زیب و زینت بخشی
جبکہ نکہت نسیم جوانمردی و دلاوری اوس نخل بوستان
شجاعت کی تمام گلزمین ملک دکن مین منتشر ہوئی تو
سرہینت ہیوا صاحب نی انکو اپنی پاس بلوایا اور انکو
سوارکی افسری سی انکو سرافراز فرمایا آنہون نی رفاقت
برادر سرہینت موصوف مین اکثر قلعہ اور شہر دکن کی

ممالک جنوب میں فتح کی اور بعضی لڑائیون مین
نظام علیخان سی بہی مظفر ومنصور ہولی اور اوسکے
جلدو مین پیشوا صاحب لی مہارراو بہادر کو مہیسر
مع بارہ پرگنون کی نربدا سی جانب شمال کو عنایت کیا
یہہ مہیسر کو تشریف لاے بعد چند مدت کی مہمات فتح مالوہ
انکی سر کردگی مین تفویض ہولی اور رویا بہادر صوبہ مالوہ
فوج پیشوا صاحب سی ہرا دلی مہاراجہ مہارراو مین
مارا گیا اوسوقت سی اندور بہی انکی جاگیر مین پیشوا صاحب نے
مرحمت فرمایا پہر انکو بہی بتدریج بہت اقتدار اور جمعیت
فوج جرار حاصل ہوگئی دکن سی تا ملک راجپوتانہ وغیرہ

انکو جنگ ومعرکی درپیش رہی آخر بکثرت تصعاب وفرد مند
ہوتی رہی جبکہ کھنڈی راو ہلکر انکی بیٹی کمہیر کی قلعہ کی
لڑائی میں ماری گئی تو انکو نہایت غم والم ہوا ملہار راو
بہادر نی جہتر برس کی عمر میں عالم پور ضلع بندیل کھنڈ میں
رحلت فرمائی بعد انکی مالی راو پسر کھنڈی راو متوفی
پوتی ملہار راو ہلکر بہادر کی مربع نشین مسند حکومت ہوئی
اور بعد نو مہینی کی بیکنٹھ کو سدہاری انکی بعد مسمات
اہلیہ بائی صاحبہ مادر مالی راو بی بی کھنڈی راو بہو
ملہار راو ہلکر بہادر کی کہ یہہ مخدرہ محترمہ خاندان سندیہ
بہادر سی تہین جلوہ آرای ہو وج ریاست ہوئیں اورتکوجی

راو ہلکر بن جالوجی بن نہا ہو کاجی بن بالجی ہلکر کو
سپہ سالار فوج اور نائب ریاست کیا انکو بہی
اطاعت بائصاحبہ موصوفہ مین اکثر اتفاق فوج کشی
ومعرکہ داری رہا کہتی ہین یہہ اہلیہ بائصاحبہ نہایت
باعصمت وعفت تہین اور موافق اپنی دین و مذہب کے
ہمیشہ زہد وعبادت مین مصروف رہتی تہین اور باوجود
اشغال حق پرستی کی عدالت و انصاف اور رعایا پروری
اور انتظام دنیوی مین بہی اپنا ثانی نہ رکہتی تہین اور ہمت
وسخاوت مین بہت نامور تہین جب برس کی عمر سی تا شصت سال
بکمال نظم ونسق اور نیکنامی سی ریاست حکمرانی کرکی نوین

اور مادام الحیات کسی دشمن و مخالف کو انکی ملک سے جرأت
و دستیابی نہوئی جبکہ بائیصاحبہ کی وفات پائی
تو تکوجی راو ہلکر بہادر سپہ سالار مذکور مالک ریاست
ہوئی اور دو برس زندہ رہی انکی چار اخلاف با اوصاف
باقی رہی اول کاشی راو ہلکر دوم ملہار راو ہلکر سوم
ایتھوجی ہلکر چہارم جسونت راو ہلکر بائی صاحبہ
اور تکوجی کی اپنی زمانہ حیات مین کاشی راو بڑی
بیٹی کیواسطی کہ اوسمین مادہ شجاعت دبردلی اور قابلیت
انتظام و ملک رانی بالکل نہ تھا ریاست وسرداری
اور بجود و باش جہیر تجویز کی اور ملہار راو ہلکر کہ کلہ

فوجداری سیہ سالاری کہ انکی طبیعت میں یہہ تمام
استعداد بہادری ہوشیاری پایا جاتا تھا مقرر رکھا
لیکن بعد مہاراجہ تکوجی کی یہہ تدبیر و انتظام قایم نہ رہا
اور دونو بھایونمیں اتفاق نہوا اور باہم نزاع و دعوے
ہونی لگا آخر دونو بھائی پیشوا صاحب کے خدمت میں
گئی مہاراجہ دولت راو سندہیہ نے کاشی راو کے طرفدار
ہوکی اپنی سعی سی اوسکو گدی پر بیٹھا دیا اور مہار راو کو
دغا سی خلعت فنا پہنا کر رشک ملک عدم کر دیا اس
حالت میں مہاراو جسونت راو ملکہ بہادر جو لی بہائے
مہار راو مقتول کی اپنی پایگاہ اور کچھہ جواہر لیکی ناگپور چلی گئی

راگهوجی بهوسلہ نی بجای مهمان نوازی کی انکا تمام
سرمایہ چهین لیا اور مقید کردیا بعد چند مہینی کی
اپنی شجاعت و دلیری سی قیدخانہ سی نکل گئی فوج ناگپور
نی انکا تعاقب کر کی پهر گرفتار کرلیا بار دوم سپاہ
محافظین کو متفق کر کی پهر زندان سی گریزان ہوئی
اور بخط مستقیم خاندیس مین جا چهپا بهاؤ پنی کرو کی باپ
بهیجی کروجی نی انکو ایک گهوڑا اور تین سو روپیہ دیی
اور طرف مالوہ کی رخصت کیا اول مدنا زمین کو بهیل
اپنی قوم کا سردار تہا اوسکی پاس رہی بہر بروانی اور
دہرم پوری کی طرف آئی بعدہ چند مدت وہان اقامت کی

وہان انکی پاس بہت سوار پیادونکی جمعیت ہوگئی پہر
انہونی ارادہ انتزاع ملک موروثی کا کیا تمام فوج ملہار راو
مقتول کی انکی پاس حاضر ہوئی انہونی تمام ملک کاشی راو
اپنی بڑی بہائی سی چہین لیا اور کہنڈی راو پسر ملہار راو
اپنی بہتیجی کو صدر ریاست پر بٹہا دیا اور خود با فوج گران
ولشکر بی پایان شور محشر واثار قیامت برپا کرنی لگی
کبہی صفحہ ملک سیندہیہ کو زیر و زبر کرتی تہی اور کبہی
قلمرو پیشوا صاحب کو لوٹتی تہی کبہی ملک راجپوتانہ و ہانسی
کا لیتا تہا اور کبہی افواج انگریزی سی مقابلہ تہا تمام عمر انکی
اسی طرح گذری آخر کو بہانپورہ مین اپنی نفس نفیس سی

تو بین دنیا لا کری تہی اوسکے حرارت آتش سی دماغ مختل
اور مزاجمین جنون ہوگیا اور وہین مرکئی بعد انکی مہاراجہ
مہار راو ہلکر انکی بیٹی کو کہ بہت خوردسال تہی مسند نشین کیا
اور اونکی والدہ کرشنا بائیصاحبہ کو کار مختاری ریاست
مفوض ہوا جب یہہ جوان ہوئی تو عیش و عشرت مین بہت مصروف
رہی تہی اور شکار سی نہایت شوق رکہتی تہی آخر صیاد قضا نے
پلنگ اجل سی عین جوانی مین انکی ہی آہوی جانکا شکار
کرلیا چونکہ کاشانہ دولت و اقبال مہار راو بہادر مین
کوئی چشم چراغ وارث ملک و دولت نتہا مارتن راو ہلکر
بن بابو ہلکر کو کہ مہار راو بہادر نے اپنی حیات مین متبنی کیا تہا

مسندِ حکومت پر بٹھایا۔ اونکی عہدِ ریاست مین بعد
چند روز کی بری راو ہلکر بہادر بن ایشوجی ہلکر بہتیجی مہاراجہ
جسونت راو ہلکر کی کہ ایک مدت سی مہیسر مین مقید تہے
خروج کیا اور مارتنڈ راو کو خارج کرکی بزورِ خود گدی پر بیٹہی
جبکہ زبردستی اجل نی انکی ہی جانِ نازک کو ملکِ حیات سی
استخراج کیا انکی اولاد مین سوای ایک بیٹی انکی کوئی بیٹا
نہتا مہاراجہ کہنڈی راو ہلکر بن بالوجی برادر مارتنڈ راو کو
گودلیکر جلوہ آرای چار بالشِ ریاست کیا چند روز مین
فراشِ قضا نی انکی بہی بساطِ حیات کو عرصۂ ملک و دولت سی
لپیٹا اونکی بعد تجویز سرکارِ فیض مدارِ انگریزی سی مہاراجہ تکوجی راو ہلکر

بہادر بن بہادر جی ہلکر کہ اسی خاندان فلک بنیان کے
آفتاب تابان اور کوکب رخشان ہین بالفعل زینت بخش
صدر عروش ریاست اور زیب افزائی وسادۂ حشمت
وشوکت مین اور اب اندور انہین کی قدوم دولت لزوم
اور ذات سعادت مقرون سی خلد ثانی اور بہشت جاودانی
کہلاتا ہی اللہ تعالی اونکی سایہ اقبال بیزوال اور چتر شوکت
واجلال کو مفارق انام و رؤس خواص وعوام پر تا یوم القیام
مخلد و مستدام رکھی نظم جوان وجوان بخت روشن ضمیر
بدولت جوان و بہ تدبیر پیر * بدانش بزرگ وبہمت بلند
ببازو دلیر و بدل ہوشمند * ازان بیش حق با یکایش قویست

کہ دست ضعیفان بجاہش قوی است * چنان سایہ گستر د
بر عالمی * کہ زالی نیندیشد از رستمی * نگہدار یا رب بلطف
خودش * بپرہیز ز آسیب چشم بدش * غم از دشمن
ناپسندش مباد * ز دوران گیتی گزندش مباد * و اسطے
تشریح و توضیح کی شجرہ بھی اس خاندان عالی کا
قلم بند کر کے اس کتاب رشک گلستان کو زینت
و تازگی تازہ دیتا ہون اور ثمرہ گلگشت نظار گیان کو
شیرین کلام کرتا ہون

بابا جی ہلکر شجرہ قوم ہلکر

کنداجی ہلکر بزرگ اول

ملہار راؤ ہلکر رئیس اول

کھنڈی راؤ ہلکر

مالی راؤ ہلکر

سوکاجی ہلکر پسر دوم

براجی ہلکر

نیماجی ہلکر

ماپوجی ہلکر

بھوکاجی ہلکر

جانوجی ہلکر

تکوجی ہلکر

بہاری جی ہلکر

جسونت راؤ ہلکر

سنتاجی ہلکر

اندر راؤ ہلکر

کاشی راؤ ہلکر رئیس سوم

ملہار راؤ ہلکر

بیٹھوجی ہلکر

راجی ہلکر

بوباجی ہلکر

بیراجی ہلکر

جسونت راؤ ہلکر

ہری راؤ ہلکر

ملہار راؤ ہلکر

کھنڈی راؤ ہلکر

تکوجی ہلکر

بہاجی ہلکر

تکوجی ہلکر

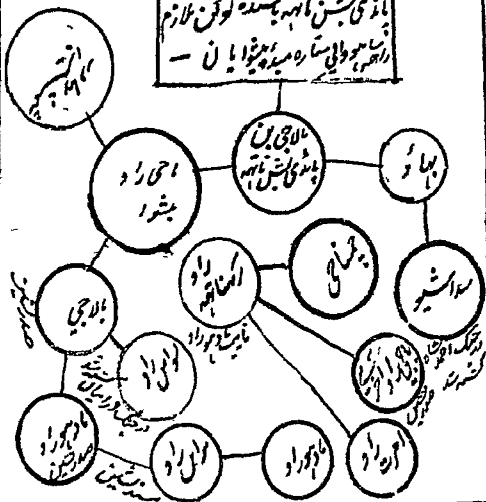
شیواجی راؤ ہلکر

ماپوجی ہلکر

مارتنڈ راؤ ہلکر

رئیس دوازدہم بالفعل برسر ریاست قائم اند

شجرہ پیشوایان وسیندیہ * چونکہ بعضی حالات اصحاب
مالوہ مین ذکر پیشواؤن اور سیندیہ کا اس کتاب مین آگیا ہے
اور اکثر مردم بجز لفظ پیشوا اور سیندیہ کی انکی اسامی
آبا و اجداد سی واقفیت نہین رکہتی اسواسطی ہمنی اونکی
بہی شجری اس مختصر مین لکہدیی ہین *



سیندہیہ نہیں اول راؤجی کو ثروت حاصل ہوئی
چنانچہ حال انکی ترقی کا اسطرح مشہور کرتی ہین کہ راؤجی
سیندہیہ باجی راؤ پیشوا کی خدمتگاری مین نوکر تہی اور
عہدہ نعلین برداری سی سرفرازی رکہتی تہی ایک شب
اپنی اقائی نامدار کی پاپوش لیے صف نعال مین بیٹہی تہی
کہ انپر خواب راحت نی غلبہ کیا یہہ دیکہ چاہی دراز ہوگئی
اور کفش کو سینہ پر رکہکر سوگئی جبکہ مجلس برخاست
ہوئی اور پیشوا صاحب باہر آئی تو راؤجی کو خواب غفلت
مین بیخبر دیکہا مگر جوتا اپنا انکی دونون ہاتہوں چہاتی پر رکہا پایا
اس صورت کی دیکہنی سی پیشوا صاحب کو

دلمین انکا کمال رسوخ و اعتقاد اور حسن عقیدت و اخلاص
ثابت ہوا اور اپنی خاطر قدر شناس مین منقش کیا
کہ اس شخص کی ادنی شی مین یہہ امانت داری و خیر خواہی
ہی تو امورات اعلی مین بمرتبہ اولی اس سی حفاظت
و ہوشیاری ظہور مین آویگی اور نہایت خیر اندیشی و ہوا خواہی
سی مصدر کار نمایان اور مورد تحسین بی پایان ہووینگے
غرض راو جی کو جگایا گویا دولت و اقبال کی راو جی
پاس پر انکی اونکی بخت غنودہ کو بیدار کیا اور دوستی
سی انکو مراتب اعلی اور مدارج والا پر پہونچانا شروع کیا
یہانتک کہ صاحب ملک و حشمت کردیا۔ نظم

ای ذاتِ پاک تو زہمہ ماسوا سوا ٭ از درگہ تو یافتہ
ہر بی نوا نوا ٭ اِس جملہ سی دریافت کرنا چاہیئی کہ اطاعت
صادق و فرمان برداریِ خالص کو ہر آئینہ تاثیر لازم ہی
اور نتیجہ ثابت رائج ہی کہ طرح خدمت راسخ اور عقیدت
واثق سی اپنی مخدوم کا مقبول ہوا اور صرف ایک بندگی
ارادت میں ہزاروں کا خداوند کہلایا پس جو شخص کہ اوس
شہنشاہِ حقیقی اور مالک الملک تحقیقی کی حضور میں صدق
عبودیت اور خلوص نیت سی حاضر ہوا اور اوسکی وصیت
اوامر و امانتِ احکام میں مرتکبِ خیانت نہوا تو کیونکر
کامروائی ہفت اقلیم ناسوت اور اورنگ نشین شہرستان ملکوت ہوا

چهره بیشه من اعمال قلعه کل شعر چون از روشنی همه چیز از گشته
چون از روشنی همه چیز از گشت اهتی کہتی ہیں کہ رانوجی سیندھیہ
پٹیل تھا موضع جارگوندگا کہ دکن میں پونہ سی سمت شمال کو
دس کوس پر واقع ہی اور شجرہ انکی اولاد کا اسطرح سی ہی

رانوجی سیندھیہ

جی اپا بزرگان
صدر نشین گردید
چودہ پور گشته شد

جیاپا جی

دتوجی راو

تکوجی

مہادجی

جهنکو

اسرا راو

جیاجی راو سیندھیہ

جهنکو راو سیندھیہ

[illegible] راو

در جنگ احمد شاه درانی کشته شد

از رانی زن کیمی او در جنگ درانیان بقتل در آمد

بعد جیاجی سیندھیہ صدر نشین شد نامزد الیشان ترا ... سیندھیہ پسر خورد خوانده بود

خاتمۂ کتاب بہر محبت

از بحمدان محمد سعید بخت

الحمد لله علی احسانه و نعمائه و الصلوٰة و السلام علی محمد و آله
و اصحابه و سلم اما بعد بر مرآت ضمیر تعقل مصیر ارباب فراست
و سجنجل خاطر دانش پذیر اصحاب کیاست صورت شاید ایمعنی
و تمثال عروس این مدعا جلوه نماست که هر گاه قلم قدرت طراز
منشی والاشان کون و ثبات و خامه بدیع نگار تالیف طراز
شگرف نامه موجودات اقتضای تعلیم و اصلاح اطفال طبایع
جهانیان و تهذیب و تربیت ساده لوحان خواطر عالمیان
میکند والا گوهری عالی همت گرامی جوهری بلند حرمت را

توفیق هدایت و رهنمونی طریق سعادت و استعداد تبیین سیر
و اخبار سرّ اسرار افادت که شایستهٔ تنظیم ضوابط امور معاش
و لازمه حصول سعادت حسن معاد باشد و برای آن نقش فضائل
و محامد ابدی و طراز شرایف بلند نامی سرمدی منقوش
الواح السنهٔ روزگار و ثبت اوراق سفینهٔ لیل و نهار ماند
عطا فرماید چنانچه درین ایام خجسته فرجام و زمان
فرخی التزام خلعت فاخرهٔ این منصب والا و منشور سعادت
این نسبت علیا بر قامت گرامی و نام نامی اسعد آرای ریاست
و سروری زینت‌بخش صدر ابهت و برتری مهر سپهر
دولت و اقبال اختر برج شوکت و اجلال سکندر طالع

خلیل نوال قمر طلعت ملکی خصال شیر بیشه تهور و بهادری
نهنگ دریای دلیری و دلاوری تهمتن میدان نصرت
و فیروزی اسفندیار معرکه فتوت و جوانمردی شهسوار مضمار
فتوحات غیبی مورد فیوضات لاریبی بهار پیرای گلشن
فرهنگ و دانشوری گلبند ریاض فضل و هنرپروری دقیقه شناس
سخن وری و نکته دانی رموزدان غوامض علوم بلاغت
و معانی نور دیده حلم و حیا سرمه چشم مروت و وفا معدلت گستر
ظلم زدا مظلوم نواز نصفت پیرا که عدل نوشیروان
نقلیست از کتاب قانون عدالتش و کارنامه رستم و دستان
افسانه ایست پیش واقعات شجاعتش عقل کل جزو دبستا

از انتخاب رای رزمینش حکم قضا طغرائیست بر جبین
عزائمش آبر نیسانی قطره ایست بیش سحاب دست
فیض آمودش تموج عمانی موجه ایست از قلزم طرازآستین
جودمش زر از کثرت نوالش جز بمشت غنچه گل باقی نمانده
و دُرّ از فرط انعامش غیر از درج دهن یاقوت لبان نظربازان
مشکواة شریعت غرا از مشعل غیرت دینش روشن شبستان
ملت بیضا از شمع هدایت منیش سحر بهن خس و خار ظلم و جفا
از شعله برق سیاستش نابود و بی نشان و گلزار امن و راحت
از آب تیغ نصفتش شکفته و ریان ابیات سکندر شوکتی
دارا غلامی * فریدون حشمتی جمشید جامی * بطور

بطور معرفت موسی کمالی * بمصر دلبری یوسف جمالی *
غضنفر سطوتی رستم کمالی * بتیغ سروری سرور جهانی
سمند آسمان در زیر زینش * مه و انجم بجوم چاکرانش *
بزیر حکم او اقلیم تقدیس * یکی از مقتبسان اوست برجیس
رخش خورشید و مه آئینه دارش * عطارد خامه زرین
نگارش * شکارش شیر گردون همچو خرگوش * بقلابش
سمک چون حلقه در گوش * ببین نقش آن به زیبائی *
خط از خون می نویسد کلک مانی * عالیجاه ذات والا
دودمان رفیع الشان سمو المکان المستغنی عن البیان
محتشم الملک والدوله نواب غضنفر محمد خان بهادر شوکت جنگ خلد الله ظلاله

دولته علی المفارق الحسنین مشین و مزین فرموده که آن عندلیب نغمه سرای گلشن فصاحت و بلاغت طوطی شکر مقال نزاکت و لطافت این کتاب سعادت مآب افادت اکتساب مجموعه دانش و آگاهی صحیفه حکمت و شناسائی کحل الجواهر دیده اولی الابصار عینک درمین چشم اعتبار شاهد رعنای جلوه گاه سخندانی عروس زیبا حجله مضمون و معانی مخزن زر و گوهر حدیث و حکایات بند جانگزین معدن جواهر زواهر لطائف ملح نصایح دلنشین گلدسته ریاحین سرور و نشاط طوبای خلد برین و رحت دا نهاد که شوق طبع مبتدیان را خواندنش از استاد و پس ترقی

استعداد است و کام منتهیان را مطالعه اش و القصه از
لطف خدا داد بوستانیست که از چمن صفحه اش
گلبن مضمون تازه نشو و نما یافته و بهشتی قصریست که از
منظر لفظش حوران معانی سر برآورده آیینه چهره نمای
حقیقت است که در جنب لطافت جوهر سطرش مرات
سکندری سنگ حسرت بر سینه نهاده جوش بحر مواج
معرفت است که پیش کاسهٔ دایره دایره هر حرفش جام
جهان نمای کیخسروی واژگون افتاده هر ورقش
صحیفهٔ تهذیب اخلاق است ارباب صدق و صفا را
هر جزوش جریدهٔ دستور العمل است شهریاران زمان و فرمان‌روا

صفحه این سنگ فسانت تیغ ناطقه را وسخنش در
شاهوارست گوش سامعه را گنجی است مالامال لالی سخنهای
حقایق و معارف نامتناهی و خوانیست مملوی نعماهی
بیغایت ادراک کنهیات الهی شاهد کلام فارسی است که بحلل
پیرایهٔ عبارت اردو آراسته یا عروس زبان هندیست
که بهر صفت الفاظ فارسی زینت تازه یافته قدرشناسان
جوهر سخن دانند که این گونه رقم تازه در بازار سخنوران
هندی بر بساط تصنیف بهیچ مصنفی نه دیده واحدی از حسن
پرایان تحریر قصص و اخبار اینچنین گل و یاسمین مضامین
رنگین در گلشن نثر هندی بدین روش شگفته ننموده همانا این نگین

بزم وحدتست که مسند شاهی در پلاس درویشی گسترده
یا طلسم خانه ایست که تماشای شهر و بیابان بچشم روزن جلوه گر ساخته
آینهٔ گیتی نماست که تمثیل عکس عالم گوناگون روی کار آورده
یا مرقع کن فیکون است که صور جهان بوقلمون را یکتخته
کشیده الحق قلم عیسی اعجاز بدم صریر جان در تن بی‌زبانان حروف
و الفاظ را بسخن در آورده یا خضر خامه آب حیات سرچشمه
دوات تصنیف مصنف را زنده جاوید ساخته نظم

سطورش دام عنقای نظرها * حروفش قرة العین بصرها *
سوادش زلف لیلی شب قدر * بیاضش صبح عید بیضی اطوار *
مشام عقل سلیم را از روایح عنبر نفسش نشهٔ قوت دل و دست داده

از مطالعه فیض انگیزش تفتیح گل از رشک رنگینی عبارتش بسحر از شبنم عرق ناک و بلبل از غیرت موزونی فقراتش بهر نفس از جا رحسرت سینه چاک تحریرش سلک جمع لآلی آبدار تقریرش موج آب گوهر گفتار اگر روضه اش خوانند بجاست که از خیابان هر ذکرش نضارت و نشاء والی ناز دیده و دل نظارگیان ست و اگر میخانه اش نامند سزاست که از ساغر هر حرفش میستی مدام معرفت وقف چشم خاطر تماشائیان قطعه این نسخه که از رنگینی چون چمن است * چون صحن چمن پر از گل و یاسمن است * تشبیه تو اکرد بصحن چمنش * لیکن چو نظر کنی در ینجا سخن است * برای اعانت

کافه انام و منفعت خواص و عوام تصنیف فرموده واین
غزالان معانی را از صحرای سیاحت خود بدام تحریر آورده
تا که مربع نشینان زاویه عزلت را صور مثالی مقامات
غایب بی تردد و تکلیف پیش چشم شان بطریق عین العین
حاضر شود و متعلمان عبارت فارسی را بوسیله ترکیب بیان
هندی بی تدریس معلم لطف مضمون و معانی حاصل گردد
و بر طالبان ادراک سیر و تواریخ شهدا زظلم حقایق بلاد
و امصار و حالات و اخبار را استفادت بهره یاب شوند و نموده
بحتان نازبالش از خود فراموشی از بعضی کلمات موعظت
آیات شاید پنبه غفلت از گوش هوش کشند آید و افزید که

اساس دین و دولت این سردار نامدار را بهمین چنین محامد اوصاف سعادت آثار و مکارم اخلاق عظمت اطوار تا انقراض روزگار و انضباط لیل و نهار تشیید و پایدار داراد و این نسخه سراپا نگار را که حدیقه همیشه بهار و رقم زده قلم گهر بار ست از صرصر حادثه دور دوار و از زاغ حرف گیران حسد کردار محفوظ و مامون فرماید بحرمت النبی و آله الامجاد

تاریخ

بالطاف ساقی بزم قدم * ز معنی لبالب شد این جام جم

کتابی که آیینه دانش است * بچشم جهان سرمه بینش است

چو بستان سرای ز دار السرور * که چشم خزان از گلش باد دور

نگاریست از رخ کشد گر نقاب * دهد جلوه صد مطلع آفتاب

چو پرسیدم از چرخ دیرینه سال * ز تاریخ این نسخهٔ بی مثال
بفرمود این مصرعهٔ دلپذیر * بگو مختتم نامهٔ بی نظیر

نامهٔ بی نظیر
۱۳ ۹۸

این قطعهٔ شریفه کرامت لطیفه از کلام الهام بیان
و سخنهای تقدس نشان حضرت ملکی درجت قدسی مرتبت
مجمع علوم روحانی منبع فیوض رحمانی زبدة السالکین
دة العارفین مقتدای اصفیاء کرام پیشوای اتقیای
طام همای اوج لاهوتی شهباز فضای جبروتی بلبل
ستان عرفانی طوطی داستان حقانی مطلع دیوان

حقیقت مقطع قصیده ولایت آفتاب مشرق معرفت کوکب سپهر صمدیت مطرح لوارق آگاهی مهبط شوارق نامتناهی شریعت پناه طریقت آگاه حضرت عبدالله شاه صاحب است قطعه جامی می سرو چه جام جهان نماست آمد بدست محتشم الدوله رشک جم * یا نو عروس بکر چو خورشید طلعتی * بیرون کشید روی خود از حجله قدم * افگند شور و غلغله حسن در جهان * تا گردد عالم علوی خوش از عدم گویند این تموج آب است یا سراب * آیینه سکندر یا است جام جم * گفتا فلک بخنده ز روحانیان قدس * این شمه از کرشمه روحانیان اهم * تا ان بنگر به قوت او را مشتاقا

در قطرہ مضر ذو ی شدہ پنہان ہفت یم * گفتا فلک دبیر
خودش راکہ ای فلان * بر لوح خاطر ہمہ عالم کن این رقم *
کین نسخہ مرقعہ عالم جہان سیر * از لطف ایزدی چہ
سعادت کہ شد اتم * کردم نظر بمصحف روش شوق دل
آمد برون چو پردگی عفت از حرم * از اتفاق وقت
چو این نو عروس بکر * خوش گشت در کنار دل ہمکنار غم *
ز نقش حب خویش بلوح حریم دل * دل شد بجای اوج
سعادت بصدر حشم * بشگفت دل چو غنچہ و گفتا ز شوق
آن * زود آورند پرچہ قرطاس و ہم قلم * تا بہر یادگار گفتہ
تاریخ جستمی * تاریخ خوش زمسہ کتاب رخ از عجم *

کامد سروش مژده ده این علم مدوش * جام جهان نماست سیاحات محتشم * سیاحات محتشم قطعه تاریخ

۱۲۶۸

اردو که در زمان اتمام طبع این کتاب شیخ علی اسعد مندسوری که یکی از متوسلان ذی اعتبار و معتمدان حضور صحبت اقتدار این سرکار نامدار است نذر گذرانیده مرقوم میشود

قطعه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سر جو دیت سی سال طبع نکلا * لبا و الحجیب سیر المحتشم ہی

* تمام شد *

تقریض منشی کریم علی صاحب

کلید در گنجینۂ سخن کی حمد محمود کون و مکان مسجود انس و جان ہی
جسنی کن کی کنایی سی جو ہوا اور ہی یا ہوگا پردہ غیب سی
ظاہر کیا اور اپنی اسرار کی کیفیت سی برگزیدونکو یہی ماہر کیا
اگر ماہ ہی مشعلخانہ قدرتکا چراغ افروختہ ہی اگر مہر ہی تو
بصد محبت دلسوختہ ہی شہسوارنکی کمیت اس فکر مین لنک

حوصلہ تنگ منزلین طی کرتی مین مجبور اس مرحلہ سی
ہزارہا فرسنگ دور ہین کبھی پشہ سی کا ریل ہوتا ہی کبھی ذرہ
جبیل ہوتا ہی سیاحان ربع مسکون نی بہت آبلہ
پاونکی توڑی میدان وسعت آباد معرفت کی کنارہ نہ لگی
غواصان بحر زخار نی ہزارون غوطی کہائی در مطلب
ہاتہہ نہ آئی نظم آدمی کیا ہی ایک مشت خاک *
خاک کو ہو دمی خاک بہرا دراک * عقل و فہم و ذکا و
ہوش و خرد * ایک ہو کرین ہزار ہہ کد * راہ عرفانین
امی تو دور از فہم * رکہی کیونکر قدم اوہونکا وہم *

عقل یان انبیا کی حیران ہی * فہم یان اولیا کا نادان
ہی * جب تلک تو نہ دیوی دیدہ و دید * تیری پہچان
عقل سی ہی بعید * حق تو یہہ ہی کہ فہم انسانی * کرسکے
کیونکہ لاف حق دانی * بعد حمد خالق دادار نعت احمد مختار
جسنی بحکم حاکم ازل مسافرت پر کمر باندہی جہاد کرکی بیخکنی
کفر و ضلالت کی لوای ظفر بلند کرکی پرچم نصرت کہولا
سنگریزہ جب سر با نبوت کی گواہی دیں اشہد ان محمد الرسول اللہ
بولا شعر نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک * تصدق خاک پر
ہوتی نہ افلاک * بعد حمد و نعت کیا مزہ کی بات ہی بہ ازقند

ونبات ہی سیاحت ترکی بخت کی صیقل ہی مسافرت
زندگی کا ماحصل ہی بدون سیر سرمہ فیض کا دیدۂ بینش
کو جلا وی کیا دخل ہی حاصل ہو ناپختگی کا وطن مین
بیمحل ہی استادنی فرمایا ہی بہت مناسب وبجا ہی شعر
در وطن کرمیشدی ہرکس بآسانی عزیز * کی زآغوش پدر
یوسف بزندان آمدی * فاعتبروا یا اولی الابصار
گوہر جب تلک سنگ مین بند ہی کوئی کیا جانی قیمت
اوسکی چند ہی عقیق جب تلک وطن مین رہتا ہی نقش
ونگار سی عاری رہتا ہی جب تلک نفس اپنی جگہہ سی حرکت نہین کرتا ہی

تقریض

حرف نہیں بنتا ہی تیر نشتر ہی جب جو ہوتا ہی اگرچہ
جوش کہتا ہی لیکن قند ہی ہوتا ہی دوستاد
نی فرمایا ہی شعر قدر مردم کی شد پیدا بود اندر وطن*
در صدف قیمت نباشد گوہر ارزنده را* مصداق
اس حال احوال زیبنده مسند جاہ و جلال زیب وسادہ
تمکنت واقبال عمدہ ارکین دولت زبدہ اساطین
حشمت ایوان رفیع البنیان الوالی خامہ مسس اساس
بلند مکانی حشمت بلند اقبالی مورد انظار مراحم ملم یزلی عالم
ارم عطارد رقم رستم توان نواب محتشم الدولہ نواب محمد خان بہادر

رئیس گلشن آباد معروف جاوره خلد الله ملکه و دولته کی
اس و الاشان و زید و ن و حمید نشان بی خار بصر کی
پاون سیاحت مین تو رکی کل مقصد کو ہاتھ مین لیا ہے
دست و زبان کا معدور نہین جو تعریف اس برگزیدہ الغنی
و آفاق کے تحریر کر سکی تقوی ذات اقدس سی تقویت
رکہتا ہی لوای دین محمدی اس ذات فایض البرکات سے
بلند ہوا ہی زہد و ورع کو بصد نیاز نازہی شبانہ مین
مقید بر وزه و نمازہی و سر و نوخیز بستان امارت
و گلگلزار ایالت ہی کہ قمری و بلبل شوق زیارت قد و بالا

تقریض

دروی کل حلقۂ اطاعت درگردن آوارہ چمن فاختہ دار
کوکنان کم کردہ آشیان بار حلم و وقار سی کمر فلک
کوزہ پشت و دوتا ہی قدمبوس کو جھکا ہی قضا مطیع
قدر کی کیا قدرت جو فرمان برداری نکری آسمان کی
بان عظم شان دہوئین اُڑین جو خدمتکاری نکری
رعب عدالت کا جس جا ذکر آی فتنہ خفتہ بیدار ہو
ہنسی بہاک جائی غنم لاغر گرگ دریدہ دہن سی مونڈ
ہر ہو وہ انکھہ جو رانی لگی کبہی نہ جہپی ہو گلچین سرشاخ
ما تر بلبلکا گہر بتاتا ہی صیاد جالکی بدلی سرراہ انکہین

بجہاتا ہی دم اژدر ہیبت شمشیر برق دم سی اعدا کا
لہو خشک رستم بر زال کی صورت کا ہی اسفندیار ہو تو
پیرہ قاف سی موبنہ دہ ہی جہرہ جو نہ اصفہانی
مین بنانہ خراسانی مین دیکہا تشنہ خون اعدا ملتی ہی
خدا جانی کس پانچین بچہی ہی مرنیکی بعد بہی زخمی کا دل
تہ و بالا رہتا ہی اولی صفت یہہ ہی حشر تک زخم الا
رہتا ہی * نظم جود و ہمت مین اور سخاوت مین * زور
و قوت مین اور شجاعت مین * اج اوسکا نہین کوئی ثانی
ابر نیسان بگوہر افشانی * غیب سی اوسکو پہنچی ہی یہہ ندا *

تقریظ

بسط اللہ ظلہ ابدا * ہی وہ اقلیم جونپور کا والی * کہوب ظلہ
العالی * باوصف اشتغال امورات ریاست وانجاح مرام
نصفت بمعدلت نظم نثر سی شوق انشا پردازی کا
ون علم کا چرچا قدر علما و فضلا اس زمانہ میں موجود
ع علوم متنوعہ ذات فرخندہ صفات ہی ورنہ تقصیر
معاف میدان صاف ہی اس والا قدر نی نصر کہار نامہ
ف دینک دیکھا اپنی تصویر کا احوال جو دیکھا سحر محتشم
ل کتاب کا نام رکھا اگرچہ اردو ہی لاکن فارسی کو
ای ابرو ہی تر و تازہ گلستان سخن ہی پہلا پہولا ہوا

معنی کا چمن ہی ایک ایک نقطہ اوسکا رشک افزای خال
معشوق ہر ایک فقرہ اوسکا ثریا کی فقرون پر فوق نیا بائے
سحبان کی دلپر داغ ہی ظہور کی نثر بہان بکار رہی فسانہ عجائب
سرور کا کیا گذارہ ہی سرخی شنگرف نہین ہی شقایق ہو لا
ہر کہین ہی مین سطور آبحیات سی لبالب حرف سنبل وار
جوئبار زندگی کی برلب کیا مصفا تختہ سنگ مرمر ہی
سنگ موسی کی حروفونکی جسمین بحیرٔ ہی نقط لفظ سی گل
معنی کی پہولتی ہین فقرہ فقرہ سی بو باس نسرین ونسترنکی
پاتی ہین بخدا وہ کتاب مستطاب ہی کریم علی تعریف مین

تقریظ

جسکی گویائی کو بیجا ہی نظم کلک مدحت شاخ گل
ی اُرہی * جائی سیاہی چشم بلبل جاہی * معنی تو دیکھو
ل نورستہ ہی * سنبل و ریحان ہی برستہ ہی * ہر جگہہ
معنی کی بستانکا ہی گل * ہر شجر فقرہ کا موزون برمحل *
ی سبزی جدول زنگاری * صفحہ صفحہ تختہ گلزاری *
ورق اوراق گل بی قیل و قال * مصرعہ مصرعہ غیرت بر زال *
نا معنی ہین ہر جا جلوہ گر * جیسے شدا خاطر اہل ہنر *
رہا رگلشن خط دیکھہ پا ہی * داغ لالہ سینہ پر جہت پت سے
ہا ہی * ڈہونڈہنی کو حرف ناقص ہی نہین * صورت

صد برگ گل ہیں ہر کہیں * کیون نہو ارباب دانش کے
پسند * ہر جگہہ لکھا ہی اسمین وعظ و پند * بوستان
بوستان ہی دیکھلو * صفحہ ہی اسکا ہی رشک آبجو
ہین عجب اسمین تواریخی بیان * فی الحقیقت ہی طلسمات
جہان * طبع عالی سی ہوئی ہی یہہ رقم * کیون نہو اچھی
یہہ سیر محتشم * پہر جو بیان آیا مجہی تاریخ کا * ہاتف غیبی نے دی
اسدم صدا * کیا تجہی تاریخ کی ہی جستجو * سیر ماہ

برج حشمت کہدی تو *